نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: پنجم | پارہ: ۵-۸ | باب: ۸۴۸-۱۲۷۸ | حدیث: ۱۲۵۹-۱۹۲۷

کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب المناسک، ابواب العمرۃ

کتاب الصوم، کتاب صلوٰۃ التراویح، ابواب الاعتکاف

ناشر مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

نَصْرُ الْبَارِي

شرح اردو

صَحِيْحُ الْبُخَارِي

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: پنجم | پارہ: ۵-۸ | باب: ۸۴۸-۱۲۷۸ | حدیث: ۱۲۵۹-۱۹۲۷

کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب المناسک، ابواب العمرۃ
کتاب الصوم، کتاب صلوٰۃ التراویح، ابواب الاعتکاف

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نام .... نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری ﴿جلد پنجم﴾

مؤلف .... حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

ناشر .... مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادرآباد، کراچی نمبر ۵۔

﴿انتباہ﴾

اسٹاکسٹ: مکتبہ خلیلیہ

دوکان ۱۹، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ 0321-2098691

قدیمی کتب خانہ، کراچی
کتب خانہ اشرفیہ، اُردو بازار، کراچی
اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبۃ العلوم، بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ قاسمیہ، لاہور
مکتبہ حقانیہ، ملتان
مکتبۃ العارفی، فیصل آباد

دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی
کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی
مکتبہ ندوہ، اُردو بازار، کراچی
مکتبہ رحمانیہ، لاہور
مکتبہ حرمین، لاہور
ادارہ تالیفات، ملتان
مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

زم زم پبلشرز، اُردو بازار، کراچی
مکتبہ انعامیہ، اُردو بازار، کراچی
مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی
ادارہ اسلامیات، لاہور
المیزان، لاہور
مکتبہ امدادیہ، ملتان
مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی

﴿ہر دینی کتب خانہ پر دستیاب ہے﴾

﴿ باب ۸۴۸ التكبيرِ عَلَى الجَنَازَةِ اَرْبَعًا ﴾

وَقَالَ حُمَيْدٌ صَلَّى بِنَا اَنَس فَكَبَّر ثلاثاً ثُمَّ سَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ فَاسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّر الرَّابِعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ.

جنازے کی نماز میں چار تکبیریں کہنا

اور حمید طویل نے بیان کیا کہ حضرت انسؓ نے ہم کو جنازے کی نماز پڑھائی تو تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دیا ان سے کہا گیا تو پھر انھوں نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور چوتھی تکبیر کہی پھر سلام پھیرا۔

۱۲۵۹ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم نَعَى النَّجَاشِيَّ فى اليومِ الَّذِى ماتَ فِيْهِ وَخَرَجَ بِهِم اِلَى المُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِم وَكَبَّر عَلَيْهِ اَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی (شاہ حبش) کے مرنے کی اسی روز خبر دی جس روز وہ (حبش میں) مرا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر عیدگاہ گئے اور ان کی صف بندھوائی اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وكبر عليه اربع تكبيراتٍ"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص: ۱۷۷ تا ص ۱۷۸ ومر الحديث ص ۱۶۷ و ص ۱۷۶ و ص ۱۷۷ وياتى ص ۵۴۸، مسلم اول، ص: ۳۰۹۔

۱۲۶۰ ﴿ حدَّثَنا محمدُ بنُ سِنَانٍ قال حَدَّثنا سَلِيْمُ بنُ حَيَّانَ قال حَدَّثنا سَعِيْد بنُ مِيْنَاءَ عن جابرٍ اَنَّ النبى صلى الله عليه وسلم صَلّٰى علىٰ اَصْحَمَةَ النَّجاشِيِّ فَكَبَّرَ اَرْبعًا وقال يزيدُ بنُ هارون وَ عبدُ الصَّمَدِ عن سَلِيْمٍ اَصْحَمَةَ ﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی پر نماز پڑھی تو چار تکبیریں کہیں اور یزید بن ہارون اور عبد الصمد نے سلیم سے اصحمہ روایت کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فكبر اربعا"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۷۸ ومر الحديث ص ۱۷۶ وياتى ص ۵۴۷، ومسلم کتاب الجنائز، ص: ۳۰۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہیں اس سے زائد نہ ہونا چاہیے، اگرچہ بعض صحابہ سے بعض کی خصوصیت مثلاً بدری ہونے کی بنا پر چار سے زیادہ تکبیر ثابت ہے لیکن جمہور اور ائمہ اربعہ کا چار تکبیر پر اتفاق ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ امام بخاریؒ جمہور وائمہ اربعہ کی تائید وموافقت کر رہے ہیں۔

تشریح | "اصحمة" بفتح الهمزة وسكون الصاد المهملة وفتح الحاء المهمله بادشاہ حبش کا نام تھا لقب نجاشی تھا، واضح رہے کہ حبش کے ہر بادشاہ کا لقب نجاشی ہوتا تھا۔ جیسے روم کے بادشاہ کا لقب قیصر، تفصیل گذر چکی ہے۔

﴿بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الكتاب عَلَى الجَنَازَةِ﴾ [۸۴۹]

وقال الحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِفْلِ بِفَاتِحَةِ الكتابِ ويقولُ اَللّٰهُمّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَسَلَفا وَاَجْرًا.

جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا

اور امام حسن بصریؒ نے کہا بچے پر نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھے اور یہ دعا اللّٰهم اجعله لنا الخ (اے اللہ اس کو ہمارا میر سامان کردے اور آگے چلنے والا اور ثواب دلانے والا۔

۱۲۶۱﴿حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ بَشّارٍ قال حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سَعدِ بنِ اِبراهِيمَ عن طَلْحَةَ قال صَلَّيْتُ خَلفَ ابنِ عبّاسٍ ح قال وَحَدَّثَنا محمّدُ بنُ كَثِيرٍ قال اَخبَرَنا سُفيانُ عن سَعْدِ بنِ اِبراهِيمَ عن طَلْحَةَ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عَوفٍ قال صَلَّيْتُ خَلفَ ابنِ عبّاسٍ عَلَى جَنازَةٍ فَقَرأَ بِفَاتِحَةِ الكِتابِ وقال لِيَعْلَمُوا اَنَّهَا سُنَّةٌ﴾

ترجمہ | طلحہ بن عبداللہ بن عوف نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کے پیچھے ایک جنازے پر نماز پڑھی انھوں نے سورہ فاتحہ (بلند آواز سے) پڑھی اور کہا کہ (میں نے سورہ فاتحہ بالجہر) اس لیے پڑھی تاکہ تم لوگ جان لو کہ یہ (یعنی نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ) سنت ہے۔

مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

(۱) امام شافعیؒ امام احمدؒ واسحاقؒ کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔

(۲) امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة "فقرأ بفاتحة الكتاب"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۸۔

﴿ باب ۸۵۰ الصَّلٰوةِ علی القَبْرِ بعدَ ما يُدْفَنُ ﴾

مردہ دفن ہونے کے بعد قبر پرنماز پڑھنے کا بیان

۱۲۶۲﴿ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنِي سُلَيْمانُ الشَّيْبَانِيُّ قال سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قال اَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النبيِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَاَمَّهُمْ وَصَلُّوا خلفه قلتُ مَنْ حَدَّثَكَ هذا يا اَبا عَمْرٍو قال ابنُ عباسٍ ﴾

ترجمہ | عامر شعبی نے کہا کہ مجھ کواس شخص نے خبر دی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر پر سے گذرا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت کی اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے عامر شعبی سے پوچھا اے ابوعمرو (کنیت عامر شعبیؒ) تم سے یہ حدیث کس نے بیان کی؟ شعبی نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فامّهم وصلّوا خلفه"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۸ ومر الحديث ص ۱۱۸ وص ۱۶۷ وص ۱۷۶ وص ۱۷۶ وص ۱۷۶ ويأتي ص ۱۷۸ تا ۱۷۹۔

۱۲۶۳﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ الفَضْلِ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن ثابتٍ عن اَبِي رافعٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ اَسْوَدَ رَجُلاً اَوْ امرَاَةً كان يكون في المَسْجِدِ يَقُمُّ المَسْجِدَ فماتَ وَلَمْ يَعْلَمِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِمَوتِهِ فَذَكره ذاتَ يومٍ فقال مَا فَعَلَ ذلكَ الإنسانُ قالوا ماتَ يا رسولَ الله قال اَفَلا آذَنْتُمُونِي فقالوا اِنَّهُ كانَ كَذا وَكَذا قِصَّتُهُ قال فَحَقَّرُوا شَانَهُ قال فَدُلُّونِي عَلٰى قَبْرِهِ قال فَاَتٰى قَبْرَه فَصَلّٰى عَلَيْهِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک کالا مرد مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا یا ایک کالی عورت دیا کرتی تھی وہ مر گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مرنے کی خبر نہ ہوئی، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یاد فرمایا اور پوچھا اس انسان نے کیا کیا؟ یعنی نہیں دیکھتا ہوں کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مر گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے مجھ کو کیوں نہیں خبر کی، لوگوں نے عرض کیا ایسا ہوا، ایسا ہوا اس کا قصہ، غرضیکہ لوگوں نے اس کو حقیر سمجھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب مجھ کو اس کی قبر بتلاؤ۔ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ اس کی قبر پر آئے اور اس پر نماز پڑھی۔

تشریح قصته اگر منصوب پڑھیں تو منصوب بمقدر ای ذکروا قصّتہٗ.

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فاتی قبره فصلی علیه"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۷۸ و مر الحديث ص ٦۵، ومسلم اول کتاب الجنائز، ص: ۳۰۹ تا ۳۱۰۔

مقصد یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "وهذه ايضا من المسائل المختلف فيها قال ابن المنذر قال بمشروعيته الجمهور ومنعه النخعی ومالك وابو حنيفة وعنهم ان دفن قبل ان يصلی عليه شرع والا فلا (فتح)

خلاصہ یہ ہے کہ قبر پر نماز جنازہ کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے:

(۱) امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور داؤد ظاہری جواز کے قائل ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ قبر پر نماز کے قائل نہیں ہیں، البتہ اگر ولی میت دفن سے پہلے نماز جنازہ میں شامل نہ ہوسکا ہو تو حنفیہ کے نزدیک اس ولی کے لیے قبر پر جائز ہے، نیز اس صورت میں بھی قبر پر نماز جائز ہے جب کہ کسی شخص کو نماز کے بغیر دفن کردیا گیا ہو اس کے سوا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں۔ پھر حنفیہ کے نزدیک جن دو صورتوں میں صلوۃ علی القبر کا جواز ہے وہ جواز صرف اتنی مدت تک ہے جب تک میت کے اعضاء منتشر نہ ہوئے ہوں یعنی پھٹنے سے پہلے پڑھ سکتے ہیں۔

امام بخاریؒ کا مقصد شافعیہ وحنابلہ کی تائید وموافقت ہے جیسا کہ باب اور باب کے تحت حدیث کے ذکر سے ظاہر ہے۔

حدیث مذکور کا جواب (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس لیے کہ آپ ﷺ تمام مومنین کے ولی ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: النبی اولی بالمومنين من انفسهم (سورہ احزاب)

(۲) خصوصیت پر دوسری دلیل ابوہریرہؓ کی روایت ہے جس میں ارشاد ہے ان هذه القبور مملوءة ظلمة علی اهلها وان الله ينورها لهم بصلوتی عليهم (مسلم اول، ص: ۳۰۹ تا ۳۱۰)

(۳) حنفیہ کی ایک دلیل تعامل امت بھی ہے کہ سلف وخلف میں سے کسی نے بھی آنحضرت ﷺ کے روضۂ اقدس پر نماز نہیں پڑھی حالانکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے اجساد مبارکہ بعینہ محفوظ رہتے ہیں اور زمین انہیں ادنیٰ نقصان نہیں پہنچاتی کما فی الحديث حرم الله علی الارض اجساد الانبياء.

﴿ بَابٌ الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ ﴾ ۸۵۱

مردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے

۱۲٦۴ ﴿ حَدَّثَنا عَيَّاشٌ قال حدّثنا عبدُ الاَعْلٰی قال حدّثنا سَعِيدٌ ح قال وَقال لِی

خَلِيفَةُ حدّثنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ قال حدّثنا سَعِيْدٌ عن قَتَادَةَ عن اَنَسٍ عنِ النبیّ صلی اللّٰه عليه وسلم قَالَ العَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِی قَبرِهٖ وَتَوَلّٰی وَذَهَبَ اَصْحَابُهٗ حتی اِنّهٗ لَيَسْمَعُ قرعَ نِعالِهِم اَتَاهُ مَلَكَان فَاَقْعَدَاهُ فَيقولانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِی هٰذا الرَّجُلِ محمّدٍ فَيقولُ اَشْهَدُ اَنّه عبدُ اللّٰهِ وَرسولُهٗ فَيُقالُ انظُرْ اِلٰی مَقْعَدِكَ مِنَ النارِ اَبْدَلَكَ اللّٰه بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الجَنّةِ قال النبیّ صلی الله عليه وسلم فَيَراهُما جَمِيعًا وَاَمّا الكافِرُ اَوِ المنافِقُ فَيَقولُ لا اَدرِی كُنْتُ اَقولُ مَا يَقُولُ النّاسُ فَيُقالُ لادَرَيْتَ ولا تَلَيْتَ ثُمّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِن حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُها مَن يَلِيْهِ اِلّا الثَّقَلَيْنِ ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ اپنی قبر میں رکھدیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی منہ پھیر کر چل دیتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تو اس شخص محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس پر اس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں اپنے ٹھکانے کو دیکھ لے اللہ نے اس کے بدلے تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے، لیکن کافر یا منافق (فرشتوں کے جواب میں) کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے پھر اس سے کہا جائے گا کہ نہ تو نے اپنی عقل سے جانا اور نہ بتانے سے مانا (یعنی نہ علماء ربانی کی پیروی کی) پھر لوہے کے گرز سے اس کے دونوں کانوں کے درمیان ایک مار لگائی جاتی ہے جس سے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ اس کے پاس والی مخلوق انسان اور جن کے علاوہ سب سن لیتی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "انه ليسمع قرع نعالهم"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۷۸ و یاتی ص ۱۸۳ تا ۱۸۴ اخرجه مسلم فی صفة النار

مقصد یہاں سے امام بخاریؒ دفن کے آداب شروع فرمارہے ہیں کہ دفن کے وقت شور وشغب سے پرہیز کرے اور وقار سے کام کرنا چاہیے جیسا کہ نائم کے پاس ان چیزوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

تشریح اس حدیث میں سماع موتی کا مسئلہ ہے اس مسئلہ کیلئے دیکھئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی ص ۳۴ تا ۳۵۔

الحمدللہ تشفی بخش جامع تقریر ہے اگرچہ مختصر ہے۔

﴿ بابُ ۸۵۲ مَنْ اَحبَّ الدَّفْنَ فی الارْضِ المُقدَّسَةِ اَوْ نحوِهَا ﴾

جو شخص کسی برکت والی زمین میں جیسے بیت المقدس وغیرہ میں دفن ہونے کی آرزو کرے

''نحوھا'' سے مراد وہ مقامات مقدسہ ہیں جن کی طرف شد رحال کی اجازت ہے جیسے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ۔

خدایا آرزو ہے دل سے مجھ کو کب وہ دن ہو　　مدینہ میں مروں اور بقیع پاک مدفن ہو

۱۲۶۵﴿ حَدَّثنا محمودٌ قال حَدَّثنا عبدُ الرزاقِ قال اَخبرنا مَعْمَرٌ عنِ ابنِ طاؤسٍ عن اَبِیهِ عن اَبی هُرَیرة قال اُرسِلَ مَلَکُ الموتِ اِلٰی مُوسٰی فلَمّا جاءَهُ صَکَّه ففقا عَیْنَه فرَجَعَ الٰی رَبّه فقال اَرْسَلْتَنِی اِلٰی عبدٍ لا یُرِیدُ الموتَ فرَدَّ اللّٰه علیه عَیْنَهٗ فقال ارْجِعِ فقُل لَه یَضَعُ یَدَه عَلٰی مَتْنِ ثَورٍ فلهُ بِکُلّ ما غَطَّتْ به یَدُه بِکُلّ شَعْرةٍ سَنَةٌ قال اَیْ رَبِّ ثمّ مَاذا قال ثمّ الموتُ قال فالآنَ فسَاَلَ اللّٰهَ تعالٰی اَنْ یُدْنِیَهٗ مِنَ الارضِ المُقَدَّسَةِ رَمْیَةً بِحَجَرٍ قال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فلَو کُنْتُ ثَمّ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَه اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیقِ عِندَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ موت کا فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا (انسان کی شکل میں) تو جب ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ایسا طمانچہ مارا کہ اس کی آنکھ پھوٹ گئی اور وہ فرشتہ اپنے مالک کے پاس لوٹ گیا اور کہا آپ نے مجھ کو ایسے بندہ کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا، اور اللہ نے ان کی آنکھ درست فرمادی اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ ایک بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھے جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے عوض ایک سال زندگی ملے گی (فرشتہ نے ایسا ہی کیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ حکم ہوا ''موت'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو ابھی سہی پھر انھوں نے خدا سے دعا مانگی یا اللہ مجھ کو بیت المقدس سے ایک پتھر کی مار پر نزدیک کردے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو موسیٰ علیہ السلام کی قبر بتلا دیتا راستے پر لال ٹیلے کے پاس۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فسَاَلَ اللّٰهَ تعالٰى ان يدنيه من الارض المقدسة".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۷۸ ویاتی ص۴۸۴۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی مدفن کے لیے مقامات مقدسہ یا کسی پیغمبر یا ولی کا قرب وجوار پسند کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۔ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: "غرضه ان نقل الميت من موضع الى موضع لا يجوز مطلقا الا اذا قصد الدفن في الارض من الاراضى المقدسة. و عند الحنفية يجوز مطلقا (شرح تراجم ابواب)

۳۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں: "والاوجه عندى ان الامام البخارى اشار بالترجمة الى دفع ما يتوهم من قول سلمانؓ ان الارض لا تقدس احدا اخرجه مالك في المؤطا ان لا فرق بين الدفن في الارض المقدسة وغيرها فدفعه المصنف بهذه الترجمه (الابواب والتراجم، ج:۳)

اشکال: حضرت ملک الموت اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تھے پھر موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ کیوں مارا؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مقدسہ بغیر ان کی اجازت ملک الموت قبض نہیں کرتے ابھی ملک الموت بلا اجازت آئے تھے اور انسانی شکل میں آئے تھے اولاً تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو فرشتہ نہیں سمجھا تھا بلکہ دشمن سمجھا اس لیے تھپڑ مارا۔

دوسرا اشکال: کہ تھپڑ سے فرشتے کی آنکھ کیسے نکل پڑی؟

جواب: جب کوئی شے کسی دوسری شے کا روپ اختیار کرتی ہے تو اس کے اندر وہی اوصاف آجاتے ہیں مثلاً جنات بڑے طاقتور ہوتے ہیں لیکن جب سانپ بچھو کی شکل میں آتے ہیں تو ایک ڈنڈے اور ایک جوتا مارنے سے مرجاتے ہیں اسی طرح حضرت ملک الموت انسانی شکل میں آئے تو اوصاف انسانی لیکر آئے اس لیے تھپڑ لگنے سے آنکھ نکل گئی۔

﴿بَابُ ۸۵۳ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ وَدُفِنَ اَبُوبَكْرٍ لَيْلاً﴾

رات کو دفن کرنا، اور حضرت ابوبکرؓ رات کو دفنائے گئے

۱۲۶۶﴿ حَدَّثَنَا عثمانُ بن اَبِى شَيْبَةَ قال حَدَّثَنا جَرِيْرٌ عن الشَّيْبانِيِّ عنِ الشعبيِّ عن ابنِ عباسٍ قال صَلَّى النبىُّ ﷺ على رَجُلٍ بَعدَ مَا دُفِنَ بلَيْلَةٍ قامَ هُو وَ اَصحَابُه وكانَ سَالَ عنه فقال مَن هذا قالوا فلانٌ دُفِنَ البارِحَةَ فصَلَّوا عَليه﴾

ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پر جو رات میں دفن کردیا گیا تھا نماز پڑھی آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تھا کہ یہ

کون ہے لوگوں نے بتایا کہ فلاں ہے جو گذشتہ رات دفن کیا گیا چنانچہ سب نے اس پر نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "دفن بليلة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ۱۷۸ تا ۱۷۹ و مر الحديث ص ۱۱۸ و ص ۱۶۷، و ص ۱۷۶، و ص ۱۷۶، و ص ۱۷۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ میت کو رات کو دفنانا جائز ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔ امام بخاریؒ نے حدیث الباب ذکر کر کے جمہور کی تائید کر دی۔

۲۔ خود حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رات کو دفنائے گئے۔

﴿ بَابُ ۸۵۴ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ ﴾

قبر پر مسجد بنانا

۱۲۶۷﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قال حَدَّثَنَا مالِكٌ عن هِشامٍ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ قالتْ لَمّا اشتكى النبيُّ صلى الله عليه وسلم ذَكَر بعضُ نِسائِه كَنِيْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الحَبَشَةِ يقال لَهَا مارِيَةُ وَكانَتْ اُمّ سَلَمَةَ وَاُمّ حَبِيْبَةَ اَتَتَ اَرْضَ الحَبَشَةِ فَذَكَرتا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ فِيها فَرَفَعَ رَاسَه فقال اُولٰئِك اِذَا مَاتَ مِنهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِح بَنَوا عَلَى قَبْرِه مَسْجِدًا ثمّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَر وَاُولٰئِكَ شِرارُ الخلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ جب بیمار ہوئے (وفات کی بیماری میں) تو آپ ﷺ کی بعض بیویوں (ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ) نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو ملک حبشہ میں دیکھا تھا اس کا نام ماریہ تھا اور ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ دونوں حبشہ گئی تھیں چنانچہ ان دونوں نے اس کی خوبصورتی اور وہاں کی تصویروں کا حال بیان کیا آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا ان لوگوں کا قاعدہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی نیک شخص مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے پھر اس مسجد میں ان صورتوں کی تصویریں (مجسمے) رکھتے، اللہ کے نزدیک یہ ساری مخلوق سے بُرے ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "بنوا على قبره مسجدا"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۷۹ و مر الحديث ص ۶۱، و ص ۶۲ و یاتی ص ۵۴۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ قبر پر مسجد بنانا ممنوع ہے اس لیے کہ اگر قبر مسلم کی ہے تو مسلمان میت کی توہین درست نہیں اور اگر کافر کی قبر ہے تو بت پرستی سے مشابہت ہے حتیٰ کہ قبر کے دائیں بائیں بھی

مسجد کی تعمیر مکروہ ہے۔
چند ابواب قبل امام بخاریؒ ایک باب لا چکے ہیں "باب ما یکرہ من اتخاذ المسجد" اس سے مقصد قبرستان میں مسجد بنانے کا مسئلہ تھا اور یہاں عین قبر پر مسجد بنانے کا مسئلہ ہے اس لیے تکرار کا اشکال نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿بَابٌ ۸۵۵ مَن يَدخُلُ قَبْرَ المَرأَةِ﴾

عورت کی قبر میں کون داخل ہوگا؟

۱۲۶۸﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ سِنانٍ قال حَدَّثَنا فُلَيحٌ قال حَدَّثَنا هِلالُ بنُ عليٍّ عن أنسِ ابنِ مالِكٍ قال شَهِدْنا بِنتَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم وَ رَسولُ الله صلى الله عليه وسلم جالِسٌ عَلى القبرِ فرَأيتُ عَيْنَيهِ تَدْمَعان فقال هل فِيكم مِن أحَدٍ لَمْ يُقارِفِ اللَّيْلَةَ فقال أبو طَلْحة أنا قال فانْزِلْ فی قَبرِها فنزَل فی قبرِها فقَبَرَها قال ابنُ المبارَكِ قال فُلَيحٌ أراهُ يعنی الذَّنبَ قال ابو عبدِ الله لِيَقْتَرِفُوا لِيَكْتَسِبوا ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازے میں حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تشریف فرما تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے جس نے آج رات کو عورت سے مباشرت نہ کی ہو؟" ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں، ارشاد فرمایا تو اس کی قبر میں اتر، انس رضی اللہ عنہ نے کہا چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس کی قبر میں اترے اور جنازہ کو قبر میں رکھا، عبداللہ بن مبارکؒ نے کہا کہ فلیح نے کہا میں سمجھتا ہوں لم یقارف کے معنی ہیں جس نے گناہ نہ کیا ہو، امام بخاریؒ نے کہا کہ (سورہ انعام میں) لیقترفوا آیا ہے اس کے معنی ہیں لیکتسبوا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "من حيث ان النبی صلی الله عليه وسلم قال لابی طلحة انزل فی قبر بنته فنزل فقبرها"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۷۹ و مر الحديث ص۱۷۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ میت اگر عورت ہے اور بروقت ذوی المحارم نہیں ہیں تو رجل صالح بھی قبر میں اتار سکتا ہے۔

تشریح "بنت رسول اللہ" یہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں چونکہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے منسوب ہوئی تھیں ان کی وفات کے وقت آپ ﷺ جنگ بدر میں تھے اس لیے حضرت رقیہ کے جنازے میں آپ ﷺ شریک نہ ہو سکے اور رقیہ رضی اللہ عنہا کی خبر گیری وعلاج معالجہ کے لیے آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غزوۂ بدر میں شریک نہیں کیا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ام کلثوم کو ان کے عقد میں دیدیا۔

"لم یقارف" یہاں بمعنی جماع ہے۔امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق چونکہ حدیث میں لم یقارف کا لفظ آیا ہے تو قرآن مجید میں اس مادہ سے لیقترفوا کی تفسیر کردی و مرّ مرارًا .

﴿ بَابُ الصَّلٰوةِ علَى الشهيدِ ﴾ ۸۵۶

شہید پر نماز کا حکم؟

۱۲۶۹ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يوسُفَ قال حَدَّثَنا اللَّيثُ قال حَدَّثنى ابنُ شِهابٍ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ كعبِ بنِ مالِكٍ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰه قال كان النبيّ صلى الله عليه وسلم يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِن قتلٰى أُحُدٍ فى ثَوبٍ وَاحِدٍ ثمّ يقولُ أيُّهُم اكثرُ اَخذًا لِلقرآنِ فإذَا أُشِيْرَ لَه إلىٰ اَحَدِهِمَا قَدَّمَه فِى اللَّحْدِ وَ قال انا شَهِيدٌ على هٰؤلاءِ يومَ القِيامةِ وَاَمَر بِدَفْنِهِمْ فى دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِم ﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحد میں سے دو دو حضرات کو ایک کپڑے میں جمع فرماتے پھر ارشاد فرماتے کہ ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے جب کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو لحد میں اس کو پہلے رکھتے اور فرمایا میں قیامت کے دن ان کا گواہ ہوں اور آپ ﷺ نے انہیں خون سمیت دفنانے کا حکم دیا اور نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولم يصل عليهم"

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۱۷۹ ويأتى ص ۱۷۹،ص ۱۷۹،ص ۱۷۹، وص ۱۸۰ وفى المغازى ص ۵۸۴ واخرجه ابو داؤد، نسائى، ابن ماجه كلهم فى كتاب الجنائز .

۱۲۷۰ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثنا اللَّيثُ قال حَدَّثنى يَزِيْدُ ابنُ اَبِى حَبِيْبٍ عن اَبِى الخَيْرِ عن عُقْبَةَ بنِ عامِرٍ اَنَّ النبىّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ يومًا

فصلّی علی اھل اُحدٍ صلاتہ علی المیّت ثم انصرف الی المنبر فقال انّی فرطٌ لکم وانا شھید علیکم وانّی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانّی اُعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانّی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا ﴾

ترجمہ | حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (مدینہ سے) باہر نکلے اور اہل احد (شہداء احد) پر نماز جنازہ کی طرح نماز پڑھی پھر منبر کی طرف واپس آئے اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ (میر سامان) ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں اور خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تم لوگ میرے بعد مشرک بن جاؤ گے (یعنی سب کے سب مشرک ہو جاؤ گے) لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں نہ لگ جاؤ یعنی خزائن دنیا کی لالچ تم پر غالب نہ آجائے اور دنیا کے پیچھے اپنا دین نہ گنوا دو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انها تحتمل مشروعية الصلوة على الشهيد من جهة عمومها (عمده)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۹ ويأتي الحديث ص ۵۰۸ وفي المغازي ص ۵۷۸ تا ۵۷۹، و ص ۵۸۵ و ص ۹۵۱ و ص ۹۷۵۔

مقصد | امام بخاریؒ نے اختلاف روایات کی وجہ سے کوئی حکم نہیں لگایا دونوں طرح کی روایت نقل کر دی باب کی پہلی روایت میں ہے "لم یصل علیھم" اور دوسری روایت میں "صلی علی اھل احد صلاتہ علی المیت"

ان اختلاف روایات کی وجہ سے ائمہ مجتہدین کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شہید پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ حسن بصریؒ وغیرہ کے نزدیک پڑھی جائے گی۔

اس مسئلہ پر مفصل ومدلل بحث کیلئے نصر الباری کتاب المغازی دیکھئے، ص: ۱۲۶ تا ۱۲۹، یعنی آٹھویں جلد دیکھئے۔

﴿ باب ۸۵۷ دفن الرّجلين او الثّلاثة فى قبرٍ واحدٍ ﴾

دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنے کا بیان

۱۲۷۱﴿ حدّثنا سعيد بن سليمان قال حدّثنا اللّيث قال حدّثنا ابن شهاب عن عبد

الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبٍ اَنَّ جابِرَ بنَ عبدِ اللّٰه اَخْبَرهُ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِن قَتْلٰى اُحُدٍ ﴾

ترجمہ | عبدالرحمٰن بن کعبؓ سے مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد میں سے دودو کو ایک قبر میں جمع کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان يجمع بين الرجلين من قتلى احد"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۱۷۹ ويأتي ص۱۷۹، وص۱۸۰، وص۵۸۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت جمع بین الرجلین جائز ہے، البتہ مرد کے ساتھ عورت نہ ہو۔ ۲ امام حسن بصریؒ چونکہ مکروہ سمجھتے تھے، بخاریؒ نے تردید کردی۔

حسن بصریؒ کا قول عدم ضرورت پر محمول ہے نیز حنفیہ بھی بلاضرورت جمع کو مکروہ جانتے ہیں۔

﴿ ۸۵۸ بابُ مَنْ لَمْ يَرَ غُسْلَ الشُّهَداءِ ﴾

شہیدوں کو غسل نہ دینا

۱۲۷۲﴿ حَدّثنا اَبو الوَليدِ قال حَدّثنا لَيْثٌ عن ابنِ شِهابٍ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ كَعْبِ بنِ مالِكٍ عن جابرٍ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَدْفِنُوهُم في دِمَائِهِم يعني يومَ اُحُد وَلَمْ يُغَسِّلْهُم ﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن (شہیدوں کے بارے میں) فرمایا انہیں ان کے خونوں میں دفن کردو اور ان کو غسل نہیں دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله " ولم يغسلهم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۷۹ ومر ص۱۷۹ ويأتي ص۱۷۹ وص۵۸۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ شہداء کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ انہیں خون آلود حالت میں ہی دفن کیا جائے گا۔ یہی ائمہ اربعہ اور جمہور کا مسلک ہے صرف حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ غسل دیا جائے گا۔ م امام بخاریؒ نے ان کی تردید کردی۔ واللہ اعلم

٨٥٩

﴿ بابُ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ ﴾

قَالَ ابو عبدِ اللهِ سُمِّيَ اللَّحْدَ لِانّه في ناحِيَةٍ وَكُل جائِرٍ مُلحِدٌ مُلتَحَدًا مَعْدِلاً وَلَو كانَ مُسْتَقِيما كانَ ضَرِيحًا.

بغلی قبر میں کون آگے رکھا جائے؟

امام بخاریؒ نے کہا بغلی قبر کو لحد اسلئے کہتے ہیں کہ وہ ایک کونے میں ہوتی ہے اور ہر ظالم لحد ہے، اسی سے (سورہ کہف میں) ملتحدا آیا ہے جسکے معنی ہیں پناہ کی جگہ، پھرنے کی جگہ، اور اگر سیدھی صندوقی قبر ہو تو اسکو ضریح کہتے ہیں۔

١٢٧٣﴿ حَدَّثَنا ابنُ مُقاتِلٍ قال اَخبرنا عبدُ اللهِ قال اَخبرنا اللَّيثُ بنُ سَعْدٍ قال حَدَّثَنِي ابنُ شِهابٍ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ كَعبِ بنِ مالكٍ عن جابرِ ابنِ عبدِ اللهِ اَنّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى اُحُدٍ في ثوبٍ وَاحِدٍ ثُمّ يقولُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخذًا لِلقرآنِ فاِذَا اُشِيرَ لَه اِلَى اَحدِهِما قَدَّمَه في اللَّحدِ وَقال اَنا شَهِيدٌ على هؤلاءِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِم بِدِمَائِهِم وَلَم يُصَلِّ عَلَيْهِم وَلَم يُغَسِّلْهُم قال وَاَخبرنا الاَوْزاعِي عنِ الزُّهْرِيِّ عن جابرِ بنِ عبدِ اللهِ قال كانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يقولُ لِقتلَى اُحُدٍ اَيُّ هؤلاءِ اَكثرُ اَخذًا لِلقرآنِ فاِذَا اُشِيرَ له اِلَى رَجُلٍ قَدَّمَه في اللَّحدِ قبلَ صاحِبِه قال جابرٌ فكُفِّنَ اَبِي وَعَمِّي في نَمِرَةٍ وَاحِدَةٍ وقال سُليمٰنُ بنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي الزهرِيّ قال حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جابِرًا ﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدوں میں سے دو دو شہیدوں کو ایک کپڑے میں جمع فرماتے (یعنی ایک کپڑے میں کفناتے) پھر ارشاد فرماتے ان میں قرآن کس کو زیادہ یاد تھا؟ جب ان دونوں میں کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ ﷺ اس کو بغلی قبر میں آگے رکھتے اور فرماتے میں قیامت کے دن ان لوگوں کا گواہ ہوں اور انہیں خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

عبداللہ بن مبارکؒ نے کہا اور ہم کو اوزاعی نے خبر دی زہری سے انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے

حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدوں کے متعلق پوچھتے کہ ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد تھا تو جب آپ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق بتلا دیا جاتا تو اس کو آپ ﷺ بغلی قبر میں اس کے ساتھی سے آگے رکھتے، جابرؓ نے فرمایا میرے والد (عبداللہؓ) اور میرے چچا عمرو بن جموح، ایک چادر میں کفنائے گئے اور سلیمان بن کثیر نے کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے اس نے بیان کیا جس نے جابرؓ سے سنا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ان فيه ان النبى صلى الله عليه وسلم قدّم فى اللحد من قتلى احد من كان اكثر اخذا للقرآن .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۷۹ و مر ص ۱۷۹ و ياتى ص ۵۸۴ و ص ۵۸۴۔

مقصدہ امام بخاریؒ نے روایت ذکر کر کے مقصد بتا دیا کہ اکثر اخذا للقرآن کو لحد میں پہلے رکھا جائے گا یعنی الافضل فالافضل۔

﴿بابُ الإذْخِرِ وَالحَشِيشِ فى القَبْرِ﴾ ۸۶۰

اذخر اور سوکھی گھاس قبر میں بچھانا

"اذخر" بكسر الهمزة وكسر الخاء المعجمة وفى آخره راء وهو نبت معلوم (عمدہ) اذخر ایک گھاس ہے خوشبودار جو مکہ مکرمہ میں بہت پیدا ہوتی ہے۔ "حشیش" سوکھی گھاس، ہری گھاس جو کاٹی جائے۔

۱۲۷۴﴿ حَدَّثنا محمّدُ بنُ عبدِ اللّهِ بنِ حَوشَبٍ قال حَدّثنا عبدُ الوَهّابِ قال حَدّثنا خالِدٌ عن عِكرَمةَ عن ابنِ عباسٍ عنِ النبيِ صلى الله عليه وسلم قال حَرّمَ اللّه مَكةَ فلمْ تحِلّ لِاَحَدٍ قَبلِي وَلا تَحِلّ لِاَحَدٍ بَعْدِى اُحِلّتْ لِى سَاعةً مِن نَهارٍ لا يُختَلَى خَلاهَا وَلا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلا يُنفّرُ صَيدُهَا وَلا تُلتَقَطُ لُقطَتُها اِلاّ لِمُعَرّفٍ فقال العبّاسُ اِلاّ الإذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنا فقال اِلاّ الإذْخِرِ وقال اَبوهُرَيرةُؓ عنِ النبى صلى الله عليه وسلم لِقُبُورِنا وَبُيوتِنا وَقال اَبانُ بن صالحٍ عنِ الحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ عن صَفِيّةَ بنتِ شَيْبَةَ قالتْ سَمِعتُ النبىّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَه وقال مجاهِدٌ عن طاؤسٍ عنِ ابن عباسٍ لِقَيْنِهِم وَ بُيُوتِهِم ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مکہ کو حرم بنایا ہے نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا، میرے لیے (فتح مکہ کے روز) دن کے تھوڑے سے وقت (صبح سے عصر تک) حلال کیا گیا اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اس کا

شکار نہ بھڑ کایا جائے اور وہاں کی پڑی ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے مگر تشہیر کرنے والا۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا مگر اذخر (یعنی اذخر کی اجازت دیجئے) کہ یہ ہمارے سناروں اور ہماری قبروں کے لیے ضرورت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "سوائے اذخر کے" حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اذخر ہماری قبروں اور گھروں کے کام آتی ہے، اور ابان بن صالح نے کہا انھوں نے حسن بن مسلم سے انھوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے اور مجاہد نے طاؤس سے انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "الا الاذخر لصاغتنا وقبورنا"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۷۹ تا ۱۸۰ ویاتی ص۲۱۶ وص ۲۴۷، وص ۲۴۷، وص ۲۸۰ وص ۳۲۸ تعلیقا وص ۳۹۰ وص ۳۹۶، وص ۴۳۳، وص ۴۵۲، ومغازی، ص: ۶۱۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتلانا ہے کہ حجاز میں اذخر گھاس کثیر الوجود ہے اور مکان کی ضرورت، قبروں پر بچھانے کی ضرورت نیز لوہار و سنار کی ضرورت ہے۔ غرضیکہ اذخر سے بہت سی ضرورتیں وابستہ تھیں اس لیے آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ کی درخواست پر اذخر کو مستثنیٰ کر دیا اور کاٹنے کی اجازت دیدی۔

سوال: حدیث میں حشیش کا ذکر نہیں ہے پھر امام بخاریؒ ترجمہ میں کہاں سے لائے۔؟

جواب: (۱) بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اذخر کی کوئی خصوصیت نہیں صرف کثرۃ وجود کی وجہ سے مذکور ہوا پھر بعد میں حشیش کا اضافہ کر دیا۔

(۲) بخاریؒ نے حشیش کو اذخر گھاس پر قیاس کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۶۱ ﴿بابٌ هَل يُخرَجُ المَيّتُ مِنَ القَبرِ وَاللّحدِ لِعِلّةٍ﴾

کیا میت کو کسی ضرورت سے قبر سے نکالا جا سکتا ہے؟

۱۲۷۵﴿ حَدَّثَنا عليُّ بنُ عبدِ اللّه قال حَدَّثنا سُفيانُ قال عَمرٌو سمعتُ جابرَ بنَ عبدِ اللّهِ قال اَتَى رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم عبدَ اللّهِ بنَ اُبَيّ بعدَ ما اُدْخِلَ حُفرَتَه فاَمَرَ به فاُخرِجَ فوَضَعه علٰى رُكبَتَيهِ وَنفث فِيه مِن رِيقِهِ وَاَلبَسه قَمِيصَهٗ فاللّه اَعْلم وكان كَسَا عبّاسًا قَمِيصًا وقال سُفيانُ وقال اَبو هارُونَ وكان علٰى رسولِ اللّه صلى اللّه عليه وسلم قَمِيصَانِ فقال له ابنُ عبدِ اللّه يا رسولَ اللّه

اَلْبِس اَبی قَمِیْصَكَ الذی یَلی جِلْدَكَ قال سُفیانُ فَیَرَونَ اَنَّ النبی صلی الله علیه وسلم اَلْبَسَ عبدَ اللّٰهِ قَمِیْصَهٗ مُکافاةً لِمَا صَنَعَ ﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی (منافق) کی قبر پر اس وقت تشریف لائے جب اس کی لاش اس کے قبر میں رکھ دی گئی، آپ ﷺ نے اس کے نکالنے کا حکم دیا چنانچہ نکالی گئی۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنا دیا، اللہ جانے اس کا کیا سبب تھا اس منافق نے حضرت عباسؓ کو ایک قمیص پہنایا تھا اور سفیان بن عیینہ نے کہا اور ابو ہارون نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو کرتے پہنے ہوئے تھے عبداللہ بن ابی (منافق) کے فرزند حضرت عبداللہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کو اپنا وہ کرتہ پہنا دیجئے جو آپ کے جسم سے متصل ہے سفیان نے کہا لوگوں کا گمان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو اپنا کرتہ اس کے کرتہ کے بدلے پہنایا، جو اس نے حضرت عباس کے ساتھ کیا تھا (یعنی کرتہ پہنایا تھا)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فامر به فاخرج" ای من قبره بعد ان دفن.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۱۸۰ و مر الحدیث ص۱۶۹ ویاتی ص۴۲۲، وص۸۶۲۔

۱۲۷۶ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ قال حَدَّثَنا حُسَیْنٌ المُعَلِّمُ عن عَطاءٍ عن جابرٍ قال لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِی اَبِی مِنَ اللَّیْلِ فقال مَا اُرَانِی اِلَّا مَقتولًا فی اَوَّلِ مَن یُّقتَلُ مِن اَصْحابِ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وَاِنّی لا اَتْرُكُ بَعْدِی اَعَزَّ عَلیَّ مِنْكَ غَیْرَ نفسِ رسولِ الله صلی الله علیه وسلم وَاِنَّ عَلیَّ دَیناً فَاقْضِ وَاسْتَوصِ بِاَخَوَاتِكَ خَیْرًا فَاَصْبَحْنا فکانَ اَوَّلَ قَتِیلٍ وَدَفَنْتُ مَعَه آخر فی قَبرِهِ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِی اَنْ اَترُکَهٗ مَعَ آخر فاسْتَخْرَجْتُه بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فاذا کَیَومِ وَضَعْتُه هُنَیَّةً غَیْرَ اُذُنِه ﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ جب احد کا دن آیا (یعنی صبح کو لڑائی تھی) تو میرے والد حضرت عبداللہؓ نے مجھ کو رات میں بلایا اور فرمانے لگے کہ میرا غالب گمان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سب سے پہلے میں مارا جاؤں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تم سے زیادہ پیارکسی کو نہیں چھوڑتا ہوں اور مجھ پر قرض ہے اس کو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا، جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے وہی (میرے والد عبداللہ) شہید ہوئے اور میں نے ان کے ساتھ ایک دوسرے صاحب کو ان کی قبر میں دفن کر دیا تھا پھر مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ میں اپنے باپ کو دوسرے کے ساتھ رہنے دوں چنانچہ میں نے چھ مہینے کے بعد ان کو نکالا تو دیکھا کہ

جوں کے توں ویسے ہی تھے جیسے میں نے دفن کیا تھا سوائے کان کے (یعنی کان میں کچھ مٹی کا اثر آ گیا تھا)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاستخرجته"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۰ ويأتى ص ۱۸۰۔

۱۲۷۷﴿ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّٰه قال حَدَّثَنا سَعِيْدُ بنُ عَامِرٍ عن شُعْبَةَ عن ابنِ اَبِى نَجِيْحٍ عن عطاءٍ عن جابرٍ قال دُفِنَ مَعَ اَبِى رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِى حتى اَخْرَجْتُهُ فَجَعَلْتُهُ فى قبرٍ على حِدَةٍ ﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میرے والد صاحب کے ساتھ ایک اور صاحب دفن ہوئے تھے لیکن مجھ کو اچھا نہ لگا چنانچہ میں نے ان کو نکالا اور علیحدہ ایک قبر میں کر دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حتى اخرجته الخ"

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو کسی صورت میں بھی نکالنے کو جائز نہیں کہتے۔ امام بخاریؒ کا رجحان و میلان یہ ہے کہ عند الضرورت جائز ہے۔

(۲) امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد ہے جو حضرات ناجائز کہتے ہیں۔ امام نے حدیث پیش کر کے تردید کر دی۔ واللہ اعلم

۸۶۲
﴿ بابُ اللَّحْدِ وَالشَّقِ فى القَبْرِ ﴾

قبر کے بارے میں بغلی قبر اور صندوقی قبر کا بیان

۱۲۷۸﴿ حَدَّثَنا عَبْدانُ قال اَخْبَرنا عبدُ اللّٰهِ قال اَخبرنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ قال حَدَّثنى ابنُ شِهابٍ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ كعبِ بنِ مالكٍ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰه قال كان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم يَجْمَعُ بينَ الرَّجُلَيْنِ مِن قَتْلٰى اُحُدٍ ثم يقول اَيُّهُمْ اَكثَرُ اَخذًا لِلقُرآنِ فاِذَا اُشِيْرَ له الى اَحَدِهِما قَدَّمه فى اللَّحْدِ فقال اَنا شَهِيْدٌ على هٰؤلاءِ يومَ القيامةِ فاَمَرَ بِدَفْنِهِم بِدِمَائِهِم وَلَمْ يُغَسِّلْهُم ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدوں میں سے دو دو شخصوں کو جمع فرماتے پھر پوچھتے ان دونوں میں سے کس نے زیادہ قرآن یاد کیا تھا جب ان دونوں میں سے ایک کو بتلایا جاتا تو آپ ﷺ بغلی قبر میں آگے رکھتے پھر فرماتے میں ان لوگوں کے (ایمان کا) قیامت کے دن گواہ ہوں اور آپ ﷺ نے ان کے خون سمیت ان کے دفن کرنے کا حکم دیا اور غسل نہیں دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "قدّمه في اللحد"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۰ ومر الحديث ص ۱۷۹، ص ۱۷۹، ص ۱۷۹ ويأتي ص ۵۸۴۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ لحد یعنی بغلی قبر افضل ہے، اور ترجمہ میں "لحد" کے ساتھ "شق" کو ذکر کر کے اشارہ کر دیا ہے کہ جائز تو دونوں ہیں مگر افضل لحد یعنی بغلی قبر ہے۔

﴿بابٌ ۸۶۳ اِذَا اَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ هَلْ يُصَلّٰى عَلَيه وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الاسلامُ﴾

وَ قال الحَسَنُ وَشريحٌ وَابراهيمُ وَقتادَةُ اِذَا اَسْلَمَ اَحدُهُما فالوَلَدُ مَعَ المُسْلِمِ وكان ابنُ عباسٍ مَع اُمّهِ مِنَ المُسْتَضْعَفِيْنَ وَلَمْ يَكن مَعَ اَبِيْهِ على دِينِ قومِه وَقال الإسْلامُ يَعْلُو وَلاَ يُعْلٰى.

اگر بچہ مسلمان ہو جائے اور (جوان ہونے سے پہلے) مر جائے تو اس پر نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور بچہ کو مسلمان ہونے کے لیے کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

اور حسن بصریؒ اور شریحؒ اور ابراہیم نخعیؒ اور قتادہؒ نے کہا ہے کہ جب والدین میں سے کوئی مسلمان ہو جائے تو لڑکا مسلمان کے ساتھ رہے گا اور ابن عباسؓ اپنی ماں کے ساتھ کمزور مسلمان (سمجھے جاتے) تھے اور اپنے باپ کے ساتھ اپنی قوم کے دین پر نہ تھے اور حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے اسلام بلند و غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

۱۲۷۹﴿ حَدّثنا عَبْدانُ قال اَخبَرنا عبدُ اللّٰه عن يُونسَ عنِ الزُّهريِّ قال اَخبرني سَالِمُ بنُ عبدِ اللّٰه اَنّ ابنَ عُمَرَ اَخبره اَنّ عُمَرَ انطَلَقَ مَعَ النبيِ صلى اللّٰه عليه وسلم فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابنِ صَيّادٍ حتى وَجَدوهُ يَلعَبُ مع الصِّبيانِ عِندَ اُطُمِ بَني مَغالَةَ وقد قارَبَ ابنُ صَيّادٍ الحُلُمَ فلَمْ يشعُرْ حتى ضربَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم بِيَدِه ثمَّ قال لابنِ صَيّاد اَتَشْهَدُ اَنّي رسولُ اللّٰه فَنظر اِلَيْهِ ابنُ صَيّاد فقال اَشهَدُ اَنّك رسولُ الاُمِّيّينَ فقال ابنُ صيّادٍ للنبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَتَشهد اَنّي رسولُ اللّٰه فرَفَضَه وَقال آمنتُ باللّٰه و بِرُسُلِه فقال له مَاذا ترٰى قال ابنُ صَيّادٍ ياتِيني صادِقٌ و كاذِبٌ فقال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم خُلِطَ عَلَيكَ الاَمر ثمّ

قال لهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنّى قد خبأتُ لك خبيئًا فقال ابنُ صَيّادٍ هُو الدُّخ فقال اخسأ فلَنْ تعدُوَ قدرَكَ فقال عُمَر دعنى يا رسولَ الله اَضرِبْ عُنقه فقال النبى صلى الله عليه وسلم اِن يكُن هُوَ فلَن تُسلَّطَ عليهِ وَاِن لَّم يَكُن هُو فلا خيرَ لك فى قَتلِه وقال سالِمٌ سمِعتُ ابنَ عُمَر يقولُ ثمّ انطلَقَ بعدَ ذلِكَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم وَاُبَىُّ بنُ كعبٍ اِلَى النخلِ التى فيها ابنُ صَيّادٍ و هو يَختِلُ اَن يَسمَعَ مِن ابنِ صَيّادٍ شَيئاً قبلَ اَن يّراهُ بنُ صَيّادٍ فرآهُ النبى صلى الله عليه وسلم وهو مُضطَجِعٌ فى قَطِيفَةٍ لهُ فِيها رَمزَةٌ اَوْ زَمرَةٌ فرأتْ اُمُّ ابنِ صَيّادٍ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم وَهُو يَتّقِى بِجُذوعِ النخلِ فقالتْ لِابنِ صَيّادٍ يا صافِ وهو اسم ابنِ صَيّادٍ هذا محمّد فثارَ ابنُ صَيّاد فقال النبى صلى الله عليه وسلم لَو تَرَكَتْهُ بَيّنَ وقال شُعيبٌ زَمزَمَة فرفصه وقالَ اسحاقُ الكلبى وَعُقيلٌ رَمرَمة وقال مَعمَرٌ رَمزَة ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت کے ہمراہ ابن صیاد کی طرف چلے، یہاں تک کہ بنی مغالہ کے ٹیلوں کے پاس ابن صیاد کو پایا کہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے اور ابن صیاد بالغ ہونے کے قریب تھا اس کو (آپ ﷺ کے آنے کی) خبر ہی نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس پر مارا پھر ابن صیاد سے فرمایا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو اس نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور کہنے لگا میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھ لوگوں کے پیغمبر ہیں پھر ابن صیاد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا "آمنت باللہ و برسلہ" (یعنی میں اللہ اور اس کے تمام پیغمبروں پر ایمان لایا) پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا "تو کیا دیکھتا ہے؟" ابن صیاد نے کہا میرے پاس صادق و کاذب دونوں طرح کی خبریں آتی ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو معاملہ تجھ پر خلط ملط ہو گیا پھر آپ ﷺ نے (امتحان کے لیے) اس سے فرمایا: "اچھا میں نے ایک بات تیرے لیے دل میں رکھی ہے وہ بتلا (آپ ﷺ نے سورہ دخان کی اس آیت کا تصور کیا "فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین") ابن صیاد نے کہا وہ دُخ ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا دور ہو تو اپنی بساط سے ہرگز نہ بڑھ پائے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ مجھ کو چھوڑ یئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہی ہے (یعنی دجال ہے) تو تم اس پر ہرگز نہیں قابو پاؤ گے اور اگر وہ (یعنی دجال) نہیں ہے تو اس کے قتل میں تیرے لیے کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔ اور سالم نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے،

اس کے بعد پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بن کعبؓ کھجوروں کی طرف چلے جن میں ابن صیاد رہتا تھا اور آپ ﷺ چاہتے تھے کہ کسی حیلے سے ابن صیاد کی کچھ باتیں سن لیں قبل اس کے کہ وہ حضور ﷺ کو دیکھے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا کہ وہ اپنے ایک چادر میں لپٹا پڑا ہے اس میں گنگناہٹ ہے، ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (آتے ہوئے) دیکھ لیا کہ آپ ﷺ کھجور کے تنوں میں چھپ چھپ کر آرہے ہیں تو اس نے ابن صیاد سے کہا اے صاف اور یہ ابن صیاد کا نام ہے، یہ محمد (ﷺ) ہیں تو ابن صیاد کود پڑا (یعنی فوراً اٹھ کھڑا ہوا) اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اس کی ماں اس کو چھوڑ دیتی تو وہ اپنا حال کھول دیتا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اتشهد انى رسول الله"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۰ تا ۱۸۱ ويأتى ص ۴۲۹۔

۱۲۸۰﴿ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثنا حَمّادٌ وهو ابنُ زَيْدٍ عن ثابتٍ عن اَنَسٍ قال كانَ غلامٌ يهودِيٌّ يَخْدُمُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فَمَرِضَ فاتا النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُودُه فقَعَدَ عندَ رَاْسِه فقال لَهُ اَسْلِم فَنَظَرَ اِلى اَبِيْهِ وهو عندَهُ فقال اَطِعْ اَبَا القاسِمِ فاَسْلَمَ فَخَرَجَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَهو يقولُ الحمدُ لِلّهِ الّذِى اَنْقَذَهُ مِنَ النّارِ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار پڑا تو نبی اکرم ﷺ اسکے پاس بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا مسلمان ہوجاوہ اپنے باپ کی طرف جو پاس بیٹھا تھا دیکھنے لگا اس کے باپ نے کہا ابوالقاسم ﷺ کا کہنا مان لے چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا تب آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے اللہ کا شکر جس نے اُسے دوزخ سے بچالیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فقال له اسلِم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۱ ويأتى، ص ۸۴۴۔

۱۲۸۱﴿حَدَّثَنا عليُّ بنُ عبدِ اللّهِ قال حَدَّثَنا سُفيانُ قال قال عُبَيدُ اللّهِ سمعتُ ابنَ عباسٍ يقول كنتُ اَنا وَاُمّى مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ اَنا مِنَ الوِلْدَانِ وَاُمّى مِنَ النِّسَاءِ﴾

ترجمہ | عبید اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ میں اور میری ماں مستضعفین میں سے ہیں میں بچوں میں اور میری ماں عورتوں میں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كنت انا وامّى من المستضعفين"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۱ ويأتى ص ٦٦٠، وص ٦٦١۔

۱۲۸۲﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قال اَخبرنا شعَيبٌ قال قال ابنُ شِهابٍ يُصَلّى على كُلِّ مَولودٍ مُتَوفّى وَاِن كانَ لِغَيَّةٍ مِنْ اَجلِ انّه وُلِدَ علىٰ فِطْرَةِ الإِسْلامِ يَدّعِى ابَواهُ الإِسْلامَ اَوْ اَبوهُ خاصَّةً وَاِنْ كانتْ اُمُّه علىٰ غيرِ الاسلامِ اِذَا استَهَلَّ صارِخًا صُلِّيَ عليهِ وَلاَ يُصَلّى علىٰ مَن لا يَسْتَهِلُّ مِن اَجلِ انّه سِقطٌ فاِنّ ابا هريرةَ كانَ يُحَدِّثُ قال النبى صلى الله عليه وسلم ما مِنْ مَولودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ فَاَبواهُ يُهَوِّدَانِهِ اَو يُنَصِّرانِه اَو يُمَجّسَانِه كَما تُنْتَجُ البَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَل تُحِسُّونَ فِيها مِن جَدْعَاءَ ثمّ يقولُ اَبُوهُرَيرة فِطْرَةَ اللّٰهِ الّتى فَطَرَ النَّاسَ عَلَيهَا الآيَةَ ﴾

ترجمہ | ابن شہاب نے کہا ہر فوت شدہ بچے پر نماز پڑھی جائے گی اگر چہ وہ زانیہ کا ہو اس وجہ سے کہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا ہے اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا صرف باپ مسلمان ہو اگر چہ اس کی ماں اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب پر ہو جب کہ وہ پیدا ہوتے وقت آواز نکالے اس پر نماز پڑھی جائے گی اور اگر آواز نہ نکالے تو اس پر نماز نہیں پڑھی جائے گی اس وجہ سے کہ وہ کچا بچہ ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت اسلام یعنی توحید پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ چوپایہ جانور صحیح وسالم یعنی پورے بدن کے پیدا ہوتے ہیں کیا تم ان میں کوئی کن کٹا دیکھتے ہو؟ ابو ہریرہؓ یہ حدیث بیان کر کے سورہ روم کی یہ آیت پڑھتے تھے فطرة الله التى فطر الناس عليها الآیہ اللہ کی فطرت کو لازم کر لو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان المولود بين الابوين المسلمين او احدهما مسلم اذا مات وقد استهل صارخا يصلى عليه فالصلوة عليه تدل على انه محل عرض الاسلام عند تعقله (عمدہ)

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۱۸۱ ويأتى ص۱۸۱، وص۱۸۵، وص۷۰۴۔

۱۲۸۳﴿ حَدَّثَنا عَبدانُ قال اَخْبَرنا عبدُ اللّٰه قال اَخبَرنا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيّ قال اخبرنى اَبُوسَلَمَةَ بنُ عبدِ الرحمٰنِ اَنّ اَبا هُريرةَ قال قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مَا مِن مَولودٍ اِلاّ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ فَاَبَواهُ يُهَوِّدَانِه اَو يُنَصِّرانِه اَوْ يُمَجِّسانِه كَما تُنتَجُ البَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعاءَ هَل تُحِسُّونَ فيها مِنْ جَدْعَاءَ ثم يقولُ اَبُوهُرَيْرَةَ فِطْرَةَ اللّٰهِ الّتِى فَطَرَ الناسَ عَلَيها لا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰه ذٰلك الدِّينُ القَيِّمُ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے بچے پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی اصلی فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی بنا دیتے ہیں، یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ چوپایہ جانور پورے بدن کا (یعنی صحیح سالم) پیدا ہوتا ہے کیا کوئی ان میں تم کن کٹا دیکھتے ہو؟ یہ حدیث بیان کر کے حضرت ابو ہریرہؓ سورۂ روم کی یہ آیت تلاوت فرماتے "فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ" (آیت ۳۰)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ما من مولود الا يولد على الفطرة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۸۱ ویاتی ص۱۸۵، وص۷۰۴، وص۹۷۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صبی ممیز یعنی سمجھدار بچہ پر اسلام پیش کیا جائے گا یعنی مسلمان ہونے کے لیے کہا جائے گا اور ایسے بچہ کا اسلام معتبر ہے یہی جمہور فرماتے ہیں۔

تشریح امام بخاریؒ نے یہاں تو شک کے ساتھ **هل يعرض على الصبي الاسلام** فرمایا ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف سولہ برس میں لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ اتنی بڑی مدت میں بعض بعض مسائل میں رائے بدل سکتی ہے جیسا کہ اس مسئلے میں بھی امام بخاریؒ کی رائے بدلی ہوئی ہے چنانچہ آگے چل کر کتاب الجہاد ص ۴۲۹ میں عرض اسلام پر شک ختم ہو گیا اور جزم و یقین کے ساتھ ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے "باب كيف يُعرض الاسلام على الصبي"

ابن صیاد (بفتح الصاد و تشديد الياء) ایک یہودی بچہ تھا اس کا نام "صافی" یا عبداللہ تھا (قس) علامہ قسطلانیؒ نے مسند احمد کے حوالہ سے حضرت جابرؓ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ایک یہودی عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی ایک آنکھ بالکل غائب تھی اور دوسری ابھری ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہی دجال نہ ہو۔ (قس جلد ثالث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ کانا دجال کی جو صفتیں اور علامتیں بتائی گئی تھیں ان میں سے بعض ابن صیاد میں پائی جاتی تھیں نیز اس کے عجیب عجیب حالات تھے جن کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداءً شبہ تھا کہ کہیں یہی کانا دجال نہ ہو بعض صحابہ کو غلبہ ظن تھا کہ یہ دجال ہے بعض صحابہ نے تو قسم کھائی کہ یہ دجال ہے۔

جمہور فرماتے ہیں کہ یہ ابن صیاد وہ دجال تو نہیں ہے لیکن دجال من الدجاجلہ ہے مسلم شریف جلد ثانی میں ابن صیاد کے متعلق ایک طویل حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے دیکھ لینا چاہیے۔

بہر حال دجال کی بعض علامتیں ابن صیاد میں تھیں اس لیے ابتداءً حضور اقدس ﷺ کو بھی تردد تھا۔ چنانچہ تحقیق و تفتیش کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اس کے بعد سے باب کی پہلی حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

"اطم بنی مغالة" الخ اطم بضم الهمزة و الطاء ثیل،قلعہ جمع آطام۔

"مغالہ" بفتح المیم و بالغین المعجمة بطن من الانصار۔

اشکال: ابن صیاد نے نبوت کا دعویٰ کیا جس کی وجہ سے وہ واجب القتل تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل سے کیوں منع فرمایا؟

جواب: (۱) وہ یہودی تھا اور اس وقت آنحضرت ﷺ کا یہود سے معاہدہ تھا۔

(۲) یا اس وجہ سے کہ وہ اس وقت نابالغ تھا۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ اِذَا قالَ المُشرِكُ عندَ الموتِ لا اِلٰهَ اِلاّ اللّٰهُ﴾ ۸۶۴

اگر مشرک مرتے وقت (سکرات سے پہلے) لا الٰہ الا اللہ پڑھ لے (یعنی غرغرہ سے پہلے) تو کیا حکم ہے؟

مطلب یہ ہے کہ اگر احوال آخرت منکشف نہیں ہوئے تو ایمان معتبر ہے مفید ہوگا، لیکن اگر احوال آخرت منکشف ہو گئے یعنی جان کنی کے وقت کا ایمان معتبر نہیں لقولہ تعالیٰ "فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيمانُهم لمّا رَاَوْ باسنا" (پ۲۴، ع۱۲)

۲ قال تعالیٰ "وَلَيسَتِ التوبَةُ لِلَّذِين يَعمَلونَ السَّيِّئَات حتّىٰ اِذَا حَضر اَحَدَهُم الموتُ قال اِنِّي تُبْتُ الآنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَموتونَ وَهُم كُفَّار (سورہ نساء رکوع ۳)

وقال فی قصة فرعون: "آلئٰنَ وقَدْ عَصَيْتَ قبلُ و كُنْتَ مِنَ المُفْسِدِين.

وفی الحدیث "ان الله تعالیٰ یقبل توبة العبد مالم یغرغر"

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ نزع کی حالت کا ایمان مفید نہیں۔

ابو طالب کو بھی آپ ﷺ نے نزع سے پہلے ایمان لانے کے لیے فرمایا ہوگا یا اگر نزع کی حالت شروع ہوگئی تھی تو یہ خصوصیت پر محمول ہوگا جیسے حضور اقدس ﷺ کی دعا سے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی۔

۱۲۸۴﴿ حَدَّثَنا اِسحاقُ قال اَخبَرنا يَعقُوبُ بنُ اِبْراهِيمَ قال حَدَّثَنا اَبِي عن صالِحٍ عنِ ابنِ شِهابٍ قال اَخبرنا سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ عن اَبِيهِ اَنّه اَخبَرَهُ اَنّه لَمّا حَضَرتْ اَبا طالِبٍ الوَفاةُ جاءَهُ رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فَوَجَدَ عِنْدَه اَباجَهلِ بنَ هِشامٍ وَعَبدَ اللّٰهِ بنَ اَبِي اُمَيَّةَ بنِ المُغِيرَةِ قال قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه

وسلم لِاَبِی طالِب اَی عَمّ قُل لا اِلٰه اِلاّ اللّٰهُ کَلِمَةً اَشهَدُ لَكَ بِهَا عِندَ اللّٰه فقال اَبُوجَهلٍ و عبدُ اللّٰهِ بنُ اَبِی اُمَیَّةَ یا اَبا طالِب اَترغَبُ عن مِلَّةِ عبدِ المُطَّلِبِ فلم یَزَلِ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یَعرِضُها عَلَیهِ وَیعُودَانِ بِتِلكَ المَقالَةِ حتی قالَ اَبُوطالِب آخِر ما کَلَّمَهُم بِه هُوَ عَلٰی مِلَّةِ عبدِ المطّلِب وَاَبٰی اَن یقول لا اله اِلاّ اللّٰه فقال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اَما وَاللّٰه لَاَستَغفِرنّ لكَ مالَم اُنهَ عنكَ فانزَلَ اللّٰه فِیهِ ما کان لِلنَّبِیّ الآیة ﴾

ترجمہ | حضرت مسیب بن حزنؓ کا بیان ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آپہنچا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ابوطالب کے پاس ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ کو موجود پایا رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب سے فرمایا اُے چچا لا اله اِلاّ اللّٰه کہہ لیجئے میں اللہ کے پاس آپ کے لیے گواہی دونگا یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا: ''اے ابوطالب تم (اپنے باپ) عبدالمطلب کی ملت سے پھر جاؤ گے؟ غرض رسول اللہ ﷺ برابر ان پر یہ کلمہ توحید پیش فرماتے رہے اور وہ دونوں وہی لوٹاتے رہے (یعنی کیا اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟) یہاں تک کہ ابوطالب نے جو اخیر بات کہی وہ یہی تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہے۔ (یعنی میں اپنے باپ عبدالمطلب کے دین و ملت پر ہوں) اور لا اِلٰه الاّ اللّٰه کہنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جو ہونا تھا وہ ہوا) اب بخدا میں آپ کے لیے ضرور استغفار کرتا رہوں گا جب تک روکا نہ جاؤں، تو یہ آیت کریمہ (سورہ توبہ کی) نازل ہوئی ''ما کان لِلنَّبِیّ'' الآیة ترجمہ آیت کریمہ ''نبی اور مسلمانوں کے شایان نہیں کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں''

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة ''ای عم قل لا اله الا اللّٰه کلمة اشهد لك بها عند اللّٰه''

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے مرض الموت میں یہ فرمایا تھا اور ظاہر یہی ہے کہ حالت نزع (غرغرہ) سے قبل حضور ﷺ نے فرمایا تھا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر ابوطالب عندالموت یہ کلمہ ایمان کہہ لیتے تو بلاشبہ ایمان مقبول اور مفید ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ ترجمہ سے حدیث کی مطابقت بطور دلالت التزامی ہے یعنی مطابقی نہیں ہے اس وجہ سے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

مطابقته للترجمة غیر ظاهرة لان الترجمة فیما اذا قال المشرك عند الموت لا اله الا اللّٰه والحدیث فیما اذا قیل للمشرك قل لا اله الا اللّٰه (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۱۸۱ و یاتی ص ۵۴۸، وص ۶۷۵، وص ۷۰۲، وص ۹۸۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر مرتے وقت بھی مشرک شرک سے توبہ کرلے تو اس کا ایمان صحیح اور معتبر ہوگا بشرطیکہ نزع کی حالت سے پہلے ایمان لائے لیکن اگر نزع شروع ہوجانے پر۔ (یعنی احوال آخرت کے منکشف ہوجانے پر) ایمان لائے گا تو ایمان معتبر و مفید نہ ہوگا۔

تشریح چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابوطالب کے بڑے احسانات تھے ابوطالب نے اپنی اولاد کی طرح بلکہ بڑھ کر حضور اقدس ﷺ کو پالا پرورش کی کافروں کی ایذادہی سے آپ ﷺ کو بچاتے رہے اس لیے آپ ﷺ نے محبت کی وجہ سے فرمایا کہ میں تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا اور آپ ﷺ نے دعا شروع کردی پھر آیت کریمہ نازل کر کے آپ کو منع کردیا گیا تو آپ رُک گئے۔

۸۶۵

﴿باب الجَرِيدِ عَلَى القَبرِ﴾

وَاَوْصٰی بُرَيْدَةُ الْاَسْلَمِيُّ اَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيْدَانِ وَرَاى ابْنُ عُمَرَ فُسْطَاطًا عَلٰى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ انْزِعْهُ يَا غُلَامُ فَاِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَاَيْتُنِي وَنَحْنُ شُبَّانٌ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ وَاِنَّ اَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِي يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ حَتّٰى يُجَاوِزَهُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ اَخَذَ بِيَدِي خَارِجَةُ فَاَجْلَسَنِي عَلٰى قَبْرٍ وَاَخْبَرَنِي عَنْ عَمِّهِ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ اَحْدَثَ عَلَيْهِ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُوْرِ۔

قبر پر شاخ گاڑنے کا بیان

اور حضرت بریدہ اسلمیؓ نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں لگائی جائیں، اور حضرت ابن عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی قبر پر ایک خیمہ دیکھا تو فرمایا اے غلام اس کو نکال ڈال ان پر ان کا عمل سایہ کرے گا۔ اور خارجہ بن زید نے کہا میں نے اپنے تئیں حضرت عثمانؓ کے زمانے میں دیکھا اس وقت میں جوان تھا ہم میں سب سے بڑا کودنے والا (لمبی چھلانگ لگانے والا) وہ ہوتا جو حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پر اس پار کود جاتا، اور عثمان بن حکیم نے کہا کہ خارجہ بن زید نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک قبر پر بٹھایا اور اپنے چچا یزید بن ثابت سے روایت کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کے لیے مکروہ (وممنوع) ہے جو اس پر پیشاب یا پاخانہ کرے، اور نافع نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ قبروں پر بیٹھا کرتے تھے۔

"اشدنا وثبة" بعض نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی قبر اونچی تھی لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ لڑکے بجائے چوڑائی کے قبر کی لمبائی میں کودتے ہوں، شیخ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ قبر کو ایک بالشت سے زیادہ اونچا کرنا مکروہ ہے۔

"کان ابن عمر یجلس" مراد اس سے تکیہ لگانا ہے، قبر پر بیٹھنا مراد نہیں واللہ اعلم

۱۲۸۵﴿ حَدَّثَنا يَحْيىٰ قال حَدَّثَنا اَبُو مُعَاوِيَةَ عنِ الاَعْمَشِ عن مجاهِدٍ عن طاؤسٍ عنِ ابنِ عباسٍ قال مَرَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبانِ فقال اِنَّهما لَيُعَذَّبانِ وَمَا يُعَذَّبانِ فى كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُما فكانَ لا يَسْتَتِرُ مِنَ البَوْلِ وَاَمَّا الآخَرُ فكانَ يَمْشِى بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّها بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فى كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فقالوا يا رسولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هذا فقال لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عنهُما مَالَمْ يَيْبَسَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے جنہیں عذاب ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کسی بڑے عمل کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا، پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ہری شاخ لی پھر اس کو بیچ میں سے چیر کر دو ٹکڑے کیے اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دی تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا شاید جب تک وہ سوکھیں نہیں ان کا عذاب ہلکا ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم اخذ جريدة الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۲ ومر الحديث ص ۳۴ تا ۳۵، وص ۳۵ ويأتى ص ۱۸۴، وص ۸۹۴، و ص ۸۹۴، مسلم فی الطہارت، ص ۱۴۱، ابوداؤد، ص ۴، نسائی، ص ۲۲۵، ابن ماجہ اول ص ۲۹۔

مقصد | چونکہ اس مسئلے میں سلفاً خلفاً اختلاف رہا ہے چنانچہ خود امام بخاریؒ نے آثار صحابہ کا اختلاف ذکر فرمادیا ہے کہ حضرت بریدہ اسلمیؓ نے دو شاخیں گاڑنے کا حکم فرمایا۔

اور حضرت ابن عمرؓ نے خیمہ اکھڑوا دیا کہ یہ کچھ نہیں لکڑی سے کیا ہوتا ہے ان پر تو ان کا عمل سایہ کرے گا، اسی اختلاف کی وجہ سے امام بخاریؒ نے یہاں کوئی صاف وصریح حکم نہیں بیان کیا۔

اس مسئلے پر مفصل ومدلل بحث گذر چکی ہے نصر الباری جلد دوم، ص: ۱۴۰ سے ص ۱۴۴ دیکھئے۔

۸۶۶ ﴿ بَابُ مَوْعِظَةِ المُحَدِّثِ عندَ القَبْرِ وقُعُودِ اَصْحابِهِ حَوْلَه ﴾

يَخْرُجُونَ مِنَ الاَجْداثِ القبور بُعْثِرَتْ اُثِيْرَتْ بَعْثَرْتُ حَوضِى جَعَلْتُ اَسْفَلَهُ

أَغْلاهُ الإِيفَاضُ الإِسْرَاعُ وقَرَأَ الأَعْمَشُ إِلَى نَصْبٍ يُوفِضُونَ إِلَى شَيْءٍ مَنْصُوبٍ يَسْتَبِقُونَ إِلَيْهِ وَالنُّصْبُ وَاحِدٌ وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ يَوْمُ الخُرُوجِ مِنَ القُبُورِ يَنْسِلُونَ يَخْرُجُونَ .

قبر کے پاس محدث (یعنی عالم) کا لوگوں کو نصیحت کرنا اور لوگوں کا اس کے گرد بیٹھنا

سورہ قمر کی آیت یخرجون من الاجداث میں اجداث سے مراد قبریں ہیں (یعنی قبروں سے نکل پڑیں گے) اور سورہ انفطار میں بُعثرت بمعنی اثیرت ہے (یعنی سورہ انفطار کی چوتھی آیت "واذا القبور بعثرت کے معنی ہیں جب قبریں اٹھائی جائیں، نیچے کی چیز اوپر آ جائیں) عرب کے لوگ کہتے ہیں "بعثرت حوضی" یعنی اس کو تلے اوپر کر دیا، ایفاض بمعنی اسراع ہے یعنی جلدی کرنا۔ اور اعمش نے سورہ معارج کی (آیت ۴۳) میں پڑھا ہے "کانھم الی نَصْبٍ یُوفضون" یعنی ایک کھڑی ہوئی چیز کی طرف دوڑتے جا رہے ہیں (نصب بُت جمع انصاب) اور مشہور قرات ہے الی نُصُبٍ یُوفِضون پوری آیت ہے یومَ یَخرُجون مِنَ الاجْداثِ سِراعًا کانَّھُمْ اِلی نُصُبٍ یُوفِضُون"

(جس دن نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے ہوئے اس طرح کہ گویا کسی نشان کی طرف دوڑ لگا رہے ہوں۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نُصب سے بُت مراد ہوں جو کعبہ کے گرد کھڑے کیے ہوئے تھے ان کی طرف بھی بہت عقیدت اور شوق کے ساتھ لپکتے ہوئے جاتے تھے)

"والنُصبُ واحد" اور نُصب بضم النون واحد یعنی مفرد ہے اور نَصْب مصدر ہے۔

"یوم الخروج" یعنی سورہ قٓ میں جو ہے ذلك یوم الخروج یعنی قبروں سے نکلنے کا دن۔

"ینسلون" اور سورہ انبیاء میں جو ینسلون کا لفظ ہے بمعنی یخرجون ہے یعنی نکل پڑیں گے۔

۱۳۶۲ حَدَّثَنَا عثمانُ قال حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ عن أَبِي عَبْدِ الرَّحمٰنِ عن عليٍّ قال كُنَّا في جَنَازَةٍ في بَقِيعِ الغَرْقَدِ فَأَتَانا النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَعَدَ وَقَعَدْنا حَوْلَه وَمَعَه مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِه ثم قال مَا مِنْكُم مِنْ أَحَدٍ أَو مَا مِن نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إلاّ كُتِبَ مَكانُها مِنَ الجَنَّةِ وَالنارِ وإلاّ قد كُتِبَتْ شَقِيَّةً أو سَعِيدَةً فقالَ رَجلٌ يا رسولَ اللهِ أَفَلا نَتَّكِلُ عَلى كِتابِنا وَنَدَعُ العَمَلَ فَمَنْ كانَ مِنَّا مِن أَهْلِ السَّعادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعادة

وَاَمَّا مَن کانَ مِنّا مِنْ اَهْلِ الشّقَاوَةِ فَسَیَصِیرُ الٰی عَملِ اَهْلِ الشّقاوَةِ قال امّا اهلُ السّعادَةِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السّعَادَةِ واَمّا اهلُ الشّقاوَةِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشّقَاوَةِ ثم قرأ فَاَمّا مَنْ اَعْطٰی وَاتّقٰی وَصَدّق بالحُسْنٰی الآیۃ ﴾

ترجمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بقیع غرقد میں ایک جنازے میں تھے (اتنے میں) نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم آپ ﷺ کے گرد بیٹھے اور آپ ﷺ کے پاس ایک چھڑی تھی آپ ﷺ نے سر جھکا لیا اور اپنی چھڑی سے زمین کریدنے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں یا کوئی جان ایسی نہیں جس کا ٹھکانا جنت اور جہنم میں نہ لکھا ہوا ہو اور یہ بھی کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت؟ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کیوں نہیں ہم اپنے نوشتہ پر بھروسہ کرلیں اور عمل چھوڑ دیں کیونکہ ہم میں سے جو اہل سعادت (نیک بخت) ہوگا وہ ضرور نیک بختوں جیسا عمل کرنے لگے گا اور جو ہم میں سے بد بخت ہوگا وہ بد بختوں جیسا عمل کرے گا، آپ ﷺ نے فرمایا (بات یہ ہے) کہ جن کا نام نیک بختوں میں ہے ان کو نیک کام کرنے کی توفیق دی جائے گی اور جو بد بخت ہیں ان کو بدی کرنے کی توفیق میسر ہوگی پھر آپ ﷺ نے (سورہ واللیل کی) یہ آیت تلاوت فرمائی "فاما من اعطی و اتقی و صدق بالحسنی" (جس نے نیک راستہ میں دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اچھی بات (اسلام کی باتوں) کی تصدیق کی تو ہم اس کے لیے نیکی کا راستہ آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور اچھی بات کی تکذیب کی تو ہم اس کو سختی میں پہنچا دیں گے یعنی نیکی کی توفیق سلب ہو جائیگی اور آخرکار عذاب الٰہی کی انتہائی سختی میں پہنچ جائیگا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فقعد وقعدنا حوله"

اس لیے کہ حضور اقدس ﷺ کا بیٹھنا اور کلام کرنا بلاشبہ لوگوں کے لیے موعظت و نصیحت تھی۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۸۲ ویاتی الحديث فی التفسير ص ۷۳۷ تا ۷۳۸، وص ۷۳۸، وص ۷۳۸، وص ۷۳۸، وص ۷۳۸، وص ۹۱۸، وص ۹۷۷ واخرجه مسلم فی القدر واخرجه ابوداؤد فی السنة واخرجه الترمذی فی القدر و ابن ماجه فی السنة.

مقصد حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ احوال قعود کے درمیان تفصیل ہے بعض روایت میں قبر پر بیٹھنے کی کراہت و ممانعت آئی ہے تو امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ یہ کراہت اس وقت ہے جب کہ بیٹھنے میں کوئی مصلحت نہ ہو مثلاً صرف چند آدمی بیٹھ کر بطور تفریح گپ شپ کرنے لگیں تو کراہت ہے لیکن اگر مصلحت ہو کہ کوئی عالم عوام کو دینی مسائل بتائے نصیحت کرے فلا کراهة بلکہ مستحب ہے کہ قبر، حشر، اور نشر کے متعلق نصیحت کرے۔

۸٦۷

﴿بابُ مَا جاءَ فی قاتِلِ النفسِ﴾

خودکشی کرنے والے کے بارے میں جو (سزا) وارد ہے

تفصیل حدیث میں آرہی ہے

۱۲۸۷﴿ حَدّثنا مُسَدّدٌ قال حَدّثنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيعٍ قال حَدّثنا خالدٌ عن اَبِی قِلابَةَ عن ثابتِ بنِ الضَحّاكِ عنِ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال مَن حَلَفَ بِمِلّةٍ غیرِ الاسلامِ کاذِبًا مُتَعَمِّدًا فهو کما قال وَمَنْ قَتَلَ نَفسهُ بِحَدِیْدَةٍ عُذِّبَ بِها فی نارِ جَهَنَّمَ وَقال حَجّاجُ بنُ مِنهالٍ حَدّثنا جَرِیْرُ بنُ حازِمٍ عن الحسنِ قال حَدّثنا جُنْدَبٌ فی هذا المسجِدِ فَمَا نَسِیْناهُ وَمَا نَخافُ اَنْ یَکْذِبَ جُنْدَبٌ عَلَی النبیِ صلی اللّٰه علیه وسلم قال کانَ بِرَجلٍ جِراحٌ قَتَلَ نَفسَه فقال اللّٰه بَدَرَنِی عَبْدِی بِنَفسِه حَرّمتُ علیهِ الجنّةَ ﴾

ترجمہ | حضرت ثابت بن ضحاکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی قصداً جھوٹی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور جو شخص اپنے آپ کو تیز ہتھیار سے مار ڈالے اس پر اسی ہتھیار سے دوزخ میں عذاب دیا جائے گا، اور حجاج بن منہال نے کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا انھوں نے حسن بصریؒ سے انھوں نے کہا ہم سے جندب بن عبداللہ نے اسی (بصرے کی) مسجد میں حدیث بیان کی ہم اس کو بھولے نہیں اور نہ ہم کو یہ خیال ہے کہ جندبؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کو زخم لگا اس نے اپنے کو مار ڈالا (یعنی زخم کی تاب نہ لاکر خودکشی کرلی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے جان نکالنے میں مجھ پر جلدی کی اس کی سزا میں میں نے اس پر جنت حرام کردی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "من قتل نفسه بحديدة عذب بها الخ

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۲ وياتی ص ۸۹۳، وص ۹۰۱، وص ۹۸۴ وفی المغازی ص ٦۰۰، وص ۷۱۷۔

۱۲۸۸﴿ حَدّثنا اَبُو الیَمانِ قال حَدّثنا شُعَیْبٌ قال اَخبَرَنا اَبُو الزِّنادِ عنِ الاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَیْرَةَ قال قال النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم الذِی یَخْنُقُ نَفْسَه یَخْنُقُها فی النارِ وَالذِی یَطْعُنُها یَطْعُنُها فی النّارِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر مرے وہ دوزخ میں بھی

اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص اپنے آپ کو نیزہ بھونک کر مارے وہ دوزخ میں بھی اپنے آپ کو نیزہ بھونکتا رہے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "الذى يخنق نفسه"

اس لیے کہ ترجمۃ الباب عام ہے قاتل نفس اس کو بھی شامل ہے جو اپنے آپ کو قتل کرے یعنی خودکشی کرے۔

۲۔ اور قاتل نفس اس کو بھی شامل ہے جو کسی دوسرے کو قتل کردے حدیث میں صرف خودکشی کرنے والے کا ذکر ہے مگر مطابقت من کل الوجوہ ضروری نہیں اگر ایک جزء سے مطابقت ہے تو بالکل کافی ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ١٨٢ وياتى ص ٨٦٠۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد قاتل نفس کا حکم بیان کرنا ہے حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں قال ابن رشيد مقصود الترجمة حكم قاتل النفس (فتح) نیز علامہ عینیؒ بھی یہی فرماتے ہیں (عمدہ) مطلب یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ہوگی یا نہیں؟ عندالجمہور نماز پڑھی جائے گی۔

امام مالکؒ سے منقول ہے کہ قاتل نفس کی توبہ مقبول نہیں لہٰذا اس پر نماز بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ ترجمہ سے یہی امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان معلوم ہوتا ہے۔

تشریح "حرمت عليه الجنة" (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ دخول اوّلی حرام ہے۔
(۲) استحلال پر محمول ہے یعنی اگر جائز سمجھ کر خودکشی کیا ہے تو بیشک ہمیشہ کیلئے جنت سے محروم ہوگا۔

﴿بابُ ما يُكرهُ مِنَ الصّلوةِ علَى المُنافِقِيْنَ وَالاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشرِكِيْنَ رواهُ ابنُ عُمَرؓ عنِ النبيِّ ﷺ﴾ ۸٦٨

منافقوں پر نماز پڑھنے اور مشرکین کے لیے دعاء کرنے کی کراہت کا بیان، اس کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا

١٢٨٩﴿ حَدَّثَنا يَحْيى بنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عن ابنِ شِهابٍ عن عُبَيْدِ اللّه بنِ عَبْدِ اللّه عنِ ابنِ عبّاسٍ عن عُمَرَ بنِ الخطابِ انّه قال لمّا ماتَ عبدُ اللّهِ بنُ اُبَيٍّ ابنُ سَلُولَ دُعِيَ له رسولُ اللّه صلى الله عليه وسلم لِيُصَلّي عليهِ فلَمّا قامَ رسُولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم وَثَبْتُ اِلَيْهِ فقلتُ يا رسولَ اللّه اَتُصَلّي علىَ ابنِ اُبَيّ وقد قال يومَ كَذا وكَذا كَذا وَكَذا اُعَدِّدُ عليهِ قولَه فتَبَسَّمَ رسولُ

اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال اَخِرْ عَنّی یا عُمَرُ فلمّا اکثرْتُ علیهِ قال اِنّی خُیّرتُ فاختَرْتُ لَو اَعْلَمُ اَنّی اِن زِدْتُ علی السّبعینَ یُغفر له لَزِدْتُ عَلَیْهَا قال فصَلّی علیهِ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثمَّ انصَرَفَ فلَمْ یَمْکُثْ اِلاّ یَسِیْرا حتی نَزَلتِ الآیتانِ مِن بَراءَ ةَ وَلا تُصَلِّ علی اَحَدٍ مِنهُم مَاتَ ابَدًا اِلٰی قولِه وَهُمْ فاسِقُونَ وَلاَ تقُمْ عَلٰی قَبرِه اِنّهُمْ کَفَرُوا بِاللّٰه وَرَسُولِه وماتوا وَهُمْ فَاسِقُونَ قال فعجِبْتُ بعدُ مِن جُرْاَتی علی رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یَوْمَئِذٍ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کے لیے بلائے گئے پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے ارادہ سے) کھڑے ہوئے تو میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تیزی سے بڑھا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ابن ابی (منافق) کی نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ اس نے فلاں روز یہ کہا اور فلاں دن یہ کہا میں اس کے کفر و نفاق کی باتیں شمار کرنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اے عمر پیچھے سرکو جب میں نے اصرار کیا (یعنی بار بار عرض کیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو اختیار ملا ہے۔ سورہ برارت کی اس آیت میں استغفرلهم اولا تستغفرلهم ان تستغفرلهم سبعین مرة فلن یغفر الله لهم یعنی ان کے لیے دعاء کرو یا نہ کرو اگر آپ ستر بار بھی ان کے لیے دعا کریں گے تو بھی اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا۔ اس میں مجھ کو اختیار دیا گیا) تو میں نے ایک صورت یعنی استغفار اختیار کرلی اگر میں یہ جانتا کہ ستر بار سے زیادہ اگر دعاء کروں گا تو اس کو بخش دیا جائے گا تو ستر بار سے زیادہ دعا کرتا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر (جنازے کی) نماز پڑھی پھر واپس لوٹے تھوڑی دیر گزری تھی کہ سورہ برارۃ کی یہ دو آیتیں نازل ہوئیں: "ولا تصلّ الآیة" ان منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر (دفن وغیرہ کے واسطے) کھڑے ہوں کیونکہ انھوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ بعد میں مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس دن اپنی اس درجہ جرأت پر حیرت ہوئی (کہ تو نے اللہ کے پیغمبر کے سامنے بڑی دلیری کی) حالانکہ اللہ اور اس کے رسول (ہر مصلحت کو) خوب جانتے ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "ولا تصل علی احد منهم"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۱۸۲ ویاتی الحدیث فی تفسیر البراءۃ ص ۶۷۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ منافقین ومشرکین پر نماز جنازہ جائز نہیں اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

تشریح | مفصل تشریح کے لیے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر، ص ۲۶۵ تا ۲۷۰ ملاحظہ فرمایئے۔

۸۶۹

﴿ بابُ ثناءِ الناسِ عَلَى المَيِّتِ ﴾

میت پر لوگوں کی تعریف کا بیان (یعنی جائز ہے)

چونکہ میت پر ثنا بالخیر مطلوب ہے مطلب یہ ہے کہ میت کی برائیوں سے قطع نظر کر کے میت کے اوصاف جمیلہ اور خصال حمیدہ کو ذکر کیا جائے۔

۱۲۹۰﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا عبدُ العَزِيزِ بنُ صُهَيْبٍ قال سمعتُ أَنَسَ بنَ مالِكٍ يقولُ مَرُّوا بِجَنازَةٍ فأثنوا عَلَيها خَيْرًا فقال النبيّ صلى الله عليه وسلم وَجَبَتْ ثم مَرُّوا بِأُخرى فَأَثْنَوا عَلَيها شَرًّا فقال النبيّ صلى الله عليه وسلم وَجَبَتْ فقال عُمَرو بنُ الخطابِ ما وَجَبَتْ قالَ هذا أَثْنَيْتُم عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الجنة وهذا أَثْنَيْتُم عَلَيهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النارَ أَنتُم شُهَدَاءُ اللّهِ فِي الأرْضِ ﴾

ترجمہ | عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو فرماتے سنا کہ لوگ ایک جنازے کو لے کر گزرے تو لوگوں نے اس کی اچھائی بیان کی (حاکم کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا اللہ کی اطاعت وتابعداری کرتا تھا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”واجب ہوگئی“ پھر لوگ دوسرا جنازہ لے کر گذرے تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی (حاکم کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے یوں کہا کہ اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتا تھا اور گناہوں میں معروف رہتا تھا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجبت (واجب ہوگئی) تو عمر بن خطابؓ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ ارشاد فرمایا یہ یعنی پہلے شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور یہ یعنی دوسرے شخص کی تم نے برائی کی تو اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ”فاثنوا عليها خيراً“

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۱۸۳ ویاتی ص ۳۶۰ ترمذی ابواب الجنائز ص ۱۲۵۔

۱۲۹۱﴿ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بنُ مُسْلِمٍ هوَ الصَّفّارُ قال حَدَّثَنا داوُد بنُ اَبِی الفُرَاتِ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ بُرَیْدَةَ عن اَبِی الاَسْوَدِ قال قدِمتُ المَدِینَةَ وَقدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَجلَسْتُ اِلٰی عُمَرَ بنِ الخطاب فمَرّتْ بِهِمْ جنازَةٌ فأُثْنِیَ علٰی صاحِبِها خیرًا فقال عُمَرُ وَجبَتْ ثُمّ مرّ بِاُخرٰی فاُثْنِیَ علٰی صاحِبِها خَیرًا فقَالَ وَجَبَتْ ثُمّ مُرَّ بالثَّالِثَةِ فأُثْنِیَ علٰی صاحِبِها شرًّا فقال وَجَبَتْ فقال اَبُو الاَسْوَد فقلتُ وَمَا وَجَبَتْ یا اَمِیْرَ المؤمِنِینَ قال قلتُ کَمَا قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم اَیُّما مُسْلِمٍ شَهِدَ له اَرْبَعَةٌ بِخَیرٍ اَدْخلَهُ اللّٰهُ الجَنّةَ فقُلْنا وَثلثةٌ قال وَثلاثةٌ فقلنا وَاثنانِ قال وَاثنانِ ثمّ لَمْ نَسْاله عنِ الوَاحِدِ ﴾

ترجمہ ابوالاسود (دؤلی تابعی) نے کہا میں مدینہ میں آیا اور مدینہ میں بیماری پھیلی ہوئی تھی، میں حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گذرا اس کی تعریف کی گئی تو عمرؓ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی'' پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی تعریف کی حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہوگئی پھر ایک تیسرا گذرا لوگوں نے اس کی برائی کی حضرت عمرؓ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ ابوالاسود نے کہا کہ پھر میں نے پوچھا اے امیر المومنین کیا چیز واجب ہوگئی حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے وہی کہا ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس مسلمان کی اچھائی پر چار مسلمان گواہی دیں اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا ہم نے عرض کیا اگر تین مسلمان گواہی دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور تین بھی پھر ہم نے عرض کیا اگر دو مسلمان گواہی دیں؟ فرمایا دو بھی اس کے بعد ہم نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فاثنی علٰی صاحبها خیراً"

تعدد موضع والحدیث هنا ص ۱۸۳ ویاتی ص ۳۶۰ ترمذی ابواب الجنائز ص ۱۲۶۔

مقصد حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "ای مشروعیته و جوازه مطلقا بخلاف الحی الخ (فتح)
یعنی امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ میت کے اوصاف حسنہ کو بیان کرنا مشروع اور جائز ہے اور جو تعریف کی ممانعت آئی ہے وہ زندہ کے حق میں ہے۔

تشریح باب کی دوسری حدیث کے راوی ابوالاسود دیلیؒ کبار تابعین میں سے ہیں ان کا نام ظالم بن عمرو بن سفیان تھا حضرت علیؓ کے بعد سب سے پہلے انہوں نے ہی علم نحو کے قواعد قائم کیے۔
"ثم لم نساله عن الواحد" چونکہ اقل شہادۃ دو ہی کا عدد ہے یعنی نصاب شہادت کم سے کم دو آدمی ہے اس لیے ایک کے متعلق سوال نہیں کیا۔ واللہ اعلم

۸۷۰ ﴿ بابُ مَا جاءَ فی عَذابِ القَبْرِ ﴾

وَقَولُ اللّٰهِ وَلَو تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُونَ فی غَمَراتِ المَوتِ وَالمَلائِكَةُ بَاسِطُوا اَيدِيهِم اَخرِجُوا اَنفُسَكُمْ اليومَ تُجزَونَ عَذابَ الهُونِ، قال اَبُو عبدِ اللّٰه الهُونُ هُوَ الهَوانُ وَالهَونُ الرِفقُ وَقولُه سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَينِ ثُمَّ يُرَدُّونَ اِلى عَذابٍ عَظِيمٍ وقولُه وَحَاقَ بِالِ فِرْعَونَ سُوءُ العَذَابِ النّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًا وَيَومَ تَقُومُ السّاعَةُ اَدْخِلُوا الَ فِرعَونَ اَشَدَّ العَذَابِ .

قبر کے عذاب کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ انعام آیت ۹۳ میں) ولو تریٰ الآیۃ (اگر آپ ظالموں (کفار) کو اس وقت دیکھیں جب کہ وہ موت کی سختیوں میں ہوں "لَوْ" کا جواب محذوف ہے لرایت امرا عجیبا عظیما) اور فرشتے ان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بڑھائے ہوئے ہوں (اور کہتے ہوں) اپنی جانیں نکالو آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب (یعنی سخت تکلیف کے ساتھ ذلت و رسوائی بھی ہوگی)۔

"قال ابوعبداللہ الخ" امام بخاریؒ نے کہا هُون آیت کریمہ میں بمعنی هَوان ہے یعنی ذلت و رسوائی، اور هَون کے معنی نرمی، دبے پاؤں اشارہ ہے آیت کریمہ یمشون علی الارض ھَونا (پ۱۹ ع۴) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ توبہ میں) عنقریب ہم انہیں دوبارہ عذاب دیں گے (یعنی دنیا میں اور قبر میں) پھر بڑے عذاب میں لوٹائے جائیں گے (بڑے عذاب عذاب عظیم سے مراد عذاب جہنم ہے) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ مومن میں) وحاق الآیۃ اور فرعون والوں کو برے عذاب نے گھیر لیا وہ آگ جس کے سامنے صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت ہوگی حکم ہوگا کہ فرعون والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو تو ظاہر ہے کہ جب فرعون والوں یعنی متبعین کو عذاب ہوگا تو فرعون کو بطریق اولیٰ عذاب ہوگا۔

۱۲۹۲ ﴿ حَدَّثَنا حَفصُ بنُ عُمَرَ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَلقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ عنِ البَراءِ بنِ عَازِبٍ عن النبيِ صلى اللّٰه عليه وسلم قال اِذَا اُقْعِدَ المُؤمِنُ فی قَبْرِه اُتِیَ ثُمَّ شَهِدَ اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَنَّ محمَّدًا رَسولُ اللّٰه فذلِكَ قولُه "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الذِينَ آمَنُوا بِالقَولِ الثّابِتِ فی الحَيٰوةِ الدُّنيَا وَفِى الآخِرَةِ ﴾

ترجمہ حضرت برار بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن اپنی قبر میں

بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں (یعنی دو فرشتے منکر، نکیر پہنچتے ہیں) اس کے بعد وہ مومن یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہی مطلب ہے ارشاد الٰہی کا یثبت اللہ الآیۃ (سورہ ابراہیم)

اللہ ایمان والوں کو قول ثابت یعنی کلمہ توحید پر ثابت رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان اصل الحديث في عذاب القبر كما صرح به في الرواية الثانية عن محمد بن بشار وفيها وزاد يثبت الله الذين آمنوا نزلت في عذاب القبر.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۸۳ و ياتي في كتاب التفسير ص۶۸۲، مسلم ثانی، ص۳۸۶، ابوداؤد ثانی کتاب السنۃ، ص۶۵۳، ترمذی ثانی تفسیر، نسائی اول جنائز، ابن ماجہ زہد۔

۱۲۹۳﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ بَشّارٍ قال حَدَّثَنا غُنْدَرٌ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ بهذا وَزادَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالقَولِ الثّابِتِ نَزَلَتْ في عَذابِ القَبْرِ ﴾

ترجمہ | ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا پھر یہی حدیث بیان کی اور اتنا بڑھایا کہ یہ آیت یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في نزلت في عذاب القبر.

دراصل یہ دوسری سند ہے حدیث مذکور کی۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۸۳ باقی کے لیے حدیث مذکور دیکھئے۔

۱۲۹۴﴿ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّٰه قال حَدَّثَنا يَعقُوبُ بنُ إبراهِيمَ قال حَدَّثَنا أبِي عن صالِحٍ قال حَدَّثَنِي نافِعٌ أنَّ ابنَ عُمَرَ أخبرهُ قالَ اطَّلَعَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلَّم على أهلِ القَلِيبِ فقال وَجَدتُمْ ما وَعَدَكم رَبُّكُمْ حَقًّا فقِيلَ لَهُ تَدْعُو أمْوَاتًا قال مَا أنْتم بِأسْمعَ مِنهُمْ ولٰكِنْ لا يُجِيبُونَ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قلیب (قلیب بدر) پر جھانکا اور فرمایا تمہارے مالک نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اس کو برحق پایا؟ تو حضور ﷺ سے عرض کیا گیا حضور آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟ فرمایا تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان النبي صلى الله عليه وسلم شاهد

اهل القليب قليب بدر وهم يعذبون.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۸۳ ویاتی فی المغازی ص ۵٦۷، وص۵۷۳، ومسلم فی الجنائز، والنسائی جنائز.

۱۲۹۵﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمَّدٍ قال حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن هِشَام بنِ عروَةَ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ قالتْ اِنما قال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم اِنهم لَيَعْلَمُونَ الآنَ اَنَّ ما كنتُ اَقولُ لهُم حَقٌّ وَقد قال اللّٰه اِنّك لا تُسْمِعُ المَوتٰى ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اب یہ لوگ یقیناً جان لیں گے کہ میں جو ان لوگوں سے کہتا تھا وہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورہ نمل میں) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "انهم ليعلمون الآن ان ما كنت اقول لهم حق" والذى كان يقوله هو من عذاب القبر وغيره (عمده)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۸۳ ویاتی فی المغازی ص ۵٦۷

۱۲۹٦﴿ حَدَّثَنا عَبْدانُ قال اَخبَرَنِي اَبِي عن شُعْبَةَ قال سَمِعتُ الاَشْعَثَ عن اَبِيْهِ عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ اَنَّ يَهُودِيَّةً دَخلتْ عَلَيْهَا فَذكَرَتْ عذابَ القَبْرِ فَقالَت لها اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذابِ القَبْرِ فسَاَلَتْ عائِشةُ رسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم عن عَذَابِ القَبْرِ فقال نَعَم عذابُ القَبْرِ حَقٌّ قالتْ عائِشَةُ فمَا رايتُ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بعدُ صَلّى صَلوٰةً اِلّا تَعَوَّذَ مِن عَذابِ القَبْرِ زادَ غُنْدَرُ عَذابُ القَبْرِ حَقٌّ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور قبر کے عذاب کا ذکر کر کے حضرت عائشہؓ سے کہنے لگی اللہ آپ کو قبر کے عذاب سے بچائے رکھے پھر حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا (یعنی کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب سچ ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر میں نے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی ہو مگر اس میں قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔ غندر نے اپنی روایت میں اتنا اور بڑھایا ہے کہ عذاب قبر برحق ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فسالت عائشة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عذاب القبر فقال (صلى الله عليه وسلم) نعم عذاب القبر حق"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۳ ویاتی الحدیث ص۹۴۲، مسلم اول کتاب الصلوٰۃ، ص ۲۱۷

۱۲۹۷﴿ حَدَّثَنا يَحيَى بنُ سُلَيمانَ قال حَدَّثنا ابنُ وَهْبٍ قال اَخبَرَنِي يُونُسُ عن ابنِ

شِهابٍ عن عُروَةَ بنِ الزُّبَيرِ انّه سَمِعَ اَسماءَ بِنتَ اَبِي بَكرٍ تقول قامَ رسولُ اللّه صَلى الله عليه وسلم خطِيبًا فذَكَرَ فِتنَةَ القَبرِ الّتِى يَفتَتِنُ فِيهَا المَرءُ فلمّا ذَكَرَ ذلِكَ ضَجَّ المُسلِمُونَ ضَجَّةً ﴾

ترجمہ | عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے سنا وہ فرما رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اور قبر کے امتحان کا حال بیان فرمایا جس میں انسان جانچا جاتا ہے جب آپ ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں نے شور مچایا (یعنی زور زور سے رونے لگے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فذكر فتنة القبر التى يفتتن فيها الخ"

تعدد موضع | والحديث هنا ص ۱۸۳ ومر الحديث من رواية فاطمة عنها فى العلم فى باب من اجاب الفتيا باشارة اليد والراس ص ۱۸۔

۱۲۹۸﴿ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بنُ الوَلِيدِ قال حَدَّثَنَا عَبدُ الاَعلى قال حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ انّه حَدَّثَهُم انَّ رسولَ اللّه صلى الله عليه وسلم قال اِنَّ العَبدَ اِذَا وُضِعَ فى قَبرِه وَتَوَلّى عنهُ اَصحابُهُ اِنّه لَيَسمَعُ قَرعَ نِعَالِهِم اَتَاهُ مَلَكانِ فَيُقعِدَانِهِ فيقولانِ مَا كُنتَ تقولُ فى هذا الرَّجلِ لِمُحمدٍ صلى الله عليه وسلم فامّا المُؤمِنُ فيقولُ اَشهدُ انّه عَبدُ اللّهِ وَرَسُولُه فيقالُ له اُنظُر اِلى مَقعَدِكَ مِنَ النارِ قد اَبدَلَكَ اللّه بِه مَقعَدًا مِنَ الجَنّةِ فيراهُمَا جَمِيعًا قال قتادةُ وَذُكِرَ لَنا انّه يُفسَحُ لَه فى قَبرِه ثُمّ رَجَعَ اِلى حديثِ اَنَسٍ قال وَاَمّا المُنافِقُ وَالكافِرُ فَيُقالُ لَه مَا كُنتَ تقولُ فى هذا الرَّجُلِ فيقول لا اَدرِى كنتُ اَقولُ مَا يقولُ النّاسُ فَيُقالُ لا دَرَيتَ ولا تَلَيتَ وَيُضرَبُ بِمَطارِقَ مِن حَدِيدٍ ضَربَةً فَيَصِيحُ صَيحَةً يَسمَعُهَا مَن يَلِيهِ غَيرَ الثَّقَلَينِ ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انھوں نے لوگوں سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو لوگ (دفن کر کے) لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں پھر اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تو ان صاحب محمد ﷺ کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ تو جو ایمان والا ہے وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے تو دوزخ میں اپنا ٹھاد یکھ اللہ نے اس کے بدلے تجھ کو جنت میں ٹھکانا دیا وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ قتادہ نے کہا اور ہم سے یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

پھر قتادہ نے حضرت انسؓ کی حدیث بیان کرنا شروع کی کہنے لگے لیکن منافق اور کافر اس سے جب پوچھا جاتا ہے کہ تو اس صاحب (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا تو کہتا ہے میں نہیں جانتا لوگ جو کچھ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا رہا پھر اس سے کہا جائے گا نہ تو تو خود سمجھا اور نہ سمجھنے والے کی رائے پر چلا اور لوہے کی گرزوں سے ایک مار اس کو پڑے گی کہ چلا اٹھے گا کہ اس کے پاس والے سب سنیں گے سوائے انسان اور جن کے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ويضرب بمطارق من حديد الخ"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۸۳ تا ۱۸۴ وقد مضى الحديث فى باب الميت يسمع خفق النعال فانه اخرجه هناك بهذا الاسناد بعينه ص ۱۷۸۔

مقصد امام بخاریؒ نے اس باب میں سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں مقصد معتزلہ وغیرہ کی تردید ہے جو عذاب قبر کے منکر ہیں اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ عذاب قبر برحق ہے و بذلك جاءت الاخبار المتواترة.

بعض کہتے ہیں کہ عذاب قبر ثابت تو ہے مگر قرآن سے ثابت نہیں۔ امام بخاریؒ نے باب کے تحت آیات قرآنی لا کر سارے منکرین کی تردید کر دی جیسا کہ آیات کے ترجمہ سے معلوم ہوگا۔

تشریح سورہ انعام کی آیت میں ہے "اليوم تجزون عذابَ الهون" آج تم لوگوں کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا، آج سے معلوم ہوا کہ موت کے بعد ہی سے عذاب شروع ہو جاتا ہے یہی عذاب قبر ہے یعنی موت کے بعد اور قیامت سے پہلے عالم برزخ میں عذاب ہوتا ہے عذاب قبر سے عالم برزخ ہی کا عذاب مراد ہے۔

دوسرا استدلال آیت سے : سورہ توبہ میں ہے سَنُعَذِّبُهم مرتين الآيه ترجمہ گذر چکا ہے۔

تیسرا استدلال : سورہ مومن کی آیت ہے وحاق بآل فرعون الآيه ترجمہ گذر چکا اس میں اشد العذاب سے جہنم کا عذاب مراد ہے جو قیامت کے دن ہوگا اس سے پہلے غدوًّا و عشيا صبح شام آگ پر یعنی عذاب پر پیش کیے جا رہے ہیں اس سے عذاب قبر ہی مراد ہے، کیونکہ جہنم میں تو صبح شام کا کوئی سوال ہی نہیں جہنم میں تو ہر وقت آگ ہی میں رہنا ہوگا۔ اعاذنا اللہ منہ۔

احادیث سے استدلال بالکل واضح ہے ہر حدیث کا ترجمہ دیکھئے۔

۸۷۱

﴿ بابُ التَّعَوّذِ مِن عَذابِ القَبْرِ ﴾

عذاب قبر سے پناہ مانگنا

۱۲۹۹﴿ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ المُثَنّى قال حَدَّثَنا يَحيى قال حَدَّثَنا شُعبَةُ قال حَدَّثَني عَونُ

بنُ اَبِی جُحَیفَۃَ عن اَبِیْہِ عنِ البَراءِ بنِ عازِبٍ عن اَبِی اَیّوبَ قال خَرَجَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقدْ وَجَبتِ الشّمسُ فسمِع صَوتًا فقال یَھُودُ تُعذَّب فِی قُبورِھا وقالَ النَّضرُ اَخبرنا شُعْبَۃُ قال حَدَّثنا عَونٌ قال سمِعْتُ اَبِی قال سَمِعتُ البَرَاءَ عن اَبِی اَیّوبَ عنِ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ﴾

ترجمہ | حضرت ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈوبنے کے بعد مدینہ سے باہر نکلے وہاں ایک آواز سنی تو فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور نضر بن شمیل نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی شعبہ نے کہا ہم سے عون نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے سنا انھوں نے کہا میں نے حضرت براءؓ سے سنا انھوں نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عون کا سماع اپنے باپ سے معلوم ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ؟ قیل لا مطابقۃ بین ھذا الحدیث والترجمۃ (عمدہ) یعنی علامہ عینیؒ نے بعض کا اعتراض نقل کیا ہے کہ حدیث کی مطابقت ترجمہ سے نہیں ہے کیونکہ حدیث میں تعوذ من عذاب القبر کا ذکر نہیں ہے۔

پھر خود ہی کرمانی سے جواب نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سمع صوتا یہ عذاب کی آواز تھی اور بالکل عام عادت ہے کہ اس طرح کی آواز سن کر تعوذ ہوا ہی کرتا ہے۔ ۲ے او ترکہ اختصارا.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۸۴

۱۳۰۰﴿ حَدَّثنا مُعَلّٰی قال حَدَّثنا وُھَیبٌ عن مُوسَی بنِ عُقْبَۃَ قال حَدَّثَنِی بِنتُ خالِدِ بنِ سَعِیدِ بنِ العَاصِ اَنّھا سَمِعَتِ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَھُو یَتَعوَّذُ مِن عَذابِ القَبْرِ ﴾

ترجمہ | موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ مجھ سے خالد بن سعید بن عاص کی بیٹی (ام خالدؓ) نے بیان کیا انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "وھو یتعوذ من عذاب القبر"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۸۴ ویاتی ص ۹۴۲۔

۱۳۰۱﴿ حَدَّثنا مُسلِمُ بنُ اِبْرَاھِیمَ قال حَدَّثنا ھِشامٌ قال حَدّثنا یَحْیَی عن اَبِی سَلَمَۃَ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ قال کانَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَدْعو اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِن عَذَابِ القَبْرِ وَمِنْ عَذابِ النّارِ وَمِنْ فِتْنَۃِ المَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِن

فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے "اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اعوذبك من عذاب القبر"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۴۔

مقصد | بعض شراح فرماتے ہیں کہ احادیث هذا الباب تدخل فی الباب الذی قبله، پھر تو مقصد ظاہر ہے کہ عذاب قبر سے تحفظ ہے۔

یا امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی کو اپنی دنیوی زندگی میں کیا کرنا چاہیے؟ بخاریؒ نے بتا دیا کہ تعوذ کرتا رہے تا کہ تحفظ ہو سکے۔ واللہ اعلم

۸۷۲ ﴿بابُ عَذابِ القَبْرِ مِنَ الغِيْبَةِ وَالبَوْلِ﴾

غیبت اور پیشاب کی آلودگی سے قبر کا عذاب

۱۳۰۲﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنا جَرِيْرٌ عَنِ الاَعْمَشِ عن مُجاهِدٍ عن طاؤسٍ عَنِ ابنِ عباسٍ قال مَرَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم على قَبْرَيْنِ فقال اِنَّهما لَيُعَذَّبانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فی كَبِيْرٍ ثُمَّ قال بلٰى اَمَّا اَحَدُهُمَا فكانَ يَسْعٰى بالنَّمِيْمَةِ وَاَمَّا الآخَرُ فكانَ لا يَسْتَتِرُ مِن بَوْلِهِ قال ثُمَّ اَخَذَ عُودًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَيْنِ ثم غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنهُما على قبرٍ ثُمَّ قال لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات کے سلسلے میں نہیں پھر فرمایا ہاں ان میں سے ایک چغلخوری کرتا پھرتا تھا (غیبت کرتا تھا) اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے ایک ہری لکڑی (تر شاخ) لی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیے پھر ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا پھر فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "مر النبی صلى الله عليه وسلم على قبرين فقال انهما ليعذبان"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۱۸۴ ومر الحدیث ص۳۴ تا ۳۵، ایضاً ص۳۵ وياتی ص۸۹۴، وص۸۹۴ باقی کے لیے دیکھیے نصر الباری جلد دوم ص۱۴۰۔

مقصد | چونکہ عذاب قبر کا ذکر چل رہا تھا اس لیے مصنفؒ نے خاص طور سے تنبیہ فرمادی کہ غیبت کرنے اور پیشاب سے نہ بچنے سے خاص طور سے عذاب ہوتا ہے اور یہ چیز عذاب قبر کے اسباب خصوصیہ میں سے ہے۔

تشریح | یہ باب بطور تخصیص بعد التعمیم ہے۔

بول پر عذاب کی حکمت

آخرت میں سب سے پہلے سوال نماز کے متعلق ہوگا اور نماز کے لیے طہارت شرط ہے لہٰذا طہارت وعدم طہارۃ پر مواخذہ قبر میں ہی ہوگا۔

سوال : روایت میں تو نمیمہ (چغلی) کا ذکر ہے نہ کہ غیبت کا؟

جواب : قال الحافظ وقیل مراد المصنف ان الغیبة تلازم النمیمة الخ (فتح) مطلب یہ ہے کہ نمیمہ میں غیبت بھی داخل ہے مگر چونکہ دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے اس لیے اس صورت میں قیل قال ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں انه وقع فی بعض طرق الحدیث بلفظ الغیبة وقد جرت عادة البخاری فی الاشارة الی ما ورد فی بعض طرق الحدیث فافهم (عمدہ)

فائدہ : اس حدیث پر مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد دوم، ص: ۱۴۰ تا ۱۴۴۔

۸۷۳ ﴿ بَابُ الْمَيِّتِ يُعْرَضُ عليه مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ﴾

مردے کو صبح اور شام (دونوں وقت) اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے

یعنی اگر جنتی ہے تو جنت کا گھر اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا مقام صبح شام دکھایا جاتا ہے تاکہ جنتی کا شوق اور دوزخی کا خوف بڑھتا رہے۔ مردے کے پاس قبر میں صبح وشام کہاں؟ مراد اس سے دنیا کے صبح وشام کا وقت ہے کہ روزانہ دو بار دکھایا جائے گا۔

۱۳۰۳﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قال حَدَّثَنِي مَالِكٌ عن نَافِعٍ عن عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُه بِالْغَدَاةِ والعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ

اَهْلِ النارِ فيُقالُ هذا مَقْعَدُكَ حتى يَبْعَثَكَ اللّٰه يومَ القِيامَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں مرجاتا ہے تو صبح اور شام اس کا ٹھکانا اس کو دکھایا جاتا ہے اگر وہ بہشتی ہے تو بہشت والوں میں اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے جب قیامت کے دن اللہ تجھ کو اٹھائے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشى"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۴ ويأتى ص ۴۵۹ تا ۴۶۰، وص ۹۶۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد نیکی کی ترغیب اور بدی سے ترہیب ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿ باب ۸۷۴ كلامِ الميّتِ عَلَى الجَنازَةِ ﴾

کھاٹ پر میت کے کلام کرنے کا بیان

۱۳۰۴﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن سَعِيْدِ بنِ اَبِي سَعِيْدٍ عن اَبِيْهِ اَنَّه سَمِعَ اَبا سَعِيْدِ الخُدْرِيَّ يقولُ قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اِذَا وُضِعَتِ الجَنَازَةُ فاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ على اَعْنَاقِهِمْ فاِنْ كانَتْ صالِحَةً قالَتْ قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَاِنْ كانَتْ غَيْرَ صالِحَةٍ قالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَها كُلُّ شيءٍ اِلَّا الإنسانَ وَلَو سَمِعَهَا الانسانُ لَصَعِقَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہوتا ہے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھ کو آگے لے چلو مجھ کو آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے خرابی جنازہ کہاں لے جاتے ہو اس کی آواز انسان کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے اور اگر انسان اس کو سن لے تو بیہوش ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان كانت صالحة قالت قدمونى الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۴ ومر الحديث ص ۱۷۵، ص ۱۷۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد کلام میت کو بیان کرنا ہے۔

اشکال : اس سے قبل بخاری، ص ۱۷۶ میں گذر چکا ہے باب قولِ الميّت وهو على الجنازة قدّمونی.

بظاہر دونوں میں تکرار ہے۔

حافظ عسقلانیؒ اس کا جواب نقل کرتے ہیں: "قال ابن رشید الحکمة فی هذا التکریر ان الترجمة الاولی مناسبة للترجمة التی قبلها وهی باب السرعة بالجنازة لاشتمال الحدیث علی بیان موجب الاسراع و کذلك هذه الترجمة مناسبة للتی قبلها الخ

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے دونوں جگہ ایک مناسبت کی بنا پر ذکر کیا ہے پہلے باب میں تو بخاری نے اسراع جنازہ کا سبب بیان کیا ہے اور یہاں یہ بتلاتے ہیں کہ میت کھاٹ پر کلام کرتا ہے کہ اس کو اپنے جنتی و دوزخی ہونے کا علم کھاٹ ہی پر ہونے کی صورت میں ہوتا ہے تو وہ قدمونی یا ویلاہ کہنا شروع کر دیتا ہے۔ لہٰذا دونوں میں فرق ہو گیا۔

۸۷۵ ﴿بابٌ ما قِيلَ فِي اَوْلادِ الْمُسْلِمِينَ﴾

وقال ابو هُرَيْرَةَ عنِ النبي صلى الله عليه وسلم مَن مَاتَ لَه ثَلاثَةٌ مِنَ الوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الحِنْثَ كانَ لَه حِجَابًا مِنَ النَّارِ اَوْ دَخَلَ الجَنَّةَ .

یہ باب اس بات کے بیان میں ہے کہ مسلمانوں کی (نابالغ) اولاد کے بارے میں جو فرمایا گیا ہے

(یعنی مسلمانوں کی نابالغ اولاد کہاں رہے گی؟ احادیث سے معلوم ہو گیا کہ وہ بہشت میں رہیں گے)

اور حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جس کے تین بچے مرجائیں جو گناہ کو نہیں پہنچے (جو بالغ نہیں ہوئے) تو وہ اس کے لیے دوزخ سے آڑ (روک) ہو جائیں گے یا وہ بہشت میں جائیگا۔

۱۳۰۵﴿ حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ اِبْرَاهِيمَ قال حَدَّثَنا ابنُ عُلَيَّةَ عن عبدِ العَزِيزِ ابنِ صُهَيْب عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ قال قال رسولُ الله ﷺ ما مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَه ثَلاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللهُ الجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ اِيَّاهُمْ ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان لوگوں میں سے ایسا نہیں ہے جس کے تین بچے مرجائیں جو گناہ کے لائق نہ ہوئے ہوں مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل رحمت سے جوان بچوں پر کرے گا ان کو بہشت میں لے جائے گا۔

(یعنی بچوں کی شفاعت سے ماں باپ کو بھی جنت ملے گی)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "مامن الناس مسلم يموت له ثلاثة الخ مطلب یہ ہے کہ جب بچہ کے والدین ان بچوں کی وجہ سے داخل جنت ہوئے تو وہ بچے بطریق اولی داخل جنت ہونگے۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی نابالغ اولاد بہشت میں رہے گی۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۴ و مر الحديث ص ۱۶۷۔

۱۳۰۶﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيْدِ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَدِيِّ بنِ ثابِتٍ اَنّه سَمِعَ البَراءَ بنَ عَازِبٍ قال لمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيمُ قالَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اِنّ لَه مُرْضِعًا فِي الجَنّةِ ﴾

ترجمہ | حضرت برار بن عازبؓ نے فرمایا کہ جب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے) حضرت ابراہیم کا وصال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ان له مرضعا فی الجنة"

حضرت ابراہیمؑ ڈیڑھ سال کی عمر شیر خوارگی میں فوت ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی عزت وعظمت ایسی کی کہ ان کے صاحبزادے کے لیے جنت میں انّا (دودھ پلانے والی دایہ) عطا فرمائی۔اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی نابالغ اولاد جو فوت ہوجائیں وہ داخل بہشت ہونگی۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۴ ویاتی الحدیث ص ۴۶۱ و ص ۹۱۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب وہ دوسروں کے لیے یعنی اپنے والدین کے لیے حجاب بن سکتے ہیں تو بذات خود اطفال مسلمین جنتی ہونگے۔

تشریح | امام نوویؒ وغیرہ نے تو اطفال مسلمین پر جنتی ہونے کے متعلق اجماع نقل کیا ہے مگر فیہ نظر کیونکہ ایک جماعت سے ان کے تحت المشیۃ ہونا نقل کیا ہے۔واللہ اعلم

۸۷۶
﴿ بابُ ما قِيلَ فی اَوْلادِ المُشْرِكِيْنَ ﴾

مشرکوں کی(نابالغ)اولاد کا بیان

۱۳۰۷﴿ حَدَّثَنا حِبّانُ بنُ مُوسٰى قال اَخْبَرَنا عبدُ اللّٰه قال اَخْبَرَنا شُعْبَةُ عن اَبِي بِشْرٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عن ابنِ عباسٍ قال سُئِلَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

عن اَولادِ المُشرِکِینَ فقال اللّٰہ اِذْ خلقھُم اَعلَمُ بِمَا کَانُوا عَامِلِینَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد مشرکین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جب ان کو پیدا کیا تو وہ خوب جانتا تھا کہ یہ کیا کریں گے (یعنی جب بڑے ہوں گے تو کیسے کام کریں گے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اللّٰه اذ خلقهم اعلم بما کانوا عاملین"

یعنی حدیث توقف پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب میں توقف ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم کے موافق ان سے سلوک کرے گا۔

بظاہر یہ حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے کہ مشرکوں کی اولاد کے بارے میں توقف کرنا چاہیے امام احمد، اسحاق اور اکثر اہل علم اسی کے قائل ہیں۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۱۸۵ ویاتی الحدیث ص ۹۷۶ واخرجه مسلم فی القدر عن یحیٰ بن یحیٰ و اخرجه ابوداؤد فی السنة عن مسدد واخرجه النسائی فی الجنائز.

۱۳۰۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الیَمَانِ قال اَخبَرَنا شُعَیبٌ عنِ الزهرِیِّ قال اَخبَرَنِی عَطَاءُ بنُ یَزِیدَ اللَّیثِیُّ اَنَّه سَمِعَ اَبَا هُرَیرَةَ یقولُ سُئِلَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم عن ذَرَارِی المُشرِکِینَ فقال اللّٰهُ اَعلَمُ بِمَا کَانُوا عامِلِینَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد مشرکین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ یہ کیسے عمل کرنے والے تھے (یعنی جب بڑے ہوں گے تو کیسے کام کریں گے) مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ ہے کہ وہ بڑے ہو کر اچھے کام کرنے والے تھے تو جنت میں جائیں گے ورنہ دوزخ میں۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۱۸۵ ویاتی الحدیث ص ۹۷۶، مسلم ثانی ص ۳۳۷۔

۱۳۰۹﴿ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قال حدثنا اِبنُ اَبِی ذِئبٍ عن الزُّهرِیِّ عن اَبِی سَلَمَةَ ابنِ عبدِالرَّحمٰنِ عن اَبِی هُرَیرَةَ قال قال النبیُّ صلیَ اللّٰه علیه وسلم کُلُّ مَولُودٍ یُولَدُ عَلَی الفِطرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِه اَو یُنَصِّرَانِه اَو یُمَجِّسَانِه کَمَثَلِ البَهِیمَةِ تُنتَجُ البَهِیمَةَ هَل تَرٰی فِیهَا جَدعَاءَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ اپنی پیدائشی فطرت (یعنی اسلام)

پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسے جانور کا بچہ صحیح وسالم پیدا ہوتا ہے کیا ان میں تم کنکٹا دیکھتے ہو؟

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان قوله "كل مولود يولد على الفطرة يشعر بان اولاد المشركين فى الجنة لان قوله فى الترجمة باب ما قيل يتناول ذلك"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۸۵ و مر الحديث ص ۱۸۱، وص ۱۸۱ ويأتى ص ۷۰۴، وص ۹۷۶۔

مقصد امام بخاریؒ نے یہاں کوئی حکم نہیں لگایا ہے اور اولاد مشرکین کا مسئلہ بہت ہی معرکۃ الآراء مسئلہ ہے جو ہمیشہ سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے چنانچہ امام بخاریؒ کا مسلک کیا ہے اس میں بھی دو قول ہے: (۱) توقف (۲) بہشت میں داخل ہوں گے۔

امام بخاریؒ نے اس باب میں تین روایتیں ذکر فرمائی ہیں پہلی دو روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ توقف کے قائل ہیں چونکہ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے "والله اعلم بما كانوا عاملين"

لیکن بعد والی روایت یعنی باب کی تیسری روایت روایت فطرۃ ذکر فرمائی ہے اور فطرۃ کی تفسیر خود امام بخاریؒ نے کی ہے والفطرة الاسلام (بخاری ثانی تفسیر ص ۷۰۴ پہلی سطر) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مذہب یہی ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو اگر وہ بچپنے ہی میں مرجائے تو اسلام پر مرے گا اور جب اسلام پر مرا تو بہشتی ہوگا۔

تشریح امام نوویؒ فرماتے ہیں "اما اطفال المشركين ففيهم ثلاثة مذاهب قال الاكثرون هم فى النار تبعا لآبائهم، وتوقفت طائفة فيهم، والثالث هو الصحيح الذى ذهب اليه المحققون انهم فى اهل الجنة ويستدل الخ (شرح نووی مسلم، ج: ۲، ص: ۳۳۷۔)

پھر امام بخاریؒ نے باب بلا ترجمہ ذکر کر کے حضرت سمرہ بن جندبؓ کی روایت ذکر فرمائی جس کا حاصل بھی یہی ہے کہ سارے بچے جنت میں جائیں گے خواہ اطفال مسلمین ہوں یا اطفال مشرکین۔ روایت ملاحظہ ہو۔

﴿باب﴾ ۸۷۷

۱۳۱۰﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسمَاعِيلَ قال حَدَّثَنا جُرِيْرٌ هو ابنُ حازِمٍ قال حَدَّثَنا اَبو رَجَاءٍ عن سَمُرَةَ بنِ جُندُبٍ قال كان النبيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا صَلَّى صَلٰوةً اَقبَلَ عَلَينَا بِوَجهِهِ فقال مَن رَاى مِنكُمُ اللَّيلَةَ رُؤيَا قال فَاِن رَاى اَحَدٌ قَصَّهَا فيقولُ مَاشاءَ اللّٰهُ فسَاَلنا يومًا فقال هَل رَاى مِنكُم اَحَدٌ رُؤيَا قُلنا لاَ قال

لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِي فَاَخَذَا بِيَدِي فَاَخْرَجَانِي إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِه قَالَ بعض اَصْحَابِنَا عن مُوسٰى كَلُّوبٌ مِن حَدِيدٍ يُدْخِلُه في شِدْقِه حتى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثم يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الآخَرِ مِثلَ ذلك وَيَلْتَئِمُ شِدْقُه هذا فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثلَه قُلتُ ما هذا قالا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حتى اَتَيْنَا على رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ على قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ على رَأسِه بِفِهْرٍ اَو صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهَا رَاسَه فَإِذَا ضَرَبَه تَدَهْدَهَ الحَجَرُ فانطَلَقَ اِلَيْهِ لِيَاخُذَه فلا يَرجِعُ إِلَى هذا حتى يَلتَئِمَ رأسُه وَعادَ رَاسُه كما هُوَ فَعَادَ اِلَيْهِ فضَرَبَه قلتُ مَنْ هذا قالا انطَلِقْ فَانطَلَقْنا إِلَى نَقْبٍ مِثلِ التَّنُّورِ اَعْلاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تحته نارٌ فإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوا حتى كادَ اَن يَّخرُجُوا فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا وَفِيهَا رِجالٌ وَنِساءٌ عُرَاةٌ فقلتُ مَا هذا قالا انطَلِقْ فانطَلَقْنَا حتى اَتَيْنَا على نَهْرٍ مِن دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ على وَسْطِ النَّهْرِ قال يَزِيدُ بنُ هَارُونَ وَوَهْبُ بنُ جَرِيرٍ بنِ حازِمٍ وعَلى شَطِّ النَّهرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الذِي فِي النَّهْرِ فإِذَا اَرَادَ اَن يَخرُجَ رَمَاهُ الرَّجُل بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فرَدَّهُ حَيثُ كانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كانَ فقلتُ مَا هذا قالا انطَلِقْ فانطَلَقْنَا حتى اَتَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ وفي اَصلِهَا شَيخٌ وَصِبيَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نارٌ يُوقِدُهَا فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ فَاَدْخَلانِي دَارًا لَم اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ وَاَفضَلَ مِنها فيها رِجالٌ شيوخٌ وَشَبابٌ وَنِساءٌ وَصِبْيَانٌ ثم اَخرَجَانِي مِنْهَا فصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلانِي دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ فِيهَا شيُوخٌ وشَبابٌ قلتُ طَوَّفْتُمانِي اللَّيْلَةَ فَاَخبِرانِي عَمَّا رَاَيتُ قالا نعَمْ اَمَّا الذِي رَاَيتَه يُشَقُّ شِدْقُهُ فكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عنه حتى تَبْلُغَ الآفاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يومِ القِيامَةِ الَّذِي رَاَيْتَه يُشْدَخُ راسُهُ فرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ القُرْآنَ فنامَ عنه بِاللَّيلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنهارِ يُفعَلُ بِهِ الى يومِ القِيامَةِ وَالذِي رَاَيْتَه فِي النَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالذِي رَاَيْتَه فِي النَّهْرِ آكِلُوا الرِّبا وَالشيخُ الذِي فِي اَصلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عليهِ السّلام وَالصِّبيانُ حَولَه فَاَولادُ النَّاسِ وَالذِي يُوقِدُ النَّارَ مالِكٌ خازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الأُولٰى التي دَخَلْتَ دَارُ عامَّةِ

المؤمِنِينَ وَامَّا هذِه الدَّار فدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرِيْلُ وهذا مِيكَائِيلُ فارفعْ رأسَكَ فرَفَعْتُ رَاسِي فاذا فوقِي مِثلُ السّحاب قالا ذلك مَنزِلُك فقلتُ دَعَانِي اَدْخلُ مَنْزِلِيْ قالا اِنَّه بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فلَوِ اسْتَكْمَلْتَ اتيتَ مَنْزِلَكَ﴾

ترجمہ حضرت سمرہ بن جندبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب (صبح کی) نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا رُخ ہماری طرف کر کے متوجہ ہوتے اور فرماتے آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو بیان کرتا آپ ﷺ اس کی تعبیر بیان فرماتے جو اللہ کو منظور ہوتا چنانچہ ایک دن آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا اور فرمایا کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا ''جی نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا لیکن میں نے تو آج رات کو (خواب میں) دیکھا کہ دو شخص (فرشتے) میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر بیت المقدس تک لے گئے وہاں دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور ایک شخص کھڑا جس کے ہاتھ میں (لوہے کا آنکڑا ہے) امام بخاریؒ نے کہا ہمارے بعض ساتھیوں نے موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کیا ہے کہ وہ بیٹھے ہوئے شخص کے ایک جبڑے میں یہ آنکڑا داخل کرتا ہے کہ اس کے گدی تک جا پہنچتا ہے پھر اس کے دوسرے جبڑے میں اسی طرح کرتا ہے اتنے میں یہ پہلا جبڑا ابھر جاتا ہے (یعنی درست ہو جاتا ہے) پھر دوبارہ اسی طرح کرتا ہے، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں فرشتوں نے کہا آگے چلئے تو ہم چلے یہاں تک کہ ایک شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے سر پر لوہے کا موسل یا پتھر لیے کھڑا ہے اور اس پتھر سے اس کا سر پھوڑ رہا ہے جب مارتا تو پتھر لڑھک جاتا مارنے والا اس پتھر کو لینے جاتا ابھی لے کر نہیں لوٹتا کہ جس کو مارا تھا اس کا سر جڑ کر اچھا خاصا جیسا پہلے تھا ہو جاتا ہے پھر وہ لوٹ کر مارتا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ ان دونوں نے کہا تشریف لے چلئے چنانچہ ہم تنور کی طرح ایک سوراخ پر پہنچے اس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ کشادہ (چوڑا) تھا اس کے نیچے آگ سلگ رہی تھی پس جب آگ کی لپٹ اوپر تنور کے کنارے تک آتی تو جو لوگ اس کے اندر تھے وہ بھی اوپر اٹھ آتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے پھر جب آگ دھیمی ہو جاتی تو لوگ بھی اندر لوٹ جاتے اس میں کئی عورتیں اور مرد ننگے تھے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے کہا آگے چلئے پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک خون کی ندی پر آئے اس میں ایک شخص کھڑا ہے ندی کے بیچ میں یزید بن ہارون اور وہب بن جریر بن حازم نے کہا اور ندی کے کنارے پر ایک شخص ہے، جس کے سامنے پتھر رکھے ہیں تو وہ شخص جو ندی کے اندر تھا وہ آگے آیا اور ندی سے نکلنا چاہتا ہے اس وقت دوسرے شخص نے اس کے منہ پر پتھر مارا اور جہاں وہ تھا وہیں اس کو لوٹا دیا پھر جب بھی وہ آیا کہ نکل جائے تو اس نے ایک پتھر اس کے منہ پر مار دیا تو لوٹ جاتا ہے جہاں تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا آگے چلئے پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ

تک پہنچے اس میں ایک بڑا درخت تھا اور اس کی جڑ میں ایک شیخ (بوڑھے بزرگ) اور چند بچے تھے اور دیکھا کہ اس درخت کے قریب ایک شخص ہے اس کے سامنے آگ ہے جس کو وہ سلگا رہا ہے پھر وہ دونوں (ساتھی) مجھ کو لے کر درخت پر چڑھے اور ایک ایسے گھر میں لے گئے کہ میں نے اس سے اچھا اور عمدہ کوئی گھر کبھی نہیں دیکھا تھا اس میں کچھ بوڑھے اور جوان مرد اور عورتیں اور بچے (سب طرح کے لوگ) تھے پھر مجھے اس گھر سے باہر لائے اور مجھ کو لے کر درخت پر چڑھے اور ایک دوسرے گھر میں لے گئے جو پہلے گھر سے بھی اچھا اور عمدہ تھا اس میں کچھ بوڑھے اور کچھ جوان تھے، میں نے کہا تم دونوں نے تو مجھ کو آج رات خوب گھمایا اب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسے بتاؤ دونوں نے کہا ضرور، وہ شخص جس کو تم نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا وہ بڑا جھوٹا شخص ہے جو جھوٹ بولتا ہے اور اس سے نقل کر کے دور دور پہنچ جاتا ہے اس کے ساتھ قیامت تک یہی کیا جائے گا اور وہ شخص جس کا سر کچلا جاتا تھا وہ ہے جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ غافل ہو کر رات کو سوتا رہا (یعنی نہ تلاوت کی نہ تہجد میں قرآن پڑھا) اور دن میں اس پر عمل نہیں کیا اس کے ساتھ قیامت تک یہی کیا جائے گا اور جنھیں سوراخ (تنور) میں دیکھا وہ زانی بدکار لوگ ہیں اور جنھیں نہر میں دیکھا وہ سود خوار ہیں اور درخت کی جڑ میں جو بزرگ تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے ارد گرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کے بچے ہیں اور وہ شخص جو آگ سلگا رہا تھا مالک فرشتہ دوزخ کا داروغہ ہے اور وہ پہلا گھر جس میں آپ تشریف لے گئے وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ دوسرا شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل علیہ السلام ہیں اب آپ اپنا سر اٹھائیے میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ میرے اوپر بادل کی طرح ایک چیز ہے انھوں نے کہا یہ آپ کی منزل ہے تو میں نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنی منزل میں جاؤں تو انھوں نے کہا (دنیا میں رہنے کی) ابھی آپ کی عمر باقی ہے جسے پوری نہیں فرمایا ہے اگر آپ پورا کر چکے ہوتے تو اپنی منزل میں آجاتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والشيخ في اصل الشجرة ابراهيم عليه الصلوة والسلام والصبيان حوله اولاد الناس"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ١٨٥ و مر الحديث ص ١١٧ مختصراً و ص ١٥٣ ويأتي ص ٢٨٠، وص ٣٩١ تا ٣٩٢، وص ٤٥٩، وص ٤٧٣، وص ٦٧٤، وص ٩٠٠، وص ١٠٤٣۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر نابالغ بچہ خواہ مسلمان کا ہو یا مشرک کا؟ بچے سب جنتی ہیں جیسا کہ باب سابق میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو اگر وہ بچپنے ہی میں مر جائے تو اسلام پر مرے گا اور جب اسلام پر مرا تو بہشتی ہوگا یہی امام بخاریؒ کا مذہب ہے لیکن محققین کے نزدیک توقف کو ترجیح ہے۔ واللہ اعلم

۸۷۸

﴿باب موت يوم الاثنين﴾

پیر کے دن مرنے کی فضیلت کا بیان

۱۳۱۱﴿ حدثنا معلى بن اسد قال حدثنا وهيب عن هشام عن ابيه عن عائشة قالت دخلت على ابى بكر فقال فى كم كفنتم النبى صلى الله عليه وسلم قالت فى ثلاثة اثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولا عمامة و قال لها فى اى يوم توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت يوم الاثنين قال فاى يوم هذا قالت يوم الاثنين قال ارجو فيما بينى وبين الليل فنظر الى ثوب عليه كان يمرض فيه به ردع من زعفران فقال اغسلوا ثوبى هذا وزيدوا عليه ثوبين فكفنونى فيهما قلت ان هذا خلق قال ان الحى احق بالجديد من الميت انما هو للمهلة فلم يتوف حتى امسى من ليلة الثلثاء ودفن قبل ان يصبح﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں ابوبکرؓ کے پاس گئی تو انھوں نے پوچھا کہ تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا تھا؟ عائشہؓ نے یعنی میں نے کہا تین سفید سحولی کپڑوں میں جس میں (سلا ہوا) کرتا اور عمامہ نہ تھا اور ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی؟ میں نے بتایا دو شنبہ کے دن، انھوں نے پوچھا یہ کونسا دن ہے؟ انھوں نے عرض کیا دوشنبہ کا دن، ابوبکرؓ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میری وفات اس وقت اور رات کے درمیان ہے پھر اپنے اس کپڑے پر نگاہ ڈالی جس میں بیماری کے دن گذار رہے تھے اس پر زعفران کا دھبہ تھا تو فرمایا کہ میرے اس کپڑے کو دھوڈالنا اور اس پر دو کپڑے بڑھا کر میرا کفن کر دینا میں نے عرض کیا کہ یہ کپڑا تو پرانا ہے فرمایا زندہ بہ نسبت مردہ کے نئے کا زیادہ حقدار ہے یہ نیا کپڑا مہلت والے کے لیے ہے (یعنی زندہ رہنے والے کے لیے) مگر اس روز حضرت ابوبکرؓ کی وفات نہیں ہوئی یہاں تک کہ سہ شنبہ (منگل) کی رات آگئی (تو وفات ہوئی) اور صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان النبى صلى الله عليه وسلم كانت وفاته يوم الاثنين فمن مات يوم الاثنين يرجى له الخير لموافقة يوم وفاته يوم وفاة النبى صلى الله عليه وسلم .

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۱۸۶ و مر الحديث مختصرا ص ۱۶۹، وص ۱۶۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے دوشنبہ(پیر) کے دن کی موت کی فضیلت ثابت کرنی ہے بلاشبہ جمعہ کے دن کی موت اسی طرح جمعہ کی رات کو مرنے کی فضیلت حدیث میں آئی ہے (ترمذی اول ص ۱۲۷) امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ پیر کا دن موت کے لیے بہت افضل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن وفات پائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی دن مرنے کی تمنا کی اس سے ثابت ہوگیا کہ پیر کا دن موت کے لیے زیادہ افضل ہے۔ واللہ اعلم

تشریح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سہ شنبہ یعنی منگل کی شب میں ہوئی۔
"انما هو للمهلة" اس میں میم کا ضمہ، کسرہ اور فتحہ سب جائز ہے۔
مہلہ کے دو معنی آتے ہیں یہاں دونوں معنی لئے گئے ہیں اور دونوں صحیح ہیں: (۱) انما ھو ضمیر کا مرجع اگر جدید لیا جائے تو مہلۃ کے معنی تاخیر و مہلت کے ہونگے یعنی یہ جدید کپڑے ان لوگوں کے لیے ہے جسے تاخیر فی الحیوۃ یعنی اور زندہ رہنے کی مہلت ملے یہی معنی ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ (۲) ھو ضمیر کا مرجع کفن ہو تو معنی ہونگے، کفن تو پیپ و خون بھرنے کے لیے۔ یعنی سب سڑ گل جائیں گے مردے کو بناؤ سنگھار کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

۸۷۹
﴿بابُ مَوتِ الفُجاءَةِ البغْتَةِ﴾

ناگہانی موت کا بیان

۱۳۱۲﴿ حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ اَبِى مَريَمَ قال حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ جَعفَرٍ قال اَخبَرَنِي هِشامُ بنُ عُروَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ اَنَّ رَجُلا قال لِلنَّبيِّ ﷺ اِنَّ اُمِّي افتُلِتَتْ نَفسُهَا وَاَظُنُّهَا لَو تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجرٌ اِن تصَدَّقتُ عنها قال نعَمْ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک مرگئی اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ بات کرپاتی (بول سکتی) تو صدقہ کرتیں تو کیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں تو ان کو ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم لما اجاب بقوله نعم لذلك القائل الذى فى الحديث دل على ان موت الفجأة غير مكروه (عمده)
مطلب یہ ہے کہ ناگہانی موت مومن کے لیے نقصان دہ نہیں ہے، مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ام المومنین عائشہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے "موت الفجأة راحة للمؤمن واسف على الفاجر"

(عمدہ) یعنی ناگہانی موت مومن کے لیے راحت ہے اور فاسق و فاجر کے لیے غصہ کی پکڑ ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۸۶ و یاتی ص۳۸۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ابوداؤد جلد ثانی ص۴۴۳ کتاب الجنائز باب موت الفجاۃ میں جو روایت ہے "موت الفجاۃ اَخذَۃُ اَسَفٍ" یہ عام و مطلق نہیں ہے بلکہ مقید ہے خاص ہے کیونکہ بعض صحابہ کا انتقال اچانک ہوا ہے۔ بیہقی کی روایت سے تو اور مزید وضاحت ہو جاتی ہے بیہقی کی روایت میں صریح ہے اخذۃ الاسف للکافر و رحمۃ للمؤمن (مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۱۴۰)

(۲) ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہو کہ اگر کوئی مسلمان اچانک مرجائے تو اس کی طرف سے صدقہ کرنا چاہیے۔

تشریح یہ شخص سوال کرنے والے حضرت سعد بن عبادہؓ تھے۔ اس حدیث سے ایصال ثواب کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے جہاں تک صدقات مالیہ کا مسئلہ ہے اس پر تو جمہور علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ صدقات مالیہ کا ثواب پہنچتا ہے البتہ طاعت بدنیہ مثلاً نماز روزہ وغیرہ میں اختلاف ہے جس کی تفصیل اپنی جگہ پر آئے گی انشاء اللہ۔

ہمارے احناف کے نزدیک طاعات بدنیہ اور قرآن پڑھ کر ایصال کا ثواب پہنچتا ہے۔

"اسف" بفتح السین بروزن غضب بمعنی غضب وغصہ۔

۸۸۰

﴿ بابُ مَا جَاءَ فی قبرِ النبیّ ﷺ واَبی بَکرٍ و عُمَرؓ ﴾

فاقْبَرَہُ اَقْبَرْتُ الرَّجُل اقبرہ اِذَا جَعَلْتَ لَہٗ قَبْرًا وَقَبَرْتُہ دَفَنْتُہٗ کِفاتًا یکونُونَ فِیھَا اَحْیَاءً وَیُدْفَنُونَ فِیھا اَمْوَاتا.

نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کا بیان

سورہ عبس میں جو آیا ہے فاقْبَرَہ (آیت ہے ثم اَماتہ فاقبرہ پھر اس کو مردہ کیا پھر اس کو قبر میں رکھنے کا حکم دیا) عرب لوگ کہتے ہیں اقبرتُ الرّجل یعنی میں نے اس کے لیے قبر بنائی یہ اس وقت کہتے ہو جب تم نے اس کے لیے قبر بنائی۔ وقبرتہ دفنتہ یعنی قبرتہ ثلاثی مجرد کے معنی ہیں میں نے اس کو دفن کردیا۔

(امام بخاریؒ ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید کے معنی میں فرق بتلارہے ہیں کہ اَقْبَرتُ جو باب افعال سے ثلاثی مزید ہے اس کے معنی ہیں میں نے اس کے لیے قبر بنائی، قبر بنانے کا حکم دیا اور قبرت جو ثلاثی مجرد سے ہے اس کے معنی ہیں دفنتہ میں نے اس کو دفن کردیا)

"کِفاتاً" (سورہ مرسلات کی آیت ۲۵ میں جو الم نجعل الارض کفاتا کے اندر لفظ کفات آیا ہے اس کے معنی ہیں سمیٹنے والا، جمع کرنے والا، آیت کے معنی ہیں کیا ہم نے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی؟ بخاریؒ اس کی تفسیر کرتے ہیں "اس زمین میں زندہ مخلوق رہتے و بسر کرتے ہیں اور اسی زمین میں مردے دفنائے جاتے ہیں، معلوم ہوا کہ زمین ہر ایک کو جمع کرنے والی ہے۔

۱۳۱۳﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قال حَدَّثَنِي سُلَيمانُ عن هِشامٍ ح قال و حَدَّثَنِي محمّدُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا اَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بنُ اَبِي زكريّا عن هِشامٍ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ قالتْ اِنْ كانَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لِيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ اَيْنَ اَنَا اليومَ اَيْنَ اَنَا غَدًا اسْتِبْطاءً لِيَوْمِ عائِشَةَ فلمّا كان يَوْمِي قَبَضَهُ اللّٰه بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَ دُفِنَ فِي بَيْتِي ﴾

ترجمہ | ام المومنین عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی (موت کی شروع) بیماری میں (دوسری بیویوں سے) معذرت کے طور پر فرماتے تھے آج میں کہاں ہوں کل میں کہاں رہوں گا؟ حضرت عائشہؓ کی باری میں دیر سمجھ کر، جب میری باری کا دن ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس حال میں اٹھایا کہ آپ ﷺ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور آپ ﷺ میرے ہی گھر میں دفن ہوئے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم دفن فى بيت عائشةؓ وفيه قبره والترجمه فى قبر النبى صلى الله عليه وسلم .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۸٦ و مر ص۱۲۲ ویاتی ص ۴۳۷، وص ۵۳۲، وص ۶۳۸، وص ۶۳۹، وص ۶۴۰، وص ۷۸۵، وص ۹۶۴۔

۱۳۱۴﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيلَ قال حَدَّثَنا اَبُو عَوَانَةَ عن هِلالٍ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ قالتْ قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى مَرَضِهِ الَّذِى لَمْ يَقُمْ مِنهُ لَعَنَ اللّٰهُ اليَهُودَ وَالنصارىٰ اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِم مَسَاجِدَ لَوْلاَ ذٰلِكَ اُبْرِزَ قَبْرُه غَيْرَ اَنَّه خَشِيَ اَوْ خُشِيَ اَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَعن هِلالٍ قال كَنَّانِي عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ وَلَمْ يُولَدْ لِي ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس میں (اچھے ہو کر) نہیں اٹھے یوں فرمایا کہ یہود و نصاری پر اللہ لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر کھول دی جاتی مگر آپ ڈرے یا لوگوں کو ڈر ہوا کہ کہیں آپ

ﷺ کی قبر سجدہ گاہ نہ بنالی جائے، اور اس حدیث کے راوی ہلال نے کہا کہ عروہ بن زبیر نے میری کنیت رکھ دی حالانکہ میری کوئی اولاد نہیں تھی۔

(حالانکہ کنیت اکثر اولاد ہونے کے بعد رکھی جاتی ہے)

اس سے امام بخاریؒ کی غرض ہلال کا سماع عروہ سے ثابت کرنا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ابرز قبره".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ١٨٦ ومر الحديث ص ٦٢، وص ١٧٧ ويأتي ص ٤٩١، وص ٦٣٩، وص ٦٣٩، وص ٨٦٥۔

١٣١٥﴿ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ مقاتِلٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّٰه قال اَخبَرَنا اَبو بَكرِ بنُ عيّاشٍ عن سُفيانَ التّمّارِ انّه حَدّثَه انّه رَاى قَبرَ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم مُسَنّمًا ﴾

ترجمہ | سفیان تمار سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا ہے کہ وہ اونٹ کے کوہان کی طرح ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انه رآى قبر النبى صلى الله عليه وسلم مسنما"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ١٨٦۔

١٣١٦﴿ حَدَّثَنا فَروَةُ قال حَدّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسهِرٍ عن هِشامِ بنِ عُروَةَ عن اَبِيهِ لَمّا سَقَطَ عَليهِمُ الحائِطُ في زمانِ الوَلِيدِ بنِ عبدِ المَلِكِ اَخَذُوا فِي بِنَائِه فَبَدَتْ لَهُم قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنّوا اَنّها قَدَمُ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم فَمَا وَجَدُوا اَحَدًا يَعلَمُ ذلكَ حتى قال لَهُمْ عُروَةُ لاَ وَاللّٰهِ ما هِيَ قَدَمُ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ماهِيَ اِلاّ قَدَمُ عُمَرَ وعن هشامٍ عن اَبِيهِ عن عائِشةَ اَنّها اَوْصَتْ عبدَ اللّٰه بنَ الزُّبَيرِ لا تَدْفِنّي مَعَهُمْ وَ اَدْفِنّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالبَقِيعِ لا اُزَكّٰى بِه اَبدًا ﴾

ترجمہ | عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانے میں حضرت عائشہؓ کے حجرے کی دیوار گری تو اس کو بنانے لگے تو ایک قدم ظاہر ہوا اس پر لوگ گھبرا گئے اور لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ عروہ بن زبیر نے ان سے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ حضرت عمرؓ کا قدم ہے۔ اور اسی اسناد سے ہشام سے روایت ہے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے (مرتے وقت) عبداللہ بن

زبیرؓ کو وصیت کی کہ مجھے ان لوگوں (یعنی حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمرؓ) کے ساتھ مت دفن کرنا بلکہ بقیع میں میری سوکنوں کے ساتھ دفن کرنا میں نہیں چاہتی کہ آپ ﷺ کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان حائط مسجد النبى صلى الله عليه وسلم لما سقط و بدا قدم ففزعوا وظنوا انها قدم النبى صلى الله عليه وسلم ولم تكن الاقدم عمر رضى الله عنه دل هذا على قدم النبى صلى الله عليه وسلم وهو فى القبر والترجمة فى قبر النبى صلى الله عليه وسلم.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۸۶۔

۱۳۱۷﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنا جَرِيْرُ بنُ عَبْدِ الحَمِيْدِ قال حَدَّثَنا حُصَيْنُ بنُ عَبْدِ الرَّحمٰنِ عن عَمرِو بنِ ميمونِ الاَوْدِيِّ قال رَاَيتُ عُمَرَ بنَ الخطابِ قال يا عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ اذْهَبْ اِلَى اُمِّ المُؤمِنِينَ عائِشَةَ فقُلْ يَقرَاُ عُمَرُ بنُ الخطاب عليكِ السَّلامَ ثُمَّ سَلْهَا اَنْ اُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قالتْ كنتُ اُرِيْدُه لِنَفسِى فلَاُوثِرَنَّهُ اليَومَ عَلى نَفسِى فلمَّا اَقْبَلَ قال لهُ ما لَدَيْكَ قال اَذِنَتْ لَكَ يا اَمِيرَ المُؤمِنينَ قال ما كانَ شَيءٌ اَهَمَّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلكَ المَضْجَعِ فِاذَا قُبِضْتُ فاحْمِلُونِى ثمَّ سَلِّمُوا ثمَّ قُلْ يَسْتَاذِنُ عُمَرُ بنُ الخطابِ فاِنْ اَذِنَتْ لِى فادْفِنُونِى وَاِلَّا فَرُدُّونِى اِلَى مَقابِرِ المُسْلِمِينَ اِنِّى لا اَعْلَمُ اَحَدًا اَحَقَّ بِهٰذا الاَمرِ مِن هٰؤلاءِ النَّفرِ الذين تُوُفِّى رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ عَنْهُم راضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِى فَهُوَ الخَلِيْفَةُ فاسْمَعُوا لهُ وَاَطِيْعُوا فسَمَّى عُثمانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيرَ وَعَبْدَالرحمٰنِ بنَ عَوفٍ وَسَعْدَ بنَ ابى وَقَّاصٍ وَوَلَجَ عليهِ شابٌّ مِن الاَنْصارِ فقال اَبْشِرْ يَا اَمِيرَ المُؤمِنِينَ بِبُشْرَى اللّٰهِ عزَّ وجَلَّ كانَ لَكَ مِنَ القِدمِ فى الاِسْلامِ ما قد عَلِمتُ ثُمَّ اسْتُخْلِفتَ فعَدَلْتَ ثُمَّ الشهادةُ بعدَ هٰذا كلّه فقال لَيتَنِى يا ابنَ اَخِى وَذٰلكَ كَفَافًا لا عَلَيَّ وَلالِى اُوصِى الخَلِيْفَةَ مِن بَعْدِى بِالمُهَاجِرِيْنَ الاَوَّلِيْنَ خيرًا اَن يَعرِفَ لهُم حَقَّهُم وَاَن يَحفَظَ لهُم حُرمَتَهُم وَاُوصِيْهِ بالانصارِ خيرًا الذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالاِيْمانَ اَن يُقبَلَ مِن مُحْسِنِهِم وَيُعْفَى عن مُسِيئِهِم وَاُوصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُولِه صلى الله عليه وسلم اَن يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَاَنْ يُقَاتَلَ مِن وَرَائِهِم وَاَنْ لا يُكَلَّفُوا فَوقَ طاقَتِهِمْ ﴾

ترجمہ | عمرو بن میمون اَودی نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (اس وقت) دیکھا (جب وہ زخمی ہوئے) انھوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا اَے عبداللہ بن عمر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب آپ کو سلام کہتا ہے پھر ان سے سوال کرو (کہ عمرؓ کی تمنا و آرزو ہے) کہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جاؤں (عبداللہ گئے اور عمرؓ کا پیغام پہنچایا) حضرت عائشہؓ نے کہا اس جگہ تو میں اپنے لیے ارادہ رکھتی تھی مگر آج میں ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں، جب عبداللہ واپس آئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا تیرے پاس کیا خبر ہے؟ عبداللہ نے کہا اَے امیر المومنین حضرت عائشہؓ نے آپ کو اجازت دیدی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس آرام گاہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی چیز اہم نہ تھی تو جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ اٹھا کر لے جاؤ اور تم سب حضرت عائشہؓ کو سلام کہو اور اَے عبداللہ تم عرض کرو کہ عمرؓ آپ کے حجرے میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے پس اگر وہ میرے لیے اجازت دیں تو وہاں مجھے دفنا دو ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں لوٹا دو، دیکھو خلافت کا حقدار میں ان چند لوگوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں جانتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک راضی رہے ہیں میرے بعد یہ لوگ جسے خلیفہ بنا دیں وہی خلیفہ ہے پس اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا، حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا نام لیا اور ایک انصاری جوان حضرت عمرؓ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اَے امیر المومنین اللہ عزوجل کی بشارت سے خوش ہو جاؤ آپ قدیم الاسلام ہیں یا اسلام میں آپ کا جو مرتبہ ہے وہ معلوم ہے پھر خلیفہ ہوئے تو انصاف کرتے رہے پھر ان سب کے بعد شہادت نصیب ہوئی حضرت عمرؓ نے فرمایا کاش کہ اَے بھتیجے یہ سب برابر سرابر اتر جائے نہ مجھے کچھ ثواب ملے اور نہ میرے اوپر کچھ وبال، میرے بعد جو خلیفہ ہو میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین سے بھلائی کرتا رہے ان کا حق پہنچانے اور ان کی عزت کا خیال رکھے اور انصار کے ساتھ بھلائی کی بھی وصیت کرتا ہوں جنھوں نے مدینہ کو مسکن بنایا اور ایمان پر ثابت قدم رہے یعنی ان میں جو نیکی کرنے والے ہیں ان کی نیکی کی قدر کرے اور جو ان میں قصور کرے ان کے قصور سے درگذر کرے (حدود اور حقوق العباد کے علاوہ)۔ اور میں خلیفہ کو یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کا خیال رکھے اور معاہد کے عہد کو پورا کرے (اہل کتاب سے قتال نہ کرے) اس کے علاوہ دوسرے کافروں سے قتال کرے اور طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے (یعنی مقدار جزیہ سے بڑھا کر وصول نہ کیا جائے۔)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قضية عمر بن الخطابؓ لان فيها السؤال بان يدفن مع صاحبيه وهما النبى صلى الله عليه وسلم وابوبكر رضى الله عنه وماذاك الا فى قبر النبى صلى الله عليه وسلم والترجمة فيه (عمده)

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۱۸۶تا۱۸۷ ویاتی الحدیث ص ۴۲۹وص ۵۲۳بطولہ،وص ۲۵۷ مختصراً۔

مقصد | امام بخاریؒ نے اس باب میں پانچ روایتیں ذکر فرمائی ہیں مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کی صفت بیان کرنی ہے کہ قبر شریف مسنم تھی یا مسطح؟ تو باب کی تیسری روایت یعنی حدیث ۱۳۱۵ میں صاف ہے سفیان تمار (کھجور فروش) کہتے ہیں "انه رای قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم مسنّما"

جمہور حنفیہ، مالکیہ وغیرہ اسکے قائل ہیں کہ تسنیم قبر افضل ہے، اکثر شوافع کے نزدیک تسطیح (یعنی مسطح) افضل ہے۔

امام بخاریؒ نے احناف کی تائید فرمائی ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مسنم تھی۔

﴿ بَابٌ مَا يُنْهٰى مِن سَبِّ الْاَمْوَاتِ ﴾ [۸۸۱]

جولوگ مرگئے ہیں ان کو برا کہنا (ان کی برائی بیان کرنا) منع ہے

مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان مرچکے ہیں ان کو برا کہنا منع ہے البتہ کافر، اور داعی الی البدعت مسلمان کا عیب ظاہر کرنا جائز و درست ہے تاکہ دوسرے لوگوں کو تنبیہ ہو جائے۔

۱۳۱۸﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا شُعبَةُ عنِ الاَعْمَشِ عن مُجاهِدٍ عِن عائِشَةَ قالتْ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لا تَسُبُّوا الاَمْوَاتَ فإنَّهُمْ قَد افضَوا اِلٰى مَا قَدَّمُوا تابَعَه عَلِيُّ بنُ الجَعْدِ وَمحمّدُ بنُ عَرْعَرَةَ وَابنُ اَبى عَدِيّ عن شعْبَةَ وَرَواهُ عبدُ اللهِ بنُ عبدِ القدُّوس عنِ الاَعْمَشِ وَمحمّدُ ابنُ اَنَسٍ عنِ الاَعْمَشِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو برامت کہو کیونکہ انھوں نے جو کچھ آگے بھیجا تھا (اچھا عمل یا برا عمل) اس کا بدلہ پاچکے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لا تسبّوا الاموات"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۱۸۷ ویاتی الحدیث ص۹۶۴۔

مقصد | چند باب پہلے ایک باب گذر چکا ہے "باب ثناء الناس علی المیت" یعنی جولوگ مرچکے ہیں ان کی برائی سے قطع نظر کرکے ان کی بھلائیاں اور خوبیاں ذکر کرنی چاہیے تو اس میں ذکر خیر کی ترغیب دی تھی اب امام بخاریؒ ذکر شر سے منع فرمارہے ہیں۔

وجہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص بے گناہ و معصوم نہیں ہے نیز مردہ کو برا کہنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے البتہ نقصان ضرور ہے کہ ان کے عزیز و اقارب کو تکلیف دینا ہے ایذاء مسلم سے بچنا لازم ہے۔

(۲) ارشادنبوی ہے اذکروا محاسن موتاکم و کفوا عن مساویھم (ابوداؤد ثانی کتاب الادب ص ۶۷۱، ترمذی اول کتاب الجنائز باب آخر ص: ۱۲۱۔

﴿ بَابُ ۸۸۲ ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتٰى ﴾

برے مردوں کی برائی بیان کرنے کا بیان (یعنی درست ہے)

۱۳۱۹﴿ حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفْصٍ قال حَدَّثَنَا اَبی قال حَدثنا الاعْمَشُ قال حَدَّثَنِی عَمْرُو بنُ مُرَّةَ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عن ابنِ عباسٍ قال قال اَبُولَهَبٍ عليه لعنة اللّٰه لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم تَبًّا لَكَ سَائِرَ اليومِ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِی لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابولہب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تیرے لیے دن بھر بربادی ہو تو یہ سورہ نازل ہوئی تبت یدا ابی لھب وتبّ .

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قال ابو لهب عليه لعنة اللّٰه"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۸۷ ویاتی الحدیث ص ۵۰۰، وص ۷۰۲، وص ۷۰۸، وص ۷۴۳، وص ۷۴۳، وص ۷۴۳۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جس حدیث میں لا تسبّوا الاموات آیا ہے وہ مطلق عام نہیں بلکہ صرف وہ مسلمان مردے مراد ہیں جو بظاہر نیک گذرے ہوں یعنی الاموات میں الف لام استغراقی نہیں ہے بلکہ عہدی ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے ابولہب کے مرنے کے بعد ابولہب کی برائی بیان کی۔

براعۃ اختتام لفظ تبّ سے جس کے معنی ہیں ہلاک ہوگیا ختم ہوگیا براعۃ اختتام ہے۔

☆ ☆ ☆

بسم الله الرحمن الرحيم

كتابُ الزكوة

اى هذا كتاب فى بيان احكام الزكوٰة

امام بخاریؒ کتاب الصلوٰۃ مع متعلقات سے فراغت کے بعد کتاب الزکوٰۃ یعنی زکوٰۃ کے مسائل واحکام کا ذکر فرمارہے ہیں چونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بتیس مواقع میں صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے جیسے سورہ بقرہ میں واقیموا الصّلوٰۃ وَآتوا الزکوٰۃ (آیت ۴۳، وآیت ۸۳ وآیت ۱۱۰، اور سورہ نساء، سورہ حج اور سورہ نور وغیرہ)۔

(۲) اسی طرح حضرت ابن عمرؓ کی مشہور روایت میں ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بُنيَ الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الاّ الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة والحج وصوم رمضان (بخاری کتاب الایمان، ص:٦)

اس حدیث میں بھی صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے۔

فائدہ: یہاں درمختار میں بجائے بتیس کے بیاسی مذکور ہے اس پر علامہ شامی نے تنبیہ کی ہے کہ اثنین و ثمانین کے بجائے اثنین و ثلاثین ہونا چاہیے۔ بعض محدثین نے کتاب الصلوٰۃ کے بعد کتاب الصوم کو ذکر کیا ہے جیسا کہ نسائی شریف اور ابن ماجہ میں ہے لیکن جو ترتیب بخاری میں ہوئی ہے وہی اصح واعلیٰ ہے اس لیے اکثر محدثین کرام نے زکوٰۃ کو صوم پر مقدم کیا ہے جیسے بخاری ومسلم، ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ۔

اور جن حضرات نے صوم کو مقدم کیا ان کے پیش نظر یہ ہے کہ نماز اور روزہ دونوں بدنی عبادت ہے اس لیے دونوں کا ذکر ایک ساتھ ہونا چاہیے۔

بہرحال امام بخاریؒ نے جمہور کی موافقت کی ہے، مزید وجہ ترجیح میں امام بخاریؒ کے پیش نظر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق نفس اور مال دونوں سے متعلق ہے تو جو نفس کے متعلق حق تھا یعنی نماز کو پہلے ذکر فرمادیا اس کے بعد حق مال یعنی زکوٰۃ کو ذکر کیا پھر ان دونوں کے بعد دونوں (بدن ومال) کے مجموعہ حج کو ذکر فرمایا، نیز صوم چونکہ ترکی ہے لہٰذا وجودی کو شرف ہوگا ترکی وعدمی پر۔ خلاصہ یہ کہ ہر ایک نے اپنی اپنی فکر ونظر سے ترتیب قائم کی ہے۔

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن ✽ اے ذوق اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

﴿بَابُ ۸۸۳ وُجُوبِ الزَّكٰوةِ﴾

وقولِ الله عزّ وجلّ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزكٰوةَ وقال ابنُ عبّاسٍ حَدَّثَنِي اَبُوسُفيَانَ فذكر حَدِيْثَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال يَامُرُنا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ والعَفَافِ .

یہ باب زکوۃ کی فرضیت کے بیان میں ہے یہاں وجوب کا لفظ بمعنی فرض ہے (عمدہ)

زکوۃ کے لغوی معنی زکوۃ لغۃً دو معنی میں مستعمل ہے:

۱۔ بڑھوتری و زیادتی چنانچہ جب کھیتی میں زیادتی و بڑھوتری ہو تو کہا جاتا ہے "زکا الزرع" اس معنی کے اعتبار سے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زکوۃ نکالنے سے مال میں برکت و زیادتی ہوتی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یا یہ کہیے کہ زکوۃ کی وجہ سے ثواب میں زیادتی ہوتی ہے یا یہ کہ زکوۃ کا تعلق مال نامی سے ہے۔

۲۔ زکوۃ کے دوسرے معنی طہارت و پاکیزگی کے آتے ہیں تو چونکہ زکوۃ ادا کرنے سے بقیہ مال پاک وصاف ہو جاتا ہے یا انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اس لیے اس کو زکوۃ کہتے ہیں۔

زکوۃ کے شرعی معنی هی تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير غير هاشمی ولا مولاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالٰى .

تنویر الابصار مع الدر المختار علی ہامش ردّ المحتار (جلد۲ کتاب الزکوۃ، ص: ۲ تا ۴)

یعنی زکوۃ کے شرعی معنی یہ ہیں "مال کے ایک حصے کا جو شریعت نے مقرر کیا ہے اللہ کے لیے کسی مسلمان فقیر وغیرہ کو مالک کر دینا بشرطیکہ وہ فقیر ہاشمی یا مولی الہاشمی نہ ہو۔ مولی الہاشمی یعنی ہاشمی کا آزاد کردہ غلام نہ ہو مع قطع المنفعة یعنی یہ تملیک اس طور پر ہو کہ اس کے بعد اس مال زکوۃ میں مزکّی (زکوۃ دینے والے) کی ہر طرح کی منفعت منقطع ہو جائے کوئی منفعت باقی نہ رہے۔

عینه الشارع : شارع نے جو حصہ مقرر کیا ہے وہ مال کا چالیسواں حصہ ہے جس پر سال گذر چکا ہو۔

فائدہ : زکوۃ کی تعریف سے معلوم ہوا کہ اس کی حقیقت تملیک ہے لہٰذا جہاں تملیک کے معنی نہیں پائے جائیں گے وہ زکوۃ شرعی نہ ہوگی مثلاً مسجد پر خرچ کرنا، کفن میت میں دینا، رفاہ عام میں لگانا جیسے مسافر خانہ، مہمان خانہ وغیرہ بنوانا۔

فرضیت زکوۃ کب ہوئی اس میں متعدد اقوال ہیں: (۱) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "فعند الاكثرين وقع بعد الهجرة فقيل كان فى السنة الثانية" یعنی ہجرت کے بعد ۲ھ میں زکوۃ

کی فرضیت ہوئی (عمدہ، ج:۸، ص:۲۵۵) اور یہی سنہ صوم کی فرضیت کا ہے لیکن ان دونوں میں سے کون مقدم ہے زکوٰۃ یا صوم؟ علامہ عینی نے لکھا ہے قبل فرض رمضان یعنی زکوٰۃ کی فرضیت صوم رمضان سے قبل ہے لیکن اکثر حضرات کی رائے ہے کہ صوم کی فرضیت زکوٰۃ سے پہلے ہے اس کی تائید آگے حدیث سے بھی آرہی ہے۔ صوم کی مشروعیت شعبان ۲ھ میں ہوئی اور زکوٰۃ کی شوال ۲ھ میں، البتہ صدقۃ الفطر کی مشروعیت زکوٰۃ سے پہلے صوم کے ساتھ ہوئی جیسا کہ مسند احمد اور نسائی کی ایک روایت میں اس کی تصریح ہے حضرت قیس بن سعدؓ فرماتے ہیں امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصدقۃ الفطر قبل ان تنزل الزکوۃ الحدیث (نسائی فی "باب فرض صدقۃ الفطر قبل نزول الزکوۃ، ج:۱، ص:۲۶۹)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے صدقۃ الفطر کا امر فرضیت زکوٰۃ سے قبل فرمایا نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صوم کی فرضیت بھی زکوٰۃ سے قبل ہے اس لیے کہ صدقۃ الفطر کا تعلق تو صوم ہی سے ہے تو جب صدقۃ الفطر زکوٰۃ سے مقدم ہے تو صوم بھی زکوٰۃ سے مقدم ہوا۔

(۲) محدث شہیر ابن خزیمہ کا قول یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت قبل الہجرۃ ہے یعنی زکوٰۃ کی فرضیت اجمالاً مکہ مکرمہ ہی میں ہو گئی تھی لیکن اس کا نفاذ اور مفصل نصاب مدینہ منورہ میں مقرر رہوا، اس کی دلیل یہ ہے کہ سورۂ مزمل میں واقیموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ موجود ہے حالانکہ سورہ مزمل مکہ مکرمہ کی بالکل ابتدائی سورتوں میں سے ہے۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نجاشی کے یہاں تھے تو نجاشی نے حضرت جعفر سے پوچھا تھا کہ وہ کیا حکم دیتے ہیں تو حضرت جعفر نے فرمایا: یامرنا بالصلوۃ والزکوۃ الخ اور یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے اس پر اشکال وجواب کے لیے فتح الباری دیکھئے۔

ہمارے اکابر مثلاً شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، حضرت علامہ کشمیریؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ وغیرہ کا رجحان یہی ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت اجمالاً مکہ مکرمہ میں ہو چکی تھی۔ واللہ اعلم

"وقول اللہ عز وجل" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو"

قول اللہ بالجر عطف علی ماقبلہ اس سے اشارہ کر دیا کہ زکوٰۃ کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے اسکی فرضیت قطعی اجماعی ہے زکوٰۃ کا منکر کافر ہے یہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔

زکوٰۃ ہر مسلمان مرد وعورت عاقل بالغ پر فرض ہے جو بقدر نصاب مال نامی کا مالک ہو اور اس پر پورا سال گزر چکا ہو اور حوائج اصلیہ سے فاضل ہو۔

"وقال ابن عباسؓ" اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیانؓ نے بیان کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ بیان کیا تو کہا وہ نماز اور زکوٰۃ اور ناطا جوڑنے اور حرام کاری سے بچنے کا حکم دیتے

ہیں۔اس کی تفصیل وتشریح کتاب الوحی کی آخری حدیث میں گزر چکی ہے۔

۱۳۲۰﴿ حَدَّثَنا اَبُو عاصِمٍ الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ عن زَكَرِيَّاءَ بنِ اسحاق عن يَحْيَى بنِ عبدِ اللّٰه بنِ صَيْفِيٍّ عن اَبِي مَعْبَدٍ عن ابنِ عباسٍ اَنَّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بَعَثَ مُعاذًا اِلَى اليَمَنِ فقال ادعُهُم اِلى شَهادَةِ اَن لا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَنِّي رَسولُ اللّٰه فاِنْ هُم اَطاعُوا لِذٰلِكَ فاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰه افتَرَضَ عَلَيهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يومٍ وَّ لَيلَةٍ فاِنْ هُم اَطاعُوا لِذٰلِكَ فاَعْلِمْهُم اَنَّ اللّٰه افْتَرَضَ عَليهِمْ صَدَقَةً فِي اَمْوَالِهِم تُؤخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِم وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِم ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت فرمایا (پہلے) ان کو اس کی دعوت دو کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں پس اگر وہ لوگ اس کو مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض فرمائی ہیں اگر یہ بھی مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ان کے اموال میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان ہی کے محتاجوں پر لوٹا دیا جائے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان اللّٰه افترض عليهم صدقة في اموالهم الخ" لان المراد بالصدقة الزكوٰة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۸۷ وياتي الحديث ص ۱۹۶، وص ۲۰۲ تا ص ۲۰۳، وص ۳۳۱، وفي المغازي، ص ۶۲۳ وفي التوحيد ص ۱۰۹۶، ومسلم اول كتاب الايمان، ص ۳۶، ابوداؤد في الزكوٰة، نسائي في الزكوٰة، ترمذي في الزكوٰة، ابن ماجه في الزكوٰة.

۱۳۲۱﴿ حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن محمَّدِ بنِ عثمانَ بنِ عبدِ اللّٰه بنِ مَوْهَب عن مُوسَى بنِ طَلْحَةَ عن اَبِي اَيُّوبَ اَنَّ رَجُلاً قالَ لِلنبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَخبِرْنِي بعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الجَنَّةَ قال مَالَهُ مَالَهُ وقال النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَرَبٌ مَالَهُ تعبُدُ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُ به شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤتِي الزكوٰةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَقال بَهْزٌ حدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا محمّدُ بنُ عثمانَ وَ اَبُوهُ عُثمانُ بنُ عبدِ اللّٰه اَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بنَ طَلحَةَ عن اَبِي اَيُّوبَ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم بِهٰذا قالَ اَبُو عبدِ اللّٰه اَخْشٰى اَن يَكونَ محمَّدٌ غيرُ مَحفوظٍ اِنَّما هُوَ عَمْرٌو ﴾

ترجمہ | حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے، لوگ کہنے لگے اس کو کیا ہو گیا ہے اسے کیا ہو گیا (یعنی اسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سوال کی حاجت ہے اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہنا اور صلہ رحمی کرتے رہنا۔ اور بہز نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عثمان اور ان کے والد عثمان بن عبداللہ نے ان دونوں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا انھوں نے حضرت ابوایوبؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو بیان کیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں ڈرتا ہوں کہ محمد بن عثمان صحیح نہ ہو بلکہ صحیح عمرو بن عثمان ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وتؤتی الزکوٰۃ"

تعدد موضعہ | و الحدیث ھنا ص ۱۸۷، و یاتی ص ۸۸۵، و ص ۸۸۵، مسلم اول کتاب الایمان، ص ۳۱، واخرجہ النسائی فی الصلوۃ و فی العلم عن محمد بن عثمان "موھب" بفتح المیم و الھاء و اسکان الواو بینھما (شرح نووی، ص: ۳۱)

۱۳۲۲﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذْ عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَ تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وتصومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيْدُ عَلَى هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے ایسا عمل بتایئے کہ جب میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھتا رہ وہ اعرابی کہنے لگا قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس پر بڑھاؤں گا نہیں (وفی روایۃ ولا انقص) جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی جنتی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "تؤدی الزکوۃ المفروضۃ"

تعدد موضعہ | و الحدیث ھنا ص ۱۸۷۔

۱۳۲۳﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو زُرْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰه علیه وسلم بِهذا ﴾

ترجمہ ابوزرعہ (تابعی) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کی۔

تشریح یہ روایت مُرسل ہے کیونکہ ابوزرعہ تابعی ہیں انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا مگر چونکہ یہی روایت وہیب نے موصولاً ذکر کی ہے اور حضرت ابوہریرہؓ کا ذکر کیا ہے نیز وہیب ثقہ ہیں ثقہ کی زیادتی مقبول ہے اس لیے یحییٰ بن سعید القطان کے ارسال سے کوئی حرج نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

۱۳۴۴﴿ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَسْنَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَاْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو اِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ وَاَبُو النُّعْمَانِ عَنْ حَمَّادٍ الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾

ترجمہ ابوجمرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ عبدالقیس کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ ربیعہ قبیلہ کی ایک شاخ ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر حائل ہیں اس لیے ہم شہر حرام کے علاوہ (جس میں عرب کے لوگ جنگ نہیں کرتے تھے) کسی مہینے میں آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے ہیں تو ہم کو ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ ہم خود بھی آپ ﷺ سے سیکھ لیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے ہیں (ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں) انھیں بھی اس کی دعوت دیں آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں (میں تمہیں حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا اور اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے ایک کا اشارہ کیا اور نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا اور اس بات کا کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرتے رہنا، اور میں تمہیں کدو کے تونبے سے، سبز ٹھلیا سے اور لکڑی کے کریدے ہوئے برتن سے اور روغنی برتن سے (جس پر روغن زفت لگایا گیا ہو)

اور سلیمان اور ابوالنعمان نے حماد سے یوں روایت کی، اللہ پر ایمان لانا اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "وایتاء الزکوۃ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۸۸ باقی مواضع کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد اول، ص: ۳۵۲

تشریح | سلیمان اور ابو النعمان کی روایت میں الایمان باللہ کے بعد واؤ عطف نہیں ہے اور حجاج کی روایت میں واؤ تھی ایمان باللہ اور شہادت ان لا الہ الا اللہ دونوں ایک ہی ہیں۔

اس روایت پر تفصیل کے لیے نصر الباری جلد اول، ص: ۳۵۲ اور جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی، ص ۴۳۲ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۳۲۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبُ بْنُ اَبِی حَمْزَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَکَانَ اَبُو بَکْرٍ وَکَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حتی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمَنْ قَالَھَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّی مَالَہُ وَنَفْسَہُ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَحِسَابُہُ عَلَی اللّٰہِ فقال وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ فَاِنَّ الزَّکٰوۃَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِھَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰہِ مَاھُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے اور اہل عرب میں سے کچھ نے کفر کیا (حضرت ابو بکرؓ نے ان سے لڑنا چاہا) تو حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ کلمہ توحید پڑھ لیں تو جب اس کلمہ کو کہنے لگیں تو اپنے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کر لی مگر اسلام کے حق کی وجہ سے اور اس کا حساب اللہ پر ہے، ابو بکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور ضرور لڑوں گا کیونکہ زکوۃ حق مال ہے (جیسے نماز بدن کا حق ہے) قسم خدا کی اگر یہ لوگ ایک بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے اگر اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں اس کے نہ دینے پر ان سے ضرور لڑوں گا عمرؓ نے کہا پھر خدا کی قسم اللہ نے ابو بکر کا سینہ کھول دیا اب میں نے پہچانا یہی حق ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قولہ "فقال واللہ لا قاتلن الخ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۸۸ یاتی الحدیث مختصرا مقتصرا فیہ علی المرفوع من

حدیث ابی بکرؓ ص ۱۹۶، وص ۱۹۶ و باقی تماما ص ۱۰۲۳، وص ۱۰۸۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا رجحان و میلان یہی ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت اجمالاً مکہ مکرمہ میں ہو چکی تھی جیسا کہ محدث شہیر ابن خزیمہ کی رائے ہے۔

امام بخاریؒ نے اپنے خیال کی طرف اشارہ کر دیا کہ سورہ مزمل کی آیت باب میں ذکر فرمائی اور سورہ مزمل مکی ہے لیکن چونکہ اسمیں اختلاف تھا اس لیے صاف و صریح حکم نہیں بیان کیا۔ البتہ زکوٰۃ کا مفصل نصاب ہجرت کے بعد ۲ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

مختصر تشریح امام بخاریؒ نے اس باب میں چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں: پہلی حدیث یعنی حدیث ۱۳۲۰ کے لیے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی، ص ۴۱۴ ملاحظہ فرمایئے۔

باب کی دوسری حدیث یعنی حدیث ۱۳۲۱ ہے: حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة عن محمد بن عثمان الخ اس کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں "قال ابو عبدالله اخشى الخ" ترجمہ گزر چکا ہے امام بخاریؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ وہم ہے اصل صحیح عمرو بن عثمان ہے ملاحظہ فرمایئے مسلم اول، ص: ۳۱، سطر ۶۔ حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير قال نا ابى قال حدثنا عمرو بن عثمان قال حدثنا موسى الخ

"ان رجلا قال للنبیؐ" بعض نے کہا یہ خود حضرت ابوایوبؓ تھے او هو ابن المنتفق هذا اسمه لقيط بن صبره (قس) "قال ماله ماله" بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قال کی ضمیر آپ ﷺ کی طرف راجع ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ قال کا مرجع قوم ہے جیسا کہ علامہ قسطلانی نے فرمایا "قال" القوم نیز حاشیہ میں ہے الناس۔

یہ سفر کا قصہ ہے جیسا کہ مسلم شریف کتاب الایمان، ص: ۳۱ میں روایت ہے قال حدثنى ابو ايوب ان اعرابيا عرض لرسول الله صلى الله عليه وسلم وهو فى سفر فاخذ بخطام ناقته الخ

تو چونکہ اس شخص نے سفر میں حضور اقدس ﷺ کی سواری روک دی اور سوال کیا تو لوگ بگڑ گئے اور کہنے لگے ماله ماله اس کو کیا ہوا؟ کیوں اس طرح پوچھ رہا ہے؟ تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اس کو سوال کی حاجت ہے اس کو ضرورت پڑ گئی ہے۔

"ارب" علامہ عینی نے بڑی تفصیل کی ہے خلاصہ یہ کہ اگر اسم صیغہ صفت ہے "أَرِبٌ" بروزن لِبِطٌ تو اس کے معنی ہیں حاجت اور اگر فعل ہے تو فتح و سمع دونوں سے ہو سکتا ہے اس کو ضرورت پڑ گئی ہے، یہ محتاج ہو گیا ہے۔

باب کی تیسری روایت حدیث ۱۳۲۲ میں لا ازید ہے لیکن بعض میں یہاں لا انقص کا اضافہ بھی ہے اس پر تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

باب کی چوتھی روایت یعنی حدیث ۱۳۲۳ وہی سابق روایت ہے یہی وجہ ہے کہ بعض شارح مثلاً علامہ

قسطلانی نے اس پر شمار نمبر نہیں لگایا ہے۔
لیکن صحیح بخاری کے عظیم ترین شارح علامہ عینیؒ اور قدیم ترین شارح علامہ کرمانیؒ نے شمار نمبر لگایا ہے اس لیے احقر نے ان بزرگوں کی اتباع کی ہے۔
باب کی پانچویں حدیث یعنی حدیث ۱۳۲۴ وفد عبدالقیس کی حدیث ہے اس کے لیے نصر الباری جلد اول اور نصر الباری جلد ہشتم ملاحظہ فرمایئے۔
باب کی چھٹی حدیث یعنی حدیث ۱۳۲۵ کا ترجمہ گذر چکا۔

حدیث ۱۳۲۵ کا خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابو بکرؓ جانشین وخلیفہ ہوئے تو ایک عام وبا ارتداد کی پھیلی اور بہت لوگ اس میں شامل ہو گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مخالفت کا بادل اٹھتا ہے تو شدید المخالفت اور قلیل المخالفت اور تذبذب والے سب ایک ہی طرف شمار ہونے لگتے ہیں یہ لوگ چار فرقوں میں منقسم تھے۔
ایک فرقہ وہ تھا جو بالکل کافر ہو گیا اور دین جاہلیت کی طرف عود کر گیا، مگر یہ بہت قلیل تھا۔ اور دوسرا بڑا فرقہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب اور سجاح کے تابع ہو گیا اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اور سجاح ایک عورت تھی اس نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور طلحہ وغیرہ ان میں اسی کا ذکر تھا سجاح کے متبعین کہتے تھے کہ دنیا کے نبی مرد ہوتے ہیں اور ہماری نبی عورت ہے۔
اسود عنسی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں قتل ہو گیا اس کے قتل کا قصہ ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی، ص: ۴۵۶۔
اور سجاح بغرض جنگ مسیلمہ کی طرف چلی۔ پہنچنے کے بعد قرار پایا کہ دونوں یعنی مسیلمہ کذاب اور سجاح آپس میں مفاہمت کرلیں آخر دونوں ایک خیمہ میں جمع ہوئے اور مسیلمہ کذاب پر عجیب وغریب اس کے شیطان نے وحی کی اور دونوں نے نہ معلوم کیا کیا وہاں کیا اور پھر نکاح ہو گیا اور پھر یہ قرار پایا کہ سجاح کے متبعین سے دو وقت کی نماز معاف ہے۔
تیسرا فرقہ کہتا تھا کہ اسلام برحق ہے اور ہم مسلمان ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں مگر ہم زکوۃ نہیں دیں گے یہ لوگ کہتے تھے کہ زکوۃ کوئی شرعی چیز نہیں ہے بلکہ یہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی جیسے سہم صفی آپ کے ساتھ خاص تھا اس لیے کہ قرآن پاک میں خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم ہے تطہیر وتزکیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرماتے تھے نہ کہ ابو بکر یہ فرقہ متاول تھا۔
اور چوتھا فرقہ کہتا تھا کہ زکوۃ واجب ہے مگر ابو بکر کو نہیں دیں گے بلکہ ہم خود خرچ کریں گے اور خذ من

اموالهم سے استدلال کرتا تھا کہ لینے کا حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا، یہ چاروں فرقے جماعتی حیثیت سے ابوبکر صدیق کی مخالفت میں برابر تھے اور تیسرا و چوتھا فرقہ اصطلاح میں باغی کہلاتے ہیں اس لیے کہ وہ تاویل کرتے تھے مگر اس وقت چونکہ بغاوت کی شکل نہ تھی بلکہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں شروع ہوئی افتتاح حضرت عثمان کے زمانے میں ہوا اور ظہور حضرت علیؓ کے دور میں ہوا۔

اب سوال یہ ہے کہ شیخین کا مناظرہ کس فریق کے متعلق تھا۔ بعض الفاظ سے شبہ ہوتا ہے کہ مرتدین کے بارے میں تھا اور حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ تالیف کی ضرورت ہے حضرت ابوبکر نے ان کو ڈانٹا کہ اجبار فی الجاهلية وخوار في الاسلام لیکن یہ غلط ہے۔ اب مناظرہ کس فریق میں تھا؟ شراح کی رائے ہے کہ مناظرہ فرضیت زکوٰۃ کے منکرین کے بارے میں تھا، حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ جب وہ لوگ توحید و رسالت کے قائل ہیں تو ان سے قتال کیسے جائز ہوگا جب کہ حضور اقدس ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله واني رسول الله فرماتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا لاقاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة فان الزكوة حق المال۔ اب اشکال یہ ہے کہ بعض روایات میں حتى يقولوا لا اله الا الله يقيموا الصلوة ويوتوا الزكوة ہے تو ابوبکر صدیق نے قیاس کے بجائے روایت سے کیوں استدلال نہ فرمایا؟ اس کا جواب ہوسکتا ہے کہ اس وقت ذہول ہوگیا ہوگا۔

اور میرے والد صاحب کی رائے ہے کہ مناظرہ فریق رابع میں تھا جو زکوٰۃ کا اقرار کرتا تھا مگر ادا الی الامام کا منکر تھا بظاہر لاقاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة شراح کی تائید کرتا ہے لیکن والله لو منعوني عناقا میرے والد صاحب کی تائید کرتا ہے اس لیے کہ لو منعوني فرمایا یعنی اگر مجھ کو نہ دیا تو قتال کروں گا، معلوم ہوا کہ ادا الی الامام کے منکرین میں مناظرہ تھا۔ (تقریر بخاری حضرت شیخ الحدیثؒ از حاشیہ جلد چہارم، ص: ۷۹)

(حضرت مولانا) محمد یونس عفی عنہ (شیخ الحدیث دامت برکاتہم) مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

﴿بابُ ۸۸۴ الْبَيْعَةِ علىٰ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ فَاِنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾

زکوٰۃ دینے پر بیعت کرنا (اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ توبہ میں) اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں حکم شریعت میں

(یعنی اب بھی اگر کفر سے توبہ کر کے احکام دینیہ نماز، زکوٰۃ وغیرہ پر عمل پیرا ہوں تو نہ صرف یہ کہ آئندہ کے لیے

محفوظ و مامون ہو جائیں گے بلکہ اسلامی برادری میں شامل ہو کر ان حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے دوسرے مسلمان مستحق ہیں)

۱۳۲۶﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عَبْدِ اللّٰہ بنُ نُمَیْرٍ قال حَدَّثَنَا اَبِی قال حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ عن قَیْسٍ قال قال جَرِیْرُ بنُ عَبْدِ اللّٰہِ بَایَعْتُ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ﴾

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وایتاء الزکوۃ"

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص ۱۸۸ ومر الحدیث ص ۱۴،۱۳، ۷۵ ویاتی ص ۲۸۹، وص ۳۷۵، وص ۱۰۶۹۔

مقصد: اس سے امام بخاریؒ کا مقصد تاکد زکوۃ کو بیان کرنا ہے اور یہ باب تخصیص بعد التعمیم ہے اور بخاریؒ کا استدلال اگلی آیت و ان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم الآیۃ سے ہے۔

﴿ بَابُ ۸۸۵ اِثْمِ مَانِعِ الزَّکوٰۃِ ﴾

وقولِ اللّٰہ تعالٰی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالفِضَّۃَ وَلَا یُنفِقُونَھا فی سَبِیْلِ اللّٰہ الی قولہ فذوقوا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ.

زکوٰۃ نہ دینے والے کا گناہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ توبہ آیت ۳۴، ۳۵ میں) والذین یکنزون الذھب الآیۃ اور جو لوگ سونا چاندی گاڑ رکھتے (جمع کرتے) ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوۃ نہیں دیتے اور اس کے حقوق واجبہ ادا نہیں کرتے) پس اے نبی ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی بشارت دیدیجئے جس دن ان سونے اور چاندی کو آگ میں تپایا جائے گا پھر ان جلتے ہوئے خزانوں سے ان کی پیشانیوں پر اور ان کی کروٹوں پر اور ان کی پیٹھوں پر داغ دیا جائے گا (کیونکہ فقیروں کو دیکھ کر اول ان کی پیشانیوں پر بل پڑتے تھے اور پھر ان سے پہلو تہی کرتے تھے اور پھر ان سے پشت پھیر لیتے تھے اور داغ دیتے وقت ان سے کہا جائیگا کہ) یہ وہی خزانہ ہے جو تم نے اپنے نفع اور فائدہ کے لیے جمع کر رکھا تھا پس چکھو وبال اس کا جو تم ذخیرہ رکھتے تھے۔

تشریح آیت میں کنز کا لفظ ہے کنز اسی مال کو کہیں گے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے، اکثر صحابہ وتابعین کا یہی قول ہے کہ آیت اہل کتاب اور مومنین سب کو شامل ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس پر ترجمہ قائم کیا ہے۔

۱۳۲۷﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بنُ نافِعٍ قال اَخْبَرَنا شُعَيْبٌ قال حَدَّثَنا اَبُو الزِّنادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ هُرْمُزَ الاعْرَجَ حَدَّثَه اَنَّهُ سَمِعَ اَبا هُرَيْرَةَ يقولُ قال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم تاتِي الابِلُ علٰى صاحِبِهَا علٰى خَيْرِ ما كانتْ اِذا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَأُهُ بَاَخْفافِهَا وتاتِي الغَنَمُ علٰى صاحِبِهَا علٰى خيرِ مَا كانتْ اِذَا لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَأُهُ بَاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِها قال وَمِن حَقِّهَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الماءِ قال وَلَا ياتِي اَحَدُكُم يومَ القِيامَةِ بِشاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهٖ لها يُعَارٌ فيقولُ يا محمَّد فاقولُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شيئًا قَدْ بَلَّغتُ وَلا ياتِي بِبَعِيرٍ يَحْمِلُه علٰى رَقَبَتِهٖ لهٗ رغاءٌ فيقولُ يا محمَّد فاقولُ لَا اَمْلِكُ شَيْئًا قد بَلَّغتُ ﴾

ترجمہ عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن وہ) اونٹ جن کی دنیا میں زکوٰۃ نہ دی ہو خوب موٹے تازے اچھے بن کر آئیں گے اور اپنے مالک کو پاؤں سے روندیں گے اور اسی طرح بکریاں بھی جس کی زکوٰۃ نہ دی ہو اچھی موٹی تازی بن کر اپنے مالک کے پاس آئیں گی اور اپنے پاؤں سے کچلیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی آپ ﷺ نے فرمایا کہ بکریوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ پانی پر پہنچ کر اس کا دودھ دوہا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی قیامت کے دن بکری کو اپنی گردن پر لادے ہوئے لائے جو بول رہی ہو پھر (مجھ کو پکارے) کہے یا محمد ﷺ (مجھ کو بچاؤ) میں کہوں گا میں کچھ نہیں کرسکتا میں نے تو خدا کا حکم پہنچا دیا تھا اور ایسا نہ ہو کہ کوئی اونٹ اپنی گردن پر لادے ہوئے لائے جو بول رہا ہو پھر کہے یا محمد ﷺ (مجھ کو بچایئے) میں کہوں گا میں کچھ نہیں کرسکتا میں نے تو اللہ کا حکم تم کو پہنچا دیا تھا۔

(مسلم شریف کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ منھ سے کاٹیں گے پچاس ہزار برس کا جو دن ہوگا اس دن یہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کرے اور وہ اپنا ٹھکانا دیکھ لے بہشت میں یا دوزخ میں (مسلم اول، ص: ۳۱۸)

۱۳۲۸﴿ حَدَّثَنا عليُّ بنُ عَبدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنا هاشِمُ بنُ القاسِمِ قال حَدَّثنا عبدُ الرَّحمٰنِ بنُ عبدِ اللّٰهِ بنِ دِينارٍ عن اَبِيهِ اَبِى صالحٍ السَّمَّانِ عن اَبى هُرَيْرَةَ قال قال

رسولُ اللّٰہ ﷺ مَن اٰتاہُ اللّٰہُ مالاً فلَم یُؤدِّ زکاتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مالُہٗ یومَ القِیامَۃِ شُجاعًا اَقرَعَ لہٗ زَبِیبَتانِ یُطَوَّقُہٗ یومَ القِیامَۃِ ثُمَّ یاخُذُ بِلِہزِمَتَیہِ یعنی بِشِدقَیہِ ثُمَّ یقولُ اَنا مالُکَ اَنا کَنزُکَ ثُمَّ تَلا وَلا یَحسَبَنَّ الَّذِینَ یَبخَلُونَ بِما آتٰہُمُ اللّٰہُ مِن فَضلِہٖ ہُوَ خَیرًا لَّہُم بَل ہُوَ شَرٌّ لَّہُم سَیُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِہٖ یومَ القِیامَۃِ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جسے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کا یہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا اس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے (دھبے) ہونگے قیامت کے دن اس کی گردن میں ہار کی طرح پہنا دیا جائے گا (یعنی وہ سانپ اس کے گلے میں لپٹ جائیگا) پھر اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ ﷺ نے (سورہ آل عمران کی اس آیت کی) تلاوت فرمائی و لا یحسبن الذین الآیۃ جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں تو اپنے لیے یہ بخل ہرگز بہتر نہ سمجھیں بلکہ ان کے حق میں برا ہے جس کے لیے وہ بخل کرتے ہیں وہ قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق ہونے والا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ یخبر عن مانع الزکاۃ ما یعذب بہ ولا یعذب احد الا علی ترک فرض من الفرائض ولولم یکن فی منعہ الزکوۃ آثما لما استوجب ہذہ العقوبۃ .

تعدد موضعہ والحدیث ہنا ص ۱۸۸ ویاتی ص ۳۲۰ ویاتی الحدیث ص ۶۵۵، وص ۶۷۲، وص ۱۰۲۹، نسائی فی الزکاۃ، ص ۲۶۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ کا روکنے والا گنہ گار ہوگا ساتھ ہی ساتھ عذاب کی نوعیت کو ذکر فرمادیا چونکہ اثم (گناہ) کے مختلف انواع ہیں لہٰذا زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر عذاب کی جو نوعیت ہوگی اس کو ذکر فرمادیا کہ اونٹ کے مالک کو میدان میں لٹا دیا جائے گا اور اونٹ اسے منہ سے کاٹیں گے اور روندیں گے۔

تشریح "ان تحلب علی الماء" پانی پر چونکہ اکثر غریب وفقیر لوگ جمع رہتے ہیں وہاں دودھ دوہنے سے غرض یہ ہے کہ کچھ دودھ فقراء ومساکین کو بھی مل جائے، مگر یہ حق واجبات میں سے نہیں ہے بلکہ مکارم اخلاق میں سے ہے اصل فرض وواجب زکوٰۃ ادا کرنی ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں روایت ہے لیس فی المال حق سوی الزکوۃ .

"شجاعا اقرع" مذکر اور گنجا سانپ جو بہت زہریلا ہوتا ہے اس سانپ کے سر پر یا دونوں آنکھوں پر دو داغ ہوں گے۔

﴿ بابٌ ۸۸۶ ما اُدِّیَ زَکاتُہٗ فلیسَ بِکَنْزٍ لِقولِ النبیِّ ﷺ لَیْسَ فِیما دُونَ خمْسَۃِ اَوَاقٍ صَدقَۃٌ ﴾

جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ پانچ اوقیہ چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

﴿وقال اَحْمَدُ بنُ شَبِیْبٍ قال حَدَّثَنا اَبِی عن یُونُسَ عنِ ابنِ شِھابٍ عن خالِدِ بنِ اَسْلَمَ قال خرَجْنا مَعَ عبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ فقال اَعْرَابِیٌّ اَخْبِرْنِی عن قولِ اللّٰہ تعالٰی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالفِضَّۃَ، قال ابنُ عُمَرَ مَنْ کَنَزَھَا فلَمْ یُؤَدِّ زَکَاتَھا فوَیْلٌ لَہٗ اِنَّما کانَ ھذا قَبْلَ اَنْ تُنزَلَ الزکوٰۃُ فلمّا اُنزِلتْ جَعَلَھَا اللّٰہ طُھْرًا لِلاَمْوَالِ﴾

اور ہم سے احمد بن شبیب نے بیان کیا کہا میرے باپ شبیب نے انھوں نے یونس سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے خالد بن اسلم سے انھوں نے کہا کہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے تو ایک دیہاتی نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ مجھ کو اس آیت کی تفسیر بتایئے "والذین یکنزون الذھب والفضۃ" حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا جس نے سونا چاندی جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے لیے تباہی ہوگی اور یہ آیت زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے پھر جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو اللہ نے مالوں کو اس سے پاک کر دیا۔

معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مال و دولت جمع کرے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے تو گنہگار نہیں ہے۔

۱۳۲۹﴿ حَدَّثَنا اِسحَاقُ بنُ یَزِیْدَ قال اَخبَرَنا شُعَیْبُ بنُ اِسْحَاقَ قال اَخْبَرَنا الاَوزاعِیُّ قال اَخْبَرَنِی یحیَی بنُ اَبِی کَثِیْرٍ اَنَّ عَمرو بنَ یَحْیَی بنِ عُمَارَۃَ اَخْبَرَہٗ عن اَبِیْہِ یَحْیَی بنِ عُمَارَۃَ بنِ اَبِی الحَسَنِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبا سَعِیْدٍ یقولُ قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَیْسَ فِیما دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ وَلا فِیما دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَۃٌ وَلَیس فیما دُونَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ صَدَقَۃٌ ﴾

ترجمہ یحییٰ بن عمارہ نے کہا کہ انھوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں صدقہ (یعنی زکوٰۃ) نہیں ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ

وسق کھجور سے کم میں زکوۃ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث المفهوم.

اس لیے کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کنز ہونے کے لیے نصاب شرط ہے اور جب نصاب نہیں تو کنز نہیں۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۸ تا ۱۸۹ و يأتي الحديث ص ۱۹۴، و ص ۱۹۶، و ص ۲۰۱، مسلم في الزکوۃ، ص ۳۶۵۔

۱۳۳۰﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هَذَا قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ فَقُلْتُ نَزَلَتْ فِينَا وَفِيهِمْ فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ يَشْكُونِي فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ رضي الله عنه أَنْ أَقْدِمِ الْمَدِينَةَ فَقَدِمْتُهَا فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتَّى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذَلِكَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لِي إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ فَكُنْتَ قَرِيبًا فَذَاكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي هَذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ أَمَّرُوا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ ﴾

ترجمہ | زید بن وہب (تابعی) نے کہا کہ میں ربذہ کے پاس سے گزرا تو میری ملاقات حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا: کس چیز نے آپ کو اس جگہ پہنچایا تو انھوں نے فرمایا کہ میں شام میں تھا وہاں مجھ میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ میں (جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے شام کے حاکم تھے) اس آیت کے بارے میں اختلاف ہوا "الذين يكنزون الخ" (جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دیدیجیے) معاویہ نے کہا یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو میں نے کہا ہم مسلمانوں کے بارے میں اور ان اہل کتاب دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے اور ان کے درمیان بحث ہوگئی انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس میری شکایت لکھی اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ کو لکھا کہ تم مدینہ آجاؤ میں مدینہ آیا تو میرے پاس لوگ بکثرت جمع ہونے لگے گویا اس سے پہلے ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں تھا تو میں نے حضرت عثمانؓ سے اس کا تذکرہ کیا تو مجھ سے فرمایا اگر تم چاہو تو مدینہ سے قریب الگ ایک گوشہ میں رہو، یہی وہ وجہ ہے جس نے مجھ کو اس منزل یعنی جنگل پہنچایا (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو بہت بڑے شخص ہیں) اگر مجھ پر ایک حبشی کو امیر بنا دیں تو اس کی بات سنوں گا اور حکم مانوں گا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انها فيما ادى زكاته فليس بكنز و

مفهوم الآية كذلك اذا ادى زكاة الذهب والفضة لا يكون ما ملكه كنزا فلا يستحق الوعيد الذى يستحقه من يكنز ولا يودّى زكاتهٗ (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۸۹ وياتى فى التفسير ص۶۷۲۔

۱۳۳۱﴿ حَدَّثنا عَيَّاشٌ قال حَدّثنا عَبْدُ الاَعْلٰى قال حَدّثنا الجُرَيْرِىُّ عن اَبِى العَلاءِ عن الاَحْنَفِ بنِ قَيْسٍ قال جَلَسْتُ ح وَحَدَّثنى اِسحاقُ بنُ مَنصُورٍ قال حدَّثنا عَبْدُ الصَّمدِ قال حَدَّثنى اَبِى قال قال حَدَّثنا الجُرَيْرِىُّ قال حَدَّثنا اَبو العَلاءِ بنُ الشِّخِّيرِ اَنَّ الاَحْنَفِ بنَ قَيْسٍ حَدَّثهمْ قال جَلستُ اِلٰى مَلَاءٍ مِن قُرَيشٍ فجاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعرِ والثيابِ وَالْهَيْاَةِ حتى قامَ عَليهم فسَلّمَ ثم قال بَشِّرِ الكانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُحْمٰى عليه فى نارِ جَهَنَّمَ ثمّ يُوْضعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدىِ اَحَدِهم حتى يَخرُجَ مِن نُغضِ كَتِفِه وَيُوضَعُ علٰى نُغضِ كَتِفِهِ حتى يَخرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِه يَتزَلْزَلُ ثم وَلّٰى فجَلَسَ اِلٰى سَارِيَة وَتَبِعْتُه وَجَلَسْتُ اِلَيْهِ وَاَنا لا اَدْرِىْ مَن هُوَ فقُلتُ لَه لَا اُرٰى القومَ اِلّا قد كَرِهُوا الذِى قلتَ قال اِنّهُم لا يَعْقِلُونَ شيْئا قال لِى خَلِيْلِى قال قلتُ ومَنْ خَلِيْلُكَ تعنِى قال النبىُّ ﷺ يا اَبا ذَرّ اَتُبْصِرُ اُحُدًا قال فنَظَرتُ اِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِىَ مِنَ النّهارِ وَاَنا اُرٰى اَنّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يُرْسِلُنِى فى حَاجَةٍ لَه قلتُ نعم قال مَا اُحِبُّ اَنّ لِى مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا اُنفِقُه كُلَّهٗ اِلّا ثَلاثَةَ دَنانِيرَ وَاِنَّ هؤلاءِ لا يَعْقِلُونَ اِنما يَجْمَعُونَ الدُّنيا وَلاَ وَاللّٰهِ لَا اَسْاَلُهم دُنيا وَلَا اَسْتَفْتِيهِم عن دِينٍ حتى اَلْقَى اللّٰهَ﴾

ترجمہ | احنف بن قیس نے بیان کیا کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب آئے جن کے بال پراگندہ کپڑے کھردرے (یعنی موٹے) اور ہیئت (صورت) بھی سیدھی سادی وہ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور سلام کیا پھر فرمایا جو لوگ مال جمع کرتے ہیں ان کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ایک پتھر جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر ان کے پستان کی گھنڈی (سرِ پستان) پر رکھ دیا جائے گا جو مونڈھے کی اوپر والی ہڈی سے پار ہو جائے گا اور ان کے مونڈھے (شانے) کی ہڈی پر رکھا جائے گا اور چھاتی کی گھنڈی سے پار ہو جائے گا اس طرح وہ پتھر ڈھلکتا رہے گا پھر اس نے پیٹھ پھیری اور ایک ستون (کھمبا) کے پاس بیٹھ گئے اور میں ان کے پیچھے چلا اور ان کے پاس بیٹھ گیا اور میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ میں نے ان سے کہا میرا اندازہ ہے کہ لوگوں نے آپ کی بات کو پسند نہیں کیا (یعنی لوگ ناراض ہو گئے) اس بزرگ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ لوگ کچھ بھی عقل نہیں رکھتے ہیں مجھ سے

میرے خلیل (جانی دوست) نے فرمایا: میں نے پوچھا آپ کے دوست کون ہیں جن کو آپ مراد لے رہے ہیں۔ اس بزرگ نے کہا وہ خلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر کیا تو اُحد پہاڑ دیکھتا ہے؟ یہ سن کر میں نے سورج دیکھا کہ کتنا دن باقی ہے میں سمجھا کہ آپ ﷺ کسی کام کے لیے مجھ کو بھیجنے والے ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ احد پہاڑ کے برابر میرے پاس سونا ہوا گر ہو تو میں سب اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالوں سوائے تین دینار کے (جو ضروری اخراجات کے لیے ضروری ہو) بلاشبہ یہ لوگ بیوقوف ہیں یہ لوگ دنیا (یعنی روپیہ پیسہ) جمع کرتے ہیں اور میں تو خدا کی قسم نہ ان سے دنیا کا کوئی سوال کروں گا نہ دین کی کوئی بات پوچھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه وعيد للكانزين الذين لا يؤدون الزكاة ويفهم منه الذى يؤديها لا يطلق عليه اسم الكانز المستحق للوعيد ولا الذى معه يسمى كنزا لانه ادى زكاته فدخل تحت الترجمة من هذا الوجه فافهم (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۸۹ ویاتی ص ۳۲۱ وص ۹۲۷، وص ۹۵۴، مسلم اول، ص ۳۲۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جس کنز پر وعید آئی ہے وہ، وہ کنز ہے کہ جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی جائے امام نے حدیث مرفوع سے استدلال کیا۔ اس میں ہے لیس فیما دون خمسة اواق صدقة معلوم ہوا کہ پانچ اوقیہ سے کم میں مطالبہ شرعیہ نہیں ہے لہٰذا وہ کنز۔۔ نہیں کہلائے گا اور اس کا رکھنا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿ باب ۸۸۷ انفاقِ المال فی حَقِّه ﴾

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت

یعنی نیک کاموں میں جیسے فقراء و مساکین کو کھلانے پلانے میں اور مدارس اسلامیہ کی تعمیر و ترقی میں، مجاہدین کے لیے جہاد کا سامان کر دیے طالب علموں کی خوراک و پوشاک تیار کرنے میں۔

۱۳۳۲﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے

تھے کہ دو (آدمیوں کی) خصلتوں پر کوئی رشک کرے تو ہوسکتا ہے ایک تو اس پر جس کو اللہ نے دولت دی وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے دوسرے اس پر جس کو اللہ نے قرآن وحدیث کا علم دیا وہ اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لاحسد الا فى اثنتين رجل اتاه الله مالا فسلطه على هلكته فى الحق"

فان الحديث يدل على الترغيب فى انفاق المال فى حقه .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۹ ومر فى كتاب العلم ص ۱۷ وياتى ص ۱۰۵۷، وص ۱۰۸۸۔

مقصد | امام بخاری کا مقصد اس باب سے صدقہ کی ترغیب ہے معلوم ہوا کہ مال جمع کرنے کی مذمت مطلقاً نہیں ہے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ مال کا حق ادا کرنے کے بعد مال جمع کرنا جائز ہے البتہ نیک کام میں خرچ کرنا چاہیے۔

حدیث پاک کی تشریح کے لیے نصر الباری جلد اول، ص: ۴۰۰ کا مطالعہ کیجئے۔

﴿ بابٌ ۸۸۸ الرِّياءِ فى الصَّدَقَةِ ﴾

لِقوله تعالىٰ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لا تُبْطِلُوا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذىٰ كَالَّذِى يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ اِلى قوله وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ قال ابنُ عبّاسٍ صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شيءٌ وَقال عِكرِمَةُ وَابِلٌ مَطَرٌ شَدِيْدٌ وَالطَّلُّ النَّدىٰ .

صدقہ وخیرات میں ریا کاری کا بیان

(یعنی لوگوں کو دکھلانے کے لیے تاکہ لوگ تعریف کریں) ایسے صدقات وخیرات سے بجائے ثواب کے عذاب ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ بقرہ میں) اے مسلمانو اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور فقیر کو تکلیف پہنچا کر برباد مت کرو، اخیر آیت والله لا يهدى القوم الكافرين تک، ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت میں صلدا کا لفظ آیا ہے اس کے معنی صفاچٹ ہے یعنی اس پر کچھ نہیں رہا اور عکرمہ نے کہا وابل زوردار بارش اور طل کے معنی شبنم اور اُوس کے ہیں۔

اس سورہ میں لفظ وابل اور طل آیا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق ان کی تفسیر کردی۔

باب ۸۸۹ لا یقبل اللہ صدقۃ من غلول ولا یقبل الا من کسب طیب

لِقولہ تعالیٰ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ.

اللہ تعالیٰ چوری کے مال سے کوئی صدقہ قبول نہیں کرتا ہے اور صدقہ نہیں قبول ہوتا ہے مگر حلال کمائی سے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''نرمی سے جواب دینا اور درگذر کرنا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے ہو ستانا اور اللہ تو بے نیاز تحمل والا ہے۔

تشریح یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کے اصرار و بدخوئی پر درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے کہ بار بار اس کو شرمائے یا احسان رکھے یا طعنہ دے اور اللہ تعالیٰ غنی ہے کسی کے مال کی اس کو حاجت نہیں۔

"غلول" بضم الغین مال غنیمت میں خیانت کرنا یہاں مراد حرام مال سے صدقہ کرنا ہے۔

آیت کریمہ سے استدلال اس طرح ہے کہ جب عمل صدقہ کے بعد احسان جتانا مبطل صدقہ ہے تو غلول میں تو صدقہ کے ساتھ ساتھ اذی وتکلیف ہے کیونکہ جب چوری کے مال لے یعنی حرام مال سے خیرات کرے گا تو جن لوگوں پر خیرات کرے گا ان لوگوں کو جب اس کی خبر معلوم ہوگی تو ان کو ایذا ہوگی۔

باب ۸۹۰ الصدقۃ من کسب طیب

لِقولہ تعالیٰ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيمٍ اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ.

حلال کمائی سے صدقہ کا بیان

(یعنی صدقات وخیرات حلال کمائی سے قبول ہوتی ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے (یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی) اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا، جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے لیے ثواب ہے ان کا اپنے پروردگار کے پاس نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔

۱۳۳۳﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مُنِيرٍ سَمِعَ اَبَا النَّضْرِ قال حَدَّثَنا عبدُ الرَّحمٰنِ هو ابنُ عبدِ اللّٰهِ بنِ دِينار عن اَبِيهِ عن اَبِي صَالِحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِن كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلاَّ الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰه يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِه كَمَا يُرَبِّي اَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حتى تَكُوْنَ مِثْلَ الجَبَلِ تابَعَهُ سُليمانُ عنِ ابنِ دِينارٍ وَقالَ وَرْقَاءُ عن اِبنِ دِيْنارٍ عن سَعِيْدِ بنِ يَسَارٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَرَوَاهُ مُسْلِمُ بنُ اَبِي مَرْيَمَ وَزَيْدُ بنُ اَسْلَمَ وَسُهَيْلٌ عن اَبِي صالِحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ صرف پاک ہی قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے پھر اس کو صدقہ دینے والے کے فائدے کے لیے اس کو پالتا (بڑھاتا) رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے عبدالرحمٰن کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان نے بھی عبداللہ بن دینار سے روایت کیا اور ورقاء نے اس کو ابن دینار سے روایت کیا اس نے سعید بن یسار سے اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسلم بن ابی مریم اور زید بن اسلم اور سہیل نے اس کو ابو صالح سے روایت کیا انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "من کسب طيب"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۸۹ ویاتی الحديث فی التوحيد تعليقا ص ۱۱۰۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ ربوا محوق البرکۃ (عدیم البرکۃ) ہے چونکہ وہ کسب طیب نہیں ہے اور صدقات اس وجہ سے ذوالبرکۃ ہے کہ وہ کسب طیب سے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جو کسب طیب نہ ہوگا وہ مردود ہو جائے گا۔

تشریح | امام بخاریؒ نے یہاں تین ترجمے ذکر فرمائے ہیں لیکن دو ابواب میں روایت ذکر نہ کی بلکہ صرف آیت سے استدلال کر لیا اور اس تیسرے باب میں ایسی روایت ذکر فرما دی کہ تینوں تراجم اسی ایک روایت سے ثابت فرمادئے من کسب طیب سے ترجمہ ثابت ہو گیا اور ولا یقبل اللہ الا الطیب سے دوسرا ترجمہ ثابت ہو گیا چونکہ صدقہ غلول طیب نہیں ہے اور ثم یربیها سے پہلا ترجمہ ثابت ہو گیا کیونکہ ریار سے تربیت نہیں ہوتی بلکہ ضائع ہو جاتا ہے۔

۸۹۱ ﴿ بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ ﴾

رَد سے پہلے صدقہ دینے کا بیان

(یعنی اس زمانہ کے آنے سے پہلے جب کوئی صدقہ لینے والا نہ ملے) صدقہ دینا۔

۱۳۳۴ ﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا ﴾

ترجمہ | حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا لوگو صدقہ کرو اس لیے کہ تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی صدقہ لے کر چلے گا (گھومے گا) مگر ایسے شخص کو نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرے جس کو دینے لگے گا وہ کہے گا اگر تو اس کو گذشتہ کل لاتا تو میں اس کو لے لیتا آج تو مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله تصدقوا فانه يأتي عليكم زمان يمشي الرجل بصدقته فلا يجد من يقبلها الخ

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۰ ويأتي ص ۱۹۱، وص ۱۰۵۴، ومسلم في الزكوة، ص ۳۲۵۔

۱۳۳۵ ﴿ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمہارے اندر مال کی بہتات ہو جائے اور وہ بہنے لگے یہاں تک کہ مالدار کو یہ فکر رہے گی کہ اس کی خیرات کون لے گا یہاں تک کہ کسی کو خیرات پیش کرے گا (دینے لگے گا) تو وہ کہے گا مجھے کوئی ضرورت نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۰ ويأتي الحديث ص ۱۰۵۴، ومسلم في الزكوة.

۱۳۳۶﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمَّدٍ قال حَدَّثَنا اَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ قال اَخبَرنا سَعْدَانُ بنُ بِشْرٍ قال حَدَّثَنا اَبُو مُجَاهِدٍ قال حَدَّثَنا مُحِلُّ بنُ خَلِيفَةَ الطَّائي قال سَمِعْتُ عَدِيَّ ابنَ حَاتِمٍ يقولُ كُنتُ عِندَ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم فَجَاءَه رَجُلانِ اَحَدُ هُمَا يَشْكُو العَيْلَةَ وَ الآخَرُ يَشْكُوا قَطْعَ السَّبِيلِ فقالَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰهُ عليه وسلم اَمَّا قطعُ السَّبِيلِ فَاِنَّه لا يَاتِي عَلَيكَ اِلاَّ قَلِيلٌ حتى تخرُجَ العِيرُ اِلَى مَكَّةَ بِغيرِ خَفِيرٍ وَ اَمَّا العَيلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لا تَقُومُ حتى يَطُوفَ اَحَدُكُم بِصَدَقَتِهِ فلا يَجِدُ مَن يَقْبَلُها مِنهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ اَحَدُكُم بَينَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيسَ بَينَه وَبَينَه حِجَابٌ وَلا تُرجُمَانٌ يُتَرجِمُ لَهُ ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ اَلَم اُوتِكَ مَالاً فَلَيَقُولَنَّ بَلَى ثُمَّ لَيَقُولَنَّ اَلَم اُرسِل اِلَيكَ رَسولاً فَلَيَقُولَنَّ بَلَى فَيَنظُرُ عَن يَمِينِهِ فَلا يَرَى اِلاَّ النَّارَ ثُمَّ يَنظُرُ عَن شِمَالِهِ فَلا يَرَى اِلاَّ النَّارَ فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُم النَّارَ وَلَو بِشِقِّ تَمرَةٍ فَاِن لَم يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا استنے میں دو شخص آپ ﷺ کے پاس آئے ان میں سے ایک تو محتاجی (تنگ دستی) کی شکایت کر رہا تھا اور دوسرے نے راستہ کی بے امنی (ڈاکہ) کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستہ کی بدامنی تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ وقت آئے گا کہ قافلہ بغیر محافظ کے مکہ تک جائے گا، رہی تنگ دستی تو قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی (جب تک دولت کی اتنی فراوانی نہ ہو جائے) کہ تم میں سے کوئی اپنی خیرات لے کر گھومتا رہے گا اور کوئی ایسا نہ ملے گا جو وہ خیرات قبول کرے پھر (قیامت کے روز) تم اللہ کے سامنے کھڑے ہوگے اس طرح کہ درمیان میں کوئی حجاب اور ترجمان نہ ہوگا جو اس کی ترجمانی کرے پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا جی ہاں ضرور دیا تھا پھر فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس (دنیا میں) رسول نہیں بھیجا تھا؟ بندہ عرض کرے گا جی ہاں ضرور بھیجا تھا پھر اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو صرف آگ دیکھے گا پھر بائیں طرف دیکھے گا تو صرف آگ ہی آگ دیکھے گا تم میں سے ہر شخص کو آگ سے بچنا چاہیے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر اور اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہہ کر۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تؤخذ من قولہ "فان الساعۃ لا تقوم حتی یطوف احدکم بصدقتہ فلا یجد من یقبلھا منہ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۹۰ و یاتی الحدیث ص ۵۰۷، ص ۵۶۸ واخرجہ النسائی فی الزکوٰۃ

١٣٣٧ ﴿حدثنا محمد بن العلاء قال حدثنا أبو أسامة عن بريد عن أبي بردة عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ليأتين على الناس زمان يطوف الرجل فيه بالصدقة من الذهب ثم لا يجد أحدا يأخذها منه ويرى الرجل الواحد يتبعه أربعون امرأة يلذن به من قلة الرجال وكثرة النساء﴾

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا کہ انسان سونے کا صدقہ لے کر گھومتا پھرے گا مگر کسی کو نہیں پائے گا کہ اس کو لے لے اور دیکھا جائے گا کہ ایک شخص کی ماتحتی اور پناہ میں چالیس عورتیں رہتی ہوں گی مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے (قیامت کے قریب یا تو عورتوں کی پیدائش زیادہ ہو جائے گی مرد کم پیدا ہوں گے یا لڑائیوں کی کثرت کی وجہ سے مردوں کی قلت ہو جائے گی)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ليأتين على الناس زمان يطوف الرجل فيه بالصدقة من الذهب ثم لا يجد أحدا يأخذها منه"

تعدد موضعه والحديث [illegible] وأخرجه مسلم أيضا في الزكوة

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد صدقات و خیرات کی ترغیب ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ صدقہ لینے والا نہیں ملے گا اس لیے صدقات میں جلدی کرنا چاہیے پس جتنا صدقہ کر سکتے ہو کر لو۔

۶۶۱ ﴿باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة﴾

ومثل الذين ينفقون أموالهم ابتغاء مرضات الله وتثبيتا من أنفسهم كمثل جنة بربوة إلى قوله من كل الثمرات

جہنم کی آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے یا تھوڑا سا صدقہ دے کر ہو

(ارشاد الٰہی سورہ بقرہ میں) اور جو لوگ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اور نیت ٹھیک رکھ کر ان کے خیرات کی مثال ایک باغ کی سی ہے من کل الثمرات تک (**مطابقت ترجمۃ الباب**) صدقہ تھوڑا ہو یا بہت بہر صورت اس پر ثواب ملے گا

١٣٣٨ ﴿حدثنا عبيد الله بن سعيد قال حدثنا أبو النعمان هو الحكم بن عبد الله البصري قال حدثنا شعبة عن سليمان عن أبي وائل عن أبي مسعود

قال لمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ فجَاءَ رَجُلٌ فتَصَدَّقَ بِشَيءٍ كَثِيرٍ فقالوا مُرَائٍ وجَاءَ رَجُلٌ فتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فقالوا إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عن صاعِ هذا فَنَزَلَتْ الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ الآيه ﴾

ترجمہ | حضرت ابو مسعودؓ نے فرمایا جب صدقہ کی آیت نازل ہوئی اس وقت ہم بوجھ اٹھاتے تھے (یعنی مزدوری کرتے تھے) ایک صاحب (حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ) آئے اور بہت زیادہ صدقہ کیا تو لوگوں نے (یعنی منافقین نے) کہا یہ ریاکار ہے اور ایک دوسرے شخص (ابو عقیل) آیا اس نے ایک صاع صدقہ کیا تو منافقین کہنے لگے بیشک اللہ اس کے ایک صاع سے غنی ہے تو یہ آیت (سورہ برارت کی) نازل ہوئی والذین یلمزون الایہ (جو لوگ طعن کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان (غریب) مسلمانوں پر جن کو محنت ومزدوری کے سوا مقدور نہیں الخ۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الله لما نزل آية الصدقة حث النبى صلى الله عليه وسلم اصحابه عليها فمنهم من تصدق بكثير ومنهم تصدق بقليل والترجمة تدل على الحث على الصدقة وان كانت شق تمرة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۰ ویاتی ص ۳۰۳، وص ۶۷۳ نسائی فی الزکوۃ، ص ۲۷۱۔

۱۳۳۹﴿ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بنُ يَحْيٰى قال حَدَّثَنَا اَبِى قال حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عن شَقِيْقٍ عن اَبِى مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قال كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ اِنْطَلَقَ اَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فتَحَامَلَ فَيُصِيْبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمْ اليومَ لَمِائَةَ اَلْفٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو مسعود انصاریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی بازار جاتا اور بوجھ اٹھاتا (یعنی مزدوری کرتا) تو ایک مد (غلہ) حاصل کرتا (اس میں سے صدقہ دیتا) اور آج (ہم میں سے) بعض کے پاس لاکھ درہم ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذا امرنا بالصدقة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۰ ویاتی ص ۳۰۳، وص ۶۷۳۔

۱۳۴۰﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن اَبِى إِسْحَاقَ قال سَمِعْتُ عبدَ اللّٰهِ بنَ مَعْقِلٍ قال سَمِعْتُ عَدِيَّ بنَ حَاتِمٍ ... النبىَّ صلى الله عليه

وسلم يقولُ اِتقُوا النّارَ وَلَو بِشِقّ تَمْرةٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عدی بن حاتمؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرمار ہے تھے دوزخ کی آگ سے بچو (صدقہ دے کر) اگر چہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الحديث عين الترجمة .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۰ ويأتي ص ۸۹۰، وص ۹۶۸، وص ۹۷۱، وص ۱۱۰۹، وص ۱۱۱۹۔

۱۳۴۱﴿ حَدَّثنا بِشرُ بنُ محمّدٍ قال اَخبرَنَا عبدُ اللّهِ قال اَخبرَنَا معْمَرٌ عنِ الزُّهرِيِّ قال حَدَّثنِي عبدُ اللّهِ بنُ اَبِي بَكْرِ بنِ حَزْمٍ عن عُروَةَ عن عائِشةَ قالتْ دَخلَتِ امرأةٌ مَعَهَا ابنتَانِ لَهَا تَسألُ فلَمْ تَجِدْ عِندِي شَيئًا غيرَ تَمْرةٍ فاعطَيتُهَا اِيّاهَا فقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابنَتَيهَا وَلَمْ تاكُلْ مِنهَا ثُمّ قامَتْ فَخرَجَتْ ودَخَلَ النبيُّ صلى اللّه عليه وسلم عَلَينا فاَخبرْتُه فقال النبيّ صلى اللّه عليه وسلم مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ البَناتِ بشَيءٍ كُنّ لَهُ سِترًا مِنَ النّارِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک عورت سوال کرنے (مانگنے کے لیے) آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہیں پایا میں نے وہ کھجور اس کو دیدی اس نے وہ کھجور آدھی آدھی دونوں بیٹیوں کو دے دی اور خود کچھ نہیں کھائی پھر اٹھی اور چلی گئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور ﷺ سے یہ واقعہ بیان کر دیا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ان بیٹیوں کی وجہ سے کسی آزمائش میں پھنس جائے تو وہ اس کے لیے (قیامت کے دن) دوزخ سے آڑ ہونگی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقسمتها بين ابنتيها"

یعنی اس عورت نے ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیئے فصار لكل واحدة منهما شق تمرة .

؎ باب میں دو مضمون تھے ایک تو کھجور کا ٹکڑا دے کر دوزخ سے بچنا دوسرے قلیل صدقہ تو حضرت عدیؓ کی حدیث سے پہلا مطلب ثابت ہوا اور حضرت عائشہؓ کی حدیث سے دوسرا مطلب یعنی انھوں نے قلیل صدقہ دیا یعنی ایک کھجور۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۰ ويأتي الحديث ص ۸۸۷ اخرجه مسلم في الادب والترمذي في البر .

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد مبالغہ فی الصدقہ ہے اگر تھوڑا سا بھی ہے تو اسی کو صدقہ کر دے یہ نہ سوچے کہ زیادہ تو

ہے نہیں کیونکہ سب دوزخ سے حفاظت کا سبب بن جائے گا۔ مثلاً دینی مدارس والے چندے کے لیے پہنچیں امام بخاری برانگیختہ کررہے ہیں کہ سوچنا نہ چاہیے جو کچھ کم اور بیش بن پڑے دیدے کیونکہ یہ ایسا ہے کہ باغ لگا دیں اور وہ پھلتا پھولتا رہے۔

﴿ باب فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيحِ الصَّحِيحِ ﴾

لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَكُم مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِلَى آخِرِهَا وَقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ الْآيَة

تندرستی اور مال کی خواہش کے زمانہ میں صدقہ دینے کی فضیلت

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے جو تم کو دیا اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم پر موت آجائے اخیر آیت تک (سورہ منافقون آیت: ۱۰)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اے مسلمانو! ہم نے جو تم کو دیا اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ وہ دن آپہنچے کہ جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ آشنائی اور نہ سفارش۔

۱۳۴۲ ﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک صاحب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ کس صدقے میں ثواب زیادہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو تندرستی میں مال کی خواہش ہوتے ہوئے محتاجی کے اندیشے اور مالداری کی حرص کی حالت میں خیرات کرے اور اتنی دیر مت کر کہ جان حلق میں آپہنچے اس وقت تو کہے کہ فلاں کو اتنا دینا اور فلاں کو اتنا دینا حالانکہ اب تو وہ مال فلاں (یعنی وارث) کا ہو چکا۔

(مطلب یہ ہے کہ آدمی صحیح سالم اور چست ہو، مال کمانے کی خواہش ہو نفس بخیلی کررہا ہو محتاجی کا اندیشہ لگا ہو اور یہ توقع و امید ہو کہ اگر ہم جمع کرتے رہے تو مالدار ہو جائیں گے ایسے وقت میں صدقہ کرنا سب سے افضل اور زیادہ ثواب کا باعث ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وان تصدق وانت صحیح شحیح"

تعدد موضعہ اخرج البخاری الحدیث ھنا ص ۱۹۱ وفی الوصایا ص ۳۸۳ و ۳۸۴ واخرجہ مسلم والنسائی وابو داؤد فی الوصایا۔

مقصد مقصود یہ بتانا ہے کہ تندرستی کی حالت میں جبکہ نفس کی محبت اور مالداری کی امید کے باوجود صدقہ کرنا افضل ترین ہے، بمقابلہ اس کے کہ موت کے قریب صدقہ کیا جائے۔ امام بخاریؒ نے آیت سے بھی یہی ثابت فرمایا ہے کہ موت کے آنے سے پہلے صدقہ کا مطالبہ ہے، لہٰذا یہی عبارت ترجمہ کے مطابق ہے، واللہ اعلم۔

باب

۱۳۴۴ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا قَالَ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ۔

ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم میں سب سے پہلے کون آپ سے ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہے پھر وہ ایک چھڑی لے کر اپنے ہاتھ ناپنے لگیں تو حضرت سودہؓ کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا بعد میں (جب ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو) ہم نے جانا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ ہے اور وہ ہم سب میں آپ سے پہلے ملیں اور صدقہ وخیرات پسند کرتی تھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ یہ باب بلا ترجمہ ہے کالفصل من الباب السابق۔ لہٰذا فی الجملہ باب سابق سے اس کا تعلق ہونا چاہیے اور وہ تعلق یہ ہے کہ باب سابق میں صدقۃ الصحیح الشحیح کا ذکر فرمایا تھا اور اس کی فضیلت بیان فرمائی تھی۔

اس باب میں بھی صدقہ کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور بتانا یہ ہے کہ عورتیں بالعموم شحیح ہوتی ہیں اس لیے کہ ان کو ضروریات کی احتیاج ہوتی ہے اور خود کما نہیں سکتیں تو اگر وہ صدقہ کریں تو افضل ہوگا اور صدقۃ الصحیح الشحیح میں داخل ہوگا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۱۹۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد حالت صحت میں جب کہ عمل پر قدرت ہو اس حالت میں صدقہ کرنے کی بڑی

فضیلت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کا سبب ہے۔

تشریح کانت کی ضمیر کا مرجع بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سودہ کی طرف راجع ہے۔ اس لیے کہ اور کوئی زوجہ مذکور نہیں تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت سودہؓ کا انتقال ہوا حالانکہ اہل سیر کا اجماع ہے کہ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا اور صدقہ میں یہی ممتاز بھی تھیں اسی وجہ سے ان کو ام المساکین بھی کہا گیا ہے۔ حضرت زینب کا انتقال ۲۰ھ خلافت فاروق اعظم میں ہوا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا انتقال امیر معاویہ کے زمانہ خلافت ۵۴ھ میں ہوا۔

یہی اہل سیر و تاریخ لکھتے ہیں اس صورت میں کانت کی ضمیر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرف نہ ہوگی اس پر زبردست اشکال ہے کہ حضرت عائشہؓ ہی سے نسائی جلد اول ص ۲۷۳ میں روایت ہے **فكانت سودة اسرعهن لحوقا فكانت اطولهن يدا فكان ذلك من كثرة الصدقة** علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے نسائی کی اس روایت کے متعلق زہر الربی میں کلام فرمایا ہے کہ روایت میں تقدیم وتاخیر اور حذف ہوگیا ہے اصل عبارت یہ تھی:

فاخذن يذرعنها فكانت سودة اطولهن يدا وكانت اسرعهن لحوقا زينب وكان ذلك من كثرة الصدقة

(ازواج مطہرات ہاتھ ناپنے لگیں اور ان میں سب سے زیادہ لمبے ہاتھ والی سودہ تھیں اور سب سے پہلے حضور اقدس ﷺ سے ملنے والی زینب ہیں اور یہ صدقہ کی کثرت کی وجہ سے تھا۔ فلا اشکال واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم۔

﴿ باب [895] صَدَقَةِ العَلانِيَةِ ﴾

وَقولِه الَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ .

لوگوں کے سامنے خیرات کرنا

(یعنی جائز ہے) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) جو لوگ رات دن اپنے مالوں کو چھپ کر اور کھلم کھلا خرچ کرتے ہیں ان کو ان کا ثواب ان کے مالک کے پاس ملے گا نہ ان کو (عند الموت) خوف ہوگا اور نہ غم (قیامت کے دن) یہ آیت صدقہ علانیہ کے متعلق ہے امام بخاریؒ نے اس باب میں کوئی روایت ذکر نہیں فرمائی چونکہ شرط کے مطابق نہیں ملی۔

اس آیت سے علانیہ خیرات کا جواز نکلا، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صدقہ وخیرات کرنے والوں کو بشارت

دی ولا خوف علیھم ولاھم یحزنون عام ہے اس لیے صدقہ علانیہ بھی داخل ہے۔ اگرچہ پوشیدہ خیرات افضل ہے کیونکہ اس میں ریا کا اندیشہ نہیں رہتا ہے۔

﴿ بَابُ ۸۹۶ صَدَقَةِ السِّرِّ ﴾

وَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حتى لا تَعْلَمَ شِمالُه مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وقولُهُ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنكُمْ مِن سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِما تَعْمَلُونَ خَبِيْرٌ.

چھپ کر خیرات کرنا؟

اور حضرت ابوہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور ایک شخص نے صدقہ کیا اور اتنا چھپا کر کیا کہ داہنا ہاتھ جو خرچ کرتا ہے بائیں ہاتھ کو اسکی خبر نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) اگر تم ظاہر کر کے (یعنی لوگوں کے سامنے) خیرات کرو تو اچھی بات ہے اور اگر اس کو چھپاؤ اور فقیر کو پہنچاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور تمہارے کچھ گناہوں کو مٹادے گا اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے۔

(مطلب یہ ہے کہ اگر لوگوں کو دکھانے کی نیت نہ ہو تو لوگوں کے سامنے خیرات کرنا بھی بہتر ہے تاکہ اوروں کو بھی شوق اور رغبت ہو اور چھپا کر خیرات کرنا بھی بہتر ہے تاکہ لینے والا نہ شرمائے خلاصہ یہ کہ اظہار واخفار دونوں بہتر ہیں صرف موقع ومصلحت کا لحاظ ضروری ہے۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد فضیلت صدقہ بیان کرنا ہے بخاریؒ نے علانیہ اور سر دونوں کے تراجم قائم فرمائے ہیں جن سے مقصد جواز بیان کرنا ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ بعض کا جواز اور بعض کی فضیلت بیان فرمارہے ہوں اب رہا یہ کہ سرّا افضل ہے یا علانیہ؟ محققین کی رائے یہ ہے کہ صدقات واجبہ فریضہ میں اعلان افضل ہے اور صدقات واجبہ نافلہ میں اسرار افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿ بَابُ ۸۹۷ اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰى غَنِيٍّ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ ﴾

اگر لاعلمی میں کسی مالدار شخص کو صدقہ دیدے؟

اذا کا جواب محذوف ہے ای صدقته مقبولة

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے نادانستہ (معلوم نہ تھا) مالدار کو فقیر سمجھ کر صدقہ دیدیا تو صدقہ مقبول ہے یعنی

ثواب ملے گا۔

۱۳۴۴﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قال اَخْبَرَنا شُعَيْبٌ قال حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال قال رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فى يدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ على سَارِقٍ فقال اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فى يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ على زَانِيَةٍ فقال اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ على زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فى يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ على غَنِيٍّ فقال اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ على سَارِقٍ وعلى زَانِيَةٍ وعلى غَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيلَ لَه اَمَّا صَدَقَتُكَ على سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا میں (آج رات کو) ضرور صدقہ کروں گا چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اسے ایک چور کے ہاتھ میں دیدیا صبح کو لوگ باتوں میں کہنے لگے کہ رات چور کو صدقہ دیا گیا اس شخص نے کہا اے اللہ تیرے لیے حمد ہے میں صدقہ ضرور کروں گا پھر اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک زانیہ کے ہاتھ میں ڈال دیا صبح کو لوگوں نے چرچا کیا (عجیب بات ہے کہ) آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا تو اس شخص نے کہا اے اللہ تیرا شکر ہے زانیہ کو صدقہ پہنچنے پر (آج رات کو) میں ضرور صدقہ کروں گا پھر (رات کو) اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک مالدار کو دیدیا صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ مالدار کو صدقہ دیا گیا اس شخص نے کہا اے اللہ تیرے لیے حمد ہے چور اور زانیہ اور مالدار کو صدقہ دینے پر تو ان کے پاس ایک آنے والا آیا (یعنی خواب میں اس کو بتایا گیا) اور اس نے کہا (تیرے تینوں صدقات قبول ہوئے) چور کو صدقہ دینے کا فائدہ یہ ہے کہ شاید وہ (صدقہ پاکر) چوری سے باز رہے اور زانیہ کو صدقہ دینے سے یہ فائدہ ہوا کہ شاید وہ زنا سے پرہیز کرے اور مالدار کو دینے سے یہ ہے کہ وہ عبرت حاصل کرے گا اور اللہ نے جو اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "فخرج بصدقته فوضعها فى يد غنيّ"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۱۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص لاعلمی کی بناء پر غیر محل میں صدقہ دیدے تو کیا حکم ہے؟ مسئلہ اختلافیہ ہونے کی بنا پر بخاریؒ نے کوئی صریح حکم نہیں لگایا۔

مذاہب امام اعظم ابوحنیفہ، امام محمدؒ اور ابراہیم نخعی، حسن بصری رحمہم اللہ کے نزدیک کافی ہے۔
وقال ابو یوسف والشافعی والحسن بن صالح لا یجزیہ وعلیہ الاعادہ (عمدہ)

۸۹۸ ﴿باب اذا تصدق علی ابنه وهو لا يشعر﴾

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو لاعلمی میں صدقہ دیدے تو کیا حکم ہے؟

۱۳۴۵﴿ حدثنا محمد بن يوسف قال حدثنا اسرائيل قال حدثنا ابو الجويرية ان معن بن يزيد حدثه قال بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم انا وابى وجدى وخطب على فانكحنى وخاصمت اليه وكان ابى يزيد اخرج دنانير يتصدق بها فوضعها عند رجل فى المسجد فجئت فاخذتها فاتيته بها فقال والله ما اياك اردت فخاصمته الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لك ما نويت يا يزيد ولك ما اخذت يا معن﴾

ترجمہ حضرت معن بن یزیدؓ نے فرمایا کہ میں نے اور میرے والد اور دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور آپ ﷺ نے میری منگنی کی اور نکاح کر دیا اور میں ایک مقدمہ آپ ﷺ کے پاس لے کر گیا، ہوا یہ کہ میرے والد یزید کچھ اشرفیاں صدقہ کے لیے نکالے تھے اور مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیا تھا میں اس کے پاس آیا اور ان اشرفیوں کو لے لیا اور ان اشرفیوں کو لے کر والد کے پاس آیا تو انھوں نے کہا خدا کی قسم میرا مقصد نہ تھا کہ تم کو پہنچے پھر میں اس مقدمہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے یزید تیرے لیے تیری نیت کا اجر وثواب ہے اور اے معن جو تو نے لیا وہ تیرا ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان يزيد اعطى دنانير للرجل ليتصدق عنه ولم يحجر عليه فجاء ابنه واخذها من الرجل فكان يزيد هو السبب فى وقوع صدقته فى يد ابنه فكانه تصدق عليه وهو لا يشعر (عمدہ)

مقصد امام بخاریؒ نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق یہاں بھی کوئی صریح حکم نہیں بیان کیا بلکہ مبہم رکھا اس لیے کہ مسئلہ اختلافیہ تھا امام اکثر ایسا ہی کرتے ہیں
البتہ حدیث سے امام کا مقصد اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت یزید نے ایک شخص کے پاس چند اشرفیاں رکھ

دیں کہ اس کو میری طرف سے صدقہ کر دینا یزیدؓ نے کوئی روک، کوئی پابندی نہیں لگائی مطلق رکھ دیا اب اس شخص نے ان کے بیٹے حضرت معن کو دیدیا پھر معاملہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا لك مانویت یا یزید ولك ما اخذت یا معن.

معلوم ہوا کہ جب نیت کر کے دیدیا پھر بعد میں خطا ظاہر ہو تو معتبر مانا جائے گا، البتہ اگر کوئی شخص زکوۃ واجبہ اپنے بیٹے کو دے تو بالاتفاق بلا اختلاف زکوۃ مفروضہ ادا نہ ہوگی۔

﴿ بَابُ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِيْنِ ﴾ [۸۹۹]

داہنے ہاتھ سے خیرات دینا بہتر ہے

۱۳۴۶﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا يَحْيٰى عن عُبَيْدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بنُ عَبدِ الرَّحمٰنِ عن حَفْصِ بنِ عَاصِمٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فى ظِلِّهٖ يَومَ لا ظِلَّ اِلّا ظِلُّه اِمَامٌ عادِلٌ وَشابٌّ نَشَأَ فى عِبَادَةِ اللّٰه وَرَجُلٌ مُعَلَّقٌ قلبُهُ فى المسَاجِدِ وَرَجُلانِ تَحَابَّا فِى اللّٰه اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتفَرَّقا عليهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فقال اِنِّى اَخَافُ اللّٰه وَرَجُلٌ تصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فاَخفَاهَا حتى لَا تَعْلَمَ شِمالُه مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰه خَالِيا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ اس دن اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا ایک تو عادل بادشاہ دوسرے وہ جوان جو جوانی کی ابتداء سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہا، تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا ہوا ہے، چوتھے وہ دو آدمی جنھوں نے اللہ کے لیے محبت رکھی پھر اس پر قائم رہے اور محبت ہی پر جدا ہو گئے (یعنی مر گئے) پانچویں وہ مرد جس کو ایک شاندار خوبصورت عورت نے (برے کام کے لیے بلایا) وہ کہنے لگا میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹے وہ مرد جس نے داہنے ہاتھ سے ایسا چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی، ساتویں وہ مرد جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کے آنکھ سے آنسو بہنے لگے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "رجل تصدق بصدقة فاخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۹۱ ومر الحدیث ص ۹۱ ویاتی ص ۹۰۹، وص ۱۰۰۵۔

۱۳۴۷ ﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قال اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قال اَخْبَرَنِی مَعْبَدُ بْنُ خالِدٍ قال سَمِعتُ حَارِثَةَ بنَ وَهبِ الْخُزَاعِیَّ یقول سَمِعتُ النبیَّ صلی اللّٰہ علیه وسلم یَقُولُ تَصَدَّقُوا فَسَیَاتِی عَلَیْكُمْ زَمَانٌ یَمْشِی الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فیقولُ الرَّجلُ لَو جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا مِنْك فامَّا الیَومَ فلا حَاجَةَ لِی فِیها ﴾

ترجمہ | حضرت حارثہ بن خزاعیؓ فرماتے تھے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے خیرات کرو قریب میں ایک ایسا زمانہ تم پر آنے والا ہے کہ آدمی اپنی خیرات لے کر چلے گا (ایک شخص کو دینے جائیگا) وہ کہے گا اگر تو کل لاتا تو میں لے لیتا آج تو مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "یمشی الرجل بصدقته"

چونکہ داہنے ہاتھ سے خیرات افضل ہے اس لیے یہ شخص ایک محتاج کو دینے کے لیے چلا تو ظاہر یہی ہے کہ داہنے ہاتھ سے دینے چلا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۹۱ تا ۱۹۲ ومر الحدیث ص ۱۹۰ ویاتی ص ۹۰۹، وص ۱۰۰۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صدقہ خیرات خود بلا واسطہ دے بواسطہ نہ دلوائے چونکہ آئندہ تصدق بواسطۃ الخادم کا باب آرہا ہے۔

تشریح | دوسری احادیث میں مزید اشخاص ہیں جن کو یہ سعادت سایہ حاصل ہوگی ان ہی میں ایک وہ شخص ہے جو بچپن میں قرآن سیکھے اور بڑا ہو کر پڑھتا رہے وغیرہ تفصیل کے لیے قسطلانی دیکھئے۔

﴿ بابٌ مَنْ اَمَرَ خادِمَهُ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ یُناوِلْ بِنَفْسِهٖ ﴾

وقال اَبُومُوسٰی عنِ النبیِّ صلی اللّٰہ علیه وسلم هُوَ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنِ.

اگر کوئی شخص اپنے خادم (نوکر یا غلام) کو صدقہ دینے کا حکم دے اور خود اپنے ہاتھ سے نہ دے

اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے روایت کی ہے کہ وہ خدمت گار بھی صدقہ دینے والوں میں شمار ہوگا (یعنی) اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا مالک مال کو۔

۱۳۴۸ ﴿ حَدَّثَنَا عثمانُ بنُ اَبِی شَیْبَةَ قال حَدَّثَنا جَرِیْرٌ عن منصورٍ عن شَقِیقٍ عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ قالتْ قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم اِذَا اَنْفَقَتِ

مِن طعامِ بيتِها غيرَ مفسِدةٍ كان لها أجرُها بما أنفقت ولزوجِها أجرُه بما كسبَ وللخازنِ مثلُ ذلك لا ينقصُ بعضُهم أجرَ بعضٍ شيئاً

ترجمہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ بگاڑ کی نیت نہ ہو تو عورت کو بھی خیرات کرنے کا ثواب ملے گا جیسے خاوند کو اس مال کے کمانے کی وجہ سے اور داروغہ کو بھی اتنا ہی اور کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہیں کرے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وللخازن مثل ذلك"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۲ و يأتي الحديث مكرراً ص ۱۹۳

مقصد مقصد یہ ہے کہ صدقہ وخیرات خود ہی دینا لازم نہیں ہے بلکہ کسی خادم کے ذریعہ دلوا سکتا ہے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ افضل صدقہ وہی ہے کہ نفس بخیل ہو اور دے۔

باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى

ومن تصدَّق وهو محتاجٌ أو أهلُه محتاجٌ أو عليه دينٌ فالدينُ أحقُّ أن يُقضى من الصدقةِ والعتقِ والهبةِ وهو ردٌّ عليه ليس له أن يُتلِفَ أموالَ الناسِ وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم من أخذ أموالَ الناسِ يريد إتلافَها أتلفه الله إلا أن يكونَ معروفاً بالصبرِ فيؤثِرَ على نفسِه ولو كان به خصاصةٌ كفعلِ أبي بكرٍ حين تصدَّق بمالِه وكذلك آثر الأنصارُ المهاجرين ونهى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن إضاعةِ المالِ فليس له أن يُضيِّعَ أموالَ الناسِ بعلّةِ الصدقةِ وقال كعبُ بنُ مالكٍ قلتُ يا رسولَ الله إنَّ من توبتي أن أنخلِعَ من مالي صدقةً إلى الله وإلى رسوله قال أمسِك عليك بعضَ مالِك فهو خيرٌ لك قلتُ فإني أمسِكُ سهمي الذي بخيبر

صدقہ وہی عمدہ ہے جس کے بعد آدمی مالدار رہے

اور جو شخص محتاج ہو کر خیرات کرے یا اس کے بال بچے محتاج ہوں (تو ایسی خیرات درست نہیں) اسی طرح اگر قرضدار ہو تو صدقہ اور آزادی اور ہبہ پر قرض ادا کرنا مقدم ہوگا اور اس کا صدقہ اس پر پھیر دیا جائے گا اور اس کو یہ درست نہیں کہ (خیرات دے کر) لوگوں کا پیسہ تباہ کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (پرایا) لوگوں کا مال برباد کرنے کے لیے لے اللہ اس کو برباد کر دیگا البتہ اگر صبر اور تکلیف اٹھانے میں مشہور ہو تو اپنی خاص

حاجت پر فقیر کی حاجت کو مقدم کر سکتا ہے، جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا اور اسی طرح انصار نے اپنی حاجت پر مہاجرین کی حاجت کو مقدم کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے تو جب اپنا مال ضائع کرنا منع ہوا تو پرائے لوگوں کا مال صدقہ کے ذریعہ تباہ کرنا بھی درست نہ ہوگا اور حضرت کعب بن مالک نے (جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے) عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی توبہ کو اس طرح پورا کرتا ہوں کہ اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول پر صدقہ کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) کچھ تھوڑا مال رہنے دو وہ تیرے حق میں بہتر ہے کعب نے کہا بہت خوب میں اپنا خیبر کا حصہ رکھے دیتا ہوں۔

۱۳۴۹ - حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ عن یونس عن الزهری قال اخبرنی سعید بن المسیب انہ سمع ابا هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الصدقۃ ما کان عن ظهر غنی وابدأ بمن تعول ۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے دینے کے بعد آدمی مالدار رہے اور صدقہ پہلے ان لوگوں سے شروع کرو جو تیری پرورش میں ہیں (یعنی سب سے پہلے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو ان کے بعد جو بچے اس کو خیرات کرو)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "خیر الصدقۃ ما کان عن ظهر غنی"

تعدد موضعہ والحدیث هنا مرجعہ ویاتی الحدیث ص ۸۰۶ اخرجہ النسائی ایضا فی الزکوٰۃ

۱۳۵۰ - حدثنا موسی بن اسماعیل قال حدثنا وهیب قال حدثنا هشام عن ابیہ عن حکیم بن حزام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الید العلیا خیر من الید السفلی وابدأ بمن تعول وخیر الصدقۃ ما کان عن ظهر غنی ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ وعن وهیب قال حدثنا هشام عن ابیہ عن ابی هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بهذا ۔

ترجمہ حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو اور بہترین صدقہ وہ ہے کہ جس کو دے کر آدمی مالدار رہے اور جو کوئی سوال کرنے سے بچنا چاہے گا اللہ اسے بچائے گا اور جو غنی رہنا چاہے گا اللہ اس کو غنی (بے پرواہ) کر دے گا، اور وہیب سے روایت ہے یعنی موسیٰ نے اس حدیث کو وہیب سے انھوں نے ہشام سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "خیر الصدقۃ ما کان عن ظهر غنی"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۱۹۲۔

۱۳۵۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن اَيُّوبَ عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال سَمِعتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم ح و حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ ابنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال وَهُوَ عَلَى المِنبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالمَسْاَلَةَ اليَدُ العُلْيَا خَيرٌ مِنَ اليَدِ السُّفلىٰ فاليَدُ العُلْيَا هِيَ المُنفِقَةُ وَالسُّفلىٰ هِيَ السَّائِلَةُ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درانحالیکہ آپ منبر پر تشریف فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ (یعنی خیرات) اور سوال سے بچنے (یعنی بھیک مانگنے اور سوال کرنے) کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وذكر الصدقة" لان معناه ذكر احكام الصدقة ومن جملة احكام الصدقة لا صدقة الا عن ظهر غنى (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۱۹۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صدقہ وخیرات ان ہی لوگوں کو کرنا چاہیے اور جن پر قرض وغیرہ ہے اس کو صدقہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اگر مقروض آدمی صدقہ خیرات کرے گا اور قرض والے کو پریشان کرے گا تو اس کا صدقہ قبول نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں لوگوں کے اموال کا تلف کرنا لازم آئے گا اور اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا من اخذ اموال الناس یرید اتلافها اتلفه اللّٰه" ترجمہ باب کے تحت میں گذر چکا ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص صبر وشکر کے اعلیٰ مقام پر ہے تو اپنا سارا مال خیرات کرسکتا ہے جیسا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال صدقہ کردیا تھا لیکن عام لوگوں کے لیے یہ جائز نہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو کل مال صدقہ کرنے سے روک دیا۔

۹۰۲
﴿ بابُ المَنّانِ بِمَا اَعطٰى ﴾

لِقولِه عزّ وجلّ الَّذِينَ يُنفِقُونَ اَموَالَهُمْ فى سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لا يُتبِعُونَ مَا اَنفَقُوا مَنًّا وَّ لَا اَذًى الآية .

جو دے کر احسان جتائے (اس کی مذمت)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ جس کو دیا ہے اس کو ستاتے ہیں ان ہی کے لیے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے یہاں اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غمگین ہونگے (سورہ بقرہ آیت ۲۶۲)

مطلب یہ ہے کہ نہ زبان سے احسان رکھتے ہیں اور نہ طعن سے اور نہ تحقیر سے ایذا پہنچاتے ہیں اس کے لیے کامل ثواب ہے۔

تشریح اس باب میں امام بخاریؒ نے قرآن شریف کی آیت پر اکتفا فرمایا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کی شرط پر کوئی حدیث ان کو نہ ملی ہوگی۔

امام مسلمؒ نے حضرت ابوذرؓ سے روایت ذکر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا ایک تو وہ جو دے کر احسان جتائے، دوسرے جو جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال چلائے، تیسرے جو اپنی ازار لٹکائے۔ امام بخاریؒ نے اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے، صدقہ خیرات کر کے احسان جتانے سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے لقوله تعالىٰ "لا تبطلوا صدقاتكم بالمن و الاذیٰ.

﴿ بابٌ ۹۰۳ مَنْ اَحَبَّ تَعْجِيْلَ الصَّدَقَةِ مِن يَوْمِهَا ﴾

جو شخص صدقات وخیرات جلدی کرتا ہے وقت سے تاخیر پسند نہیں کرتا ہے اس کی فضیلت کا بیان

اور یہ عام ہے صدقات مفروضہ یعنی زکوۃ اور صدقات نافلہ سب کو شامل ہے۔

۱۳۵۲﴿ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عن عُمَرَ بنِ سَعِيْدٍ عنِ ابنِ اَبِى مُلَيْكَةَ اَنَّ عُقْبَةَ بنَ الحارِثِ حَدَّثَه قال صَلَّى النبيُّ صلى الله عليه وسلم العَصْرَ فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ البَيْتَ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ خَرَجَ فقُلتُ اَوْ قِيْلَ لَه فقال كُنتُ خَلَّفْتُ فِى البَيْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهُ فَقَسَمْتُهُ ﴾

ترجمہ حضرت عقبہ بن حارثؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر جلدی سے گھر میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر میں باہر نکلے میں نے آپ ﷺ سے اس کا سبب پوچھا یا کسی اور نے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا خیرات کے مال میں سے ایک سونے کا ٹکڑا گھر میں چھوڑ آیا تھا مجھے برا معلوم ہوا کہ وہ رات کو میرے پاس رہے میں نے اس کو تقسیم کر دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهى ان النبى صلى الله عليه وسلم لما فرغ من صلاته اسرع و دخل البيت وفرق تبرا كان فيه (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۹۲ و مر الحديث ص ۱۱۷، وص۱۶۳ ویاتی ۹۲۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صدقہ وخیرات میں حتی الامکان جلدی کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے یا مال باقی نہ رہے اور ثواب سے محروم رہ جائے۔

﴿ بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيهَا ﴾ ۹۰۴

خیرات کے لیے لوگوں کو تحریک کرنا اور صدقہ کے بارے میں سفارش کرنا

۱۳۵۳﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنَا عَدِيٌّ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال خَرَجَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ عيدٍ فصَلّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قبلُ وَلا بَعْدُ ثمَّ مالَ علَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ اَن يَّتَصَدَّقْنَ فجَعَلَتِ المَرأَةُ تُلْقِي القُلْبَ وَالخُرْصَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نکلے (مدینہ کے باہر تشریف لے گئے وہاں عید کی دو رکعتیں نماز پڑھیں آپ ﷺ نے نہ ان سے پہلے کوئی نفل پڑھا نہ ان کے بعد پھر آپ ﷺ حضرت بلالؓ کے ساتھ عورتوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور انہیں نصیحت کی اور خیرات کرنے کا حکم دیا کوئی عورت اپنا کنگن پھینکنے لگی اور کوئی بالی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فوعظهن وامرهن ان يتصدقن"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۹۲ مر الحديث ص ۱۱۹، وص ۱۲۰، وص ۱۳۱، وص ۱۳۳، وص ۱۳۳، وص ۱۳۳، وص ۱۳۵ ویاتی ص ۱۹۵، وص ۷۲۷، وص ۷۸۹، وص ۸۷۳، وص ۸۷۴۔

۱۳۵۴﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيْلَ قال حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ قال حَدَّثَنا ابو بُرْدَةَ بنُ عبدِ اللّهِ بنِ اَبِي بُرْدَةَ قال حَدَّثَنَا اَبُو بُرْدَةَ بنُ اَبِي مُوسٰى عن اَبِيْهِ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ او طُلِبَتْ اِلَيْهِ حاجَةٌ قال اشْفَعُوا تُؤجَرُوا وَيَقْضِي اللّهُ على لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل آتا یا آپ ﷺ

کی خدمت میں کوئی حاجت پیش کی جاتی (یعنی کوئی شخص اپنی حاجت اپنی غرض پیش کرتا) تو آپ دوسروں سے فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اشفعوا توجروا"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۹۲ ويأتي ص۸۹۰، وص۸۹۱، وص۱۱۱۴۔

۱۳۵۵ ﴿ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بنُ الفَضْلِ قال اَخْبَرَنا عَبْدَةُ عن هشامٍ عن فاطِمَةَ عن اسماءَ قالتْ قالَ لِي النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم لا تُوكِي فَيُوكَى عَلَيْكَ ﴾

ترجمہ | حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مت رک ورنہ رزق روک دیا جائے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث المعنى لان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الايكاء وهو لا يفعل الا للادخار فكان المعنى لا تدخرى وتصدقى (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۹۲ تا ۱۹۳ ويأتي ص۱۹۳ وص۳۵۳، وص۳۵۴۔

۱۳۵۶ ﴿ حَدَّثَنِي عثمانُ بنُ اَبِي شَيْبَةَ عن عَبْدَةَ وَقالَ لا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰه عَلَيْكِ ﴾

ترجمہ | عثمان بن ابی شیبہ نے عبدہ ہی سے ان الفاظ میں روایت کی کہ گن مت ورنہ اللہ بھی تم کو شمار سے دیگا (اور جو بے گنے بے شمار خیرات کرے گا اللہ تعالیٰ بھی بے شمار رزق دیگا)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث المعنى .

هذا طريق آخر عن عثمان بن ابى شيبة عن عبدة بالاسناد المذكور والظاهر ان عبدة روى الحديث باللفظين احدهما لا توكى فيوكى عليك" والاخر لا تحصى فيحصى الله عليك .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۹۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ خود غریبی و ناداری کی وجہ سے خیرات نہ کر سکیں تو دوسروں کو ہی صدقہ دینے پر برانگیختہ کریں، آمادہ کریں کہ اس میں بھی ثواب ہے۔

﴿ بابُ ۹۰۵ الصَّدَقَةِ فى مَا اسْتَطَاعَ ﴾

جہاں تک ہو سکے خیرات کرے (یعنی اپنی قدرت و وسعت دیکھ کر جس قدر صدقہ کر سکتا ہے کرے)

۱۳۵۷ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو عاصِمٍ عنِ ابنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ عَبْدِ الرحِيمِ عن

حَجّاج بن محمّدٍ عنِ ابنِ جُرَیْجٍ قالَ اَخبَرَنِی ابنُ اَبِی مُلَیْکَۃَ عن عَبّادِ بن عبدِ اللّٰہِ بنِ الزُّبَیْرِ اَخبَرَہ عن اَسْماءَ بنتِ اَبِی بَکرٍ اَنّھا جَاءَ تِ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالَ لَا تُوعِیْ فیُوعِیَ اللّٰہ عَلَیْکِ ارضَخِی مَا اسْتَطَعْتِ ﴾

ترجمہ | حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تھیلیوں میں بند کر کے روپیہ پیسہ مت رکھو ورنہ اللہ بھی تیرا رزق بند کر دے گا جہاں تک ہو سکے خیرات کرتی رہ۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ارضخی ما استطعتِ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۱۹۳ و مر الحدیث ص۱۹۲ و یاتی ص۳۵۳۔

حل الفاظ | "لا توعی" از باب افعال اوعٰی یوعِی ایعاءً جمع کرنا، برتن میں روک رکھنا، ثلاثی مجرد وعٰی یَعِی جمع کرنا۔

"ارضخی" من الرضخ بالضاد والخاء المعجمتین وھو العطاء.

﴿ باب ۹۰۶ الصَّدَقَۃُ تُکَفِّرُ الخَطِیْئَۃَ ﴾

خیرات گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے (یعنی گناہ اڑ جاتے ہیں)

۱۳۵۸﴿ حَدَّثَنا قُتَیبَۃُ قال حَدَّثَنا جَرِیرٌ عنِ الْاَعْمَشِ عن اَبِی وَائِلٍ عن حُذَیْفَۃَ قال قالَ عُمَرُ بنُ الخطابِ رضی اللّٰہ عنہ اَیُّکُمْ یَحفَظُ حَدِیْثَ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عنِ الفِتْنَۃِ قال قلتُ اَنَا اَحفَظُہٗ کمَا قالَ قال اِنّکَ عَلَیْہِ لَجَرِیءٌ فکَیْفَ قالَ قُلتُ فِتنَۃُ الرَّجُلِ فی اَھْلِہ وَوَلَدِہ وَجَارِہٖ تُکَفِّرُھَا الصَّلٰوۃُ وَالصَّدَقَۃُ وَالمَعْرُوفُ قال سُلَیمانُ قَدْ کانَ یقولُ الصَّلٰوۃُ وَالصَّدَقَۃُ وَالْاَمْرُ بِالمَعْرُوفِ وَالنَّھْیُ عَنِ المُنْکَرِ قال لَیْسَ ھذہ اُرِیْدُ وَلٰکِنّی اُرِیْدُ الَّتِی تَمُوجُ کَمَوجِ البَحْرِ قال قلتُ لَیْسَ عَلَیْکَ بِھَا یا اَمِیرَ المُؤمِنِیْنَ بَاْسٌ بَیْنَھَا وَبَیْنَکَ بابٌ مُغْلَقٌ قال فیُکْسَرُ البَابُ اَوْ یُفْتَحُ قال قلتُ لَا بَلْ یُکْسَرُ قال فاِنّہ اِذَا کُسِرَ لَمْ یُغلَقْ اَبَدًا قال قلتُ اَجَلْ فَھِبْنَا اَنْ نَسْئَلَہٗ مَنِ البَابُ فقُلْنا لِمَسْرُوقٍ سَلْہُ قال فَسَاَلَہ فقالَ عُمَرُ قال فقُلْنَا اَفَعَلِمَ عُمَرُ مَنْ تَعْنِی قال نَعَمْ کَمَا اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَیْلَۃً وَذٰلِکَ اَنِّی

حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ ﴾

ترجمہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا ''تم میں سے کس کو فتنوں کے باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے؟'' حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے کہا مجھ کو یاد ہے جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا، حضرت عمرؓ نے کہا (تیرا کیا کہنا) تو تو بڑا بہادر ہے (یعنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں اور فسادوں کو جو آپ ﷺ کے بعد ہونے والے تھے پوچھتا رہتا تھا دوسرے لوگوں کو اتنی جرأت نہ ہوتی بے شک تو بہادری سے ان کو بیان کرے گا کیونکہ تو خوب جانتا ہے) اچھا کہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ میں نے کہا آدمی کو اس کے گھر والوں بال بچوں اور ہمسایوں میں ایک فتنہ ہوتا ہے نماز اور صدقہ اور امر بالمعروف سے اس فتنے کا اتار ہوجاتا ہے، سلیمان اعمش نے کہا کہ ابووائل کبھی یوں کہتے تھے نماز اور صدقہ اور امر بالمعروف (یعنی اچھی بات کا حکم کرنا) اور بری بات سے منع کرنا یہ اتار ہیں اس فتنے کے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں اس فتنے کو نہیں پوچھتا میں تو اس فتنے کو پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح امنڈ آئے گا، میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو اس فتنے کا ڈر نہیں آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان میں ایک بند دروازہ ہے، حضرت عمرؓ نے پوچھا پھر وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ میں نے کہا نہیں بلکہ توڑا جائے گا انھوں نے کہا جب توڑا جائے گا تو پھر تو کبھی بند نہ ہوگا، میں نے کہا ہاں، ابووائل نے کہا کہ ہم حذیفہ سے یہ پوچھنے میں ڈرے کہ دروازہ سے کیا مراد ہے؟ ہم نے مسروق سے کہا تم پوچھو انھوں نے پوچھا حذیفہؓ نے کہا وہ دروازہ خود عمرؓ تھے ہم نے کہا کیا عمرؓ اس بات کو جانتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں اس طرح (یقین سے) جانتے تھے جیسے یہ کہ آج کی رات کل کے دن سے نزدیک ہے، وجہ یہ تھی کہ میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی تھی جو الکل پچو بات نہ تھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فتنة الرجل فى اهله وولده وجاره تكفرها الصلوة والصدقة والمعروف"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۹۳ و مر الحديث ص۷۵ ویاتی ص۲۵۴، وص۵۰۷، وص۱۰۵۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے بتانا چاہتے ہیں کہ صدقہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

مزید تشریح کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد سوم، ص: ۱۲۳۔

﴿ بَابٌ (۹۰۷) مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ اَسْلَمَ ﴾

جس نے کفروشرک کی حالت میں خیرات کی پھر مسلمان ہوگیا

۱۳۵۹﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عن عُرْوَةَ عن حَكِيم بنِ حِزَامٍ قال قلتُ يا رسولَ الله اَرَايْتَ اَشْياءَ كُنتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الجَاهِلِيَّةِ مِن صَدَقَةٍ او عَتَاقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِيهَا مِن اَجْرٍ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَسْلَمْتَ على مَا سَلَفَ مِن خَيْرٍ ﴾

ترجمہ حضرت حکیم بن حزامؓ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بتلائیے کفر کے زمانے میں کچھ کام میں بہ نیت عبادت کرتا تھا جیسے خیرات کرنا، غلام آزاد کرنا، صلہ رحمی کرنا، کیا ان میں میرے لیے ثواب ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مسلمان ہوا ہے ان نیکیوں کے ساتھ جو تو پہلے کر چکا ہے۔ (حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ثواب ملے گا۔ امام بخاریؒ کا میلان بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ثواب عنایت فرمائیں گے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اسلمت على ما سلف من خير"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۳ ویاتی ص ۲۹۶، وص ۳۴۴، وص ۸۸۶، مسلم کتاب الایمان، ص ۷۶

مقصد چونکہ مسئلہ اختلافیہ ہے اس لیے امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا کہ اس خیرات کا ثواب ملے گا یا نہیں۔

تشریح علماء کا اس پر تو اتفاق ہے کہ اگر کوئی کافر اخلاص کے ساتھ حقیقی مسلمان ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہ معاملہ فرمائیں گے کہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیں گے کبائر کو بھی اور صغائر کو بھی لان الاسلام يهدم ما كان قبله.

۲ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کافر اگر کفر پر مرے تو اس کے سارے اعمال خیر اکارت ہونگے کوئی ثواب نہیں ملے گا لقوله تعالىٰ "ومن يكفر بالايمان فقد حبط عمله"

۳ اگر کوئی مشرک و کافر ظاہرا و باطنا اسلام سے مشرف ہوا اور مرتے دم تک مسلمان رہا یعنی اسلام پر مرا تو اسے زمانہ کفر کی نیکیوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

علامہ ابن بطال وغیرہ من المحققين يثاب على ما فعله من الخير في حال الكفر (عمدہ)

یعنی زمانہ کفر کی نیکیوں کا ثواب ملے گا یہ حضرات حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اسلم الكافر فحسن اسلامه كتب الله له كل حسنة زلفها و محا عنه كل سيئة كان زلفها الخ (عمدہ)

یعنی کافر جب مسلمان ہو جاتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیکی کو لکھتا ہے جو کر چکا ہے اور ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے جو کر چکا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کا سات سو تک ثواب ملے گا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جائے گی بظاہر یہ حدیث باب بھی اس کی مؤید ہے نیز امام بخاریؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے مگر قاضی عیاض وغیرہ فرماتے ہیں کہ زمانہ کفر کے اعمال خیر پر ثواب نہیں ملے گا

اور اصول کے یہی مطابق ہے اس لیے کہ نیکی کو نیکی ہونے کے لیے نیت ضروری ہے اور کافر نیت کا اہل نہیں۔ قاضی عیاضؒ اس حدیث الباب کا مطلب یہ فرماتے ہیں کہ اسلمت علیٰ ما سلف من خیر یعنی جو نیکیاں تم پہلے کر چکے ہو انہیں نیکیوں کے سبب سے (انہیں نیکیوں کی برکت سے) تمہیں اسلام نصیب ہوا ہے۔ واللہ اعلم

تفصیل کے لیے عمدۃ القاری وشرح نووی کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿ بابُ ۹۰۸ اَجْرِ الخادِمِ اِذَا تَصَدَّقَ بِاَمْرِ صاحِبِه غيرَ مُفْسِدٍ ﴾

خادم (نوکر، غلام، لونڈی) اگر اپنے صاحب کے حکم سے خیرات کرے تو خادم کو بھی ثواب ملے گا بشرطیکہ بگاڑ کی نیت نہ ہو

۱۳۶۰ ﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ قال حَدَّثَنا جَرِيْرٌ عنِ الْاَعْمَشِ عن اَبِى وَائِلٍ عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ قالتْ قال رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعامِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كان لَهَا اَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مثلُ ذٰلِكَ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کے کھانے میں سے کچھ خیرات کرے بشرطیکہ خرابی نہ ڈالے (یعنی ایک روٹی یا دو چار لقمے فقیر کو دیدے یہ نہیں کہ سارا کھانا اٹھا کر دیدے کہ گھر والے بھوکے رہیں) تو اس عورت کو ثواب ملے گا اور اس کے شوہر کو کمائی کا اور خازن کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ (خازن سے مراد غلہ ومطبخ کا محافظ وناظم مراد ہے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "غير مفسدة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۳ و مر الحديث ص ۱۹۲ و ياتى ص ۱۹۳، وص ۱۹۳، وص ۱۹۳، وص ۲۷۷۔

۱۳۶۱ ﴿ حَدَّثَنِى محمَّدُ بنُ العَلاءِ قال حَدَّثَنا اَبُو اُسامَةَ عن بُرَيْدِ بنِ عبدِ اللّٰهِ عن اَبِى بُرْدَةَ عن اَبِى مُوسٰى عنِ النبىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال الخازِنُ المُسْلِمُ الاَمِيْنُ الَّذِى يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قال يُعْطِى مَا اُمِرَ بِه كامِلاً مُوَفَّرًا طَيِّبًا بِه نَفْسُهُ فيَدْفَعُه اِلَى الَّذِى اُمِرَ لَه بِه اَحدُ المُتَصَدِّقِيْنَ ﴾

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خازن جو

مسلمان ہو اور امانت دار ہو صاحب کا حکم جاری کرے یا کہا پورا پورا خوشدلی سے اس کو دیدے جس کو دینے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ خازن خیرات کرنے والوں میں سے ایک ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "الخازن المسلم الخ لان الخادم يتناول الخازن ايضاً"

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص۱۹۳ و ياتی الحديث ص۳۰۱، وص۳۱۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ خادم کو خیرات کا ثواب اس وقت ملے گا جب کہ یہ شرائط پائے جائیں گے۔ ۱ خازن یعنی محافظ ہو مراد خادم ہے ورنہ مال غیر میں صدقہ کرنا لازم آئے گا۔ ۲ مسلمان ہو ۳ امانت دار ہو ۴ صاحب کا حکم جاری کرنے والا ہو اضاعت مال مقصود نہ ہو تب ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔

تشریح خادم کو ثواب ملے گا لیکن ہر صورت میں ثواب کی برابری ضروری نہیں ہاں حصول ثواب میں سب شریک و مساوی ہیں۔ مثلاً ایک صاحب نے ایک خادم کو روٹی دی یا اور کچھ دیا کہ فلاں گاؤں کے فقیر کو دے آؤ تو اس خادم کو اس لمبی مسافت طے کرنے کی وجہ سے ثواب زیادہ ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۹۰۹ اَجْرِ الْمَرْأَةِ اِذَا تَصَدَّقَتْ اَوْ اَطْعَمَتْ مِن بَيْتِ زَوْجِهَا غَيرَ مُفْسِدَةٍ ﴾

عورت اپنے خاوند کے مال میں سے خیرات کرے یا اپنے خاوند کے گھر میں سے کسی کو کھلائے بشرطیکہ برباد کرنے کی نیت نہ ہو تو اس کو ثواب ملے گا

۱۳۶۲﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قال اَخبَرَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا مَنْصُورٌ وَالاَعْمَشُ عَن اَبِى وَائِلٍ عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ رضى الله عنها عنِ النبىّ صلى الله عليه وسلم تَعْنِى اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا ح و حَدَّثنى عُمَرُ بنُ حَفْصٍ قال حَدَّثَنا اَبى قال حَدَّثَنا الاَعْمَشُ عن شَقِيقٍ عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ قالتْ قال النبىُّ صلى الله عليه وسلم اِذَا اَطْعَمَتِ الْمَرْاَةُ مِن بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ لَهَا اَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ وَلِلْخَازِنِ مثلُ ذلك لهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کے گھر

میں سے خیرات کرے۔ دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے انھوں نے ابووائل شقیق سے انھوں نے مسروق سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے (محتاج کو) کھانا کھلائے بشرطیکہ بگاڑ کی نیت نہ ہو تو عورت کو خیرات کا ثواب ملے گا اور خاوند کو بھی اسی کے مثل اور خازن کو بھی اتنا ہی خاوند کو کمانے کا اور عورت کو خرچ کرنے کا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لها اجرها"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۹۳ و مر الحديث ص۱۹۲ و ياتي ص۱۹۳، وص۱۹۳، وص ۲۷۷۔

۱۳۶۳﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قال حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ عن شَقِيْقٍ عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ عنِ النبيّ صلى الله عليه وسلم قال إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِن طَعامِ بَيْتِهَا غيرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا اَجرُهَا وَلِلزوْجِ بِمَا اكْتَسَبَ وَلِلخَازِنِ مثلُ ذلِكَ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تباہ کرنے کی نیت نہ ہو تو اس کو الگ ثواب ملے گا اور خاوند کو الگ کمانے کا اور خازن کو بھی اتنا ہی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلها اجرها"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۹۳ و مر الحديث ص۱۹۲، وص۱۹۳، وص۱۹۳ و ياتي ص ۲۷۷۔

مقصد امام بخاریؒ نے یہاں تو باب باندھا ہے باب اجر المرأة اذا تصدقت الخ اور اس سے قبل باب باندھا ہے باب اجر الخادم اذا تصدق الخ

عدم افساد کی قید تو دونوں ترجموں میں ہے کیونکہ اگر افساد کیا پھر تو وبال ہوگا لیکن امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ دونوں میں فرق ہے چنانچہ امام نے دونوں بابوں میں یہ فرق کر دیا کہ خادم میں تو بامر صاحبہ کی قید لگائی ہے اور باب اجر المرأة میں یہ قید نہیں لگائی۔ اس سے مقصد ظاہر ہے کہ دونوں کے خیرات میں فرق بتانا چاہتے ہیں کہ خادم اور عورت میں فرق ہے اس لیے اجازت اور عدم اجازت میں فرق ہوگا خادم کو مالک کی اجازت کے بغیر مالک کے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں بخلاف عورت کے کہ ہمیشہ ساتھ رہنے کی وجہ سے دلالۃ اجازت ہوتی ہے اس لیے عورت یعنی زوجہ کے باب میں امر و اجازت کی قید نہیں لگائی، اور بعض جگہوں میں تو شوہر اور بیوی کا مال ایک دوسرے کا سمجھا جاتا ہے شوہر اپنا سرمایہ ہی بیوی کے پاس رکھ دیتا ہے اور بیوی حسب ضرورت خرچ کرتی ہے شوہر کے مال کو اپنا مال سمجھتی ہے اس لیے اجازت شرط نہیں ہے۔ واللہ اعلم

باب ۹۱۰ قولِ اللّٰہ عزّ وجلّ "فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی الآیۃ" اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقَ مَالٍ خَلَفًا

اللہ تعالیٰ کے ارشاد (سورہ واللیل میں) پھر جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اللہ سے ڈرتا رہا اور اچھی بات اور دین اسلام کو سچا سمجھا تو ہم آسانی کی جگہ یعنی بہشت اس کے لیے آسان کردیں گے اور جس نے بخیلی کی اور آخرت کی پرواہ نہ کی اور دین اسلام کی تکذیب کی سو اس کو سہج سہج پہنچادیں گے سختی میں (یعنی اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوگا)

اور فرشتوں کی اس دعا کا بیان اے اللہ مال خرچ کرنے والوں کو اس کا بدلہ دے۔

۱۳۶۴ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ قال حَدَّثَنِی اَخِی عن سُلَیْمَانَ عن مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِی مُزَرِّدٍ عن اَبِی الْحُبَابِ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ العِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فیقولُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیقولُ الآخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جو بندوں پر گزرے جس دن صبح کو دو فرشتے (آسمان سے) نہ اترتے ہوں (یعنی ہر روز دو فرشتے اترتے ہیں) ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو اسکا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ بخیل کے مال کو تباہ کردے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اللھم اعط منفقا خلفا"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۹۳ تا ۱۹۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نیک کام میں خرچ کرنے کا بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا ثواب ملے گا۔

باب ۹۱۱ مَثَلِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِیْلِ

صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال

۱۳۶۵ حَدَّثَنَا مُوْسٰی قال حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قال حَدَّثَنَا ابنُ طَاؤسٍ عن اَبِیْہِ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ

قال قال النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَثَلُ البَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْھِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ ح وحَدَّثنا اَبُو الیَمَانِ قال اَخبرَنا شُعَیْبٌ قال اَخبرَنا اَبُو الزِّنَادِ اَنّ عبدَ الرَّحمٰنِ حَدَّثَہ اَنّہ سَمِعَ اَبا ھُرَیْرَۃَ اَنّہ سَمِعَ رَسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقولُ مَثَلُ البَخِیْلِ وَالْمُنْفِقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْھِمَا جُبّتانِ مِنْ حَدِیْدٍ مِن ثُدِیِّھِمَا اِلیٰ تَرَاقِیْھِمَا فاَمّا الْمُنْفِقُ فَلا یُنْفِقُ اِلاَّ سَبغَتْ اَوْ وَفرَتْ عَلیٰ جِلْدِہٖ حتی تُخْفِیَ بَنَانَہٗ وَتعفُوَ اَثَرَہٗ وَاَمّا البَخِیْلُ فلا یُرِیْدُ اَنْ یُنْفِقَ شَیْئًا اِلاَّ لَزِقَتْ کُلُّ حَلْقَۃٍ مَکَانَھا فھُوَ یُوَسِّعُھَا فلا تَتَّسِعَ، تابعہ الحَسَنُ بنُ مُسْلِمٍ عن طاؤسٍ فی الجُبَّتَیْنِ وقال حَنْظَلَۃُ عن طاؤسٍ جُنَّتانِ وَقال اللَّیْثُ حَدَّثَنِی جَعْفَرٌ عنِ ابنِ ھُرْمُزَ قال سَمِعْتُ اَبا ھُرَیْرَۃَ عنِ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جُنَّتَانِ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی مثال ان دو مردوں کی طرح ہے جو لوہے کے دو جبے پہنے ہوئے ہیں، دوسری سند، امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا آپ ﷺ فرماتے تھے بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جو لوہے کے دو کرتے (زرہیں) چھاتیوں سے ہنسلیوں تک پہنے ہوں، خرچ کرنے والا جب کچھ خرچ کرتا ہے تو وہ کرتا پھیل جاتا ہے اور پورے جسم پر بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کو چھپالیتا ہے اور نشان قدم مٹانے لگتا ہے اور بخیل جب کچھ خرچ کرنا چاہتا ہے تو ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ کر رہ جاتا ہے وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن کشادہ نہیں ہوتا، عبداللہ بن طاؤس کے ساتھ اس حدیث کو حسن بن مسلم نے بھی طاؤس سے روایت کیا اس میں دو کرتے، اور حنظلہ نے طاؤس سے دو زرہیں نقل کیا ہے، اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے جعفر نے بیان کیا انھوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے کہا میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پھر یہی حدیث بیان کی اس میں دو زرہیں ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان الترجمۃ جزء من الحدیث ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۱۹۴ ویاتی الحدیث ص ۴۰۹، وص ۷۹۸، ۸۶۲۔

مقصد اوپر سے اب تک صدقہ خیرات کے فضائل بیان فرمارہے تھے اب مثال سے سمجھارہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ کرنے والے اور بخل کرنے والے کی مثال بیان فرمائی کہ جیسے دو آدمی ہوں اور دونوں لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہوں سخی کی زرہ تو چھاتی تک ہے جب سخی کشادہ کرنا چاہتا ہے تو وہ زرہ قدموں تک پھیل

جاتی ہے اور بخیل کی زرہ کشادہ نہیں ہوتی بلکہ آفت بن جاتی ہے۔

﴿ بابُ ۹۱۲ صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ ﴾

لِقولِ اللّٰه تعالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُم الآية وَمِمَّا أَخْرَجْنا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ إِلٰى قوله غَنِيٌّ حَمِيْدٌ.

محنت اور تجارت کے مال سے خیرات کرنا (بڑا ثواب ہے)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ بقرہ ۲۶۷) اے مسلمانو اپنی کمائی میں سے عمدہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور اس چیز میں سے جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے زمین سے اور قصد نہ کرو گندی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو حالانکہ تم اس کو کبھی نہ لوگے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا

مقصد امام بخاریؒ اس باب سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ صدقہ اس وقت معتبر ہوگا جب کہ حلال کمائی سے ہو۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس باب سے ایک مسئلہ اختلافیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ یہ کہ اموال تجارت میں زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ ائمہ اربعہؒ کے نزدیک بعد الحولان واجب ہوگی اور ظاہریہ کے نزدیک نقدین اور حیوانات وغلہ جات اشیاء منصوصہ ثلاثہ کے علاوہ میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی ہاں اگر تجارت کرنے سے سونا حاصل ہوگیا اور اس کو گھر میں رکھ لیا اور حولان حول ہوگیا تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ امام بخاریؒ نے جمہور کی تائید فرمائی ہے۔

اس باب میں امام بخاریؒ نے کوئی روایت ذکر نہیں فرمائی میرے نزدیک آنے والے باب کی روایت سے یہ ترجمہ ثابت فرمادیا کیونکہ اس میں یعمل بیدہ کا لفظ ہے اور عمل بالید تجارت ہی تو ہوگا (تقریر بخاری حضرت شیخ الحدیثؒ)

﴿ بابُ ۹۱۳ على كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾

ہر مسلمان پر خیرات کرنا واجب ہے جس کے پاس مال نہ ہو اس پر اچھی بات پر عمل کرنا یا اچھی بات دوسروں کو بتانا بھی خیرات ہے۔

۱۳۶۶﴿ حَدَّثَنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عن أَبِيْهِ عن جَدِّهِ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فقالوا

يَا نبيَّ اللّه فمَنْ لَمْ يَجِدْ فقال يَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قالوا فإِن لَمْ يَجِدْ قال يُعِينُ ذَا الحَاجَةِ المَلْهُوفَ قالوا فإنْ لَمْ يَجِدْ قال فَلْيَعْمَلْ بِالمَعْرُوفِ وَلْيُمْسِكْ عنِ الشَّرِّ فإنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ ﴾

ترجمہ | سعید کے دادا ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ ضروری ہے اس پر لوگوں نے عرض کیا اَے اللہ کے نبی جس کے پاس مال نہ ہو (تو کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہوسکے (یعنی جو شخص محنت کی استطاعت نہ رکھے تو کیا کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کسی محتاج مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہوسکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھی بات پر عمل کرے (بعض روایت میں نیک بات کا حکم کرے) اور برائی سے باز رہے یہی اس کے لیے صدقہ ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة للجزء الاول بعينه (اى على كل مسلم صدقة) وللجزء الثانى فى قوله "فليعمل بالمعروف"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۹۴ ویاتی ص۸۹۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے خود نیک عمل کرے اور لوگوں کو نیک عمل کی ترغیب وتعلیم دے۔

﴿ بَابٌ ۹۱۴ قَدْرُ كَمْ يُعْطَى مِنَ الزَّكوةِ وَالصَّدَقَةِ وَمَنْ اَعْطَى شَاةً ﴾

زکوٰۃ اور صدقہ میں کتنا مال دینا درست ہے اور ایک پوری بکری دینا

۱۳۶۷﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال حَدَّثَنا اَبُو شِهَابٍ عن خالِدٍ الحَذَّاءِ عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِيْنَ عن اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّهَا قالتْ بُعِثَ اِلَى نُسَيْبَةَ الاَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَاَرْسَلَتْ اِلَى عائِشَةَ مِنْهَا فقال النبيُّ صلى اللّه عليه وسلم عندَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْتُ لا اِلاَّ مَا اَرْسَلَتْ بِه نُسَيْبَةُ مِن تِلْكَ الشَّاةِ فقال هَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا ﴾

ترجمہ | حضرت امّ عطیہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نسیبہ کے پاس خیرات کی ایک بکری بھیجی گئی (نسیبہ خود حضرت ام عطیہ کا نام ہے یعنی حضرت ام عطیہ نسیبہ کے پاس حضور اقدس ﷺ نے خیرات کی ایک بکری بھیجی) حضرت ام عطیہؓ نے اس میں سے کچھ گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا نبی اکرم ﷺ نے (حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا سے) پوچھا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے میں نے کہا کچھ نہیں سوائے اس گوشت کو جو نسیبہ نے صدقہ کی بکری میں سے بھیجا ہے آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ وہ صدقہ اپنی جگہ پہنچ چکا (یعنی اب اس کا کھانا درست ہوگیا)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان لها جزآن احدهما مقدار كم يعطي والآخر و من اعطى شاة فمطابقته للجزء الاول في ارسال نسيبة الى عائشة من تلك الشاة التي ارسلها النبي صلى الله عليه وسلم اليها من الصدقة على ما صرح به مسلم و مطابقته للجزء الثاني في ارسال النبي صلى الله عليه وسلم اليها من الصدقة بشاة كاملة جزء ثانی کا حاصل یہ ہے کہ پوری بکری دینا جائز ہے۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۴ و یاتی ص ۲۰۲، وص ۳۵۱، مسلم فی الزکوۃ، ص ۳۴۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ زکوۃ میں کوئی تحدید ہے یا نہیں؟ تو چونکہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لیے امام بخاریؒ نے کوئی صریح حکم نہیں بیان فرمایا۔

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک کوئی تحدید نہیں ہے ضرورت کے مطابق دے سکتے ہیں۔

(۲) حنفیہ کے نزدیک شخص واحد کو مادون النصاب دے سکتے ہیں بقدر نصاب دینا مکروہ ہے۔ وجہ کراہت یہ ہے کہ آج تو غریب تھا اور کل کو خود ہی مالک نصاب ہو جائے گا۔

ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ امام شافعیؒ کی تائید و موافقت فرمارہے ہوں۔

بعض حضرات بالخصوص غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اس باب سے احناف پر رد فرمایا ہے اس لیے کہ احناف کا مذہب یہ ہے کہ مقدار نصاب زکوۃ شخص واحد کو دینا مکروہ ہے اب ان سے سوال ہے کہ رد کیسے ہوگیا ہے اس لیے روایت میں تو بکری دینے کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ ایک بکری نصاب ہوتی ہی نہیں ایک بکری کسی بھی صورت میں مقدار نصاب نہیں ہے۔ فلا اشکال۔

تشریح اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوگیا کہ ملک بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے یہی مضمون حضرت بریرہؓ کی حدیث میں بھی وارد ہے جب بریرہؓ نے صدقہ کا گوشت بطور تحفہ حضرت عائشہؓ کو بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "هو لها صدقة ولنا هدية"

﴿ بَابُ زَكٰوةِ الوَرِقِ ﴾ ۹۱۵

چاندی کی زکوۃ کا بیان

۱۳۶۸ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن عَمْرِوبنِ يَحْيَى المَازِنِيّ

عن اَبِیۡهِ قال سَمِعۡتُ اَبَا سَعِیۡدِ الۡخُدۡرِیَّ قال قال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لَیۡسَ فی ما دُوۡنَ خَمۡسِ ذَوۡدٍ صَدَقَةٌ مِنَ الاِبلِ وَلَیۡسَ فی ما دُوۡنَ خَمۡسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَیۡسَ فی مَادُوۡنَ خَمۡسَةِ اَوۡسُقٍ صَدَقَةٌ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیے چاندی سے کم میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ وسق کھجور سے کم میں زکوۃ نہیں ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وليس فی ما دون خمس اواق صدقة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۹۴ و مر الحديث ص۱۸۹ و یاتی ص۱۹۶، وص۲۰۱، ومسلم فی الزکوۃ، ص ۳۱۵، ابوداؤد فی الزکوۃ، ص ۲۱۷۔

۱۳۶۹﴿ حَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ الۡمُثَنّٰی قال حَدَّثَنا عبدُ الوَهَّابِ قال حَدَّثَنِي يَحۡيَى بنُ سَعِيۡدٍ قال اَخۡبَرَنِی عَمۡرٌوسَمِعَ اَبَاهُ عن اَبِی سَعِيۡدٍ قال سَمِعۡتُ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم بهٰذا ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث (جو ابھی گذری) سنی ہے۔

مطابقة للترجمة | هذا طريق آخر فی الحديث المذكور والغرض من هذا بيان التقوية لانها هی المرتبة الاعلیٰ لعدم احتمال الواسطة بخلاف الاسناد السابق وهو قال رسول الله صلی الله عليه وسلم فانه محتمل للواسطة .

امام بخاریؒ کی غرض اس سند کے بیان کرنے سے یہ بھی ہے کہ عمرو بن یحییٰ کا سماع اپنے باپ سے معلوم ہوجائے جس کی اس میں صراحت ہے۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے چاندی وغیرہ کی وہ مقدار جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے یعنی نصاب زکوۃ کو بیان کرنا ہے۔

تشریح | "خمس ذود" کو دوطرح پڑھا گیا ہے اکثر واشہر تو اضافت کے ساتھ خمسِ ذودٍ ہے ثم الرواية المشهورة خمسِ ذود بالاضافة وروی بتنوين خمس ويكون ذود بدلا منه (عمدہ)

۲۔ خمس تنوین کے ساتھ خمسٍ ذودٍ اس صورت میں ذود بدل ہوگا خمس سے مطلب یہ ہے کہ خمس ابل من الذود یعنی اونٹوں میں سے پانچ اونٹ سے کم میں زکوۃ نہیں ہے۔

"ذود" بفتح الذال المعجمة وسكون الواو وفی آخره دال مهملة وهی من الابل من

الثلاثة الی العشرة (عمدہ) یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ نصاب ابل للزکوۃ پانچ اونٹ ہیں۔

"اواق" وفی روایة "اواقی" کما فی روایة مسلم اواقی بالیاء دونوں صحیح ہے وھی جمع اوقیة بضم الھمزة وتشدید الیاء۔ایک اوقیہ چالیس درہم کا،تو پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوتے ہیں بحساب وزن سبعہ یعنی اس طرح کہ ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں اس اعتبار سے دوسو درہم ایک سو چالیس مثقال کے برابر ہونگے۔

اس پر اتفاق ہے کہ چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے پھر اکثر علماء ہند نے دوسو درہم کو ساڑھے باون تولہ چاندی کے مساوی قرار دیا ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے اگر چہ بعض اکابر کا کچھ اختلاف ہے۔

فنصاب فضة خمس اواق وھو مائتا درھم بنص الحدیث والاجماع (عمدہ، ج:۸،ص:۲۵۹)

"خمسة اوسق" اوسق وسق بفتح الواو کی جمع ہے ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور پانچ وسق کے تین سو صاع ہوتے ہیں تقریبا پچیس من۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلہ جات میں پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے یعنی عشر واجب نہیں یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہؒ اور صاحبین کا کہ زرعی پیداوار میں عشر واجب ہونے کے لیے نصاب ضروری ہے اور وہ تین سو صاع ہے اس سے کم میں عشر واجب نہیں اور مستدل یہی روایت ہے۔

لیکن امام ابوحنیفہؒ، ابراہیم نخعیؒ، مجاہدؒ وغیرہ کے نزدیک زرعی پیداوار کا کوئی نصاب مقرر نہیں بلکہ اس کی ہر قلیل و کثیر مقدار پر عشر واجب ہے۔

امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کی دلیل

۱۔ قال تعالٰی وآتوا حقّه یومَ حَصَادِه (انعام آیت ۱۴۱)
اس آیت مبارکہ میں مطلق حکم ہے قلیل وکثیر کی کوئی تفریق نہیں۔

۲۔ قال تعالٰی اَنفِقُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُم وممَّا اخرجنا لکم مِنَ الارْضِ الآیة (بقرہ آیت ۲۶۷)

۳۔ تیسری دلیل صحاح کی معروف حدیث ہے فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر (بخاری اول،ص ۲۰۱)

یہ حدیث بھی عام اور مطلق ہے جس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ زرعی پیداوار میں بلا قید نصاب کے ایک صورت میں جب کہ اس میں آب پاشی (بورنگ وغیرہ) کا خرچ کیا گیا ہو تو نصف عشر واجب ہوگا اور اگر آب پاشی کی مشقت اٹھانی نہیں پڑی بلکہ باران رحمت سے پیداوار ہوئی ہے تو عشر واجب ہوگا، قاضی ابوبکر ابن العربی المالکیؒ فرماتے ہیں اقوی المذاهب مذهب ابی حنیفةؒ دلیلا واحوطها للمساکین واولاها شکرا لنعمة۔ تفصیلات کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿ بابُ العَرْضِ فی الزّکوةِ ﴾ ۹۱۶

زکوۃ میں (چاندی سونے کے سوا اور) اسباب لینے کا بیان

وقالَ طاؤسٌ قال مُعاذٌ لِاَهْلِ الیَمَنِ ائیتُونِی بِعَرضٍ ثِیابِ خَمِیصٍ اَوْ لَبِیسٍ فی الصَّدَقَةِ مَکانَ الشَّعِیرِ وَالذُّرَةِ اَهْوَنُ عَلَیْکُمْ وَخَیْرٌ لِاَصْحابِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم بالمَدِیْنَةِ وقال النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم وَاَمّا خالِدٌ فقَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَ اَعْتُدَهُ فی سَبِیْلِ اللّٰه وقال النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم تَصَدَّقْنَ وَلَو مِن حُلِیِّکُنَّ فلَمْ یَسْتَثْنِ صَدَقَةَ العَرْضِ مِن غَیْرِهَا فجَعَلَتِ المَراَةُ تُلْقِی خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا وَلَمْ یَخُصَّ الذَّهَبَ وَالفِضَّةَ مِنَ العُرُوضِ.

اور طاؤس نے کہا معاذ بن جبلؓ نے یمن والوں سے کہا زکوۃ میں مجھ کو جو اور جوار کے بدلہ سامان دو کپڑے جیسے دھاری دار چادر یا لباس، یہ تمہارے لیے آسان ہے اور مدینہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے بھی بہتر ہوگا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد بن ولید نے تو اپنی زر ہیں اور اپنا سامان (ہتھیار وغیرہ سامان جنگ) اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (عید کے دن) عورتوں سے فرمایا کچھ خیرات کرو اگرچہ اپنے زیور ہی میں سے سہی، اور آپ ﷺ نے اسباب کا صدقہ غیر سے استثنا نہیں فرمایا (یعنی یہ نہیں فرمایا کہ اسباب کا صدقہ درست نہیں ہے) پھر کوئی عورت اپنی بالی ڈالتی اور کوئی گلے کا ہار اور آپ ﷺ نے زکوۃ کے لیے سونے چاندی کی تخصیص نہیں کی۔

۱۳۷۰﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنِی اَبِی قال حَدَّثَنِی ثُمامَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَه اَنَّ اَبَا بَکرٍ رضیَ اللّٰه عنه کَتَبَ لَهُ الَّتِی اَمَرَ اللّٰه رَسُولَهُ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَیْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَه بِنْتُ لَبُونٍ فاِنّها تُقْبَلُ مِنْهُ وَیُعْطِیْهِ المُصَدِّقُ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَیْنِ فاِنْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَه بِنْتُ مَخاضٍ عَلٰی وَجْهِهَا وَعِنْدَه ابْنُ لَبُونٍ فاِنّه یُقْبَلُ مِنْهُ وَلَیْسَ مَعَه شَیْءٌ ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کو فرض زکوۃ لکھ دی جس کا حکم اللہ نے اپنے رسول کو دیا تھا اور (یہ بھی ہے کہ) جس کی زکوۃ بنت مخاض تک پہنچے (یعنی اس پر بنت مخاض واجب ہو) اور اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس بنت لبون (یعنی دو برس کی اونٹنی) ہو تو وہی لی جائیگی اور زکوۃ وصول کرنے والا (محصل)

بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور اگر اس کے پاس بنت مخاض (سال بھر کی بچی) جیسی زکوٰۃ میں واجب ہے اور اس کے پاس ابن لبون (یعنی دو سال کا نر اونٹ) ہو تو یہی لے لیا جائے گا اور اس کے ساتھ کچھ نہیں دینا ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث جواز اعطاء سن من الابل بدل سن آخر"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۴ تا ۱۹۵ ويأتي ص ۱۹۵، ايضا ص ۱۹۵، ايضا ص ۱۹۵، ص ۱۹۵، وص ۱۹۶، وص ۴۳۸، وص ۴۳۸، وص ۸۷۳، وص ۸۷۳، وص ۱۰۲۹ فتلك عشره كاملة .

۱۳۷۱﴿ حَدَّثَنا مُؤَمَّلٌ قال حَدَّثَنا اِسْمَاعِيلُ عن اَيُّوبَ عن عَطاءِ بنِ اَبِي رَبَاحٍ قال قال ابنُ عبّاسٍ اَشْهَدُ علٰى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لَصَلّٰى قَبْلَ الخُطْبَةِ فَرَاٰى اَنّه لَمْ يُسْمِعِ النِّساءَ فَاَتَاهُنّ وَمَعه بِلالٌ ناشِرَ ثَوبِهٖ فَوَعَظَهُنَّ وَ اَمَرَهُنّ اَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ المَرْاَةُ تُلْقِي وَاَشَارَ اَيُّوبُ اِلٰى اُذُنِه وَاِلٰى حَلْقِهٖ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی پھر آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ عورتوں تک آواز نہیں پہنچی تو آپ ﷺ ان عورتوں کے پاس تشریف لائے اور حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے آپ ﷺ نے ان عورتوں کو نصیحت کی اور صدقہ دینے کا حکم دیا تو عورت پھینکنے لگیں اور یواب راوی نے اپنے کان اور حلق کی طرف اشارہ کیا (یعنی عورتیں کان کے زیور اور گلے کے زیور پھینکنے لگیں)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم امر النساء بدفع الزكوة فدفعن الحلق والقلائد فهذا يدل على جواز اخذ العرض في الزكوة .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۵ ومر الحديث ص ۲۰، وص ۱۱۹، وص ۱۳۱، وص ۱۳۳، وص ۱۳۳، وص ۱۳۳، وص ۱۳۵، وص ۱۹۲ ويأتي ص ۷۲۷، وص ۷۸۹، وص ۸۷۳، وص ۸۷۳، وص ۸۷۴، وص ۱۰۸۹۔

مقصد اس ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ میں قیمت کے اعتبار سے سامان دیدینا جائز ہے بعینہ وہی چیز دینی ضروری نہیں جو واجبی ہے مثلاً کپڑے کا تاجر زکوٰۃ میں بجائے کپڑے کے قیمت دے سکتا ہے، کتب خانہ کا مالک بجائے کتاب دینے کے قیمت دے سکتا ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہؒ اور راجح قول میں امام احمدؒ کا مذہب ہے۔ یہی حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عمرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ اور طاؤس وغیرہ سے منقول ہے۔

حضرات مالکیہ اور شافعیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ میں جو چیز واجب ہوئی ہے وہی دے مثلاً بنت مخاض واجب ہوئی تو یہی زکوٰۃ میں دے قیمت نہیں دے سکتا۔

بہر حال اس مسئلے میں امام بخاریؒ امام ابوحنیفہؒ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۹۱۷ لا یُجمَعُ بَیْنَ مُتفرِقٍ وَلا یُفرَّقُ بینَ مُجتمِعٍ ﴾

وَیُذکَرُ عن سالِمٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم مِثلَهٗ.

متفرق کو جمع نہ کیا جائے (یعنی جو مال الگ الگ ہو اس کو زکوۃ کے وقت جمع نہ کیا جائے) اور مجتمع کو الگ الگ نہ کیا جائے (یعنی جو مال جمع ہو اسکو زکوٰۃ کے وقت الگ الگ نہ کیا جائے)

اور سالم نے حضرت ابن عمرؓ سے انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۱۳۷۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ الاَنْصارِیُّ قال حَدَّثَنِی اَبِی قال حَدَّثَنِی ثُمامَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَه اَنَّ اَبَا بَکرٍ کَتَبَ لَهٗ الّتِی فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَلا یُجمَعُ بَیْنَ مُتفرِّقٍ وَلاَ یُفرَقُ بَیْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْیَةَ الصَّدَقَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کے لیے فرض زکوۃ کا بیان لکھ دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ زکوۃ کے ڈر سے جدا جدا مال کو یک جا (یعنی جمع) نہ کیا جائے اور یکجا مال کو الگ الگ نہ کیا جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الترجمة عين لفظ الحديث

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۵ ومر الحديث ص ۱۹۴ ويأتى ص ۱۹۵، وص ۱۹۶، وص ۳۳۸، وص ۴۳۸، وص ۸۷۳، وص ۱۰۲۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ زکوۃ کے ڈر سے فقراء و مساکین کا حق مارنے کے لیے فریب نہ کرے مثلاً تین آدمیوں کی الگ الگ چالیس چالیس بکریاں ہوں تو ہر ایک پر ایک بکری واجب ہے جو مصدق یعنی زکوۃ لینے والا آیا تو یہ تینوں اپنی بکریاں ایک جگہ جمع کردیں اس صورت میں صرف ایک ہی بکری دینی پڑے گی۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں زکوۃ کے ڈر سے متفرق کو جمع کردیا جو حدیث سے ممنوع ہے۔

اسی طرح دو آدمیوں کی شرکت کے مال میں مثلاً دو سو بکریاں ہوں تو ان پر تین بکریاں زکوۃ کی لازم ہوں گی اب اگر زکوۃ لینے والا جب آیا اس کو جدا جدا کردیں تو دو ہی بکریاں دینا ہونگی یہ ممنوع ہے کیونکہ اس میں فریب ہے۔

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں خشية الصدقة کی قید نہیں لگائی چونکہ اس کی مراد میں علماء کا اختلاف ہے جس کی تفصیل عنقریب آئے گی ان شاء اللہ۔

﴿بَابٌ ۹۱۸ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ﴾

وَقَالَ طَاوُسٌ وَعَطَاءٌ إِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ أَمْوَالَهُمَا فَلَا يُجْمَعُ مَالُهُمَا وَقَالَ سُفْيَانُ لَا تَجِبُ حَتَّى يَتِمَّ لِهَذَا أَرْبَعُونَ شَاةً وَلِهَذَا أَرْبَعُونَ شَاةً.

اور جو مال دو شریکوں کا ہو تو وہ دونوں آپس میں رجوع کرلیں برابر کا حصہ لگا کر

مثلاً دو شخصوں کے درمیان ایک سو بیس (۱۲۰) بکریاں مشترک تھیں ایک شخص کی دو ثلث یعنی اسّی (۸۰) تھیں اور ایک شخص کی ایک ثلث یعنی چالیس (۴۰) تھیں اب زکوٰۃ تو دونوں کی برابر ہے ہر ایک کے ذمہ ایک ایک بکری ہے لیکن بکریاں تو ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں بلکہ ہر بکری میں شرکت ہے تو اس صورت میں مصدق زکوٰۃ میں دو بکریاں لے جائے گا لیکن ان دو بکریوں میں صاحب الثلثین کے تو چار ثلث چلے گئے (یعنی ایک بکری پوری اور دوسری بکری کا ایک ثلث اور صاحب الثلث کے صرف دو ثلث گئے) اب صاحب الثلث کو چاہیے کہ ایک ثلث بکری کی قیمت صاحب الثلثین کو ادا کرے تاکہ دونوں کے حصہ میں زکوٰۃ کی ایک ایک بکری ہو جائے۔

"وقال طاؤس و عطاء الخ" اور طاؤس اور عطاء نے کہا اگر دونوں شریکوں کے جانور الگ الگ ہوں اور دونوں اپنے اپنے جانور کو پہچانتے ہوں تو دونوں کا مال جمع نہیں کیا جائے گا (بلکہ دونوں کا مال الگ الگ ہی رہے گا) اب اگر دونوں میں سے ہر ایک کا مال بقدر نصاب ہوگا تو اس میں سے زکوٰۃ لی جائے گی ورنہ نہیں مثلاً دو شریکوں کی چالیس بکریاں ہیں مگر ہر شریک کو اپنی اپنی بیس بکریاں علیحدہ اور معین طور سے معلوم ہیں تو کسی پر زکوٰۃ نہ ہوگی اور زکوٰۃ لینے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دونوں کے جانور ایک جگہ کر کے ان کو چالیس بکریاں سمجھ کر ایک بکری زکوٰۃ کی لے لے یہی احناف کہتے ہیں۔

لیکن امام احمدؒ اور امام شافعیؒ اور اہل حدیث کے نزدیک جب دونوں شریکوں کے جانور مل کر حد نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ لی جائے گی۔

یہ اختلاف دراصل خلطہ جوار و خلطہ اعیان کے اختلاف پر مبنی ہے احناف کے نزدیک خلطہ جوار معتبر و مؤثر نہیں تفصیل آئے گی انشاء اللہ۔

"وقال سفيان الخ" اور سفیان ثوریؒ نے کہا مشترک بکریوں میں زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک ہر شریک کی چالیس بکریاں یا اس سے زائد نہ ہوں۔

۱۳۷۳﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ

اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَه الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے فرض زکوۃ لکھ دی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی تھی اس میں یہ تھا کہ جو مال دو شریکوں کا ہو تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے برابر مجرا لیں، (جیسا کہ اوپر مثال گذر چکی)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وماكان من خليطين الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۵، باقی کے لیے حدیث ۱۳۷۰ دیکھئے۔

تشریح | "خَلیط" کے معنی شریک کے ہیں۔ "ما كان من خليطين" الخ یعنی دو شریک کی بکری اگر مخلوط ہوں تو ساعی یعنی صدقہ وصول کرنے والا صدقہ یعنی زکوۃ وصول کرلے گا مصدق یعنی ساعی یہ انتظار نہیں کرے گا کہ یہ علیحدہ کرلیں اب ظاہر ہے کہ مصدق نے جو لیا ہے اس میں دونوں شریک کا حصہ ہوگا لہٰذا جس کا گیا ہے وہ دوسرے سے اپنا حصہ لے لے۔

﴿ بَابُ زَكٰوةِ الْاِبِلِ ﴾ [۹۱۹]

ذَكَرَه اَبُو بَكْرٍ وَ اَبُوذَرٍّ وَاَبُو هُرَيْرَةَ رضى اللّٰه عنهم عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

اونٹوں کی زکوۃ کا بیان

اس باب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایتیں کی ہیں۔ (ان سب روایتوں کو امام بخاریؒ اسی بخاری شریف میں وصل کیا ہے)

۱۳۷۴﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّٰه قال حَدَّثَنِي الوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قال حَدَّثَنَا الاَوْزَاعِيُّ قال حَدَّثَنِي ابنُ شِهَابٍ عن عَطَاءِ بنِ يَزِيْدَ عن اَبِي سَعِيْدٍ الخُدْرِيِّ اَنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عَنِ الهِجْرَةِ فقال وَيْحَكَ اِنَّ شَانَهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قال نَعَمْ قال فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ البِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِن عَمَلِكَ شَيْئًا ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بارے میں پوچھا (یعنی اگر آپ ﷺ فرمائیں تو میں ہجرت کرکے مدینہ آجاؤں) تو آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ارے ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں جن کی تو زکوۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا جی ہاں آپ

ﷺ نے فرمایا سمندر کے پار رہ کر (یعنی جس ملک میں تو رہے وہاں) عمل کر بیشک اللہ تیرے عمل کا ثواب کم نہیں کریگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "هل لك من ابل تؤدى صدقتها قال نعم"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۵ اما حديث ابى بكرؓ فاراده به حديثه الذى ياتى بعد باب من رواية انس عنه اور بعد ثلاثة ابواب من رواية ابى هريرةؓ ص ۱۹۶ واما حديث ابى ذر فسياتى بعد ستة ابواب ص ۱۹۶ وياتى معه حديث ابى هريرة ايضا فى ذلك انشاء الله تعالىٰ و حديث ابى سعيدؓ ياتى الحديث فى الهبه ص ۳۵۸ وفى الهجرة ص ۵۵۸، وص ۹۱۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اونٹ میں زکوٰۃ بالاتفاق واجب ہے اس سلسلے میں ان سب مسائل کو بیان کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں خواہ اتفاقی ہوں یا اختلافی۔

تشریح "ويحك" یہ کلمہ اصل میں زجر و توبیخ کے لیے ہے لیکن کبھی رحمت وشفقت کے لیے بھی آتا ہے جیسے حدیث میں ہے ويح عمار تقتله الفئة الباغية (بخاری، ص: ۳۹۴)

"ان شانها شديد" یہ قصہ فتح مکہ کے قبل کا ہے ورنہ آپ ﷺ فرمادیتے لاہجرۃ بعد الفتح ظاہر ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ دارالاسلام ہوگیا اس لیے ہجرت کا کوئی سوال ہی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہجرت کا معاملہ سخت ہے یعنی ہر شخص برداشت نہیں کرسکتا ہوسکتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوگیا ہو کہ یہ شخص تحمل نہیں کرسکے گا اس لیے فرمادیا کہ تم سمندر پار یعنی مدینہ سے بہت دور اپنے ملک میں رہ کر عمل کرو عمل کا پورا ثواب ملے گا۔

"یتر" از ضرب وَتَرَ يَتِرُ وَترا وتِرَة حق گھٹادینا، کم کردینا۔

﴿ بَابُ ۹۲۰ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ ﴾

جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ بنت مخاض کی زکوٰۃ لازم ہو درانحالیکہ اس کے پاس وہ نہ ہو تو کیا کرے؟

۱۳۷۵﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عبدِ اللّهِ الأنصاريُّ قال حَدَّثَنِي اَبِي قال حَدَّثَنِي ثُمامَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَه اَنَّ اَبا بَكرٍ كَتَبَ لَه فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي اَمَرَ اللّه رَسُولَه صلى الله عليه وسلم مَن بَلَغَتْ عِندَهُ مِنَ الإبِلِ صَدَقَةُ الجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عندهُ جَذَعَةٌ وعِنْدَه حِقَّةٌ فاِنها تُقْبَلُ مِنه الحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَه او عِشْرينَ دِرهَمًا وَمَن بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِندَه الحِقَّةُ وعِندَه الجَذَعَةُ فاِنّها تُقْبَلُ مِنه الجَذَعَةُ وَيُعْطِيْهِ المُصَدِّقُ عِشرينَ دِرهَمًا اَو شَاتَيْنِ

وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الحِقَّةِ ولَيْسَتْ عِندهُ اِلاَّ بِنتُ لَبُونٍ فَاِنَّها تُقْبَلُ مِنه بِنتُ لَبُونٍ وَيُعْطِي شَاتَيْنِ اَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَن بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنتَ لَبُونٍ وَعِندَه حِقَةٌ فانها تُقْبَلُ مِنه الحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ المُصَّدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَن بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ وَلَيْسَت عِنده وَ عِندَه بِنتُ مَخَاضٍ فَاِنَّها تُقْبَلُ مِنه بِنْتُ مخاض وَ يُعطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے زکوۃ کی وہ مقدار لکھی جس کا اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا (اس میں یہ بھی تھا) جس کے پاس اونٹوں میں سے اتنا ہو کہ جس کی زکوۃ جذعہ تک پہنچے (یعنی ۶۱ سے پچھتر اونٹ تک) اور جذعہ اس کے پاس نہ ہو اور اس کے پاس حقہ ہو تو وہی قبول کرلیا جائے گا اور اسکے ساتھ اگر میسر ہوں تو دو بکریاں لے لی جائیں ورنہ بیس درہم لیا جائے۔ اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں جس کی زکوۃ حقہ تک پہنچے اور اس کے پاس حقہ نہ ہو اور اس کے پاس جذعہ ہو تو اس سے جذعہ لے لیا جائے اور مصدق مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں دیدے۔ اور جس کے پاس حقہ کی زکوۃ تک پہنچے اور اس کے پاس صرف بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون ہی لے لیا جائے اور وہ مالک دو بکریاں یا بیس درہم دیدے اور جس کی زکوۃ بنت لبون تک پہنچے اور اس کے پاس حقہ ہو تو یہی قبول کرلیا جائے اور مصدق مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں دے اور جس کے پاس بنت لبون کی زکوۃ پہنچی اور اس کے پاس بنت لبون نہیں ہے اور اس کے پاس بنت مخاض ہے تو یہی قبول کرلیا جائے اور مالک بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ، هذا من جملة الحديث الذى ذكره فى باب العرض فى الزكوة عن انس بهذا الاسناد بعينه (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۵ و مر ص ۱۹۴ ويأتى ص ۱۹۵، وص ۱۹۶، وص ۲۳۸، وص ۴۳۸، وص ۸۷۳، وص ۱۰۲۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مقدار مقررہ موجود نہ ہو تو مصدق اس سے اوپر والا لے سکتا ہے اور فاضل واپس کرے یا اگر صدقہ واجب سے نیچے کا لیا ہے تو مالک سے فاضل لے لے جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔

بنت مخاض و بنت لبون وغیرہ کی تعریف | بنت مخاض اونٹنی کی وہ مادہ بچی جو پورے ایک سال کی ہوگئی ہو اور دوسرا سال شروع ہو چکا، یعنی پورے ایک سال کی مادہ بچی کو بنت مخاض کہتے ہیں۔ مخاض کے معنی حاملہ کے ہیں تو چونکہ جب اونٹنی کی بچی جب پورے ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں داخل ہوتی ہے تو اونٹنی یعنی اس کی ماں حمل کے لائق (گابھن) ہو جاتی ہے خواہ نہ ہو اس لیے اس

بچی کو بنت مخاض اور اگر بچہ ہے تو ابن مخاض کہتے ہیں اور یہ بنت مخاض پچیس میں واجب ہوگی ۳۵ تک۔

''بنت لبون'' اونٹنی کی وہ بچی جو پورے دو سال کی ہوگئی اور تیسرے سال میں قدم رکھا ہو۔ اور یہ بنت لبون چھتیس اونٹ میں ایک بنت لبون واجب ہوتی ہے۔ پینتالیس تک۔

پھر جب اونٹ چھیالیس ہو جاویں تو ان میں ایک حقہ بکسر الحار واجب ہے اور یہ حقہ وہ بچی ہے جس پر چوتھا سال شروع ہو چکا ہو اور ساٹھ تک۔

اور جب اونٹ کی تعداد اکسٹھ ہو جاوے تو اس میں ایک جذعہ واجب ہوگی اور یہ وہ بچی ہے جو چار سال کی ہو کر پانچویں سال میں داخل ہو جائے اور یہ پچھتر تک یعنی پچھتر تک اونٹ میں ایک جذعہ ہی واجب رہے گا۔

﴿ بَابُ[۹۲۱] زَكوٰةِ الْغَنَمِ ﴾

بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان

۱۳۷۶﴿ حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ عبدِ اللّٰه الْمُثَنّٰى الاَنْصَارِىُّ قال حَدَّثَنِى اَبِى قال حَدَّثَنِى ثُمَامَةُ بنُ عبدِ اللّٰهِ بنِ اَنَسٍ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَه اَنَّ اَبَابَكرٍ كَتَبَ لَه هذا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ اِلَى الْبَحْرَيْنِ:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيْمِ هذِه فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتى فَرَضَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِى اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُولَه فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ على وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فوقَهَا فَلا يُعْطِ فى اَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْنَها مِنَ الغَنَمِ مِن كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَثَلاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنتُ مَخَاضٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلاثِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنتُ لَبُونٍ اُنثٰى وَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَاَرْبَعِيْنَ اِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَسِتِّيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ يَعْنِى سِتًّا وَسَبْعِيْنَ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُونٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الجَمَلِ فَاِذَا زَادَتْ على عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِى كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِى كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَمَنْ لَم يَكُنْ مَعَهُ اِلَّا اَرْبَعٌ مِنَ الاِبِلِ فَلَيْسَ فيها صَدَقَةٌ اِلَّا اَن يَشَاءَ رَبُّهَا فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الاِبِلِ فَفِيْهَا شَاةٌ وَفى صَدَقَةِ الغَنَمِ فى سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ

فَاِذَا زَادَتْ علٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ اِلٰی مِائَتَیْنِ شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی مِائَتَیْنِ اِلٰی ثَلاثِمِائَۃٍ فَفِیْھَا ثَلاثُ شِیَاہٍ فَاِذَا زَادَتْ علی ثَلاثِمائَۃٍ فَفِی کُلِّ مِائَۃٍ شَاۃٌ فَاِذَا کَانَتْ سَائِمَۃُ الرَّجُلِ نَاقِصَۃً مِنْ اَرْبَعِیْنَ شَاۃً وَاحِدَۃً فَلَیْسَ فِیْھَا صَدَقَۃٌ اِلاَّ اَنْ یَشَاءَ رَبُّھَا وَفِی الرِّقَۃِ رُبع العشر فَاِنْ لَمْ تَکُنْ اِلاَّ تِسْعِیْنَ وَمِائَۃً فَلَیْسَ فِیْھَا شَیْءٌ اِلاَّ اَنْ یَشَاءَ رَبُّھَا﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب ان کو (یعنی حضرت انسؓ کو) بحرین بھیجا تو یہ لکھ کر دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ زکوۃ کی وہ مقدار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر فرمائی اور جس کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا تو جس مسلمان سے اس مکتوب کے مطابق زکوۃ مانگی جائے وہ ادا کرے اور جس سے اس سے زیادہ مانگا جائے وہ نہ دے۔ چوبیس اونٹوں میں اور اس سے کم میں ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری ہے پھر جب پچیس اونٹ ہو جائیں پینتیس تک تو ان میں ایک بنت مخاض مادہ ہے پھر جب چھتیس اونٹ ہو جائیں تو پینتالیس تک ان میں ایک مادہ بنت لبون ہے پھر جب چھیالیس اونٹ ہو جائیں ساٹھ تک تو ان میں ایک حقہ ہے جو نر کی جفتی کے لائق ہو پھر جب اکسٹھ کو پہنچ جائیں پچھتر اونٹوں تک تو ان میں ایک جذعہ ہے پھر جب چھہتر اونٹ ہو جائیں نوے تک تو ان میں دو بنت لبون ہیں پھر جب اکانوے اونٹ ہو جائیں ایک سو بیس اونٹوں تک تو ان میں جفتی کے لائق دو مادہ حقے ہیں پھر جب ایک سو بیس اونٹوں سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس اونٹ میں ایک حقہ ہے۔ اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں (یا اس سے بھی کم) تو ان میں زکوۃ واجب نہیں مگر جب مالک اپنی خوشی سے کچھ دے، پھر جب پانچ اونٹ ہو جائیں تو ان میں ایک بکری ہے۔ اور جب جنگل میں چرنے والی بکریاں چالیس ہو جائیں ایک سو بیس بکریوں تک ایک بکری ہے پھر جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں دو سو تک تو ان میں دو بکریاں ہیں پھر جب دو سو سے زیادہ ہو جائیں تین سو تک تو ان میں تین بکریاں ہیں پھر جب تین سو سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سو میں ایک بکری دینا ہوگی۔ اور جب کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں تو ان میں زکوۃ کچھ نہیں مگر اپنی خوشی سے مالک بطور تبرع کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

اور چاندی میں رُبع عشر یعنی چالیسواں حصہ زکوۃ ہے (بشرطیکہ دو سو درہم یا اس سے زیادہ چاندی ہو) پس اگر ایک سو درہم ہوں (یا ایک سو ننانوے درہم ہوں) تو اس میں زکوۃ واجب نہ ہوگی مگر یہ کہ مالک خوشی سے کچھ دیدے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وفی صدقة الغنم فی سائمتها اذا كانت اربعين الی عشرين و مائة شاةٌ"

تعدد موضعہ | و الحدیث ھنا ص ۱۹۵ تا ۱۹۶ و مر الحدیث ص ۱۹۴، وص ۱۹۵، وص ۱۹۵، وص ۱۹۵ و یاتی ص ۱۹۶

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے کہ اونٹ اور بکری کا نصاب زکوٰۃ بیان کررہے ہیں جیسا کہ حدیث میں پوری تفصیل ہے۔

سوال: حدیث باب میں ہے من سئل فوقھا فلا یعط یعنی اگر کوئی عامل متعین مقدار سے زیادہ مانگے تو مت دو، لیکن بعض روایت میں ہے "ارضوا مصدّقیکم و ان ظلمتم" یعنی اپنے عامل کو راضی رکھو اگرچہ تم پر ظلم ہو بظاہر تعارض ہے۔

جواب: (۱) صورت یہ ہے کہ دینے والا اگرچہ اپنی ذات میں ظلم شمار کرے چونکہ دینے والا ناکارہ مریض ومریل دینا چاہتا ہے لہٰذا معتدل دیتے ہوئے اس کے نفس میں ظلم معلوم ہوتا ہے اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ عامل کو راضی رکھو یعنی معتدل دو۔

(۲) یہ ارشاد حضور اقدس ﷺ کا اپنے زمانہ کے اعتبار سے تھا کیونکہ اس وقت تمام کے تمام عمال صحابی تھے۔ اور یہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ کا واقعہ ہے اس کے اندر عمال سے گڑبڑ کا اندیشہ تھا اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے یہ الفاظ بڑھا دیئے۔ واللہ اعلم

تشریح | اس روایت کے اندر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں جب حضرت انسؓ کو بحرین بھیجا تو وہ والا نامہ جو حضور اقدس ﷺ نے زکوٰۃ کے بارے میں لکھوایا تھا اس کی نقل حضرت ابوبکرؓ کو تلوار کی نیام میں رکھا ہوا ملا تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی فراست سے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ حضور ﷺ نے نیام میں رکھ کر اس باریک بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ابوبکر کو اپنی خلافت کے اندر زکوٰۃ تلوار کے ذریعہ لینی پڑے گی چنانچہ حضرت عمرؓ کے نکیر کے باوجود مانعین زکوٰۃ پر تلوار اٹھائی ہے۔ واللہ اعلم۔

"رِقہ" بکسر الراء وتخفیف القاف الورق والھاء عوض عن الواو نحو العدۃ والوعد وھی الفضۃ المضروبۃ (عمدہ) یعنی رِقہ اصل میں وَرِق تھا واو کو حذف کرکے اس کے عوض اخیر میں تا رلے آئے جیسے وعد وعدۃ ہے۔

۹۲۲ باَبٌ لا تُؤخَذُ فی الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلا ذَاتُ عَوارٍ وَلا تَیسٌ اِلاّ مَا شَاءَ المُصَدِّقُ

زکوٰۃ میں بوڑھا نہیں لیا جائیگا اور نہ عیب دار اور نہ نر، مگر جب محصل اسکا لینا مناسب سمجھے

مثلاً زکوٰۃ کے سارے جانور مادہ ہی مادہ ہوں نر کی ضرورت ہو تو لے سکتا ہے یا کسی عمدہ نسل کے اونٹ یا گائے

یا بکری کی ضرورت ہو تو گو اس میں عیب ہو مگر اس کی نسل لینے میں آئندہ فائدہ ہو تو لے سکتا ہے۔

۱۳۷۷﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰه قال حَدَّثَنِی اَبِی قال حدّثنِی ثُمامَۃُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَه اَنَّ اَبَا بَکرٍ کَتَبَ لَه الَّتِی اَمَرَ اللّٰه رَسُولَه صَلّی اللّٰه علیه وسلم وَلا یُخرَجُ فی الصَّدَقَۃِ هَرِمَۃٌ وَلا ذَاتُ عَوارٍ وَلاَ تَیسٌ اِلا مَاشاء المُصَدِّقُ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کے لیے وہ زکوٰۃ لکھ دی جس کا حکم اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا کہ زکوٰۃ میں بوڑھا اور عیب دار اور نر نہ نکالا جائے مگر جب مصدق لینا چاہے۔ (اوپر کی تشریح دیکھیے۔)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "لا یخرج فی الصدقة هرمة الخ"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۱۹۶ و مر الحدیث آنفا ص۱۹۵ فراجعه.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے کہ زکوٰۃ میں بوڑھی اور عیب دار نہیں لی جائے گی الخ

﴿ باب ۹۲۳ اَخذِ العَنَاقِ فی الصَّدَقَۃِ ﴾

زکوٰۃ میں بکری کا بچہ لینا

۱۳۷۸﴿ حَدَّثَنا اَبُو الیَمَانِ قال اَخبَرَنا شُعَیبٌ عنِ الزُّهرِیِّ ح وَقال اللّیثُ حَدَّثَنِی عبدُ الرَّحمٰنِ بنُ خالِدٍ عن ابنِ شِهابٍ عن عُبَیدِ اللّٰه بنِ عبدِ اللّٰه بن عُتبَۃَ بنِ مسعودٍ اَنَّ اَبَا هُرَیرَۃَ قالَ قال اَبُوبَکرٍ وَاللّٰهِ لَو مَنَعُونِی عَنَاقًا کَانُوا یُؤَدُّونَهَا اِلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لَقَاتَلتُهُم علی مَنعِهَا قَال عُمَرُ فمَا هُوَ اِلاَّ اَن رایتُ اَنَّ اللّٰه شَرَحَ صَدرَ اَبِی بَکرٍ بالقِتالِ فَعَرَفتُ اَنَّهُ الحَق﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا خدا کی قسم اگر وہ مجھے بکری کا بچہ نہیں دیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ میں دیا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر جہاد کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اور کچھ نہ تھا بات صرف یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا تھا قتال کے لیے میں بھی سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "لو منعونی عناقا الی آخره"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۱۹۶ و مر الحدیث تاما ص۱۸۸ ویاتی ص۱۰۲۳ و ص۱۰۸۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس صرف صغار ہی صغار ہوں تو بھی زکوۃ لی جائے گی جیسا کہ ترجمۃ الباب میں اخذ العناق سے اشارہ ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: کانه اشار بهذه الترجمة الى جواز اخذ الصغير من الغنم فى الزكوة (عمده) عناق بفتح العين و تخفيف النون بھیڑ بکری کا بچہ جو سال بھر سے کم کا ہو۔

اس مسئلے میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں: امام اعظم ابوحنیفہؒ کا راجح اور مشہور قول یہی ہے کہ لا يجب فيها شئ یہی مذہب ہے امام محمدؒ، سفیان ثوریؒ کا۔

(۲) يجب فيها واحد منها امام شافعی امام احمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں مستدل یہی حدیث ہے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ اس مسئلے میں امام شافعیؒ کی تائید و موافقت کرتے ہیں۔ شوافع کا استدلال و الله لو منعونى عناقا الخ سے ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ ارشاد بطریق مبالغہ کے ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ واقعی زکوۃ میں بچہ دیا کرتے تھے۔ دلیل یہ ہے کہ بعض روایت میں "عناقا" کے بجائے "عقالا" وارد ہوا ہے اور ظاہر ہے عقال بمعنی رسی کسی کے بھی نزدیک زکوۃ نہیں۔ واللہ اعلم۔

﴿ بابٌ ۹۲۴ لا تُؤخَذُ كَرَائِمُ اَمْوَالِ الناسِ فى الصَّدَقَةِ ﴾

زکوۃ میں لوگوں کے عمدہ مال نہ لیے جائیں

بلکہ متوسط درجے کا مال لینا چاہیے نہ بالکل بوڑھا مریل اور نہ اعلیٰ۔ ہاں اگر زکوۃ دینے والا خوشی سے اللہ کی راہ میں عمدہ سے عمدہ اعلیٰ قسم کا دے تو مصدق (تحصیلدار) اس کو قبول کرلے

۱۳۷۹﴿ حَدَّثَنا اُمَيَّةُ بنُ بِسْطامٍ قال حَدَّثَنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ قال حَدَّثَنا رَوْحُ بنُ القاسِمِ عن اِسْماعِيلَ بنِ اُمَيَّةَ عن يحيَى بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ صَيْفِيٍّ عن اَبِى مَعْبَدٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لَمَّا بَعَثَ مُعاذا عَلىَ اليَمَنِ قال اِنَّكَ تَقْدَمُ على قومٍ اَهْلِ كِتاب فَلْيَكُنْ اَوَّلَ ما تَدْعُوهُمْ اِلَيْهِ عِبادَةُ اللّٰه فاِذا عَرَفُوا اللّٰهَ فَاَخبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰه قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَواتٍ فى يَومِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فاِذَا فَعَلُوا فَاَخبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زكوةً تُؤخَذُ مِنْ اَمْوالِهِم وتُرَدُّ عَلى فُقَرائِهِم فاِذَا اَطَاعُوا بِها فخُذْ مِنهُمْ وَتَوَقَّ كَرائِمَ اَمْوالِ النّاسِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو (حاکم بنا کر)

یمن بھیجا تو فرمایا تو ایسے لوگوں کے پاس پہنچے گا جو اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) ہیں تو سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دو (اس کی توحید کی طرف) تو جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہیں جو ان کے مالوں میں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں کو دی جائے گی جب وہ اس کو بھی مان لیں تو ان سے زکوۃ وصول کر اور ان کے عمدہ مالوں سے پرہیز کر۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وتوق كرائم اموال الناس"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۶ و مر الحديث ص ۱۸۷ و ياتى ص ۲۰۲، وص ۳۳۱، وص ۶۲۳، وص ۱۰۹۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے بالکل واضح ہے کہ مصدق یعنی تحصیلدار کے لیے جائز نہیں ہے کہ زکوۃ میں عمدہ مال چھانٹ کر لیں اس سے مالک کو تکلیف ہوگی اور آہ کرے گا البتہ متوسط درمیانہ لیں کما مرّ۔

اور چونکہ زکوۃ کے علاوہ مصدق کو کسی طرح کا اچھا برا عمدہ کمزور لینا جائز نہیں ہے اس لیے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں فی الصدقۃ یعنی زکوۃ کی قید لگادی ہے۔

﴿ بَابٌ ۹۲۵ لَيْسَ فِى مَادُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ ﴾

پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے

۱۳۸۰ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنَا مَالِكٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عبدِ الرحمٰنِ بنِ اَبِى صَعْصَعَةَ المَازِنِيّ عن اَبِيهِ عن اَبِى سَعِيْدِ الخُدْرِيّ اَنّ رَسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال لَيْسَ فى ما دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فيما دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فى مَادُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الاِبِلِ صَدَقَةٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیے سے کم چاندی میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى الجزء الاخير من الحديث اى "وليس فى ما دون خمس ذود من الابل صدقة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۶ و مر الحديث ص ۱۸۹، وص ۱۹۴ و ياتى ص ۲۰۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اونٹ کے اولین نصاب کو بتلانا ہے کہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ واجب نہیں اور

یہ اجماعی مسئلہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔
باقی چیزیں یعنی وسق وغیرہ گذر چکی ہیں۔

﴿ باب ۹۲۶ زكوة البقر ﴾

وَقَالَ اَبُوحُمَيْدٍ قال النبيُّ صلى اللّٰهُ عليه وسلم لَاَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ وَيُقَالُ جُؤَارٌ يَجْاَرُوْنَ يَرْفَعُونَ اَصْوَاتَهُمْ كَمَا تَجْاَرُ البَقَرَةُ .

گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان

اور ابوحمید ساعدی نے کہا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا البتہ قیامت کے دن وہ شخص دکھاؤں گا جو اللہ کے پاس گائے لے کر حاضر ہوگا وہ آواز کررہی ہوگی، اور ایک روایت میں خوار کے بجائے جؤار ہے۔ یَجْاَرُوْنَ (جو سورہ مومنون آیت ۶۴ میں ہے) وہ اسی سے ماخوذ ہے یعنی گائے کی طرح چلا رہے ہوں گے۔

۱۳۸۱﴿ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ قال حَدَّثَنَا اَبِي قال حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عنِ المَعْرُوْرِ بنِ سُوَيْدٍ عن اَبِي ذَرٍّ قال انْتَهَيْتُ اِلَيْهِ يَعْنِي النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال وَالَّذِيْ نفسِي بِيَدِهٖ اَوْ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اَوْ كَمَا حَلَفَ مَا مِن رَجُلٍ تكونُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يومَ القِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا تكونُ وَاَسْمَنَهٗ تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا جَازَتْ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُولَاهَا حتى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ بُكَيْرٌ عن اَبِي صَالِحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلمَ ﴾

ترجمہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یا جیسے بھی آپ ﷺ نے قسم کھائی جس کسی کے پاس اونٹ یا گائے بیل بکریاں ہوں اور وہ اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی اس کی زکوٰۃ نہ دے) تو قیامت کے دن ان کو خوب موٹا اور بڑا کر کے لایا جائے گا اور وہ اپنے مالک کو اپنے کھروں سے روندے گا اور اپنی سینگوں سے مارے گا جب پچھلی جماعت آگے بڑھ جائے گی تو پھر پہلا جانور آئے گا برابر ایسا ہی ہوتا رہے گا یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔

اس حدیث کو بکیر بن عبداللہ نے ابوصالح سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الحديث يتضمن الوعيد فيمن لم يؤد زكوة البقر فيدل على وجوب زكوة البقر .

مطلب یہ ہے کہ حدیث پاک سے گائے بیل کی زکوۃ دینے کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ عذاب کی وعید اسی امر کے ترک پر ہوگی جو واجب وفرض ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۶ تا ۱۹۷ ويأتي بطوله ص ۱۰۶۸، مسلم فی الزکوۃ، نسائی فی الزکوۃ، ترمذی فی الزکوۃ وابن ماجہ فی الزکوۃ۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ گائے بیل کے اندر بھی زکوۃ واجب ہے اگر مقدار نصاب پایا جائے۔

سوال : امام بخاریؒ نے تبویب میں ترتیب کا لحاظ کیوں نہیں رکھا یا تو بڑے جانوروں سے چلتے تو اونٹ کے بعد گائے بیل پھر بکری یا اس کا برعکس کہ بکری پھر گائے بیل پھر اونٹ؟ امام نے تو گائے کا ذکر سب کے بعد کیا ہے؟

جواب: اہل عرب کے یہاں اونٹ بکری ہی کی کثرت ہے گائے بیل بہت کم ہے۔

﴿ بَابُ الزَّكوٰةِ عَلَى الْاَقَارِبِ ﴾ ۹۲۷

وَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَهُ اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَالصَّدَقَةِ .

اپنے رشتہ داروں کوزکوٰۃ دینے کا بیان

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لیے دو ثواب ہیں ناطہ جوڑنے کا اور صدقہ کا

۱۳۸۲﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنَا مَالِكٌ عن اِسحَاقَ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّه سَمِعَ اَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ كَانَ اَبُو طَلْحَةَ اَكْثَرَ الاَنصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَدْخُلُهَا وَ يَشْرَبُ مِن مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قال اَنَسٌ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ هذِهِ الآيَةُ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حتى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ" قَامَ اَبُوطَلْحَةَ اِلٰى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلمَ فقال يَا رسولَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰه تَبَارَكَ وَتَعالٰى يقولُ لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حتى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِي اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يا رسولَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ قال فقال رَسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَخ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ

ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ ما قُلْتَ وَاِنِّی اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ فقال اَبُو طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رسولَ اللّٰه فَقَسَمَها اَبو طَلْحَةَ فی اَقَارِبِه وَبَنِی عَمِّه تابَعَهٗ رَوْحٌ وقال يحيى بن يحيى وَاِسْمَاعِيْلُ عن مَالِكٍ رَايِحٌ بِالْيَاءِ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ مدینہ میں سب انصار سے زیادہ مالدار تھے ان کے پاس سب سے زیادہ کھجوروں کے باغات تھے اور تمام مالوں میں انہیں سب سے زیادہ محبوب بیرحار تھا اور یہ مسجد کے سامنے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پاکیزہ پانی نوش فرماتے۔ انسؓ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت (سورہ آل عمران کی) نازل ہوئی ''جب تک تم اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے اس وقت تک نیکی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکو گے'' تو ابوطلحہؓ اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم لوگ نیکی کا درجہ اس وقت تک نہیں حاصل کر سکتے ہو جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے کچھ خرچ نہ کرو اور مجھے اپنے سب مالوں میں سب سے زیادہ محبوب بیرحار ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ اس کا ثواب دے گا اور اللہ کے پاس میرا ذخیرہ رہے گا۔ یا رسول اللہ جہاں اللہ تعالیٰ آپ کے جی میں ڈالے وہاں اسے خرچ کیجئے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شاباش یہ نفع دینے والا مال ہے یہ نفع دینے والا مال ہے اور تم نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا لیکن میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو'' ابوطلحہؓ نے کہا یا رسول اللہ میں ایسا ہی کرتا ہوں، چنانچہ ابوطلحہ نے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

اس حدیث کو روح نے بھی روایت کیا اور یحییٰ بن یحییٰ اور اسماعیل نے امام مالکؒ سے بجائے رابح رایح یار کے ساتھ نقل کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "انی اریٰ ان تجعلها فی الاقربين"

امام بخاریؒ نے یہاں صدقہ نافلہ کو زکوٰۃ پر قیاس کیا ہے کیونکہ بلاشبہ حضرت ابوطلحہؓ کا یہ ارشاد: انها صدقة للّٰه" یہ صدقہ نافلہ ہے جو بالاتفاق ہر رشتہ دار کو دیا جا سکتا ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۷ ویاتی ص ۳۱۱ وص ۳۸۵، وص ۳۸۶، وص ۶۵۴، وص ۸۳۹، ومسلم فی الزکوٰة ص ۳۲۳۔

۱۳۸۴﴿ حَدَّثَنا اِبْنُ اَبِی مَرْيَمَ قال اَخْبَرَنا محمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قال اَخْبَرَنِی زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عن عِيَاضِ بنِ عبدِ اللّٰهِ عن اَبِی سَعِيْدِ الخُدْرِیِّ قال خَرَجَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وسلم فی اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی ثم انصرَفَ فوَعَظَ النَّاسَ وَاَمَرَهُم

بِالصَّدَقَةِ فقال اَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوا فمَرَّ عَلَى النِسَاءِ فقال يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّي اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النارِ فقُلْنَ وَبِمَ ذٰلِكَ يا رسولَ اللّٰهِ قال تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ العَشِيْرَ ما رَاَيْتُ مِن نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَ دِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الحَازِمِ مِنْ اِحْدٰكُنَّ يا مَعْشَرَ النِسَاءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فلَمَّا صَارَ اِلٰى مَنْزِلِه جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَاَةُ ابنِ مَسْعُودٍ تَسْتَاذِنُ عَلَيْهِ فقِيْلَ يا رسولَ اللّٰه هٰذِه زَيْنَبُ فقال اَىُّ الزَّيَانِبِ فقِيْلَ امْرَاَةُ ابنِ مَسْعُودٍ قال نَعَمْ ائْذَنُوا لَهَا فاُذِنَ لَهَا قَالَتْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّكَ اَمَرْتَ اليَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وكان عِنْدِىْ حُلِيٌّ لِي فَاَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِه فَزَعَمَ ابنُ مَسْعُودٍ اَنَّهُ وَوَلَدَهُ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ به عَلَيْهِمْ فقال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صَدَقَ ابنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ ﴾

ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن عیدگاہ کو روانہ ہوئے پھر (نماز پڑھ کر) لوٹے تو لوگوں کو وعظ سنایا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! خیرات کرو پھر عورتوں پر سے گزرے اور فرمایا اے عورتوں کے گروہ تم صدقہ کرو کیونکہ مجھ کو دکھایا گیا کہ دوزخ میں عورتیں (مردوں سے) زیادہ ہیں۔ عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم لعنت بہت کیا کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو میں نے ناقص عقل اور ناقص دین والیوں میں تم سے بڑھ کر عقلمند شخص کی عقل کو کھونے والا کسی کو نہیں دیکھا اے عورتو! یہ فرما کر آپ ﷺ گھر کو لوٹے جب گھر میں پہنچے تو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینب آئیں انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ سے کہا گیا یا رسول اللہ یہ زینب (دروازے پر کھڑی) ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کونسی زینب؟ کہا گیا عبد اللہ بن مسعودؓ کی بیوی، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کو آنے دو پھر اس کو اجازت دی گئی وہ آئی اور کہنے لگی یا نبی اللہ ﷺ! آپ نے آج (عید کے دن ہم کو) خیرات کرنے کا حکم دیا اور میرے پاس کچھ زیور ہے میں نے اس کو خیرات کرنے کا ارادہ کیا تو میرے شوہر ابن مسعود نے کہا کہ وہ اور اس کا بیٹا اس خیرات کا زیادہ حقدار ہے ان سب لوگوں سے جن پر میں خیرات کرنا چاہتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مسعود نے سچ کہا تیری خاوند اور تیرا بیٹا سب لوگوں سے جس پر تو خیرات کرنا چاہتی ہے زیادہ حقدار ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "زوجك وولدك احق من تصدقتِ به عليهم"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ١٩٧ و مر الحديث ص ۴۴ ويأتى ص ٢٦١، ومسلم اول، ص: ٦٠۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اقارب کو زکوٰۃ اور صدقہ دے سکتے ہیں کہ اس میں دو ثواب ہیں۔ لیکن امام بخاریؒ نے یہاں اقارب کی کوئی تفصیل نہیں فرمائی بس قیاس کرلیا کہ جب صدقہ نافلہ اقارب کو دینے میں دو ثواب ہیں: ایک اقرباء پروری کا اور دوسرا صدقہ کا، تو امام نے اسی سے اخذ کرلیا ہے کہ زکوٰۃ مفروضہ میں بھی اگر اقارب ضرورت مند و محتاج ہوں تو اقارب کو دینے میں بھی دوہرا ثواب ہوگا جب کہ اقارب زکوٰۃ کے مستحق ہوں۔

مسائل: احناف کے نزدیک والدین کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں وان علو، اسی طرح اپنے بیٹے اور پوتے کو بھی جائز نہیں، وعندنا لا تجوز علی الاصول والفروع (الابواب والتراجم)

البتہ وہ اقارب جو وارث نہیں ہیں اور محتاج و مستحق زکوٰۃ ہیں تو ان اقارب کو زکوٰۃ دینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ واللہ اعلم

باب کی دونوں حدیثیں صدقات نافلہ خیرات سے متعلق ہیں۔

تشریح تشریح کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر، ص: ۱۱۶۔

﴿بابٌ [۹۲۸] لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فی فَرَسِهِ صَدَقَةٌ﴾

مسلمان پر اس کے گھوڑے میں صدقہ یعنی زکوٰۃ فرض نہیں ہے

۱۳۸۴﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ دِینارٍ قال سَمِعتُ سُلَیْمانَ بنَ یَسَارٍ عن عِرَاكِ بنِ مالِكٍ عن اَبِی هُرَیْرَةَ قال قال النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فی فَرَسِهِ وَغُلامِهِ صَدَقَةٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے گھوڑے اور اس کے غلام کی زکوٰۃ (فرض) نہیں ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة "فی عین متن الحدیث غیر ان فیه لفظة وغلامه زائدة"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۱۹۷ وباقی الحدیث بعده ص ۱۹۷ ومسلم فی الزکوٰة ص ۳۱۶، ابو داؤد فی الزکوة فی باب صدقة الرقیق، ص: ۲۲۵، ترمذی فی الزکوة، ص: ۸۰، ایضا نسائی و ابن ماجه فی الزکوة۔

مقصد گھوڑے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اصل میں گھوڑے کی تین قسمیں ہیں جیسا کہ مسلم اول، ص: ۳۱۹ کی پہلی

سطر میں ہے الخیل ثلاثة الخ پھر اس کے بعد اس کی تفصیل ہے۔

گھوڑے کے اقسام

(۱) گھوڑے اگر بار برداری یعنی بوجھ ڈھونے کے لیے ہیں یا رکوب یعنی سواری کے لیے یا جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تو اس میں بالاتفاق زکوٰۃ نہیں۔

(۲) گھوڑے اگر تجارت کے لیے ہوں تو بالاتفاق زکوٰۃ واجب ہے۔ الا الظاہریہ، ظاہریہ کے نزدیک اس روایت کی بنا پر مطلقاً زکوٰۃ نہیں ہے اگرچہ تجارت کے لیے ہوں، ائمہ اربعہ کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے۔ جو قیمت سے ادا کی جائے گی یعنی چالیسواں حصہ۔ حافظ عسقلانیؒ نے ظاہریہ کا جواب دیا ہے "بان زكوة التجارة ثابتة بالاجماع نقله ابن المنذر وغيره" (فتح، ج:۳، ص:۲۵۵)

(۳) جو گھوڑے تناسل کے لیے ہوں اور سائمہ یعنی چرنے والے ہوں ان کے بارے میں اختلاف ہے ائمہ ثلثہ نیز صاحبین کے نزدیک زکوٰۃ نہیں ہے استدلال حدیث باب سے کرتے ہیں۔ نیز دوسرا استدلال حضرت علیؓ کی روایت سے ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عن صدقة الخيل والرقيق الحديث (ترمذی کتاب الزکوٰۃ فی باب ماجاء فی زکوٰۃ الذہب والورق:۱/۷۹)

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام زفرؒ حماد بن ابی سلیمان نیز حضرت زید بن ثابتؓ وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں بشرطیکہ ذکور واناث مختلط ہوں اس لیے کہ توالد و تناسل اسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ اگر صرف ذکور ہوں یا صرف اناث ہوں تو اس میں دو روایتیں ہیں: وجوب، عدم وجوب، لیکن اشبہ بالصواب یہ ہے کہ صرف اناث ہوں تو واجب ہے اس لیے کہ تناسل تو عام طور پر فحل مستعار سے ہوجاتا ہے۔

امام اعظمؒ وغیرہ کا استدلال ابوہریرہؓ ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الخيل ثلاثة الخ" مسلم اول، ص:۳۱۹ پہلی سطر اس میں ہے ثم لم ينس حق الله في ظهورها ولا رقابها الخ اس میں اللہ تعالیٰ کے دو حقوق کا ذکر ہے ایک حق گھوڑوں کے ظہور میں اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص کو ضرورت کے وقت سواری کے لیے عاریتاً دے دیا جائے اور دوسرا حق رقاب میں ہے جو سوائے زکوٰۃ کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

امام طحاویؒ نے قاضی خاں وصاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے، لیکن شمس الائمہ اور علامہ ابن الہمام نے ابوحنیفہؒ وغیرہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

ابوحنیفہؒ کی طرف سے حدیث باب میں یہ کہا جاتا ہے کہ حدیث باب فرس رکوب پر محمول ہے فلا اشکال۔ نیز حضرت عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے اپنے زمانہ میں گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی تھی اور ہر گھوڑے سے ایک دینار وصول فرمایا کرتے تھے، چنانچہ امام صاحبؒ کے نزدیک زکوٰۃ اسی طرح واجب ہوتی ہے کہ ہر گھوڑے پر ایک دینار دیا جائے یا گھوڑے کی قیمت لگا کر چالیسواں حصہ ادا کرے۔ (طحاوی، ج:۱، ص:۲۶۰)

﴿ بابٌ۹۲۹ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِى عَبْدِهِ صَدَقَةٌ ﴾

مسلمان پر اس کے غلام میں صدقہ (یعنی زکوٰۃ) فرض نہیں ہے

۱۳۸۵﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ عن خُثَيْمِ بنِ عِرَاكِ بنِ مالِكٍ قال حَدَّثَنِي اَبِي عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ح و حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا وُهَيْبُ بنُ خالِدٍ قال حَدَّثَنا خُثَيْمُ بْنُ عِرَاكِ بنِ مالِكٍ عن اَبِيْهِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي عَبْدِهِ وَلا فِي فَرَسِهِ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ليس على المسلم صدقة في عبده ولا في فرسه"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۷ ومر الحديث ص ۱۹۷، باقی کیلئے دیکھئے حدیث سابق یعنی حدیث ۱۳۸۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان جمہور وائمہ ثلاثہ کی طرف ہے ہمارے حنفیہ میں سے امام طحاوی وغیرہ نے ائمہ ثلاثہ وصاحبین کے قول کو گھوڑے اور غلام کے سلسلے میں ترجیح دی ہے اور قاضی خاں نے کہا ہے وعليه الفتوىٰ

﴿ بابٌ۹۳۰ الصَّدَقَةِ عَلَى اليَتَامٰى ﴾

یتیموں پر صدقہ کرنا (ای لفاعلها اجر عظیم وثواب جزیل)

۱۳۸۶﴿ حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ فَضَالَةَ قال حَدَّثَنا هِشَامٌ عن يَحْيٰى عن هِلالِ بنِ اَبِي مَيْمُونَةَ قال حَدَّثَنا عَطَاءُ بنُ يَسَارٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم جَلَسَ ذَاتَ يومٍ عَلَى المِنْبَرِ وَجَلَسْنا حَوْلَهُ فقالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِن بَعْدِي ما يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنيا وَزِيْنَتِهَا فقال رَجُلٌ يا رسولَ اللهِ اَوَيَاتِي الخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَقِيْلَ لَه مَا شَانُكَ تُكَلِّمُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنا اَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قال فَمَسَحَ

عَنهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ اَینَ السَّائِلُ وَ کَاَنَّه حَمِدَهُ فقال اِنَّهُ لا یَاتِی الخَیرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا یُنبِتُ الرَّبِیعُ یَقتُلُ اَو یُلِمُّ اِلاّ آکِلَةَ الخَضرَاءِ اَکَلَتْ حتی اِذَا امتَدَّتْ خاصِرَتَاهَا استَقبَلَتْ عَینَ الشَّمسِ فثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَ اِنَّ هذَا المَالَ خَضِرَةٌ حُلوَةٌ فَنِعمَ صاحِبُ المُسلِمِ مَا اَعطٰی مِنهُ المِسکِینَ وَالیَتِیمَ وَابنَ السَّبِیلَ اَو کَما قَالَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم وَاِنَّه مَن یَاخُذُهُ بِغَیرِ حَقِّهِ کَالَّذِی یَاکُلُ وَلاَ یَشبَعُ وَیَکُونُ شَهِیدًا عَلَیهِ یَومَ القِیَامَةِ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد (وعظ سننے کے لیے) بیٹھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بعد تم لوگوں پر اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا کی تروتازگی اور زینت تم پر کھول دی جائے گی اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا خیر شر لائے گا؟ (کیا اچھی چیز سے برائی بھی پیدا ہوگی، یعنی مال و دولت تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے وہ شر اور عذاب کا سبب کیونکر ہوگی؟) یہ سن کر حضور اقدس ﷺ خاموش ہو رہے، اس سے کہا گیا تیرا کیا حال ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا ہے اور حضور ﷺ تجھ سے بات نہیں کرتے (صحابہؓ نے سمجھا کہ آنحضرت ﷺ اس کے پوچھنے سے ناراض ہو گئے) پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے پھر حضور ﷺ نے (چہرہ انور سے) پسینہ پونچھا اور فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اور گویا کہ حضور ﷺ نے اس کی تعریف کی پھر فرمایا بیشک خیر شر نہیں لاتا مگر (بے موقع استعمال برائی پیدا کرتی ہے) دیکھو بہار جو گھاس اگاتی ہے وہ کبھی مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے۔ (آپ ﷺ نے مثال دے کر اس کو سمجھایا کہ دولت گرچہ حق تعالیٰ کی نعمت اور اچھی چیز ہے مگر بے موقع اور بے محل گناہوں میں صرف ہوگی تو وہی دولت عذاب ہو جائے گی) سوائے اس جانور کے جو سبزہ کھائے اور جب اس کی کوکھیں بھر جائیں تو سورج کی طرف منہ کرلے پھر لید کرے اور پیشاب کرے اور چرتا رہے (وہ نہیں مرتا) اور بیشک یہ مال دنیا میں سرسبز و شیریں ہے، تو اچھا مسلمان وہ ہے جو اس مال میں سے مسکین اور یتیم اور مسافر کو دے یا جیسا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور جو شخص مال ناحق لیتا ہے (ناجائز طور سے کماتا ہے) اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے پر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "والیتیم"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۱۹۷ تا ۱۹۸ و مر الحدیث ص ۱۲۵، و یاتی ص ۳۹۸، و ص ۹۵۱، مسلم زکوٰة، ص: ۳۳۶ و اخرجه النسائی ایضاً .

مقصد | امام نے لفظ صدقہ استعمال کیا ہے جس میں زکوٰۃ مفروضہ اور صدقات نافلہ دونوں کا احتمال ہے، لیکن

چونکہ یتامی مصارف زکوٰۃ ہیں لہٰذا امام بخاریؒ کا مقصد زکوٰۃ ہی ہے کہ یتامیٰ کو خیرات نافلہ کے علاوہ اگر مستحق ہو زکوٰۃ دینا بھی جائز اور ثواب عظیم کا سبب ہے۔

فائدہ: میں نے اثنا ترجمہ میں حدیث پاک کی ضروری تشریح کردی ہے غور سے دیکھئے۔

﴿ بَابُ الزَّكٰوةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْاَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ قَالَهُ اَبُوسَعِيْدٍ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ﴾ [۹۳۱]

شوہر کواور جن یتیموں کی پرورش کرر ہاہوان کوزکوٰۃ دینا یہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۱۳۸۷﴿ حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفْصِ بنِ غِيَاث قال حَدَّثَنا اَبِى قال حَدَّثَنا الاَعْمَشُ عن شَقِيْقٍ عن عَمرِوبنِ الحارِثِ عن زَيْنَبَ امْرَاَةِ عبدِ اللّٰهِ قال فذَكَرْتُه لِاِبْرَاهِيْمَ فحَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْم عن اَبِى عُبَيْدَةَ عن عَمرِو بنِ الحارِثِ عن زَيْنَب امْرَاَةِ عبدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قالتْ كُنْتُ فى المَسْجِدِ فَرَاَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال تَصَدَّقْنَ وَلَو مِنْ حُلِيِّكُنّ وَكانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ علٰى عبدِ اللّٰهِ وَاَيْتَامٍ فى حَجرِهَا فقَالَتْ لِعَبدِ اللّٰهِ سَلْ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَيَجْزِىْ عَنِّى اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعلٰى اَيْتامٍ فى حَجْرِى مِنَ الصَّدَقَةِ فقالَ سَلِى اَنْتِ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه سلم فانْطَلَقْتُ اِلٰى رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فوَجَدْتُ اِمْرَاَةً مِنَ الاَنْصَارِ علَى البابِ حاجَتُها مِثْلُ حَاجَتِى فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلالٌ فقُلْنا سَلِ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اَيَجْزِى عَنِّى اَنْ اَتَصَدَّق على زَوْجِى وَاَيْتَامٍ لِى فى حَجْرِى وَقُلْنا لاَ تُخْبِرْ بِنا فَدَخَلَ فَسَاَلَه فقال مَنْ هُمَا قال زَيْنَبُ فقَال اَىُّ الزَّيَانِبُ قال امْرَاَةُ عبدِ اللّٰه قال نعَمْ لَهَا اَجْرَانِ اَجْرُ القَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زوجہ حضرت زینبؓ نے کہا کہ میں مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں تھی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عورتو! تم لوگ صدقہ کرو اگرچہ اپنے زیوروں ہی میں سے ہو، اور زینب حضرت عبداللہ (اپنے شوہر) اور چند یتیموں پر جوان کی پرورش میں تھے خرچ کرتی تھیں، زینب نے (اپنے شوہر) حضرت عبداللہؓ سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ صدقہ کا مال جو میں تم پر اور ان

یتیموں پر خرچ کرتی ہوں جو میری پرورش میں ہیں تو کیا درست ہوگا تو انھوں نے (یعنی حضرت عبداللہؓ نے) کہا تم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلی تو میں نے دروازے پر ایک انصاری عورت (حضرت ابو مسعودؓ کی بیوی) کو پایا وہ بھی یہی پوچھنے آئی تھی، جو میں پوچھنا چاہتی تھی، اتنے میں حضرت بلالؓ ہمارے قریب سے گزرے تو ہم نے ان سے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ کیا یہ کافی ہے (کیا یہ درست ہوگا؟) کہ میں اپنے شوہر پر اور ان یتیموں پر جو میری پرورش میں ہیں صدقہ کرتی رہوں اور ہم نے بلالؓ سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نام نہ لینا چنانچہ حضرت بلالؓ اندر گئے اور حضور ﷺ سے پوچھا کہ دو عورتیں یہ مسئلہ پوچھتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں کون ہیں؟ بلالؓ نے کہا زینب نامی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کونسی زینب؟ بلالؓ نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں درست ہے اس کے لیے دو ثواب ہیں ایک تو صلہ رحمی کا اور دوسرا صدقہ کا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة (اى فى "اَيَجْزِى عَنّى اَن انفق على زوجي و اَيتَامٍ لى فى حَجَرِى الى آخره)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۸ ومر الحديث ص ۱۹۷ مسلم فى الزكوة ص ۳۲۳ تا ۳۲۴۔

۱۳۸۸﴿ حَدَّثَنا عثمانُ بنُ اَبى شَيْبَةَ قالَ حَدَّثَنا عَبْدَةُ عن هشامٍ عن اَبِيهِ عن زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عن اُمِّ سَلَمَةَ قالتْ قُلتُ يا رسولَ اللّٰهِ اَلِيَ اَجْرٌ اَنْ اُنْفِقَ عَلٰى بَنِى اَبِى سَلَمَةَ اِنما هُم بَنِىَّ فقال اَنْفِقِى عَلَيْهِمْ فلكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ ﴾

ترجمہ حضرت ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں ابو سلمہ اپنے سابق شوہر کے بیٹوں میں خرچ کروں تو کیا میرے لیے کچھ ثواب ہے؟ وہ میرے بھی بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان پر خرچ کرو ان پر جو بھی خرچ کرے گی اس کا ثواب تم کو ملے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه لما علم منه ان الصدقة مجزية على ايتام هم اولاد المزكى فبالقياس عليه تجزئ الزكوة على ايتام هم لغيره.

او ان الحديث ذكر فى هذا الباب لمناسبة الحديث الاول فى كون الانفاق على اليتيم فقط الخ

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۹۸ ويأتى ص ۸۰۹۔

مقصد مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ زوجہ اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں؟ امام شافعیؒ کے نزدیک دینا جائز ہے اور اسی طرف امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان ہے، تو گویا امام بخاریؒ حضرات شوافع کی تائید وموافقت کر رہے ہیں

جیسا کہ بخاری نے اسی نوعیت کی روایت ذکر کی ہے۔
امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اشتراک فی النفع کی وجہ سے جائز نہیں۔
امام مالکؒ وامام احمدؒ سے دو قول منقول ہیں ایک قول مثل احناف ہے، دوسرا مثل شوافع۔

﴿ باب [۹۳۲] قولِ اللّٰہ تعالیٰ وفِی الرِّقابِ وَالغارِمِینَ وفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴾

وَيُذْكَرُ عِنِ ابنِ عبّاسٍ يُعْتِقُ مِن زَكٰوةِ مَالِهِ وَيُعْطِي فِي الحَجِّ وَقَالَ الحَسَنُ إن اشْتَرىٰ اَبَاهُ مِنَ الزّكٰوةِ جَازَ وَ يُعْطِي فِي المُجَاهِدِيْنَ وَالّذِيْ لَمْ يَحُجَّ ثمّ تَلا اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الآية فى اَيِّهَا اَعْطَيْتَ اَجْزَاتْ وَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنّ خالِدًا احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ فى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيُذْكَرُ عن اَبِى لاسٍ حَمَلَنَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم على اِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ توبہ آیت: ۶۰ میں) صدقات کا مال غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرضداروں میں اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اس کا بیان

اور حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ میں سے غلام آزاد کرے (یعنی مکاتب کی امداد زکوٰۃ سے جائز ہے) اور حج میں دے، اور امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کو زکوٰۃ کے مال سے خریدے تو جائز ہے اور مجاہدین کو دے اور جس نے حج نہیں کیا ہے اس کو دے پھر انھوں نے (سورہ توبہ کی) یہ آیت تلاوت کی "انما الصدقات للفقراء الآية . اور فرمایا کہ ان مصارف میں سے جس کو بھی زکوٰۃ کا مال دو گے درست ہوگا۔ اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا خالدؓ نے تو اپنے زرہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں، اور حضرت ابولاسؓ سے منقول ہے کہ ہم کو نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ کے اونٹوں پر سوار کر کے حج کے لیے بھیجا۔

مختصر تشریح "وفي الرقاب" رِقاب رقبة کی جمع ہے جس کے لغوی معنیٰ گردن کے ہیں، عرف میں اس شخص کو رقبہ کہہ دیا جاتا ہے جس کی گردن کسی دوسرے کی غلامی میں مقید ہو مطلب یہ ہے کہ عرف میں رقبہ کے معنی غلام کے ہیں۔

رقاب کا مصداق اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ رقاب سے مراد اس آیت میں کیا ہے؟ جمہور ائمہ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، فی روایۃ امام حسن بصری امام زہری وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں رقاب سے مراد مکاتب ہیں یعنی وہ غلام جس کے مالک نے مال کی کوئی مقدار معین کر کے کہہ

دیا ہے کہ اتنا مال لا کر دے تو، تو آزاد ہے اور غلام نے اسے قبول کر لیا۔

امام مالکؒ اور ابوعبید اور ابوثور اور امام بخاری رحمہم اللہ فی الرقاب میں عام غلاموں کو داخل کر کے اس کی بھی اجازت دیتے ہیں کہ رقم زکوٰۃ سے غلام خرید کر آزاد کیے جائیں۔

جمہور فقہاء اس کو جائز نہیں رکھتے اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اگر زکوٰۃ کی رقم سے غلام کو خرید کر آزاد کیا گیا تو اس پر صدقہ کی تعریف ہی صادق نہیں آتی کیونکہ صدقہ وہ مال ہے جو کسی مستحق کو بلا معاوضہ دیا جائے، اب زکوٰۃ کی رقم اگر غلام یا لونڈی کے مالک کو دی جائے تو ظاہر ہے کہ نہ وہ مستحق زکوٰۃ ہے اور نہ اس کو یہ رقم بلا معاوضہ دی جارہی ہے۔

اور اگر یہ رقم زکوٰۃ خود غلام کو دی جائے تو غلام کی کوئی ملک نہیں ہوتی وہ خود بخود مالک کا ملک بن جائے گی پھر آزاد کرنا نہ کرنا بھی اس کے اختیار میں رہے گا۔ مزید تفصیل کے لیے فقہ کا مطالعہ کیجئے۔

"الغارمین" غارم کی جمع ہے جس کے معنی قرضدار کے ہیں۔ قرضدار کو ادائے قرض کے لیے دینا عام فقراء و مساکین کو دینے سے افضل ہے بشرطیکہ اس قرضدار کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے وہ قرض ادا کر سکے۔

"فی سبیل اللہ" صدقات اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں مطلب یہ ہے کہ غازی فقیروں اور حاجتمند مجاہدوں کی اس مال سے مدد کی جائے تاکہ وہ اس مال سے سفر جہاد کر سکیں اور سامان جہاد ہتھیار وغیرہ خرید سکیں۔

۱۳۸۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِصَدَقَةٍ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَاَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ اَمَّا الْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَ مِثْلُهَا مَعَهَا تَابَعَهُ ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيهِ وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ هِيَ عَلَيْهِ وَ مِثْلُهَا مَعَهَا وَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حُدِّثْتُ عَنِ الْاَعْرَجِ بِمِثْلِهِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ (تحصیل کرنے) کا حکم دیا تو عرض کیا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے منع کر دیا (یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابن جمیل نہیں انکار کرتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ وہ فقیر تھا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے مالدار کر دیا (مطلب یہ ہے کہ ابن جمیل کے لیے انکار کرنا قطعاً مناسب نہ تھا اس کو تو شکر ادا کرنا چاہیے اور خوشدلی سے

زکوۃ دینی چاہیے) اور رہا خالد تو اس سے زکوۃ مانگنا تمہارا ظلم ہے اس نے تو اپنی زرہوں اور ہتھیاروں کو اللہ کی راہ میں روک رکھا (یعنی وقف کر دیا) ہے اور عباس بن عبد المطلب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان کی زکوۃ ان ہی پر صدقہ ہے اور اسکے ساتھ اس کے برابر اور بھی (میری طرف سے) شعیب کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی الزناد نے بھی اپنے والد سے روایت کیا اور ابن اسحاق نے ابو الزناد سے یوں روایت کیا کہ عباس پر یہ ہے اور اس کے ساتھ اتنی کے برابر اور بھی اور ابن جریج نے کہا مجھ کو عبد الرحمٰن بن ہرمز اعرج سے ایسی ہی حدیث بیان کی گئی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "واعتده في سبيل الله" (عمده)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ۱۹۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ وفي الرقاب عام ہے اس لیے اس میں مکاتب کے علاوہ عام غلام و لونڈی بھی شامل ہے کہ زکوۃ کے مال میں سے غلام خرید کر آزاد کرنا جائز ہے۔ گویا امام بخاریؒ جمہور کے خلاف مالکیہ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۹۳۳ الِاسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ ﴾

سوال سے بچنے کا بیان

۱۳۹۰﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مَالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عن اَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ اَنَّ اُنَاسًا مِنَ الاَنصارِ سَاَلُوا رسُولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فَاَعْطَاهُم ثُمَّ سَاَلُوهُ فَاَعْطَاهُمْ حتى نَفِدَ مَا عِنْدَه فقال مَا يكونُ عِندِى مِن خَيرٍ فلَن اَدَّخِرَهُ عَنكمْ وَمَن يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَن يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَن يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطاءً خَيرًا وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا (یعنی روپیہ پیسہ مانگا) آپ ﷺ نے ان کو دیا پھر ان لوگوں نے سوال کیا آپ ﷺ نے پھر دیا یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس جو مال تھا وہ ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو میرے پاس جو کچھ بھی مال ہوگا وہ تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا اور جو کوئی سوال سے بچے گا اسے اللہ بچائے گا اور جو کوئی (دنیا کے اموال سے) مستغنی رہے گا اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو کوئی (اپنے اوپر) زور ڈال کر صبر کرے گا اللہ اس کو صبر دے گا اور صبر سے بہتر اور کشادہ تر کسی کو کوئی نعمت نہیں ملی (صبر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ومن يستعفف يعفه الله"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۸تا۱۹۹ ويأتى ص ۹۵۸ ومسلم فى الزكوة ص ۳۳۷، ابوداؤد فى الزکوۃ فی باب الاستعفاف، ص:۲۳۲، ونسائی فی الزکوۃ۔

۱۳۹۱﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قال وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهٖ لَاَنْ يَاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَه فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَه مِن اَنْ يَاتِىَ رَجُلاً فَيَسْاَلَهُ اَعْطاهُ اَوْ مَنَعَهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تمہارا اپنی رسی لے کر اپنی پیٹھ پر لکڑیاں ڈھو کر لانا (تا کہ اس کو بیچ کر اپنا پیٹ چلائے) اس سے بہتر ہے کہ کسی کے پاس جائے اور اس سے سوال کرے وہ دے یا منع کر دے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان من عمل بهذا الحديث يحصل له الاستعفاف عن المسئلة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۹ ويأتى الحديث ص ۲۰۰ وص ۲۷۸ وص ۳۱۹۔

۱۳۹۲﴿ حَدَّثَنا مُوسٰى قال حَدَّثَنا وُهَيْبٌ قال حَدَّثَنا هِشَامٌ عن اَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ العَوَّامِ عَنِ النبىِّ صلّى الله عليه وسلم قالَ لَاَنْ يَاخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَاتِىَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَه مِن اَنْ يَسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوهُ اَوْ مَنَعُوهُ ﴾

ترجمہ | حضرت زبیر بن العوامؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی رسّی لے اور لکڑی کا گٹھر اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے پھر اس کو بیچے اور اللہ اس کی آبرو بچائے رکھے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگے وہ دیں یا نہ دیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "فَيَكُفَّ اللّٰه بها وجهه الى آخره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۹ ويأتى الحديث ص ۲۷۸، وص ۳۱۹۔

۱۳۹۳﴿ حَدَّثَنا عَبْدَانُ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّٰهِ قال اَخبَرنا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ حَكِيمَ بنَ حِزَامٍ قال سَاَلْتُ رسولَ اللّٰه صَلّٰى

اللہ علیہ وسلم فاَعْطَانِی ثمَّ سَالتُه فاَعطانِی ثمّ سَالتهُ فاَعْطَانِی ثمَّ قالَ یَا حَكِیمُ اِنَّ هذَا المَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فمَنْ اَخذَهُ بسَخاوَةِ نفسٍ بُورِكَ له فِیهِ وَمَنْ اَخذَهُ باِشْرافِ نَفسٍ لَمْ یُبَارَكْ لَه فِیْهِ وَكانَ كَالّذِی یَاكُلُ وَلاَ یَشْبَعُ الیَدُ العُلْیا خَیرٌ مِنَ الیَدِ السُّفلٰی قال حَكِیمٌ فقُلتُ یا رسولَ اللّهِ وَالّذِی بَعَثَكَ بالحَقِّ لا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَیْئًا حتی اُفَارِقَ الدُّنْیا فكانَ اَبُوبَكرٍ یَدْعُو حَكِیْمًا اِلَی العَطاءِ فیَابٰی اَن یَقْبَلَهُ مِنْهُ ثمَّ اِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِیُعْطِیَهُ فَابٰی اَنْ یَقْبَلَ مِنْهُ شَیْئًا فقال عُمَرُ اِنِّی اُشْهِدُكُمْ یا مَعْشَرَ المُسْلِمِیْنَ عَلی حَكِیْمٍ اَنّی اَعْرِضُ عَلَیْهِ حَقَّه مِنْ هذا الَفَیْءِ فیَابٰی اَن یَاخُذَهُ فَلَمْ یَرْزَاْ حَكِیْمٌ اَحَدًا مِنَ النّاسِ بَعْدَ رسول اللّه صلی اللّه علیه وسم حتّی تُوُفِّیَ ﴾

ترجمہ عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حکیم بن حزامؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کچھ روپیہ) مانگا، آپ ﷺ نے دیا پھر مانگا پھر آپ ﷺ نے دیا پھر مانگا پھر آپ ﷺ نے دیا پھر فرمایا اَے حکیم یہ (دنیا کا) مال سرسبز (ظاہر میں) بہت شیریں ہے لیکن جو کوئی اس کو اپنا نفس سخی رکھ کر لے اس کو تو برکت ہوگی اور جو کوئی جی میں لالچ رکھ کر لے اس کو برکت نہیں ہوگی۔ یہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب آپ ﷺ کے بعد پوری زندگی کسی سے کچھ نہیں لونگا (چنانچہ حضرت حکیمؓ اسی قول پر قائم رہے) حضرت ابوبکرؓ (اپنی خلافت میں) حکیمؓ کو (ان کا وظیفہ) دینے کے لیے بلاتے وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کردیتے پھر حضرت عمرؓ نے بھی اپنی خلافت میں ان کو دینے کے لیے بلایا انھوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ آخر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا اَے مسلمانوں کی جماعت میں حکیم پر تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں ملک کی آمدنی میں سے ان کا حصہ دے رہا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں چنانچہ حضرت حکیمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے کچھ نہیں لیا، یہاں تک کہ وہ وفات پاگئے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اليد العليا خير من اليد السفلٰی"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۱۹۹، ویاتی ص ۳۸۴، وص ۴۴۴، وص ۹۵۳، ومسلم فی الزکوۃ، ص ۳۳۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ انسان کو حتی الامکان سوال سے بچنا چاہیے کیونکہ اس میں ذلت ہوتی ہے دینے والا بالخصوص اور دیکھنے والے سب حقیر نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

﴿ باب ۹۳۴ مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا اِشْرَافِ نَفْسٍ وَ فِي اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴾

جسکو اللہ تعالیٰ بغیر سوال کے (بن مانگے) اور بغیر اشراف نفس کے (یعنی بن دل لگائے) عطا کر دیں تو قبول کر لینا چاہیے (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورہ والذاریات میں) ان کے مالوں میں مانگنے والے اور خاموش رہنے والوں کا حق ہے۔

تشریح یہ باب گذشتہ باب سے استثناء ہے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ وعیدیں بلاضرورت سوال کرنے والوں پر ہیں اگر کسی کو کوئی چیز بلا اشراف نفس مل جائے تو رد نہیں کرنا چاہیے۔ امام بخاریؒ نے اس آیت سے بھی استدلال کرلیا ہے کہ آیت کریمہ میں سائلین ومساکین کو دینے والوں کی تعریف کی گئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان کے عطایا مقبول ہیں لہٰذا جب دیں تو قبول کر لینا چاہیے۔ ''محروم'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو باوجود ضرورت کے سوال سے بچتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جن کی کھیتی یا دوکان آفات وحوادث سے ہلاک وبرباد ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم

۱۳۹۴﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يُونُسَ عنِ الزُّهْرِيِّ عن سَالِمٍ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ قال سَمِعْتُ عُمَرَ يقولُ كانَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم يُعْطِيْنِي العَطَاءَ فَاَقُولُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّي فقالَ خُذْهُ اِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيءٌ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلا سائِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ دیتے تو میں عرض کرتا کہ اس کو دیدیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو لے لو جب تیرے پاس دنیا کے مال میں سے کچھ آئے اور تجھ کو اس کا خیال نہ لگا ہو نہ تو سوال کرے تو لے لو اور جو اس طرح نہ آئے اس کے پیچھے نہ پڑو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "خذه اذا جاء ك من هذا المال شيء وانت غير مشرف ولا سائل"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۱۹۹، وياتی ص۱۰۶۱، وص۱۰۶۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بغیر سوال جو آئے اس کا لینا درست ہے بشرطیکہ حلال ہو۔

﴿ بَابُ ۹۳۵ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا ﴾

جو شخص دولت بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرے (ای فھو مذموم)

۱۳۹۵﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُبَيْدِ اللّهِ بنِ اَبِي جَعْفَرٍ قال سمِعتُ حَمْزَةَ بنَ عبدِ اللّهِ بنِ عُمَرَ قال سَمِعتُ عبدَ اللّهِ بنَ عُمَرَ قال قال النبيُّ صلى اللّه عليه وسلم مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حتى يَأتِيَ يَومَ القِيَامَةِ لَيسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ وَقال اِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَومَ القِيَامَةِ حتى يَبْلُغَ العَرَقُ نِصْفَ الاُذُنِ فَبَينما هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثوا بِآدَمَ ثُمَّ بِمُوسٰى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صلى اللّه عليه وسلم وزاد عبدُ اللّهِ قال حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قال حَدَّثَنِي ابنُ اَبِي جَعْفَرٍ فَيَشْفَعُ لِيُقْضٰى بَيْنَ الخَلْقِ فَيَمْشِي حتى يَأخُذَ بِحَلْقَةِ البابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللّهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَحْمَدُهُ اَهْلُ الجَمْعِ كُلُّهُمْ وَقالَ مُعَلّٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عنِ النُّعْمَانِ بنِ رَاشِدٍ عن عبدِ اللّهِ بنِ مُسْلِمٍ اَخِي الزُّهْرِيِّ عن حَمْزَةَ بنِ عبدِ اللّهِ اَنَّه سَمِعَ ابنَ عُمَرَ عنِ النبيِّ صلى اللّه عليه وسلم فِي المَسْئَلَةِ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن آئے گا اور اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہیں رہے گا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے نزدیک آجائے گا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا اسی حالت میں وہ (اپنی مخلصی کے لیے) حضرت آدم علیہ السلام سے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کریں گے (مدد چاہیں گے) اور عبداللہ بن صالح نے اپنی روایت میں اتنا بڑھایا ہے کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا مجھ سے ابن ابی جعفر نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے کہ مخلوق کا فیصلہ کیا جائے چنانچہ آپ ﷺ چلیں گے یہاں تک کہ جنت کے دروازے کی زنجیر پکڑلیں گے اس روز اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز کرے گا جتنے لوگ وہاں جمع ہونگے سب کے سب آپ ﷺ کی تعریف کریں گے، اور معلّٰی نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا انھوں نے نعمان بن راشد سے انھوں نے عبداللہ بن مسلم سے جو ابن شہاب زہری کے بھائی تھے انھوں نے حمزہ بن عبداللہ سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی جو سوال کے بارے میں ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ما يزال الرجل يسأل الناس" اور بالکل مشاہد و ظاہر ہے کہ یہ تکثر پر دلالت کرتی ہے، جس کی عادت سوال کرنے بھیک مانگنے کی ہوجاتی ہے پھر وہ محنت مزدوری کے لیے تیار ہی نہیں ہوتا اور مانگ کر زندگی بسر کرنا طبیعت بن جاتی ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۹ و یاتی ص ۶۸۶۔

تشریح | چونکہ سوال کرنے پر مختلف وعیدیں وارد ہیں اس لیے امام بخاریؒ نے وضاحت فرمادی کہ یہ تکثر پر محمول ہے لیکن اگر کوئی حاجتمند فقیر و مسکین ضرورت کی وجہ سے مانگے تو مباح و جائز ہے اس وعید میں داخل نہیں۔

جس کے پاس مال بقدر نصاب ہوں اس کے لیے سوال حرام ہے کیونکہ اس کا مقصد صرف تکثر ہے نہ کہ حاجت۔ اور اگر کسی کے پاس مال تھوڑا ہے بقدر نصاب نہیں ہے اس صورت میں سوال کرنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿ بَابُ ۹۳۶ قولِ اللّٰه تعالیٰ: "لا يَسْأَلُونَ النَّاسَ اِلْحَافًا" وكَمِ الغِنىٰ ﴾

وقولِ النبي صلى الله عليه وسلم وَلَا يَجِدُ غِنًا يُغْنِيهِ، لِقولِ الله تعالىٰ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ اُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰه لا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ اِلىٰ قوله فَاِنَّ اللّٰه بِهِ عَلِيمٌ .

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ آیت ۲۷۳) ''وہ لوگوں سے لپٹ کر (چمٹ کر) نہیں مانگتے'' اور کتنے مال سے آدمی مالدار کہلاتا ہے اس کا بیان

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد: ''اتنی دولت نہیں ملتی کہ اس کو بے پروا بنادے (یہ حدیث اسی باب میں موصولاً آرہی ہے جس میں مسکین کی تعریف میں یہ جملہ فرمایا گیا ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ بقرہ آیت ۲۷۳ میں) للفقراء الذين احصروا الآية'' خیرات تو ان محتاجوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے ہیں کسی ملک میں (کمانے کے لیے) جا نہیں سکتے (علم اور جہاد میں مشغول ہونے کی وجہ سے) ناواقف لوگ ان کے نہ مانگنے کی وجہ سے ان کو مالدار سمجھتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ: انّ الله به عليم تک۔

تشریح | اس آیت سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی قرآن مجید حفظ کرے یا علم دین میں مشغول ہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ ان کی مدد کریں (فوائد عثانی)۔

۱۳۹۶﴿ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قال سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قال لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِي

تَرُدُّهُ الْاُكْلَةُ وَالْاُكْلَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنُ الَّذِى لَيْسَ لَه غِنىً وَيَسْتَحْيِى اَوْلَا يَسْأَلُ النَّاسَ اِلحَافًا ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مسکین (اصل میں) وہ نہیں ہے جس کو ایک لقمہ اور دو لقمے (کی خواہش) در بدر پھراتی رہتی ہے، لیکن مسکین وہ ہے جس کو احتیاج ہے اور مانگنے میں شرم کرتا ہے اور لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لا يسألون الناس الحافا"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۹۔

۱۳۹۷﴿ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ اِبْرَاهِيْمَ قال حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بنُ عُلَيَّةَ قال حَدَّثَنَا خالِدٌ الحَذَّاءُ عن ابنِ اَشْوَعَ عنِ الشَّعْبِيِّ قال حَدَّثَنَا كَاتِبُ المُغِيْرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلَى المُغِيْرَةِ بنِ شُعْبَةَ اَنِ اكْتُبْ اِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَه مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فكَتَبَ اِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَقُولُ اِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَةَ المَالِ وَكَثْرَةَ السُّوَالِ ﴾

ترجمہ | حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے کاتب (منشی وراد) نے کہا کہ حضرت معاویہؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو لکھا کہ تم مجھے کوئی حدیث لکھ بھیجو جو تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو مغیرہ نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو تین باتیں ناپسند ہیں قیل وقال (فضول غیر مفید باتیں کرنا) اور مال ضائع کرنا اور تیسرے بکثرت سوال کرنا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وكثرة السوال"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۹۹ ویاتی مختصرا ص ۳۲۴، وص ۹۸۴، وص ۹۵۸، وص ۹۳۷، وص ۹۷۹، وص ۱۰۸۳۔

۱۳۹۸﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قال حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ اِبْرَاهِيْمَ عن اَبِيْهِ عن صالِحٍ عن ابنِ شِهَابٍ قال اَخْبَرَنِى عَامِرُ بنُ سَعْدٍ عن اَبِيْهِ قال اَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَهْطاً وَاَنَا جَالِسٌ فِيْهِمْ قال فَتَرَكَ رَسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم منهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُمْتُ اِلَى رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَالَكَ عن فُلَانٍ وَاللّٰهِ اِنِّى لَاَرَاهُ مُومِنًا قال اَوْ مُسْلِمًا قال فَسَكَتُّ قَلِيْلاً ثُمَّ غَلَبَنِى مَا اَعْلَمُ فِيْهِ فقلتُ يا رسولَ اللّٰه مَا

لَكَ عن فلانٍ وَاللّٰهِ اِنّي لَاَرَاهُ مُومِنًا قال اَوْ مُسْلِمًا قال فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثم غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ فِيْهِ فقلتُ يا رسولَ اللّٰه مَالَكَ عن فلانٍ وَاللّٰه اِنّي لَاَرَاهُ مُومِنًا قالَ اَوْ مُسْلِمًا ثلاثَ مَرّاتٍ قال اِنّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُه اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُكَبَّ فِي النّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ، و عن اَبِيْهِ عن صالحٍ عن اِسْمَاعِيْلَ بنِ محمّدٍ اَنّهٗ قال سَمِعْتُ اَبِي يُحَدِّثُ بهذا فقال في حَدِيْثِه فضَرَبَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهٖ فَجَمَعَ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثم قال اَقْبِلْ اَيْ سَعْدُ اِنّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ قال اَبُو عبدِ اللّٰه فكُبْكِبُوا قُلِبُوا مُكِبًّا اَكَبَّ الرَّجُلُ اِذَا كانَ فِعْلُهٗ غَيْرَ وَاقِعٍ عَلٰى اَحَدٍ فاِذَا وَقَعَ الفِعْلُ قُلتَ كَبَّهُ اللّٰهُ لِوَجْهِهٖ وَكَبَبْتُه اَنَا قال ابوعبدِ اللّٰه صَالِحُ بنُ كَيْسَانَ هو اَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ قَدْ اَدْرَكَ ابنَ عُمَرَؓ رضي الله عنهما ﴾

ترجمہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور میں بھی وہاں بیٹھا تھا حضرت سعدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (جعیل بن سراقہؓ) کو ان میں سے چھوڑ دیا کچھ نہیں دیا اور ان لوگوں میں مجھے وہی زیادہ پسند تھا آخر میں اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے کان میں عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو فلاں شخص کی طرف سے کیا خیال ہے (اس کو کیوں چھوڑ دیا) خدا کی قسم میں تو اس کو مومن سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یا مسلمان! پھر تھوڑی دیر میں خاموش رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے زور کیا میں نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ فلاں شخص کی طرف سے کیا خیال ہے (یعنی آپ نے اس کو کیوں چھوڑ دیا) خدا کی قسم میں تو اس کو مومن سمجھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ''یا مسلم'' سعدؓ نے کہا پھر میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے زور کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے خدا کی قسم میں تو اس کو مومن سمجھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا یا مسلم؟ تین بار یہی گفتگو ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے سعد تو جہ دے میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں باوجودیکہ دوسرا شخص اس سے زیادہ مجھ کو پسند ہوتا ہے مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں وہ اوندھے منھ دوزخ میں نہ گرا دیا جائے۔

اور یعقوب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے صالح سے انھوں نے اسماعیل بن محمد سے انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ محمد بن سعد سے سنا وہ یہی حدیث بیان کرتے تھے انھوں نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن اور مونڈھے کے درمیان مارا اور فرمایا: ''سعد ادھر آ، میں ایک شخص کو دیتا ہوں الی آخر الحدیث''

امام بخاریؒ نے کہا سورہ شعراء میں جو ''فکبکبوا'' کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں اوندھے گرا دیئے گئے اور سورہ ملک میں جو مُکباً کا لفظ ہے وہ اکبّ سے نکلا ہے اکبّ لازم ہے یعنی اوندھا گرا اور اس کا متعدی کبّ ہے کہتے

ہیں کبّه الله لوجهه اللہ نے اس کو اوندھے منہ گرادیا اور کببته یعنی میں نے اس کو اوندھا گرادیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الرجل الذى تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يعطه شيئاً وهو ايضا ترك السوال اصلا مع مراجعة سعدؓ الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بسببه ثلاث مرّات .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۰ ومر الحديث ص۹۔

۱۳۹۹﴿ حَدَّثَنا اِسْمَاعِيْلُ بنُ عبدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنِى مَالِكٌ عن اَبِى الزِنَادِ عنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِى هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الذِى يَطُوفُ عَلَى الناسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِن الْمِسْكِيْنُ الذِى لا يَجِدُ غِنىً يُغْنِيْهِ ولا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلا يَقومُ فَيَسْاَلُ النّاسَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس گھومتا رہتا ہے ایک لقمہ اور دو لقمہ اور ایک دو کھجوریں اس کو دروازے پھراتی ہیں لیکن مسکین وہ ہے جسے اتنی دولت نہیں ملتی کہ وہ مستغنی ہو جائے (یعنی حاجت بھر نہیں پاتا) اور نہ کوئی اس کو جانتا ہے کہ اس کو خیرات دے اور نہ وہ اٹھ کر لوگوں سے مانگتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولا يقوم فيسال الناس"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۰، و مر الحديث ص۱۹۹، ويأتى ص۶۵۶۔

۱۴۰۰﴿ حَدَّثَنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قال حَدَّثَنا اَبِى قال حَدَّثَنا الاَعْمَشُ قال حَدَّثَنا اَبُو صَالِحٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النّبِيِ صلى اللّٰه عليه وسلم قال لَاَن يَاخُذَ اَحَدُكم حَبْلَهُ ثُمَّ يَغْدُوَ اَحْسِبُهُ قال اِلَى الجَبَلِ فَيَحْتَطِبَ فَيَبِيْعَ فَيَاكُلَ وَيَتَصَدَّقَ خَيْرٌ لَه مِنْ اَن يَسْأَلَ النّاسَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی صبح اپنی رسی لے کر میں سمجھتا ہوں یوں فرمایا کہ پہاڑ کی طرف جائے اور لکڑیاں جمع کرے پھر اسے بیچ کر کھائے اور خیرات کرے یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "خير له من ان يسال الناس"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۰ و مر الحديث ص۱۹۹، وص ۲۷۸، وص ۳۱۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس سے مقدار غنی کو بیان کرنا ہے کہ جس کے بعد سوال کرنا، بھیک مانگنا ناجائز ہے،

اس کے لیے امام نے سوال قائم کیا "وکم الغنی" یعنی تونگری ومالداری کی وہ حد ومقدار کیا ہے کہ جس کے بعد سوال کرنا ناجائز ہے۔فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "لا یجد غنی یغنیہ" یعنی جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ دوسروں سے اس کو مستغنی وبے پروا کرے مثلاً صبح وشام کا کھانا موجود ہو تو اس کے لیے سوال کرنا ممنوع ہے۔

تشریحات امام بخاریؒ نے اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں جن میں دوسری حدیث میں ہے "قیل و قال" بظاہر دونوں فعل ماضی ہیں اول مجہول ثانی معروف لیکن مصدر بھی ہو سکتے ہیں۔قال یقول قولاً وقیلا وقالا۔ یہاں راجح قول یہ ہے کہ اسم ہے مراد فضول وغیر مفید باتیں کرنا، بکواس کرنا۔ "اضاعۃ المال" ناجائز کاموں میں خرچ کرنا،فضول خرچی کرنا جیسے شادی وغیرہ میں آتش بازی وغیرہ۔ "وکثرۃ السوال" بے ضرورت وفضول باتیں پوچھنا بھی اس میں داخل ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا ہے؟ وغیرہ واللہ اعلم۔

تیسری حدیث ۱۳۹۸،اس کے لیے نصر الباری جلد اول،ص:۲۶۹ تا ۲۷۱ دیکھئے۔

چوتھی و پانچویں حدیث ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰: دونوں حدیثیں گذر چکی ہیں،ص:۱۹۹ دیکھئے۔

﴿باب ۹۳۷ خَرصِ التَّمْرِ﴾

کھجور کا درختوں پر اندازہ لگانے کا بیان

۱۴۰۱﴿ حَدَّثَنَا سَهْلُ بنُ بَكَّارٍ قال حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عن عَمرِو بنِ يَحْيىٰ عن عباسٍ السَّاعِدِيِّ عن اَبِى حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قال غَزَوْنا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم غَزْوَةَ تَبُوكَ فَلَمَّا جاءَ وَادِي القُرىٰ اِذَا امرَاَةٌ فى حَدِيقَةٍ لَهَا فقالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِاَصْحَابِه اخرُصُوا وَخَرَصَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَشْرَةَ اَوْسُقٍ فقال لَهَا اَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنها فلمَّا اَتَيْنَا تَبُوكَ قال اَمَا اِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيْدَةٌ فلا يَقُومَنَّ اَحَدٌ وَمَن كانَ مَعَهُ بَعِيرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا وَهَبَّتْ رِيحٌ شَدِيْدَةٌ فقامَ رجُلٌ فَالْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّءٍ وَاَهْدىٰ مَلِكُ اَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَه بِبَحْرِهِم فلمَّا اَتىٰ وَادِيَ القُرىٰ قالَ لِلْمَراةِ كَمْ جَاءَ تْ حَدِيقَتُكِ قالتْ عَشرَةَ اَوْسُقٍ خَرْصَ رسولِ الله

صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنّی مُتَعَجِّلٌ اِلَی المَدِیْنَۃِ فمَنْ اَرادَ مِنکُمْ اَن یَتَعَجَّلَ مَعِی فَلْیَتَعَجَّلْ فلمَّا قالَ ابنُ بَکَّارٍ کَلِمَۃً معناھا اَشرَفَ عَلَی المَدِیْنَۃِ قال ھٰذِہٖ طَابَۃُ فلمَّا رَآی اُحُدًا قال ھٰذا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ اَلا اُخبِرُکُمْ بِخَیْرِ دُورِ الاَنصَارِ قالوا بلٰی قال دُورُ بَنِی النَّجَّارِ ثمّ دُورُ بَنِی عَبْدِ الاَشْھَلِ ثُمَّ دُورُ بَنِی سَاعِدَۃَ اَوْ دُورُ بَنِی الحَارِثِ بنِ الخَزرَجِ وَفِی کُلِّ دُورِ الاَنصَارِ یَعْنِی خَیرًا قال اَبو عبدِ اللّٰہِ کُلّ بُستانٍ عَلَیْہِ حَائِطٌ فھُوَ حَدِیْقَۃٌ وَمَا لَمْ یَکُن عَلَیْہِ حائِطٌ لا یقالُ حَدِیْقَۃٌ وَ قالَ سُلَیْمانُ بنُ بِلالٍ حَدَّثَنِی عَمْرٌو ثُمَّ دَارُ بَنِی الحَارِثِ بنِ الخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِی سَاعِدَۃَ وَقال سُلَیْمَانُ عن سَعْدِ بنِ سَعِیْدٍ عن عُمَارَۃَ بنِ غَزِیَّۃَ عن عباسٍ عن اَبِیْہِ عنِ النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالَ اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ ﴾

ترجمہ حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے نکلے جب آپ ﷺ وادی القریٰ پہنچے (وادی القریٰ مدینہ اور شام کے درمیان ایک بستی ہے) دیکھا کہ ایک عورت اپنے باغ میں ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس کے کھجوروں کا اندازہ لگاؤ (کہ اس میں کتنی کھجوریں نکلیں گی) اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق کا اندازہ لگایا، پھر آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا اس میں سے جتنی کھجور نکلے اس کو یاد رکھنا پھر جب ہم تبوک پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا سنو آج رات کو سخت آندھی آئے گی تو کوئی کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کو باندھ دے ہم لوگوں نے اونٹوں کو باندھ دیا اور سخت آندھی آئی اور ایک شخص کھڑا ہو گیا آندھی نے اس کو طے کے پہاڑ پر پھینک دیا (جو تبوک سے کئی دن کی راہ پر واقع ہے بعض نسخوں میں بجائے جبل کے جبلی ہے یعنی طی کے پہاڑوں میں پھینک دیا) اور ایلہ کے بادشاہ (یوحنا بن روبہ) نے نبی اکرم ﷺ کو ایک سفید خچر تحفہ بھیجا (اس خچر کا نام دلدل تھا) (ایلہ ایک شہر کا نام ہے سمندر کے کنارے پر) اور حضور اقدس ﷺ نے اسے ایک چادر عطا فرمائی اور آپ ﷺ نے اس کے ملک کی حکومت لکھ دی پھر جب آپ ﷺ واپسی میں وادی القریٰ آئے تو آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا تیرے باغ میں کتنا میوہ نکلا؟ اس نے کہا پورے دس وسق رسول اللہ ﷺ کے اندازے کے مطابق، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ جلد پہنچنا چاہتا ہوں تم میں سے میرے ساتھ جو جلد مدینہ پہنچنا چاہے وہ میرے ساتھ جلد روانہ ہو۔ سہل بن بکار نے ایک لفظ کہا اس کے معنی یہ تھے کہ جب مدینہ نظر آنے لگا تو فرمایا یہ طابہ ہے (طابہ مدینہ منورہ کا ایک نام ہے) پھر جب اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، کیا میں تمہیں انصار کے سب سے

بہتر گھر کونہ بتادوں؟ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتایئے آپ ﷺ نے فرمایا بنی النجار کے گھر ہیں پھر بنی عبد الاشہل کے پھر بنی ساعدہ کے یا بنی حارث بن خزرج کے گھر اور انصار کے ہر گھر میں خیر ہے۔

"قال ابو عبدالله" امام بخاریؒ نے کہا جس باغ کے ارد گرد دیوار ہو وہ "حديقة" ہے اور جس کے گرد دیوار نہ ہو اس کو حدیقہ نہیں کہا جاتا ہے، اور سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے عمرو نے بیان کیا آپ ﷺ نے یوں فرمایا پھر بنی حارث بن خزرج کا گھر پھر بنی ساعدہ کا اور سلیمان نے سعد بن سعید سے روایت کیا انھوں نے عمارہ بن غزیہ سے انھوں نے عباس سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اخرصوا و خرص رسول الله صلى الله عليه وسلم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ٢٠٠ وهذا حديث طويل له اطراف و قطع افراد المؤلف منها قوله عليه السلام هذه طابة ص ٢٥٢، وص ٣٣٨، وص ٥٣٥ اتم مما ههنا وطرف المحبة ص ٦٣٧۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد خرص التمر کے مسئلے میں ائمہ ثلاثہ کی تائید و موافقت ہے۔

خرص کی تعریف | "خرص" بفتح الخاء المعجمة وسكون الراء وبعدها صاد مصدر الخ (عمده) یعنی باب نصر اور باب ضرب کا مصدر ہے خرصا بالفتح مصدر ہے اور بکسر الخاء اسم۔ اس کے لغوی معنی اندازہ لگانے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی: درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کی مقدار متعین کرنا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ جب درختوں پر کھجور یا انگور ظاہر ہو جاتے تو حاکم کسی ماہر اندازہ کرنے والے کو باغ والوں کے پاس بھیجتے کہ وہ تخمینہ اور اندازہ لگائے کہ اس سال کتنا پھل نکلے گا۔

خرص کا شرعی حکم | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: وقال الشعبي والثوري وابوحنيفة وابويوسف و محمدؒ الخرص مكروه وقال الشعبي الخرص بدعة وقال الثوري خرص الثمار لا يجوز الخ (عمدہ، ج:۹، ص:۶۸)

(۲) ائمہ ثلاثہؒ خرص کے قائل ہیں اور استدلال اسی حدیث باب سے کرتے ہیں۔

لیکن حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا مسئلہ ہے جس میں خصوصیات کا احتمال ہے اس کے علاوہ خرص کے بارے میں جو روایات وارد ہیں اس کے بارے میں ابن العربیؒ عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ "خرص کے بارے میں کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہے ہاں صرف ایک حدیث اس میں صحیح ہے جس

کو بخاری و مسلم نے روایت کیا الخ

حدیث بخاری کے سلسلے میں جواب گزر چکا کہ خصوصیات کا احتمال ہے۔

(۲) خرص کا تعلق مسلمانوں کے باغ سے نہیں ہے بلکہ یہود سے متعلق ہے جیسا کہ عبداللہ بن رواحہؓ کو خیبر بھیجا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہود بے بہود خائن تھے ان کی خیانت پر روک لگاتا تھا۔

(۳) امام طحاویؒ نے تو خرص یہود کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ وہ بھی الزام حکم کے لیے نہ ہوتا تھا بلکہ یہود کی خیانت پر روک لگاتا تھا۔

(۴) حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے دلیل حضرت جابرؓ کی یہ حدیث ہے "عن جابرؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهٰی عن الخرص وقال ارأیتم ان هلك الثمر ایجب احدكم ان یاكل مال اخیه بالباطل (طحاوی شریف باب الخرص، ص: ۲۶۷)

غزوۂ تبوک کی پوری تفصیل کے لیے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی ملاحظہ فرمائیے۔

﴿باب ۹۳۸ العُشْرِ فیما یُسْقٰی مِن مَاءِ السَّماءِ وَالمَاءِ الجَارِی وَلَمْ یرَ عُمَرُ بنُ عبدِ العَزِیزِ فی العَسَلِ شَیْئًا﴾

جو زمین آسمان کے پانی (بارش) سے سیراب ہو یا ندی سے سینچی جائے اس میں عشر ہے یعنی پیداوار کا دسواں حصہ واجب ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے شہد میں زکوٰۃ نہیں سمجھا

۱۴۰۲﴿ حَدَّثَنا سَعِیدُ بنُ اَبِی مَرْیَمَ قال حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ قال اَخْبَرَنِی یُونُسُ بنُ یَزِیْدَ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سَالِمِ بنِ عبدِ اللهِ عن اَبِیْهِ عنِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم قال فِیمَا سَقَتِ السَّماءُ وَالعُیونُ اَوْ كَانَ عَثَرِیًّا العُشْرُ وَمَا سُقِیَ بالنَّضحِ نِصْفُ العُشْرِ قال ابو عبدِ اللهِ هذا تَفْسِیْرُ الاوَّلِ لِاَنّه لَمْ یُوَقِّتْ فی الاَوَّلِ یعنی حَدیثَ ابنِ عُمَرَ فِیمَا سَقَتِ السَّماءُ العُشْرُ وَبَیَّنَ فی هذا وَوَقَّتَ وَالزِّیَادَةُ مَقْبُولَةٌ وَالمُفَسَّرُ یَقْضِیْ عَلی المُبْهَمِ اِذَا رَوَاهُ اَهْلُ الثَّبْتِ كَمَا رَوَی الفَضْلُ ابنُ عبّاسٍ اَنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم لَمْ یُصَلِّ فِی الكَعْبَةِ وَقَالَ بِلالٌ قد صَلّٰی فَاُخِذَ بِقولِ بلالٍ وتُرِكَ قَولُ الفَضْلِ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کھیتی کو آسمان کا پانی یا

چشمے سیراب کریں یا وہ خود نمناک ہو تو اس میں عشر ہے (یعنی پیداوار کا دسواں حصہ لیا جائے) اور جس کھیتی کو تالاب وکنویں یا بورنگ سے سیراب کیا گیا ہو اس میں سے بیسواں حصہ زکوٰۃ لی جائے گی۔

"قال ابو عبدالله" امام بخاریؒ نے کہا یہ حدیث یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث فیما سقت السماء الخ پہلی حدیث یعنی حدیث ابوسعید خدریؓ کی تفسیر ہے اس میں زکوٰۃ کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے اور اس میں مذکور ہے اور زیادتی قبول کی جاتی ہے اور مبہم حدیث کا حکم مفسر حدیث کے موافق لیا جاتا ہے جب کہ اس کا راوی ثقہ ہو جیسے فضل بن عباسؓ نے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی مگر بلالؓ نے فرمایا کہ پڑھی ہے تو بلالؓ کا قول قبول کیا گیا اور فضل کا قول چھوڑ دیا گیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فيما سقت السماء"

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۰۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد عشر کے مسئلے میں ائمہ ثلاثہ کی تائید اور امام ابوحنیفہؒ کی تردید ہے۔ حنفیہ کے نزدیک زرعی پیداوار کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے بلکہ اس کی ہر قلیل وکثیر مقدار پر عشر واجب ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی دلیل تو آیت قرآنی ہے "واتوا حقه يوم حصاده" اس میں زرعی پیداوار پر جس حق کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ مطلق ہے اس میں قلیل وکثیر کی کوئی تفریق نہیں۔

دوسری دلیل: ارشاد نبوی "فيما سقت السماء والعيون او كان عثريا العشر (بخاری، ص:۲۰۱) اس میں ماسقت السماء عام ہے قلیل ہو یا کثیر عشر واجب ہے۔

تشریح قال ابو عبدالله هذا تفسير الاول الخ اس سے امام بخاریؒ کا مقصد ابوسعید خدریؓ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جو بعد میں آرہی ہے اور اول سے مراد ابن عمرؓ کی حدیث ہے جو باب کی حدیث ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بخاریؒ کا یہ کلیہ بے محل ہے، ملاحظہ ہو حاشیہ بخاری، ص:۲۰۱

"ولم ير عمر بن عبدالعزيز الخ" قابل غور ہے کہ عسل یعنی شہد کے مسئلے میں امام بخاریؒ نے ایک تابعی کا قول بطور حجت پیش کیا ہے، فيا للعجب۔

یہی مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب ہے کہ عسل میں کوئی چیز واجب نہیں ہے اور حنفیہ حنابلہ کے نزدیک عسل میں عشر واجب ہے۔

"عثريا" بفتح العين المهملة والثاء المثلثة المخففة وكسر الراء و تشديد الياء آخر الحروف "عَثری" وہ زمین ہے جو اپنی نمی کی وجہ سے زراعت کو سیراب کرتی ہو اور اس میں پانی دینے کی ضرورت نہ ہوتی ہو مثلاً دریا وغیرہ کے کنارے ہو۔

﴿بَابٌ (۹۳۹) لَيْسَ فيما دُونَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ﴾

پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے

۱۴۰۳﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا يَحْيٰى قال حَدَّثَنا مَالِكٌ قال حَدَّثَنِي محمّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَبْدِ الرّحمٰنِ بنِ اَبِى صَعْصَعَةَ عن اَبِيْهِ عن اَبِى سَعِيْدِ الخُدْرِيِّ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال لَيْسَ فيما اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فى اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الاِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ ولاَ فِى اَقَلَّ مِن خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیے چاندی سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الترجمة الجزء الاول من الحديث اى "ليس فيما اقل من خمسة اوسق صدقة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۱ و مر الحديث ص ۱۸۹، دص ۱۹۴، وص ۱۹۶، مسلم ص ۳۱۵، ابوداؤد فی الزکوٰۃ، ص ۲۱۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی تائید و موافقت ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ پر رد ہے، کیونکہ امام اعظمؒ زرعی پیداوار میں نصاب کے قائل نہیں ہیں کما مر بیانہ۔

فائدہ : قال ابو عبداللہ کی عبارت یہاں ہوتی تو برمحل ہوتی باب سابق حدیث ۱۴۰۲ کی یہ عبارت بے محل ہے جیسا کہ احقر نے وہاں بیان کردیا ہے، چنانچہ اس عبارت کو شراح بخاری نے اس حدیث میں ذکر فرمایا ہے اور یہی صحیح و برمحل ہے۔ ملاحظہ فرمایئے فتح الباری، قسطلانی اور کرمانی اور عمدۃ القاری۔

﴿بَابٌ (۹۴۰) اَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عندَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِىُّ فَيَمَسَّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ﴾

کھجور درختوں سے کاٹنے کے وقت کھجور کی زکوٰۃ لینے کا بیان، اور کیا بچے کو چھوڑ دیا جائے جب زکوٰۃ کی کھجور میں ہاتھ لگائے؟ (جواب حدیث سے معلوم ہوگا)

۱۴۰۴﴿ حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الحَسَنِ الاَسَدِىُّ قال حَدَّثَنا اَبِى قال حَدَّثَنا

اِبْرَاهِیْمُ بنُ طَهْمَانَ عن مُحَمّدِ بنِ زِیَادٍ عن اَبِی هُرَیْرَةَ قال كان رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یُؤتٰی بِالتَّمْرِ عندَ صِرَامِ النَّخْلِ فَیَجِیُٔ هذا بِتَمْرِهٖ وَهٰذا مِنْ تَمْرِهٖ حتی یَصِیْرَ عندَهٗ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الحَسَنُ وَالحُسَیْنُ یَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَاَخَذَ اَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهٗ فی فِیْهِ فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فَاَخْرَجَهَا مِنْ فِیْهِ فقال اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ آلَ محمّدٍ صلی اللّٰه علیه وسلم لا یَاْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ کھجور توڑتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں لائی جاتیں چنانچہ یہ اپنی کھجوریں لاتا ہے اور یہ اپنی کھجوریں یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر لگ جاتا، ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کھجوروں سے کھیلنے لگے ان دونوں میں سے ایک نے ایک کھجور لے کر اپنے منھ میں ڈال لی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو اس کھجور کو ان کے منھ سے نکال لیا اور فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد زکوۃ کا مال نہیں کھاتی۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان مطابقته للاولیٰ "یؤتی بالتمر عند صرام النخل وللثانية فی قوله فجعل الحسن الی آخره"

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۰۱ ویاتی الحديث ص ۲۰۲، وص ۴۳۲، ومسلم۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھجور وغیرہ میں ایجاب زکوۃ درختوں سے توڑنے کے وقت ہوگا۔ خرص تو صرف اس واسطے ہے تا کہ اس میں کوئی گڑبڑ نہ کرے۔

تشریح یہاں ابہام ہے یہ مذکور نہیں کہ ان دونوں بزرگوں میں سے کس نے کھجور منھ میں ڈالی تھی، لیکن آئندہ، ص: ۲۰۲ میں تصریح ہے کہ یہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

﴿ بَابٌ ۹۴۱ مَنْ بَاعَ ثِمَارَهٗ اَوْ نَخْلَه اَوْ اَرْضَهٗ اَوْ زَرْعَهٗ وَقَدْ وَجَبَ فِیْهِ العُشْرُ اَوِ الصَّدَقَةُ فَاَدَّی الزَّكٰوةَ مِنْ غَیْرِهٖ اَوْ بَاعَ ثِمَارَهٗ وَلَمْ تَجِبْ فِیْهِ الصَّدَقَةُ ﴾

وقولُ النبیِّ ﷺ لا تَبِیْعُوا الثَّمَرَةَ حتی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا فَلَمْ یَحْظُرِ البَیْعَ بَعْدَ الصَّلَاحِ علٰی اَحَدٍ وَلَمْ یَخُصَّ مَنْ وَجَبَتْ عَلَیْهِ الزكٰوةُ مِمَّنْ لَمْ تَجِبْ .

جو شخص اپنا پھل یا کھجور کا درخت یا زمین یا کھیت بیچ ڈالے درانحالیکہ اس میں عشر یا زکوۃ واجب ہو چکی ہو اب وہ اپنے دوسرے مال سے زکوۃ ادا کرے تو درست ہے یا وہ میوہ بیچے جس میں صدقہ واجب نہ ہوا ہو (بیچنا درست ہے)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پھلوں کو اس وقت تک نہ بیچو جب تک اس کی پختگی نہ ظاہر ہو جائے تو پختگی ظاہر ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے بیچنے سے کسی کو منع نہیں فرمایا کہ جس پر زکوۃ واجب ہوگئی تو نہ بیچے اور واجب نہ ہوئی ہو تو بیچے۔

۱۴۰۵﴿ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال اَخْبَرَنِی عبدُ اللّٰهِ بنُ دِینَارٍ قال سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُولُ نَهی النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم عن بَیْعِ الثَّمْرَةِ حتی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَكَانَ اِذَا سُئِلَ عن صَلَاحِهَا قال حتی تَذْهَبَ عَاهَتُهُ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک اس کی صلاح (پختگی) نہ ظاہر ہو جائے اور جب صلاح کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس کے تباہ ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی **قوله** "نهی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عن بیع الثمرة حتی یبدو صلاحها"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۰۱ ویاتی الحدیث ص ۲۹۱، وص ۲۹۲، وص ۲۹۳ تعلیقا، وص ۲۹۹۔

۱۴۰۶﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ یُوسُفَ قال حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قال حَدَّثَنِی خالِدُ بنُ یَزِیْدَ عن عَطاءِ بنِ اَبِی رَبَاحٍ عن جابِرِ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ قال نَهی النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم عن بَیْعِ الثِّمارِ حتّٰی یَبْدُ وَصَلَاحُهَا ﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک کہ ان کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی "نهی النبی ﷺ الی آخره"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۰۱، وص ۲۹۱، وص ۲۹۲، وص ۳۲۰۔

۱۴۰۷﴿ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ عن مَالِكٍ عن حُمَیْدٍ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم نَهی عن بَیْعِ الثِّمارِ حتی تُزْهِیَ قال حتّٰی تَحْمَارَّ ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک کہ ان میں سرخی نہ آجائے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۱ ويأتي ص ۲۹۲، وص ۲۹۳، وص ۲۹۳، وص ۲۹۳۔

﴿ بَابٌ ۹۴۲ هَلْ يَشْتَرِى صَدَقَتَهُ وَلَا بَأْسَ اَنْ يَشْتَرِىَ صَدَقَةَ غَيْرِهٖ لِاَنَّ النبى صلى الله عليه وسلم اِنَّمَا نَهَى الْمُتَصَدِّقَ خاصَّةً عَنِ الشِراءِ وَلَمْ يَنْهَ غَيْرَهٗ ﴾

کیا آدمی اپنی چیز جو صدقہ میں دی ہو پھر خرید سکتا ہے؟ اور دوسروں کا دیا ہوا صدقہ خریدنے میں تو کوئی قباحت نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خاص صدقہ دینے والے کو پھر اس کے خریدنے سے منع فرمایا، لیکن دوسرے شخص کو منع نہیں فرمایا

۱۴۰۸ ﴿ حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عن سَالِمٍ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ كانَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فى سَبِيلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ يَشْتَرِيَهُ ثُمَّ اَتَى النبىَّ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَامَرَهُ فقال لا تَعُدْ فى صَدَقَتِكَ فَبِذٰلِكَ كانَ ابنُ عُمَرَ لا يَتْرُكُ اَنْ يَبْتَاعَ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهٖ اِلا جَعَلَهُ صَدَقَةً ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیا پھر اسے اس حال میں پایا کہ وہ (بازار میں) بک رہا ہے تو انھوں نے اس کے خریدنے کا ارادہ کر لیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اجازت چاہی آپ ﷺ نے فرمایا اپنے صدقہ کو مت لوٹاؤ، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب صدقہ کی ہوئی چیز خریدتے تو پھر اسے صدقہ کر دیتے۔

(حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خیال کیا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کیا ہوا مال اپنے استعمال میں رکھنے کے لیے، اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے نہ خریدے لیکن اگر اس نیت سے خریدے کہ دوبارہ اس کو صدقہ کر دے گا تو کوئی قباحت نہیں)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "لاتعد فی صدقتك"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۱ تا ۲۰۲ ویاتی ص ۳۸۹، وص ۴۱۷، وص ۴۲۱۔

۱۴۰۹ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُف قال اَخبَرَنا مالِكُ بنُ اَنَسٍ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن اَبِيْهِ قال سَمِعتُ عُمَرَ يقولُ حَمَلْتُ على فَرَسٍ فی سَبِيْلِ اللهِ فاضَاعَهُ الَّذِی كان عِندَه فارَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ اَنه يَبِيْعُهُ بِرُخصٍ فسَأَلْتُ النبیَّ صلی الله عليه وسلم فقال لا تَشْتَره ولا تَعُدْ فی صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فاِنَّ العَائِدَ فی صَدَقَتِه كَالعَائِدِ فی قَيْئِهِ ﴾

ترجمہ | (حضرت عمر فاروقؓ کے مولیٰ) اسلم نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو فی سبیل اللہ سواری کے لیے ایک گھوڑا دیا اس نے اس گھوڑے کو تباہ کردیا (مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ دیا تھا وہ کما حقہ اس گھوڑے کی پرورش ونگرانی نہ کرسکا اور اس کو لاغر وکمزور کردیا) تو میں نے چاہا کہ اس کو خرید لوں اور میں نے یہ خیال کیا کہ وہ سستا (کم قیمت میں) بیچ ڈالے گا پھر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مت خریدو اور اپنے صدقہ میں رجوع مت کرو اگرچہ وہ تجھے ایک درہم میں دیدے کیونکہ اپنا صدقہ لوٹانے والا ایسا ہے جیسے قے لوٹانے والا (مسلم جلد ثانی میں ہے "كالكلب يعود فی قيئه" یعنی اس کتے کی طرح ہے جو قے کرکے چاٹ لیتا ہے۔)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "لا تشتر ولا تعد فی صدقتك"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۲ ویاتی ص ۳۵۷، وص ۳۵۹، وص ۴۱۷، وص ۴۲۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اپنا صدقہ خود خریدنا جائز نہیں مکروہ تحریمی ہے یہی مذہب ہے امام احمدؒ کا گویا امام بخاریؒ امام احمدؒ کی تائید وموافقت کررہے ہیں۔

جمہور حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک جائز مع الکراہۃ ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں وظاهر النهی التحريم لكن الجمهور على انه للتنزيه فيكره لمن تصدق بشیء او اخرجه فی زكاة او كفارة او نذر او نحو ذلك من القربات ان يتشريه ممن دفعه الخ (قس، ج:۲،ص:۷۰۸)

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور علماء اسلام وائمہ عظام مثلاً امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک صدقہ کیا ہوا مال خریدنا جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ علامہ قسطلانیؒ کی تحقیق اوپر گذر چکی ہے۔ کراہت کی وجہ یہ ہے کہ متصدق علیہ قدیمی احسان کی بنا پر قیمت مقرر کرنے میں مسامحت کرے گا تو چونکہ اس کی مقدار کے اندر عود

لازم آئے گا اس لیے کراہت ہے ورنہ فسخ بیع کی کوئی وجہ یہاں متحقق نہیں۔ البتہ دوسرے کا صدقہ خریدنا بالاتفاق جائز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ ۹۴۳ ما یُذکَرُ فِی الصَّدَقَۃِ لِلنبیِّ ﷺ وَآلِہٖ ﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کی آل کرام پر صدقہ کے سلسلے میں جو منقول ہے

(یعنی کیا حکم ہے؟ حدیث پاک سے معلوم ہوگا)

۱۴۱۰﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا شُعْبَۃُ قال حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ زِیَادٍ قال سَمِعْتُ اَبا هُرَیْرَۃَ قال اَخَذَ الحَسَنُ بنُ عَلِیٍّ تَمْرَۃً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَۃِ فجَعَلَهَا فِی فِیْہِ فقالَ النبیُّ ﷺ کَخْ کَخْ لِیَطْرَحَهَا ثمَّ قال اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَاکُلُ الصَّدَقَۃَ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زکوۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر منھ میں ڈال لی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چھی چھی تاکہ وہ اس کو پھینک دیں پھر فرمایا کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے"

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انا لا ناکل الصدقۃ"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۰۲ و مر الحدیث ص۲۰۱ ویاتی ص۴۳۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کی آل کرام کے لیے صدقات و زکوۃ ناجائز ہے۔

کخ کخ کی تحقیق علامہ عینیؒ فرماتے ہیں اس میں چھ لغات ہیں کاف کو فتحہ، کاف کو کسرہ خاء ساکن، اور خاء مکسورہ تنوین کے ساتھ اور بلا تنوین فتصیر ست لغات (عمدہ)

تشریح یہاں پر تین مسائل ہیں: ۱ آپ ﷺ پر صدقہ کا حکم، ۲ آپ ﷺ کی آل کرام پر صدقہ کا حکم، ۳ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا مصداق۔

۱ اس پر تو تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زکوۃ جائز نہیں اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ عند الجمہور صدقات نافلہ بھی حضور اقدس ﷺ کے لیے جائز نہیں۔

۲ اس پر علماء کا اتفاق بلکہ اجماع ہے کہ بنو ہاشم کے لیے زکوۃ جائز نہیں۔

دلیل مسلم شریف کی روایت ہے ان ھذہ الصدقات انماھی اوساخ الناس وانھا لا تحل

لمحمد ولا لآل محمد صلى الله عليه وسلم (مسلم شریف اول، ص: ۳۴۵) آل نبی کے لیے صدقات نافلہ جائز ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے لیکن احتیاط عدم جواز میں ہے۔

۳ بنو ہاشم آل رسول میں داخل ہیں لاخلاف فیہ، بنو المطلب زکوۃ کے مسئلے میں داخل ہیں یا نہیں؟ عندالجمہور یعنی امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالک کے نزدیک نہیں ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک داخل ہیں۔ واللہ اعلم

۹۴۴ باَبُ الصَّدَقَةِ عَلٰى مَوَالِي اَزْوَاجِ النبيّ ﷺ

نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے موالی (غلاموں) پر صدقہ کا بیان

۱۴۱۱ حَدَّثَنا سَعِيْدُ بنُ عُفَيْرٍ قال حَدَّثَنا بنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ عن ابنِ شِهابٍ قال حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ عَبْدِ اللّٰه عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال وَجَدَ النَّبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم شَاةً مَيْتَةً اُعْطِيَتْهَا مَولاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ قال النَّبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم هَلاَّ انْتَفَعْتُمْ بِجلدِهَا قالوا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قال اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مردہ بکری دیکھی جو صدقہ میں ام المومنین حضرت میمونہؓ کی باندی کو دی گئی تھی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی کھال سے تم نے کیوں نہ نفع حاصل کیا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مردار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا مردار کا صرف کھانا حرام ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اعطيتها مولاة لميمونة من الصدقة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۲، ويأتي ص ۲۹۶، وص ۸۳۰، ومسلم۔

۱۴۱۲ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا الحَكَمُ عن اِبْرَاهِيْمَ عنِ الْاَسْوَدِ عن عائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ لِلْعِتْقِ وَاَرَادَ مَوَالِيْهَا اَنْ يَشْتَرِطُوا وَلاَءَ هَا فَذَكَرَتْ عائِشَةُ لِلنبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم فقال لَهَا النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم اشْتَرِيْهَا فَاِنَّما الوَلاَءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قالتْ و اُوتِيَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِلَحْمٍ فقُلتُ هذا ما تُصُدِّقَ به عَلٰى بَرِيْرَةَ فقال هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے خریدنا چاہا اور بریرہ کے مالک یہ شرط کرنا چاہتے تھے کہ اس کا ترکہ وہ لیں گے، حضرت عائشہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے عائشہؓ سے فرمایا تو اس کو خرید لے (اور اس کو آزاد کردے) ترکہ تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے۔ حضرت

عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو میں نے کہہ دیا کہ یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "هذا ما تصدق به علی بريرة الی آخره"

تعدد موضعہ وللحديث هنا ص۲۰۲ ومر الحديث ص ۶۵ ويأتی ۲۸۸، وص۲۹۰، وص۳۴۴، وص ۳۴۷، وص ۳۴۸، وص ۳۴۸، وص ۳۴۹، وص ۳۵۰، وص ۳۷۵، وص ۳۷۶، وص ۳۷۷، وص ۳۸۱، وص ۷۶۳، وص ۷۹۵، وص ۷۹۶، وص ۸۱۶، وص ۹۹۴، وص ۹۹۹ وص ۱۰۰۰۔

مقصد امام بخاریؒ نے حسب عادت حکم بیان نہیں فرمایا مگر اس باب میں دو حدیثیں لائے ہیں ان سے امام بخاریؒ کا مقصد معلوم ہوتا ہے ازواج کے موالی کو صدقہ دینا جائز ہے اس لیے کہ پہلی حدیث جو ابن عباسؓ سے مروی ہے اس میں ہے ام المومنین حضرت میمونہؓ کی آزاد کردہ باندی کو صدقے کی بکری دی گئی اور دوسری حدیث میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی باندی حضرت بریرہ کو صدقے کا گوشت دیا گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا بلکہ فرمایا بریرہ کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کے موالی پر صدقہ جائز ہے، نیز حضرت شیخ الحدیثؒ کی تقریر بخاری میں ہے ازواج مطہرات کے موالی پر صدقہ بالاتفاق جائز ہے۔ (تقریر بخاری جلد چہارم، ص: ۱۰۱)، لیکن خود حضور اقدس ﷺ کے موالی اور دیگر بنی ہاشم کے موالی؟ یہ اس موالی ازواج کے حکم میں داخل نہیں۔

ہدیہ اور صدقہ میں فرق والفرق بين الصدقة والهبة ان الصدقة هبة لثواب الآخرة والهدية هبة تنقل الی المتهب اكراما له (عمدہ، ج:۹، ص:۹۰) خلاصہ یہ کہ صدقہ میں شروع ہی میں ثواب آخرت کی نیت ہوتی ہے اور ہدیہ میں دوسرے کی تطییب قلب مثلاً کسی استاذ اور شیخ کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۹۴۵ اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ ﴾

جب صدقہ پھر جائے

یعنی جب صدقہ ایسے فقیر کے ہاتھ سے نکل کر ایسے صاحب نصاب کے ہاتھ میں پڑ جائے جس کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے تو کیا حکم ہے مثلاً ایک بکری کسی محتاج کو صدقہ دی وہ بکری لے کر گھر گیا اور اس نے اس بکری کو ذبح کیا اور اس کے گوشت میں سے کسی کو تحفہ دیا تو چونکہ تبدیل ملک سے تبدل عین ہو جاتا ہے اس لیے صاحب نصاب ورئیس کے لیے بھی اس کا کھانا جائز ہے

١٤١٣﴿ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ قال حَدَّثَنا خالِدٌ عن حَفْصَةَ بِنتِ سِيرِينَ عن أُمِّ عَطِيَّةَ الأنصارِيَّةِ قالتْ دَخلَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم عَلى عائِشةَ فقال هل عِندَكُم شَيْءٌ فقالتْ لَا إلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِه إلَيْنا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ لَها مِنَ الصَّدَقَةِ فقال إنَّها قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا ﴾

ترجمہ | حضرت ام عطیہ انصاریہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے اور پوچھا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کچھ نہیں مگر گوشت ہے اس بکری کا جو آپ ﷺ نے نسیبہ کو صدقہ دیا تھا (اورنسیبہ نے تحفہ کے طور پر ہم کو بھیجا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: لاؤ صدقہ تو اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "بعثت به الينا نسيبة من الشاة الى آخره" معلوم ہوا کہ تبدل ملک سے تبدل عین ہو جاتا ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص٢٠٢ ومر الحديث ص١٩٤ وياتى ص٣٥١ واخرجه مسلم في الزكوة، ص٣٤٥۔

١٤١٤﴿ حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنا وَكِيعٌ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ عن أنسٍ أنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم أُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِه على بَرِيْرَةَ فقال هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وهو لَنا هَدِيَّةٌ وَقال أبُودَاوُدَ أنبَأنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ سَمِعَ أنَسًا عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقے کا گوشت پیش کیا گیا جو حضرت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا بریرہ پر صدقہ تھا اور ہمارے لیے یہ تحفہ ہے۔ اور ابوداؤد طیالسی نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انسؓ سے انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من حيث ان الصدقة التى تصدق بها على بريرة صارت لمالكها اياها"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص٢٠٢، وياتى ص٣٥٠۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ تبدل ملک سے تبدل عین ہو جاتا ہے جیسا کہ بخاریؒ نے دو حدیثیں ذکر کر کے ثابت کر دیا کہ جب صدقہ اپنے محل پر پہنچ گیا تو اب اس کا ہبہ کرنا اور خریدنا سب جائز ہے اور اس پر سارے ائمہ کرام کا اتفاق ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۹۴۶ اَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ وَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ حيثُ كَانُوا ﴾

مالداروں سے زکوۃ لینا اور محتاجوں کو دینا جہاں کہیں بھی ہوں

۱۴۱۵﴿ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ مُقَاتِلٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّهِ قال اَخبَرَنا زَكَرِيَّاءُ بنُ اِسحَاق عن يَحْيَى بْنِ عبدِ اللّهِ بنِ صَيفِيٍّ عن اَبِي مَعْبَدٍ مَولَى ابنِ عباسٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال قال رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم لِمُعَاذِ بنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ اِلَى اليَمَنِ اِنَّكَ سَتَاتِي قومًا اَهلَ كِتابٍ فاِذَا جِئتَهُمْ فادْعُهُمْ اِلَى اَنْ يَشْهَدُوا اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسولُ اللّه فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخبِرْهُمْ اَنَّ اللّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيهِمْ خَمسَ صَلَوَاتٍ فِى كُلِّ يومٍ وَلَيْلَةٍ فَاِنْ هُم اَطَاعُوا لَكَ بذٰلِكَ فَاَخبِرْهُمْ اَنَّ اللّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيهِمْ صَدَقَةً تُؤخَذُ مِنْ اَغنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَموَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ فَاِنَّهُ لَيسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّهِ حِجَابٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا جب ان کو یمن کی طرف روانہ کیا کہ تم ایسی قوم کی طرف جارہے ہو جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ ہیں) جب تم ان کے پاس پہنچو تو (پہلے) انہیں اس کی دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اگر وہ لوگ اس میں تمہاری مان لیں تو پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں پھر اگر یہ بھی تمہاری مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں پر تقسیم کردی جائے گی اگر وہ یہ بھی مان لیں تو پھر (زکوۃ وصول کرتے وقت) ان کے عمدہ عمدہ مالوں سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی آہ سے ہر وقت بچتے رہنا (مطلب یہ ہے کہ اگر سب سے اعلیٰ اور عمدہ مال لوگے تو انہیں تکلیف ہوگی اور ظالم سمجھ کر تم پر بددعا کریں گے اس سے بچتے رہنا) اس لیے کہ اس (مظلوم کی آہ اور بددعا) کے درمیان اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے (یعنی مظلوم کی بددعا جلد مقبول ہوتی ہے)

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ۔۔۔ اجابت از در حق بہر استقبال می آید

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "تؤخذ من اغنيائهم فترد على فقرائهم"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۰۲ تا ۲۰۳ ومر الحديث ص ۱۸۷، وص ۱۹۲ وياتى ص ۳۳۱، وص ۶۲۳، وص ۱۰۹۶، وص ۱۰۹۶، وص ۱۰۹۶، مسلم اول، ص ۳۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمہ ہی سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کی رقم محتاجوں کو دینا ہے خواہ دوسری جگہ کے محتاج ہوں یعنی ایک جگہ کی زکوٰۃ دوسری جگہ مثلاً کلکتہ اور بمبئی کی زکوٰۃ سہارنپور منتقل کرنا جائز ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہؒ اور لیث ابن سعد وغیرہ سے بھی ثابت ہے گویا امام بخاریؒ اس مسئلے میں امام اعظم کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

﴿ بَابٌ ۹۴۷ صَلوٰةِ الإِمَامِ وَدُعَائِهِ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ ﴾

وقولِهِ تعالیٰ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ الآية .

زکوٰۃ دینے والوں کے لیے امام (حاکم) کا دعا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ توبہ میں) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ وخیرات لے لیجئے تاکہ آپ ان کو (گناہ کی نجاست سے) پاک وصاف کردیں اور آپ ان کے حق میں دعا رخیر بھی کیجئے بلاشبہ آپ ﷺ کی دعا ان کے لیے موجب تسکین ہے۔

۱۴۱۶﴿ حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِي اَوْفٰی قال كانَ النبيُّ ﷺ اِذَا اَتَاهُ قومٌ بِصَدَقَتِهِمْ قال اَللّٰهُمَّ صَلِّ على آلِ فلان فَاَتَاهُ اَبِي بِصَدَقَتِهِ فقال اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِي اَوْفٰی ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی قوم اپنا صدقہ لے کر آتی تو فرماتے اے اللہ آل فلاں پر رحمت نازل فرما پھر میرے باپ آپ ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ لے آئے تو فرمایا اے اللہ ابواوفیٰ کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه صلى الله عليه وسلم كان يصلى على من ياتى بصدقته اى زكاته والترجمة فى صلاة الامام لصاحب الصدقه (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۰۳ ویاتی فی المغازی ص۵۹۹، وص۹۳۷، وص۹۴۱۔

مقصد انما ذكر لفظ الامام فى الترجمة رد الشبهة اهل الردة الخ (عمدہ)

یعنی اس باب میں امام بخاریؒ نے لفظ امام ذکر کرکے اہل ردۃ کے شبہ کو دور کردیا کہ زکوٰۃ وصدقات دینے والوں کے لیے دعا رخیر کرنا حضور اقدس ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ حکم ہر حاکم اور امام کیلئے ہے۔

تشریح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں والمراد من الصلوٰة الدعاء لان معناها اللغوى ذلك (عمدہ)

یعنی یہاں صلوٰۃ سے لغوی معنی دعا رمتعین ہے پھر بخاریؒ نے صلاۃ کے بعد لفظ دعا رذکر فرمایا تاکہ یہ غلط

فہمی نہ ہو کہ دعاء دینے کے لیے لفظ صل ہی متعین ہے بلکہ بخاری نے بتادیا کہ کسی بھی لفظ سے دعاء کر سکتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ تم کو اجر دے یا برکت دے یا اللهم اغفرله وغیرہ۔

۹۴۸ باب مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ

وقال ابنُ عبّاسٍ لَيْسَ العَنْبَرُ بِرِكازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ البَحْرُ وَقال الحَسَنُ في العَنْبَرِ وَاللُّؤلُؤِ الخُمُسُ وإِنَّما جَعَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم في الرِّكازِ الخُمُسُ لَيْسَ في الَّذِي يُصابُ في المَاءِ وَقالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جعفرُ بنُ رَبِيعَةَ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ هُرْمزَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّ رَجُلاً مِن بَنِي اِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي اِسْرَائِيلَ اَنْ يُسْلِفَهُ اَلْفَ دِيْنارٍ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ فَخَرَجَ في البَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَاَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنارٍ فَرَمٰى بِهَا في البَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ اَسْلَفَهُ فَإِذَا بِالخَشَبَةِ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهِ حَطَبًا فَذَكَرَ الحَدِيْثَ فَلَمّا نَشَرَهَا وَجَدَ المَالَ .

جو چیز سمندر سے نکالی جائے؟

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا عنبر رکاز نہیں ہے، عنبر تو ایک چیز ہے جس کو سمندر نے کنارے پر پھینک دیا ہے اور امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عنبر اور موتی میں خمس (پانچواں حصہ) لازم ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاز میں خمس (پانچواں حصہ) مقرر فرمایا ہے (یہ امام بخاریؒ کا کلام ہے اور مقصد امام حسن بصریؒ پر رد کرنا ہے) خمس ان چیزوں میں نہیں ہے جو پانی میں ملے، اور لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انھوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے بنی اسرائیل کے کسی شخص سے ہزار دینار قرض مانگا اس نے (اللہ کے بھروسے پر) دیدیا، اب جس نے قرض لیا تھا وہ سمندر پر گیا تا کہ سوار ہو کر جائے اور قرض ادا کرے لیکن کوئی سواری نہیں پائی تو ایک لکڑی لی اور اس میں سوراخ کیا اور اس سوراخ میں ہزار دینار (اور ایک خط قرض خواہ کے نام) رکھ دیا پھر اس کو سمندر میں پھینک دیا، اب وہ شخص نکلا جس نے قرض دیا تھا اس نے ایک لکڑی دیکھی تو اس نے لے لیا کہ اس کے گھر والوں کے لیے ایندھن (جلانے کے لیے) ہو پھر پوری حدیث بیان کی چنانچہ جب اس لکڑی کو چیرا تو مال (اور خط) پایا۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا بالخشبة فاخذها لاهله حطبا"

تعددموضعہ | والحدیث ھنا ص۲۰۳ والحدیث ھکذا یاتی معلقا ص ۲۷۷ وفی الکفالۃ ص ۳۰۶ بطولہ، وص ۳۲۳، وص ۳۲۸، وص ۳۸۱، وص ۹۲۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جو چیز دریا سے نکالی جائے جیسے موتی، مونگا، عنبر اور مچھلی وغیرہ اس کا لینا درست ہے اور ان چیزوں میں خمس نہیں ہے نیز بخاریؒ نے اس سے جمہور کی موافقت کی ہے اور حضرت امام حسن بصریؒ جو خمس کے قائل ہیں ان کی تردید کردی۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کتاب الکفالہ میں آرہی ہے۔

﴿ بَابٌ [۹۴۹] فی الرِّکَازِ الخُمُسُ ﴾

وقال مالِكٌ وَ ابنُ اِدْرِیْسَ الرِّکَازُ دِفْنُ الجَاهِلِیَّۃِ فی قَلِیْلِهٖ وَکَثِیْرِهٖ الْخُمُسُ وَلَیْسَ المَعْدِنُ بِرِکازٍ و قد قال النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم فی المَعْدِنِ جُبَارٌ وَفِی الرِّکازِ الخُمُسُ وَاَخَذَ عُمَرُ بنُ عبدِ العَزِیْزِ مِنَ المَعَادِنِ مِن کُلِّ مِائَتَیْنِ خَمْسَۃً وَقَالَ الحَسَنُ مَا کانَ مِن رِکازٍ فی اَرْضِ الحَرْبِ فَفِیْهِ الخُمُسُ وَمَا کَانَ مِنْ اَرْضِ السِّلْمِ فَفِیْهِ الزکٰوۃُ وَاِنْ وَجَدْتَ اللقطة فی ارضِ العَدُوِّ فعَرِّفْهَا فَاِن کانَتْ مِنَ العَدُوِّ فَفِیْهَا الخُمُسُ وَقال بعضُ الناسِ المَعْدِنُ رِکازٌ مِثْلُ دِفْنِ الجَاهِلِیَّۃِ لِاَنّه یُقالُ اَرْکَزَ المَعْدِنُ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ قِیْلَ لَهٗ قد یُقالُ لِمَنْ وُهِبَ لَه شَیْءٌ اَوْ رَبِحَ رِبْحًا کَثِیْرًا اَوْ کَثُرَ ثَمَرُہٗ ارکزتَ ثُمَّ نَاقَضَ وَقال لا بَاْسَ اَنْ یَکْتُمَهٗ وَلا یُؤَدِّی الخُمُسَ .

رکاز میں خمس یعنی پانچواں حصہ واجب ہے

اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے کہا رکاز زمانہ جاہلیت کا دفینہ ہے اس کے قلیل اور کثیر میں پانچواں حصہ ہے اور کان رکاز نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ نے کان کے بارے میں فرمایا کہ اس میں کوئی گر کر یا کام کرتے ہوئے مرجائے تو ہدر ہے اور رکاز میں خمس ہے اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے کانوں سے دوسو روپے میں سے پانچ لیا کرتے اور حسن بصریؒ نے کہا دارالحرب کے رکاز میں سے خمس لیا جائے اور جو دارالاسلام سے ملے اس میں زکوٰۃ ہے اور اگر دشمن کے ملک میں لقطہ ملے تو اس کا اعلان کرے (شاید مسلمان کا ہو) لیکن اگر دشمن کا ہے تو اس میں خمس ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا معدن (کان) رکاز ہے دفینہ جاہلیت کی طرح کیونکہ عرب لوگ کہتے ہیں ارکز المعدن جب اس میں سے کوئی چیز نکلے ان کا جواب یہ ہے اگر کسی کو کوئی چیز ہبہ کی جائے یا وہ بہت نفع کمائے یا اس کے باغ

میں بہت پھل نکلے تو کہتے ہیں ارکزت پھر ان لوگوں نے اپنے قول کے خود خلاف کیا، کہتے ہیں رکاز کو چھپا لینے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی خمس ادا کرے گا۔

تشریح تین الفاظ ہیں معدن، کنز، رکاز۔

۱۔ معدن کان سونے چاندی کی، وہ سونا چاندی جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا فرمایا ہے۔

۲۔ کنز، مدفون مال جس کو انسانوں نے زمین میں دفن کیا ہو۔

۳۔ رکاز، کے لغوی معنی مال مرکوز یعنی زمین میں گاڑی ہوئی چیز۔ اس کی تعریف میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوری اور امام اوزاعی اور علماء عراق فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا فرمایا، یا جن کو انسانوں نے زمین میں دفن کر دیا ہے سب پر ''رکاز'' کا اطلاق ہوتا ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ اور داؤد ظاہریؒ کے نزدیک ''رکاز'' وہ خزانہ ہے، جس کو انسانوں نے زمانہ جاہلیت میں دفن کیا ہو، امام بخاریؒ نے اس باب میں ائمہ ثلاثہؒ کی موافقت کی ہے اسی بنا پر امام نے فی الرکاز الخمس کے بعد امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا اثر نقل فرمایا ہے کہ ''رکاز'' دفینہ جاہلیت کو کہتے ہیں۔ "قال مالك و ابن ادریس الخ"

اور امام مالک و امام شافعیؒ نے فرمایا کہ ''رکاز'' زمانہ جاہلیت کے زمانہ کا خزانہ ہے اس میں تھوڑا مال نکلے یا بہت خمس واجب ہوگا اور ''معدن'' رکاز نہیں ہے "وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم الخ" اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "المعدن جبار وفي الركاز الخمس" اس کی تفصیل حدیث باب میں آرہی ہے، امام بخاریؒ کا مقصد تو اپنے دعویٰ فرق کی دلیل پیش کرنا ہے کہ اگر ''معدن'' بعینہ رکاز ہوتا تو آپ ﷺ في الركاز الخمس نہ فرماتے بلکہ وفيه الخمس فرما دیتے، معلوم ہوا کہ معدن اور رکاز میں فرق ہے، اور یہی امام کا مقصود ہے۔

جواب: حضور اقدس ﷺ نے تو وفي الركاز الخمس اس لیے فرمایا کہ خمس کا حکم معدن میں منحصر نہ ہو جائے اگر المعدن جبار وفيه الخمس فرماتے تو انحصار کا شبہ ہو جاتا۔

۲۔ خود الفاظ حدیث میں اختلاف ہے چنانچہ آئندہ روایت جو باب کے تحت آرہی ہے البئر جبار وفي الركاز الخمس، تو اگر فيه فرما دیتے تو اشتباہ کا موقع تھا کہ ضمیر بئر کی طرف لوٹ جائے اس لیے فيه الخمس نہیں فرمایا۔

"واخذ عمر بن عبد العزيز الخ" اور عمر بن عبد العزیزؒ معادن (کانوں) سے ہر دو سو درہم سے پانچ درہم (یعنی چالیسواں حصہ لیا کرتے تھے) اس سے استدلال اس طرح ہے کہ انھوں نے معادن میں بحساب دو سو درہم میں سے پانچ درہم لیا معلوم ہوا کہ معدن میں زکوٰۃ ہوگی نہ کہ رکاز کی طرح خمس چونکہ رکاز میں بالاتفاق خمس ہے دونوں کے اختلاف حکم سے معلوم ہو گیا کہ رکاز اور معدن دونوں علیحدہ ہیں۔ وفيه نظر.

"فیه نظر" اس لیے کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے معدن سے زکوۃ حولان حول کے بعد لی ہو تو استدلال درست نہیں اس لیے کہ ہمارا مسلک بھی یہی ہے لیکن یہ ثابت ہو جائے کہ فی الفور زکوۃ لی ہے تو ہم کہیں گے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال .

۲ے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تابعی ہیں ان کا قول حجت نہیں نحن رجال و هم رجال.

"وقال الحسن الخ" اور امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جو رکاز دارالحرب کا ہو اس میں خمس لیا جائے اور جو امن وصلح کے ملک میں ملے اس میں زکوۃ ہے یعنی چالیسواں حصہ لیا جائے۔ اور اگر دشمن کے ملک میں لقطہ پائے تو اس کی تشہیر کرے، جب کہ اس کا احتمال ہو کہ یہ لقطہ مسلمان کا بھی ہو سکتا ہے مثلاً اسلامی لشکر دارالحرب میں ہے یا مسلمانوں کا کوئی قافلہ امان لے کر دارالحرب گیا ہوا ہے تب تو تشہیر کرے ایک سال، لیکن اگر تحقیق ہو جائے کہ یہ مال کفار کا ہے تو اس میں خمس واجب ہے۔

"وقال بعض الناس الخ" یہاں سے امام بخاریؒ نے مخالف کا مسلک ذکر کیا ہے، پہلا موقع ہے ان مواقع میں سے کہ امام بخاریؒ نے مخالف کو بعض الناس سے تعبیر کیا ہے اور ایسے کل چوبیس مقامات ہیں کہ انھوں نے مخالف کو بعض الناس کہا ہے اور سب سے زیادہ اس لفظ کا استعمال کتاب الحیل میں ہوا ہے۔ اس بعض الناس سے امام بخاریؒ کی کیا مراد تھی یہ تو حقیقۃً وہی جانیں، مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد امام بخاریؒ کے شیخ المشائخ امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ مراد ہیں۔ علامہ ابن تینؒ فرماتے ہیں کہ اس بعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ (عمدہ، فتح)

یہی علامہ قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ بعض الناس سے ابوحنیفہؒ مراد ہیں، لیکن خوب ذہن نشیں رہے کہ امام بخاریؒ نے یہاں جس مسئلہ پر تعریض کی ہے یہ صرف امام اعظمؒ ہی کا مذہب نہیں ہے بلکہ سفیان ثوری من اہل الکوفہ اور امام اوزاعی من اہل الشام وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

"المعدن رکاز الخ" معدن بھی رکاز ہے جاہلیت کے دفینے کی طرح کیونکہ عرب لوگ کہتے ہیں ارکز المعدن جب اس میں سے کوئی چیز نکلے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کی جائے یا وہ نفع کمائے یا اس کے باغ میں میوہ بہت نکلے تو کہتے ہیں ارکزت (حالانکہ یہ چیزیں بالاتفاق رکاز نہیں ہیں)

اگر بنظر غور دیکھا جائے تو بخاریؒ کا یہ اعتراض غلط ہے اول تو یہ کہ امام ابوحنیفہؒ نے ارکز المعدن کے معنی یہ نہیں بیان کیے ہیں کہ جب معدن میں سے کچھ نکلے اور نہ ہی عرب کے محاورے میں ارکز المعدن کے یہ معنی ہیں بلکہ ارکز المعدن کے معنی ہیں معدن رکاز بن گئی تو ارکز میں صیرورت کی خاصیت ہے جو باب افعال کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت ہے۔

نیز یہ بھی صحیح نہیں کہ کسی کو کچھ ہبہ ملے یا نفع کمائے تو اس کو ارکزت کہتے ہیں بلکہ عرب لوگ ارکز الرجل

جب کہتے ہیں جب وہ کوئی رکاز پائے۔

"ثم ناقض الخ" یہاں سے امام بخاریؒ نے دوسرا اعتراض کیا ہے کہ اوپر تو بعض الناس نے اتنی تعمیم کی کہ معدن کو بھی رکاز بنادیا اور پھر کہنے لگے کہ اگر کوئی معدن کو چھپالے اور خمس نہ ادا کرے تو مضائقہ نہیں۔ امام بخاریؒ سے یہاں بھی فاش غلطی ہوئی۔ امام کا مذہب سمجھا نہیں اور اعتراض کردیا۔

امام ابوحنیفہؒ نے رکاز کا چھپانا اس وقت جائز رکھا ہے جب کہ پانے والا شخص خود محتاج ہو اور خمس بیت المال کے لیے ہے اس میں سارے مسلمانوں کا حق ہے اور خود اس شخص کا بھی حق ہے جس نے رکاز پایا ہے لہٰذا وہ اگر اپنا حق چھپالے اور بیت المال میں داخل نہ کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ اس نے تو اپنا حق لیا ہے۔

۱۴۱۷﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ وعن اَبِي سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال العَجمَاءُ جُبَارٌ وَ البِيرُ جُبَارٌ وَ فِي الرِّكازِ الخُمُسُ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جانور کا زخم ونقصان معاف ہے۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی جانور "گائے، بیل، اونٹ اور بھینس وغیرہ" کسی آدمی کو زخمی کردے یا کسی فصل کو نقصان پہنچادے تو وہ زخم ونقصان معاف ہے اور جانور کے مالک پر کوئی تاوان نہیں، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب کہ حیوان کے ساتھ کوئی سائق (ہانکنے والا سوار) نہ ہو اور اگر کوئی سائق ہو اور یہ ثابت ہوجائے کہ زخمی کرنے میں اس کی غلطی وغفلت کو دخل ہے تو اس سائق پر ضمان واجب ہوگا۔ اور موجودہ دور میں موٹر کار وغیرہ حیوان مع السائق کے حکم میں ہے۔

پھر حنفیہ کے نزدیک دن اور رات کے حکم میں کوئی فرق نہیں چنانچہ حدیث باب کا عموم حنفیہ کی تائید کرتا ہے، لیکن جمہور ائمہ کے قول پر حیوان کا لگایا ہوا زخم اس وقت متعذر ہوگا جب اس نے دن کے وقت کسی کو زخمی کیا اور اگر رات کے وقت زخمی کیا تو اس کا ضمان مالک پر آئے گا خواہ مالک جانور کے ساتھ نہ ہو کیونکہ رات کے وقت رب الدابہ (جانور کے مالک) کا فرض ہے کہ وہ جانور کو باندھ کر رکھے یعنی عدم ضمان کا حکم دن کے ساتھ مخصوص ہے رات کے نقصان پر ضمان واجب ہوگا۔

"والبِئرُ جُبار" اور کنویں کا زخم لغو معاف ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مزدور کنویں کی کھدائی کررہا تھا اور تو وہ گرنے سے یا کنویں میں گرنے سے ہلاک ہوگیا۔ یا کسی نے اپنی مملوکہ زمین یا غیر آباد زمین جنگل میں جو کسی کی مملوک نہ ہو راستہ سے ہٹ کر کنواں کھودا اس میں کوئی آدمی گر کر ہلاک یا زخمی ہوگیا ان تینوں صورتوں میں وہ ہدر ہے اور کنویں کے مالک پر قصاص نہیں۔

"وفی الرکاز الخمس" رکاز بمعنی مرکوز ہے رکز یرکز از باب نصر کے معنی گاڑنے اور دفن کرنے کے ہیں یعنی دفن کی ہوئی یا گاڑی ہوئی چیز۔ معنی ہوئے اموال مرکوزہ (یعنی دفینہ جاہلیت) میں خمس ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین سے جو اموال نکلتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسے خالق کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین میں پیدا فرمایا جیسے سونا، چاندی اور لوہا وغیرہ اس کو معدن کہتے ہیں۔

دوم وہ مال جو کسی انسان نے زمین میں دفن کر دیا ہو اس کو دفینہ اور کنز کہتے ہیں، پھر اس کی دو قسمیں ہیں ایک دفینہ جاہلیت جس پر زمانہ جاہلیت کی کوئی علامت ہو جیسے بت وغیرہ کا نقش ہو تو بالاتفاق مال غنیمت کے حکم میں ہے اور خمس یعنی پانچواں حصہ بیت المال کو دیں گے۔

دوم دفینہ اسلامیہ جس پر اسلامی آثار موجود ہوں مثلاً کلمہ توحید مرقوم ہو یا مدینہ وغیرہ کا نقش ہو تو یہ بمنزلہ لقطہ کے ہے جس پر اعلان وتشہیر ضروری ہے۔

فقہاء کرام کا اختلاف مذکور ہے نیز نصر المنعم کے آخری ورق میں مدلل ہے ان شئت فلیراجع ثمہ

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وفی الركاز الخمس"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۳ ويأتی ص ۳۱۷، وص ۱۰۲۱، وص ۱۰۲۱۔

﴿ باب[۹۵۰] قولِ الله تعالیٰ "وَالعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا" وَمُحَاسَبَةِ المُصَدِّقِیْنَ مَعَ الإمَامِ ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ توبہ میں) زکوٰۃ کے تحصیلداروں کو بھی زکوٰۃ میں سے دیا جائیگا اور ان کو حاکم کو حساب سمجھانا ہوگا

۱۴۱۸﴿ حَدَّثَنَا یُوسُفُ بنُ مُوسٰی قال حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ قال حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عُروَةَ عن اَبِیهِ عن اَبِی حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قال اسْتَعْمَلَ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم رَجُلاً مِنَ الاَسْدِ عَلٰی صَدَقَاتِ بَنِی سُلَیْمٍ یُدعَی ابنُ اللُّتْبِیَّةِ فلمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسد کے ایک شخص کو بنی سُلیم کے صدقات وصول کرنے کے لیے عامل بنایا جن کو ابن اللتبیہ کہا جاتا تھا جب وہ واپس آئے تو ان سے حساب لیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "استعمل رسول الله صلی الله عليه وسلم الی آخره"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۲۰۳ ومر الحدیث ص۱۲۶ ویاتی ص۳۵۳، وص۹۸۱، وص۱۰۳۳، وص۱۰۶۴، وص۱۰۶۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ عاملین بھی مصارف زکوۃ میں سے ہیں مگر امام کو چاہیے کہ عاملین کے احوال وکوائف کی نگہداشت رکھے کہ کہیں گڑ بڑ نہ کریں چنانچہ جب یہ شخص وصول کرکے آیا تو بعض چیز کے متعلق کہنے لگا کہ یہ چیز مجھ کو تحفہ میں ملی ہے اس حدیث کا پورا بیان کتاب الاحکام میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

﴿ باب ۹۵۱ اِسْتِعْمَالِ اِبِلِ الصَّدَقَةِ وَاَلْبَانِهَا لِاَبْنَاءِ السَّبِيْلِ ﴾

مسافر لوگ زکوۃ کے اونٹوں سے کام لے سکتے ہیں اور ان کا دودھ پی سکتے ہیں

۱۴۱۹﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا يَحْيىٰ عن شُعْبَةَ قال حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن اَنَسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِن عُرَيْنَةَ اجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَرَخَّصَ لَهُمْ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم اَن يَاْتُوا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِن اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَاَرْسَلَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعَضُّونَ الحِجارَةَ تابَعَهُ اَبُوقِلَابَةَ وَثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ عن اَنَسٍ ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگوں کو مدینہ کی آب وہوا موافق نہ آئی (اور وہ لوگ بیمار ہوگئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اجازت دی کہ وہ لوگ زکوۃ کے اونٹوں میں چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں (ان لوگوں نے حسب الحکم پیا اور تندرست ہوگئے) تو ان لوگوں نے چرواہے کو قتل کردیا اور اونٹوں کو ہانک لے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں چند سواروں کو بھیجا چنانچہ ان لوگوں کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھوں اور پاؤں کاٹنے اور ان کی آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا اور حرہ یعنی پتھریلے میدان میں ڈلوادیا، پتھروں کو دانت سے کاٹ رہے تھے (یعنی مارے پیاس کے پتھروں میں منہ رگڑ رہے تھے پھر سب کے سب مر گئے)

قتادہ کے ساتھ اس حدیث کو ابوقلابہ اور ثابت اور حمید نے بھی حضرت انسؓ سے روایت کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فرخص لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ياتوا ابل الصدقة فيشربوا من البانها وابوالها"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۰۳ ومر الحدیث فی الطھارت ص۳۶ باقی مواضع کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد دوم، ص:۱۶۷۔

مقصد اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آیت شریفہ انما الصدقات للفقراء والمساکین کے ذیل میں زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان فرمائے ہیں۔

شافعیہ کے نزدیک اقسام ثمانیہ مذکورہ فی الآیۃ پر صرف کرنا ضروری ہے۔

جمہور ائمہ امام اعظم، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک یہ ضروری نہیں، موقع ومحل کے لحاظ سے سب کو دے، یا بعض کو۔

امام بخاریؒ نے جمہور کی تائید وموافقت فرمائی ہے کہ اقسام ثمانیہ میں سے بعض پر اکتفا جائز ہے جیسا کہ حدیث باب سے ثابت ہوگیا کہ حضور اقدس ﷺ نے قبیلہ عکل وعرینہ کو زکوۃ کے اونٹوں کے استعمال کی اجازت مرحمت فرمائی۔

تشریح مفصل تشریح کے لیے نصر الباری جلد دوم، ص:۱۶۷ تا ۱۷۰ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿بَابُ ۹۵۲ وَسْمِ الْاِمَامِ اِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهٖ﴾

زکوۃ کے اونٹوں پر حاکم کا اپنے ہاتھ سے داغ دینا

۱۴۲۰﴿ **حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قال حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قال حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ قال حَدَّثَنِي اِسْحَاقُ بْنُ عبدِ اللهِ بنِ اَبِي طَلْحَةَ قال حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قال غَدَوْتُ اِلٰى رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم بِعَبْدِ اللّٰه بنِ اَبِي طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهُ فَوَافَيْتُهُ فِي يَدِهِ الْمِيْسَمُ يَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَةِ** ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ میں صبح کو ابوطلحہ کے (نومولود) بچے عبداللہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ ﷺ کھجور چبا کر اس کے منہ میں دیدیں تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں میسم (داغ دینے کا آلہ) تھا آپ ﷺ زکوۃ کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فوافیتہ فی یدہ المیسمُ یسِمُ ابل الصدقۃ"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۰۴ ویاتی الحدیث ص۸۲۲ وص۸۳۱، وص۸۶۶ ومسلم جلد ثانی فی اللباس، ص۲۰۳۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ امتیاز کے لیے زکوۃ کے جانوروں کو داغنا جائز ہے چنانچہ بکری کے کان میں اور اونٹ کے کوہے پر ضرورت کے وقت داغنا جائز ہے جیسا کہ حدیث باب سے ثابت ہے۔

امام نوویؒ نے شرح مسلم میں نقل کیا کہ ابوحنیفہؒ نے مکروہ کہا ہے لانه تعذیب و مثلة (شرح مسلم، ص: ۲۰۳) نیز حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں بھی یہی فرمایا ہے، لیکن علامہ عینیؒ نے ان حضرات کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارے یہاں داغ لگانا جائز ہے بلا کراہت، چونکہ اس میں اشتباہ والتباس سے بچ جاتا ہے، لیکن جہاں ضرورت نہ ہو بلاشبہ مکروہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿بَابٌ [۹۵۳] فَرْضِ صَدَقَةِ الفِطْرِ﴾

وَرَاٰی اَبُو الْعَالِيَةِ وَعَطاءٌ وَابْنُ سِيْرِيْنَ صَدَقَةَ الفِطْرِ فَرِيْضَةً.

صدقہ فطر کا فرض ہونا

اور ابوالعالیہ اور عطاء اور ابن سیرین رحمہم اللہ نے فرض سمجھا ہے

جواب: فریضہ سے مراد لغوی معنی مراد ہے یعنی مقرر کردہ وظیفہ، کیونکہ فرضیت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہوتا ہے اور صدقۃ الفطر کا ثبوت خبر آحاد سے ہے فلا اشکال۔

امام بخاریؒ جب زکوۃ مالیہ کے بیان سے فارغ ہوئے تو زکوۃ کی دوسری قسم زکوۃ بدنیہ یعنی صدقۃ الفطر کو بیان فرماتے ہیں۔

ماخذ: قال ابن قتيبه المراد بصدقة الفطر صدقة النفوس ماخوذ من الفطرة (عمدہ)

یہ فطرت سے ماخوذ ہے یعنی یہ خلقت انسانی کا فطرہ ہے، صدقہ کی اضافت جو فطر کی طرف ہے اس سے مراد افطار ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ افطار یوم آخر رمضان مراد ہے جیسا کہ حنابلہ کہتے ہیں، لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ افطار تو شروع رمضان المبارک سے ہے بلکہ وہ وقت افطار مراد ہے جو ایک ماہ کے بعد ہو رہا ہے یعنی عید کے دن طلوع فجر کا وقت وهذا قول ابی حنيفة والليث والشافعی فی القديم (فتح)

ثمرۂ اختلاف اس طرح ظاہر ہوگا کہ ایک شخص عید کی رات میں مرگیا تو حنابلہ کے نزدیک صدقۃ الفطر واجب ہوگیا کیونکہ آخر رمضان کا وقت افطار پاچکا ہے اس لیے صدقہ واجب ہوگیا، لیکن حنفیہ کے نزدیک واجب نہیں ہوا کیونکہ وقت وجوب یوم العید کا صبح صادق ابھی آیا ہی نہیں۔ اور اگر کوئی بچہ عید الفطر کی رات میں پیدا ہوتو حنفیہ کے

نزدیک اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا اور حنابلہ کے نزدیک ادا نہیں کیا جائے گا، کیونکہ وقت وجوب کے بعد پیدا ہوا۔ واللہ اعلم۔

مشروعیت صدقة الفطر : سن ۲ ہجری جس کے شعبان میں رمضان کی فرضیت ہوئی۔

حکم صدقة الفطر: امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے۔

۲۔ ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک صدقۃ الفطر فرض ہے۔

۳۔ اشہب مالکی اور ابن اللبان شافعی کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

۴۔ ابوبکر بن کیسان اور ابن علیہ کے نزدیک منسوخ ہے۔

لحدیث قیس بن سعد امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بصدقة الفطر قبل ان تنزل الزکوة فلما نزلت الزکوة لم یامرنا ولم ینهنا ونحن نفعله (نسائی اول فی باب فرض صدقۃ الفطر الخ، ص:۲۶۹)

لیکن اس حدیث نسخ پر استدلال صحیح نہیں اذ نزول فرض لا یدل علی سقوط فرض آخر.

۲۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایک راوی مجہول ہے۔

فائدہ : ائمہ ثلاثہؒ اگرچہ صدقۃ الفطر کو فرض کہتے ہیں لیکن منکر کو کافر نہیں کہتے، اس لیے کہ ان کے نزدیک فرض سے مراد فرض غیر قطعی ہے۔ حنفیہ اس کو واجب کہتے ہیں، حنفیہ کے نزدیک فرض غیر قطعی نہیں ہوتا اس لیے یہ دراصل اختلاف لفظی ہے و لا مناقشة فی الاصطلاح.

۱۴۲۱﴿ حَدَّثَنا یَحْیَی بنُ محمَّدِ بنِ السَّکَنِ قال حَدَّثَنا مِحمّدُ بنُ جَهْضَمٍ قال حَدَّثَنا اِسْماعِیْلُ هو ابنُ جَعْفَر عن عُمَرَ بنِ نَافِعٍ عن اَبِیْهِ عن ابنِ عُمَرَ قال فَرَضَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم زَکوٰةَ الفِطْرِ صَاعًا مِن تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِن شَعِیْرٍ عَلَی العَبْدِ وَالحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالکَبِیْرِ مِنَ المُسْلِمِیْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلوٰةِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور ایک صاع جو مقرر فرمایا غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر اور عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم زکوة الفطر"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۰۴، وص ۲۰۴، وص ۲۰۴ ویاتی ص ۲۰۵، وابوداؤد اول فی باب کم

یو دی فی صدقة الفطر ص ۲۲۷، ترمذی اول، ص ۸۵، ونسائی وابن ماجہ۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ صدقۃ الفطر فرض ہے یعنی امام بخاریؒ جمہور ائمہ ثلاثہ کی تائید وموافقت کررہے ہیں۔

تشریح اس حدیث میں زکوۃ الفطر سے مراد صدقۃ الفطر ہے جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ کی یہی حدیث، ص: ۲۰۵ کی پہلی حدیث کے الفاظ ہیں "فرض النبی ﷺ صدقة الفطر او قال رمضان" الحدیث.

صدقۃ الفطر کے کئی اسماء ہیں صدقۃ الفطر، زکوۃ الفطر، زکوۃ رمضان وزکوۃ الصوم (عمدہ)

صدقۃ الفطر کی مقدار صاعا من تمر او صاعا من شعیر الخ امام داؤد ظاہریؒ کے نزدیک صدقۃ الفطر منحصر ہے ان ہی دو چیزوں (تمر اور شعیر) میں جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: "ومذهب داؤد ومن تبعه لایجوز الا من التمر والشعیر الخ" یعنی گیہوں، جو یا گیہوں کا آٹا، یا جو کا آٹا وغیرہ جائز نہیں۔ (عمدہ، ج:۹، ص:۱۰۹)

جمہور ائمہ کے نزدیک ان دو میں انحصار نہیں ہے ان احادیث کی بنا پر جن میں اور دوسری اشیاء بھی مذکور ہیں۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صدقۃ الفطر میں جملہ اشیاء مذکورہ فی الحدیث میں خواہ کھجور دیا جائے یا جو یا گیہوں سب کا ایک صاع فی کس واجب ہوتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک گیہوں نصف صاع ہے یہی مذہب ہے سفیان ثوری ابن مبارک اور ابن المنذر وغیرہ کا۔

ائمہ ثلاثہ کا استدلال ابو سعید خدریؓ کی حدیث سے ہے جو اسی، ص: ۲۰۴ کی آخری حدیث آرہی ہے۔

حنفیہ کے دلائل امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں حضرت ثعلبہ بن ابی صعیر عن ابیہ کے طریق سے نقل کیا ہے قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ادّوا زکوة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر او نصف صاع من برّ او قال قمح عن کل انسان الخ (طحاوی، ج:۱، ص:۲۷۰)

(۲) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے قالت کنا نؤدی زکوة الفطر علی عهد رسول الله صلی الله علیه مدین من قمح (طحاوی اول، ص ۲۶۹)

ان دونوں حدیثوں سے حنفیہ کا مسلک بالکل واضح ہے۔

(۳) ترمذی شریف میں عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده کے طریق سے روایت مروی ہے ان النبی صلی الله علیه وسلم بعث منادیا فی فجاج مکة الا ان صدقة الفطر واجبة علی کل مسلم ذکر او انثی حر او عبد صغیر او کبیر مدان من قمح او سواه من طعام (ترمذی اول، ص ۸۵)

مزید دلائل کے لیے طحاوی شریف کا مطالعہ کیجئے۔

رہا حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں جو لفظ طعام آیا ہے اس سے مراد گیہوں نہیں بلکہ جو ہے چنانچہ خود ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کان طعامنا الشعیر والزبیب وغیرہ.

﴿ باب ۹۵۴ صَدَقَةِ الفِطْرِ عَلَى العَبْدِ وغَيْرِهِ مِنَ المُسْلِمِيْنَ ﴾

صدقہ فطر مسلمانوں پر لازم ہے غلام اور غیر غلام سب پر

۱۴۲۲﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَرَضَ زَكٰوةَ الفِطْرِ صَاعًا مِن تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِن شَعِيْرٍ علی كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ المُسْلِمِيْنَ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر مقرر کیا ہے کھجور کا ایک صاع ہو یا جو کا ایک صاع ہر آزاد اور غلام پر مرد ہو یا عورت مسلمانوں میں سے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "او عبدٍ"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۰۴۔

مقصد یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک جیسے باپ کے ذمہ اپنی اولاد صغار کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح آقا (مولیٰ) کے ذمہ اپنے غلاموں کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے خواہ مسلمان غلام ہو یا غیر مسلم دونوں کی طرف سے دینا لازم ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک صرف عبد مسلم کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا لازم ہے۔

امام بخاریؒ نے ترجمہ میں من المسلمین کی قید سے اشارہ کر دیا کہ کافر غلام کی طرف سے صدقہ نہیں صرف مسلمان غلام کی طرف سے لازم ہوگا یعنی امام بخاریؒ ائمہ ثلاثہ کی تائید اور موافقت کر رہے ہیں۔

حنفیہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ من المسلمین کی قید جو حدیث میں ہے وہ مولیٰ کے ساتھ ہے عبد کے ساتھ نہیں ہے یعنی آقا اور مولیٰ مسلمان ہو تو صدقہ واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

﴿ باب ۹۵۵ صَدَقَةِ الفِطْرِ صَاعٌ مِن شَعِيْرٍ ﴾

صدقۂ فطر میں اگر جو دے تو ایک صاع دے

۱۴۲۳﴿ حَدَّثَنا قَبِيصَةُ بنُ عُقْبَةَ قال حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن عِيَاضِ بنِ عَبْدِ اللهِ عن اَبِي سَعِيْدِ الخُدْرِيِّ قال كُنَّا نُطْعِمُ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِن شَعِيْرٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ ہم صدقہ فطر میں ایک صاع جو دیا کرتے تھے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صدقہ فطر میں اختیار ہے کہ ایک صاع جو دیدے یا ایک صاع کھجور دیدے اختیار ہے جو چاہے دیدے۔

﴿ باب ۹۵۶ صَدَقَةِ الفِطْرِ صاعٌ مِن طَعَامٍ ﴾

صدقہ فطر میں اگر غلہ دے تو ایک صاع دے

اختلاف گزر چکا کہ گیہوں کے مقدار میں اختلاف ہے عند الحنفیہ نصف صاع اور عند الجمہور گیہوں بھی مثل جو وغیرہ ایک صاع دینا لازم ہے۔

۱۴۲۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن عِيَاضِ بنِ عبدِ اللّٰه بنِ سَعْدِ بنِ اَبِى سَرْحٍ العَامِرِىِّ اَنّه سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الخُدْرِىَّ يقولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الفِطْرِ صاعًا مِن طَعَامٍ او صاعًا مِنْ شَعِيْرٍ اَوْ صاعًا مِن تَمرٍ اَو صَاعًا مِن اَقِطٍ او صاعًا مِن زَبِيْبٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے تھے کہ ہم صدقہ فطر ایک صاع اناج یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع منقٰی کا نکالا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "صاعا من طعام"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ تخییر ہے کہ اشیاء مذکورہ میں سے جونسی چیز دینا چاہیں دے سکتے ہیں صرف گیہوں نصف صاع دیا جائے گا۔ باقی کھجور اور جو وغیرہ ایک صاع دینا لازم ہے۔

﴿ باب ۹۵۷ صَدَقَةِ الفِطْرِ صاعٌ مِن تَمْرٍ ﴾

صدقہ فطر میں اگر کھجور دے تو ایک صاع دے

۱۴۲۵﴿ حَدَّثَنا اَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن نافعٍ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ قال

امَرَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِزکوٰۃِ الفِطْرِ صَاعًا مِن تَمْرٍ اَوْ صاعًا مِن شَعِیْرٍ قال عبدُ اللّٰہِ فجَعَلَ النّاسُ عِدلَهٗ مُدَّیْنِ مِنْ حِنطَۃٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا صدقہ فطر میں ایک صاع کھجور دینے کا یا ایک صاع جو دینے کا عبداللہ نے کہا پھر لوگوں نے دومد گیہوں (نصف صاع کے برابر) کر دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "صاعا من تمر"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۰۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ صدقہ فطر کھجور کا ایک صاع ہے اور اس میں اختلاف بھی نہیں ہے۔

تشریح | اختلاف صرف گیہوں میں ہے کہ ہمارے یہاں نصف صاع اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں پورا ایک صاع ہے اصل میں عہد رسالت میں چونکہ گیہوں کی انتہائی قلت تھی جیسا کہ بکثرت روایت میں ہے طعامنا یومئذ الشعیر. (مسلم)

"فجعل الناس الخ" حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر لوگوں نے دومد گیہوں نصف صاع کے برابر کر دیا۔ مراد حضرت معاویہؓ ہیں ان کے زمانے میں مدینہ منورہ میں گیہوں کی آمد بہت ہوگئی تو عرف میں طعام سے مراد گیہوں بھی ہو گیا، لیکن عہد رسالت میں طعام سے مراد جو وغیرہ تھا۔ فلا اشکال

۹۵۸ ﴿ بابُ صاعٍ مِنْ زَبِیْبٍ ﴾

صدقۂ فطر منقیٰ میں بھی ایک صاع لازم ہے

۱۴۲۶﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰہِ بنُ مُنِیرٍ سَمِعَ یَزِیْدَ بنَ اَبِی حَکِیمِ العَدَنِی قال حَدَّثَنا سُفیانُ عن زَیْدِ بنِ اَسْلَمَ قال حَدَّثَنِی عِیَاضُ بنُ عبدِ اللّٰہ ابن سَعْدِ بنِ اَبِی سَرْحٍ عن اَبِی سَعِیْدِ الخُدرِیِّ قال کُنّا نُعْطِیْھَا فی زمانِ النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صاعًا مِن طَعامٍ اَوْ صاعًا مِن تَمرٍ اَوْ صاعًا مِن شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِن زَبِیْبٍ فلمّا جاءَ مُعَاوِیَۃُ وجاءَ تِ السَّمْرَاءُ قالَ اُرٰی مُدًّا مِن ھذا یَعدِلُ مُدَّیْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم ایک صاع طعام یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع منقیٰ صدقہ فطر دیتے تھے۔ پھر جب حضرت معاویہؓ کا زمانہ آیا اور گیہوں آیا تو انھوں نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ گیہوں دومد کے برابر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "او صاعا من زبيب"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۴ ويأتى الحديث ص۲۰۴ تا ۲۰۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ منقیٰ سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے تو پورا صاع لازم ہوگا یہی جمہور ائمہ کا مسلک ہے۔

تشریح | حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں جو طعام کا ذکر ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں ہم صاعا من طعام ادا کرتے تھے اس سے مراد حنفیہ کہتے ہیں گیہوں کے علاوہ جو مراد ہے یا باجرا وغیرہ، لیکن گیہوں مراد نہیں ہے اگر اس حدیث میں گیہوں مراد لیا جائے تو بہت بڑا اشکال لازم آئے گا کہ جب حضرت معاویہؓ آئے تو نصف صاع کردیا تو اشکال یہ ہوگا کہ معاویہؓ نے حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جو گیہوں کی مقدار تھی گھٹادی اور تمام صحابہ کرام خاموش رہے۔

یہ ممکن نہیں اس لیے لامحالہ مراد گیہوں کے علاوہ لینا پڑے گا۔ نیز خود ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں جیسا کہ اس صفحہ کی آخری حدیث میں ہے قال ابو سعيد وكان طعامنا الشعير والزبيب والاقط والتمر (بخاری ص۲۰۴ تا ۲۰۵)

معلوم ہوا کہ ابتدا میں یعنی عہد نبوت میں طعام سے مراد گیہوں کے علاوہ تھا۔

رہا یہ معاملہ کہ حضرت ابو سعیدؓ کا یہ کہنا کہ میں تو ایک صاع ہی نکالتا رہوں گا جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں نکالتا رہا اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام بطور تطوع و نفل اگر دیں یا کوئی نصاب سے زائد دے تو اس میں نہ کوئی اشکال ہے اور نہ کسی کا اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿ بابٌ الصَّدقَةِ قبلَ العِيْدِ ﴾ (۹۵۹)

عید کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا بیان

۱۴۲۷﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنا حَفصُ بنُ مَيسَرةَ قال حَدَّثَنِي مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ النبى صلى الله عليه وسلم اَمَرَ بِزَكوٰةِ الفِطرِ قبلَ خُروجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلوٰةِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے لوگوں کو صدقہ فطر دینے کا حکم دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "امر بزكوة الفطر قبل خروج الناس الى الصلوة"

یہ مسئلہ اجماعی ہے جمہور ائمہ کا اتفاق ہے کہ افضل اور مستحب یہی ہے کہ صدقۂ فطر عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے تاکہ فقراء بھی مستغنی ہو کر عید منائیں اس روز در در چکر لگانے سے محفوظ رہیں۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۵۔

۱۴۲۸﴿ حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ فَضَالَةَ قال حَدَّثَنا اَبُو عُمَرَ حَفْصُ بنُ مَيْسَرَةَ عن زيدِ بنِ اَسْلَمَ عن عِيَاضِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ سَعْدٍ عن اَبِي سَعِيْدِ الخُدْرِيِّ قال كُنّا نُخرِجُ فی عَهْدِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم يومَ الفِطْرِ صاعًا مِن طَعَامٍ قال اَبُو سَعِيْدٍ وكانَ طَعَامَنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ وَالاَقِطُ وَالتَّمْرُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید الفطر کے دن ایک صاع اناج کا (صدقہ کے لیے) نکالا کرتے تھے، حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا ان دنوں ہمارا طعام (کھانا) جو اور منقی اور پنیر اور کھجور تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "يوم الفطر"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۴ تا ۲۰۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد غالبا جمہور ائمہ کی تائید و موافقت ہے کہ افضل و مستحب یہی ہے کہ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دیا جائے وحكى الخطابی الاجماع فيه فقال فی معالم السنن وهو قول عامة اهل العلم. (عمدہ)

﴿ بابُ ۹۶۰ صَدَقَةِ الفِطرِ عَلَى الحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ ﴾

وقال الزُّهْرِی فی المَمْلُوكِيْنَ لِلتِّجَارَة يُزَكّی فی التِّجَارَةِ وَيُزَكّی فی الفِطْرِ .

آزاداور غلام پر صدقۂ فطر کا واجب ہونا

اور امام زہری نے کہا تجارت کے غلام اور لونڈی میں سالانہ زکوۃ بھی دی جائے اور فطر میں صدقہ دیا جائے (یعنی صدقۃ الفطر بھی دیا جائے)

۱۴۲۹﴿ حَدَّثَنا اَبُو النُّعْمَانِ قال حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ قال حَدَّثَنا اَيُّوبُ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال فَرَضَ النبیُّ ﷺ صَدَقَةَ الفِطْرِ اَوْ قال رَمَضَانَ عَلَى الذَّكَرِ وَالاُنْثٰى وَالحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ صَاعًا مِن تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِن شَعِيْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ

صَاعٍ مِن بُرٍّ فكانَ ابنُ عُمَرَ يُعطِي التَّمرَ فَاَعوَزَ اَهلُ المَدِينَةِ مِنَ التَّمرِ فَاَعطَى شَعِيرًا وَكانَ ابنُ عُمَرَ يُعطِي عن الصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ حتى اِنْ كانَ يُعطِي عن بَنِيَّ وَكانَ ابنُ عُمَرَ يُعطِيهَا الَّذِينَ يَقبَلونَها وَكانوا يُعطُونَ قَبلَ الفِطرِ بِيَومٍ اَو يَومَينِ قال اَبو عَبدِ اللّٰه بَنِي يعني بَنِي نَافِعٍ قال كَانوا يُعطُونَ لِيُجمَعَ لا لِلفُقَرَاءِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر مقرر فرمایا، یا فرمایا صدقہ رمضان مقرر فرمایا مرد اور عورت اور آزاد اور غلام ہر ایک پر ایک صاع کھجور، یا ایک صاع جو کا پھر لوگوں نے گیہوں کا آدھا صاع اس کے برابر کرلیا۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ صدقہ فطر کھجور میں سے دیا کرتے تھے پھر جب مدینہ والے کھجور کے محتاج بن گئے (یعنی کھجور کم ملنے لگی) تو ابن عمرؓ جو دینے لگے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ صدقہ فطر چھوٹے اور بڑے سب کی طرف سے دیتے یہاں تک کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہر ایک کو صدقہ فطر دے دیتے جو اس کو قبول کرتا۔ (اس جملہ کا ترجمہ دو طرح سے کیا گیا ہے)

۱۔ ہر فقیر کو دے دیتے جو اس کو قبول کرتا یعنی تحقیق نہیں کرتے کہ واقعی وہ محتاج ہے یا نہیں؟

۲۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابن عمرؓ ہر عاملوں (تحصیلداروں) کو دیدیتے جو زکوۃ کی وصولی پر حاکم وقت کی طرف سے مامور ہوتے اور لوگ عید الفطر سے ایک دن یا دو دن پہلے دے دیا کرتے۔

ابوعبداللہ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ بنیّ سے مراد نافع مولی ابن عمر کے بیٹے ہیں تو نافع کی اولاد حضرت ابن عمر ہی کی کفالت میں تھی ابن عمر نافع کی اولاد کی طرف سے بھی فطرہ ادا کرتے تھے۔ "وکانوا یعطون الخ" اور لوگ ایک یا دو دن پہلے فطرہ دیتے تاکہ جمع کیا جائے یعنی عامل زکوۃ کو دیتے ازخود فقیروں کو نہیں دیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والمملوك"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کے ترجمہ سے مقصد ظاہر ہے کہ صدقہ فطر آزاد غلام سب پر ہوگا یعنی سب کی طرف سے فطرہ واجب ہے۔

اشکال: بظاہر یہ ترجمہ مکرر ہے ابھی صرف پانچ چھ باب قبل اسی مضمون کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

جواب: باب سابق سے بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا تھا کہ صدقہ فطر صرف مسلمانوں کی طرف سے واجب ہے کافر کی طرف سے نہیں۔

اور اس باب سے امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ صدقہ فطر آزاد غلام سب پر لازم ہے یعنی یہ عام ہے۔

۲۔ اس باب سے امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں غلام اور آقا میں سے صدقہ کس پر واجب ہے اور کون ادا

کرے گا؟ امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان یہ ہے کہ واجب تو غلام پر ہے لیکن ادا کرے گا آقا۔ بخاریؒ نے اس باب سے اسی مقصد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿بَابُ ٩٦١ صَدَقَةِ الفِطْرِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ﴾

قال اَبُو عَمْرٍو وَرَاى عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَجَابِرٌ وعَائِشَةُ وَطَاؤسٌ وعَطاءٌ وابنُ سِيرِيْنَ اَنْ يُزَكّٰي مَالُ اليَتِيمِ وَقال الزُّهْرِيُّ يُزَكّٰي مَالُ المَجْنُونِ .

چھوٹے اور بڑے صدقہ فطر سب پر واجب ہے (مرّبیانہ)

ابوعمرو نے کہا کہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت جابر اور حضرت عائشہ اور طاؤس اور عطا اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم اجمعین کا خیال ہے کہ یتیم کے مال میں زکوۃ (فطرہ) دی جائے گی اور امام زہری نے کہا کہ مجنون کے مال کی زکوۃ (فطرہ) دیدی جائے۔

تشریح یتیم اور مجنون مالک نصاب ہوں تو انکے ولی پر واجب ہے کہ انکی طرف سے انکے مال میں سے فطرہ ادا کرے۔ مجنون اگر مالک نصاب نہیں تو اسکے باپ پر اسکی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے۔

"یزکی" سے مراد یہاں صدقہ فطر ہے زکوۃ مراد نہیں کیونکہ فرض ہونے کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط ہے اور صدقہ فطر کے لیے عاقل بالغ ہونے کی شرط نہیں۔

۱۴۳۰﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا يَحْيىٰ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابنِ عُمَرَ قال فَرَضَ رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صَدَقَةَ الفِطْرِ صَاعًا مِن شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِن تَمْرٍ على الصَّغِيْرِ وَالكَبِيْرِ وَالحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام سب پر مقرر فرمایا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "على الصغير والكبير"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ صدقۃ الفطر چھوٹے بڑے سب پر واجب ہے۔

تشریح کبیر اگر مالدار ہے تو خود اسی پر واجب ہے۔

صغیر کے پاس اگر مال ہے تو اس کے مال میں سے ولی ادا کرے گا اور اگر مال نہیں ہے تو باپ پر ادا کرنا واجب ہے۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ المَناسِک

کتاب المناسک یہ اصیلی کی روایت ہے اور یہی لفظ ہندو پاک اور بنگلا دیش و برما کے بخاری میں ہے، نیز ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ میں بھی کتاب المناسک ہی کا لفظ ہے۔

دوسری روایت میں کتاب الحج ہے جو اکثر کتابوں میں ہے جیسے مسلم شریف اور ترمذی شریف وغیرہ میں ابواب الحج کا لفظ ہے۔ شروح بخاری مثلاً عمدۃ القاری، فتح الباری، اور ارشاد الساری وغیرہ میں بھی کتاب الحج ہی ہے۔

"مناسك" وهو جمع منسك بفتح السين و كسرها وهو المتعبد (عمدہ) یہ مصدر میمی بھی ہے اور ظرف مکان وظرف زمان۔ نسك ینسك از باب نصر عابد زاہد ہونا و الناسك العابد۔

حج : حج بکسر الحاء وفتحہا دونوں لغت ہیں وبہما قرئ فی القرآن المجید "وللّٰه على الناس حِج البيت" (سورۂ آل عمران) میں بھی دونوں قرائتیں ہیں۔ حج کے لغوی معنی قصد وارادہ کرنے کے ہیں۔ اور شرعی معنی افعال مخصوصہ کے ساتھ بیت الحرام کا قصد کرنا (عمدہ)

حج کی فرضیت حج کی فرضیت کس سنہ میں ہوئی اقوال مختلف ہیں ان اقوال میں دو قول مشہور ہیں: (۱) ۶ھ محدثین کی اکثریت کا یہی رجحان ہے جیسا کہ حافظ عسقلانیؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے۔

دوسرا قول محققین کا ہے کہ ۹ھ میں حج فرض ہوا ہے اس کے قائل امام قرطبی وعلامہ ابن قیم وقاضی عیاض وغیرہ ہیں۔ علامہ شامیؒ نے بھی یہی لکھا ہے کہ صحیح تر قول یہی ہے کہ حج ۹ھ میں فرض ہوا اور اس آیت کریمہ سے ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا حج کی فرضیت ہوئی ہے۔ اس پر تفصیل کے لیے نصر الباری جلد ہشتم ۲۷۴ باب حجۃ الوداع دیکھئے۔

۹۶۲ باب وُجُوبِ الحَجِّ وَفَضْلِهِ

وَقولِ اللّٰهِ تعالیٰ "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ البَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ العٰلَمِيْنَ.

حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ آل عمران میں) اور لوگوں پر (عاقل بالغ یعنی مکلف پر) فرض ہے اللہ کے لیے

بیت اللہ کا حج جو کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھیں، اور جس نے انکار کیا تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

۱۴۳۱﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبرَنا مَالِكٌ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سُلَيمانَ بنِ يَسَارٍ عن عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عبّاسٍ قال كانَ الفَضْلُ رَدِيْفَ رَسولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم فجاءَ تِ امرَاَةٌ مِن خَثْعَمَ فجَعَلَ الفَضْلُ يَنظُرُ اِلَيْهَا وَتَنظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ النبيُّ صلّى اللّٰه عليه وسلم يَصْرِفُ وَجْهَ الفَضْلِ اِلَى الشّقِّ الآخَرِ فقَالَتْ يا رسولَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِى الحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِى شَيْخًا كَبِيرًا لا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قال نعَمْ وَذٰلك فِى حَجَّةِ الوَدَاعِ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فضل (ابن عباسؓ حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو دیکھنے لگی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فضل کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیتے تھے اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کا فریضہ حج اس کے بندوں پر ایسے وقت میں آیا کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں کہ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ان فريضة الله على عباده فى الحج"

یعنی ترجمۃ الباب میں دو جز ہیں ایک وجوب حج یعنی حج کی فرضیت دوسرے حج کی فضیلت۔ صراحتاً تو صرف پہلے جز یعنی حج کی فرضیت کا اثبات ہے۔ البتہ فضیلت حج کا اثبات حدیث سے نہیں ہوتا ہے مگر چونکہ ہر فرض وواجب کی ادائیگی پر ثواب کا وعدہ ہے تو ضمناً فضیلت بھی ثابت ہوگئی۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۵ وياتى الحديث ص ۲۵۰، وص ۲۵۰، ايضاً ص ۲۵۰ وفى المغازى ص ۶۳۱، وص ۹۲۰ واخرجه مسلم، ابو داؤد، ترمذى و نسائى فى الحج ابن ماجه فى المناسك.

مقصد امام بخاریؒ نے ترجمہ سے مقصد بتا دیا ہے کہ حج فرض ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ حج کی فرضیت کس آیت سے ہوئی تو آیت ذکر فرمادی کہ ولله على الناس الخ.

اشکال : ایک معذور انسان جو ضعف کی وجہ سے سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہیں رکھتا تو ایسے معذور پر حج کیسے فرض ہوا؟

جواب: (۱) یہ اس وقت تندرست تھا ۹ ہجری یا ۶ ہجری میں لیکن ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر قادر نہیں رہا تو چونکہ ایجاب تو پہلے ہو چکا۔

(۲) اس مسئلہ کے اندر اختلاف ہے کہ قادر بالغیر قادر ہے یا نہیں؟ حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک وہ قادر نہیں

ہے۔ صاحبین، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک قادر ہے۔ لہٰذا ایجاب اس شخص پر اگرچہ اس حالت کے اندر ہے لیکن چونکہ قادر بالغیر ہے یعنی اس کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ دوسرے لوگوں کی مدد کے لیے ساتھ لے جا کر حج کرسکتا ہے۔ لہٰذا اس پر حج فرض ہوگیا۔

"افا حج عنه" یہ دوسرا مسئلہ ہے کہ حج بدل وہ شخص کرسکتا ہے یا نہیں جس نے پہلے اپنا حج نہیں کیا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نہیں کرسکتا۔ اور جمہور کے نزدیک مع الکراہت جائز ہے۔ یہ حدیث حنفیہ اور جمہور کی دلیل اور شوافع کے خلاف ہے کیونکہ یہاں حضور ﷺ نے یہ شرط نہیں لگائی کہ پہلے تم اپنا حج کرلو۔

﴿بابٌ ۹۶۳ قولِ اللّٰهِ تعالٰی یَاتُوكَ رِجَالاً وَعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَأتِینَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِیقٍ لِیَشهَدُوا مَنَافِعَ لَهُم فِجَاجًا الطُّرُق الوَاسِعَةُ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ حج آیت ۲۷) لوگ پیدل چل کر تیرے پاس آئیں اور سوار ہو کر دُبلے اونٹوں پر دور دراز راستوں سے تاکہ اپنے فائدے کی جگہ پر پہنچیں

"فِجَاجًا" فَجّ کی جمع ہے، فجّ کے معنی ہیں دو پہاڑوں یا پہاڑ کے دو حصوں کے درمیان چوڑا راستہ۔ اسی کو امام بخاریؒ نے بتایا کہ فجاج جو سورہ نوح میں ہے اس کے معنی کشادہ راستے کے ہیں۔

۱۴۳۲﴿ حَدَّثَنَا اَحمَدُ بنُ عِیسٰی قال حَدَّثَنَا ابنُ وَهبٍ عن یُونُسَ عنِ ابنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بنَ عبدِ اللّٰهِ بن عُمَرَ اَخبَرَهُ اَنَّ ابنَ عُمَرَ قال رَاَیتُ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یَرکَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِی الحُلَیفَةِ ثمَّ یُهِلُّ حَتّٰی تَستَوِیَ بِهٖ قَائِمَةً ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالحلیفہ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوتے دیکھا جب اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ پڑھا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة من حیث ان فیه ذکر الرکوب و ذکر الفج العمیق اما الرکوب فهو قوله یرکب راحلته واما الفج العمیق فهو ذوالحلیفة لانه لا شك ان بینها و بین مکة عشر مراحل و هو فج عمیق .

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۰۵ ویاتی ص ۲۱۰، وص ۴۰۱۔

۱۴۳۳﴿ حَدَّثَنَا اِبرَاهِیمُ بنُ مُوسٰی قال اَخبَرَنَا الوَلِیدُ قال حَدَّثَنَا الاَوزَاعِیُّ سَمِعَ

عَطَاءً يُحَدِّثُ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِی اَنَّ اِهْلَالَ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مِنْ ذِی الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ رَوَاهُ اَنَسٌ وَ ابنُ عباسٍ يعنی حديثَ اِبراهِيمَ بنَ مُوسٰی ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جب آپ ﷺ کی سواری آپ ﷺ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی۔
اس حدیث کو حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی روایت کیا۔ یعنی اسی ابراہیم بن موسیٰ کی حدیث کو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة "من حيث ان النبی صلی الله عليه وسلم قصد الحج راكبا وهو مطابق لقوله علی كل ضامر"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۵ ويأتی ص ۲۱۰، وص ۴۰۱ و مر ص ۲۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ پیدل چل کر حج کرنا افضل ہے۔ اس لیے کہ آیت مبارکہ میں راکب سے پہلے رجال یعنی پیدل کا ذکر ہے تو بخاریؒ نے رد کر دیا کہ اگر یہ افضل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ترک نہیں فرماتے۔

﴿ بَابُ الْحَجِّ عَلَى الرَّحْلِ ﴾ ۹۶۴

و قال اَبَانُ حَدَّثَنا مالِكُ بنُ دِينارٍ عَنِ القاسمِ بنِ محمّدٍ عن عائِشَةَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم بَعَثَ مَعَهَا اَخَاهَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْمَرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ وَحَمَلَهَا عَلٰی قَتَبٍ وَقال عُمَرُ شُدُّوا الرِّحَالَ فِی الحَجِّ فَاِنَّهٗ اَحَدُ الجِهَادَيْنِ وَقال محمّدُ بنُ اَبِی بَكرٍ حَدَّثَنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ قال حَدَّثَنا عَزْرَةُ بنُ ثابتٍ عن ثُمَامَةَ بْنِ عبدِ اللّٰه بنِ اَنَسٍ قال حَجَّ اَنَسٌ عَلٰی رَحْلٍ وَلَمْ يَكُنْ شَحِيْحًا وَحَدَّثَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم حَجَّ عَلٰی رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَتَهٗ .

کجاوے پر سوار ہو کر حج کرنا

اور ابان نے کہا ہم سے مالک بن دینار نے بیان کیا انھوں نے قاسم بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو ان کے ساتھ بھیجا انھوں نے تنعیم سے ان کو عمرہ کرایا اور کجاوے کی پچھلی لکڑی پر ان کو بٹھالیا اور حضرت عمرؓ نے فرمایا حج میں کجاوے باندھو اس لیے کہ حج بھی ایک جہاد ہے۔

اور محمد بن ابی بکر نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے عزرہ بن ثابت نے انھوں نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے انھوں نے کہا حضرت انسؓ نے ایک کجاوہ پر حج کیا اور وہ بخیل نہ تھے اور بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک کجاوے پر حج کیا اس پر آپ کا سامان تھا۔

۱۴۳۴﴿ حَدَّثَنَا عَمرُو بنُ عَلِيٍّ قال حَدَّثَنَا ابوعَاصِمٍ قال حَدَّثَنَا اَيمَنُ بنُ نَابِلٍ قال حَدَّثَنَا القَاسِمُ بنُ محمَّدٍ عن عائِشَةَ اَنَّها قالتْ يا رسولَ اللّٰهِ اعْتَمَرْتُمْ وَلَمْ اَعْتَمِرْ قال يا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اذْهَبْ بِأُخْتِكَ فَاَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ فَاَحْقَبَهَا عَلٰى نَاقَةٍ فاعْتَمَرَتْ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ لوگوں نے تو عمرہ کر لیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن اپنی بہن کو لے جاؤ اور تنعیم سے عمرہ کرالاؤ چنانچہ عبدالرحمٰن نے اونٹنی پر ان کو پیچھے بٹھالیا انھوں نے عمرہ کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فاحقبها" لان معناه حملها على حقيبة الرحل"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۵ تا ۲۰۶ ومر ص ۴۳، وص ۴۴ ويأتي ص ۲۱۱، وص ۲۲۳، وص ۲۳۱، وص ۲۳۲، وص ۲۴۰، وبطوله ص ۲۱۴، وص ۸۳۳، وص ۸۳۴۔

مقصد | شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں غرضه اثبات اولوية الركوب على الرحل كما كان عادته صلى الله عليه وسلم (شرح تراجم)

تشریح | "حجّ انس على رحلٍ ولم يكن شحيحا" اى بخيلا اى لم يكن تركه الهودج والاكتفاء بالقتب للبخل بل لمتابعة رسول الله صلى الله عليه وسلم (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ رحل اگر چہ معمولی ہے بہ نسبت ہودج کے لیکن حج کی عبادت عشق و محبت کا مظہر ہے اس کے اندر تنعم کے بجائے جہاں تک ہو سکے تقشف چاہیے۔

۹۶۵ ﴿ بابُ فَضْلِ الحَجِّ المَبْرُورِ ﴾

مقبول حج کی فضیلت

۱۴۳۵﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ عبدِ اللّٰه قال حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ عنِ الزُّهْرِيِّ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال سُئِلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَيُّ

الاَعْمَالِ اَفْضَلُ قال اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِه قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قال جِهَادٌ فى سَبِيْلِ اللّٰه قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قال حَجٌّ مَبْرُوْرٌ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا پھر کونسا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پوچھا گیا پھر کونسا؟ فرمایا مبرور (مقبول) حج۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قال حج مبرور"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۶ مر الحديث ص۸۔

۱۴۳۶﴿ حَدَّثَنَا عبدُ الرّحمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قال حَدَّثَنَا خالِدٌ قال اَخْبَرَنا حَبِيْبُ بنُ اَبِى عَمْرَةَ عن عائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عن عائِشَةَ اُمِّ الْمُؤمِنِيْنَ اَنَّها قالتْ يا رسولَ اللّٰه نَرَى الجِهَادَ اَفْضَلَ العَمَلِ اَفَلا نُجَاهِدُ قال لا لٰكِنَّ اَفْضَلَ الجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ ﴾

ترجمہ | ام المومنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جانتے ہیں کہ جہاد سب نیک اعمال سے افضل ہے تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا لیکن افضل جہاد حج مبرور ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "افضل الجهاد حج مبرور"

ایک نسخہ میں ہے لکنّ ترجمہ ہوگا تمہارے لیے افضل جہاد حج مبرور ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۶ ويأتى الحديث ص۲۵۰، وص۳۹۰، وص۴۰۲، وص۴۰۳۔

۱۴۳۷﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنَا سَيَّارٌ اَبُو الحَكَمِ قال سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ قال سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قال سَمِعْتُ النبىَّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَقُولُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی اللہ کے لیے حج کرے اور شہوت اور گناہ کی باتیں نہ کرے وہ ایسا پاک ہو کر لوٹے گا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "رجع كيوم ولدته امه"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد حج مبرور یعنی حج مقبول کی فضیلت بیان کرنا ہے جیسا کہ خود ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔

حج مبرور کسے کہتے ہیں؟ اقوال مختلف ہیں سب سے راجح قول یہ ہے کہ جس میں رفث، فسق اور جدال نہ ہو اور اسکی تائید باب کی تیسری اور آخری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ من حج لِلّٰه فلم يرفث ولم يفسق الى آخره.

﴿باب ۹۶۶ فَرْضِ مَوَاقِيْتِ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ﴾

حج اور عمرہ کے لیے میقاتوں کے واجب ہونے کا بیان

۱۴۳۸﴿ حَدَّثَنَا مَالِكُ بنُ اِسمَاعِيْلَ قال حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قال حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اَنَّه اَتٰى عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ فِي مُنْزِلِه وَلَهُ فُسطَاطٌ وَسُرَادِقٌ فَسَالْتُهُ مِنْ اَيْنَ يَجُوزُ اَنْ اَعْتَمِرَ قال فَرَضَهَا رَسُولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم لِاَهْلِ نَجْدٍ من قَرْنٍ وَلِاَهْلِ المَدِيْنَةِ ذَا الحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشام الجُحْفَةَ ﴾

ترجمہ زید بن جبیر نے بیان کیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ان کی قیام گاہ پر آئے ان کے لیے خیمہ لگا تھا اور قناتیں تنی تھیں زید نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ میں عمرے کا احرام کہاں سے باندھوں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (احرام کے واسطے) نجد والوں کے لیے "قرن" اور مدینہ والوں کے لے "ذوالحلیفہ" اور شام والوں کے "جحفہ" مقرر فرمایا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فرض رسول الله ؐ لاهل نجد من قرن الى آخره"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۶ ومر الحديث ص ۲۵ ويأتي ص ۲۰۷، وص ۲۰۷، وص ۲۰۷، وص ۱۰۹۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ حج ہو یا عمرہ بغیر احرام باندھے مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز نہیں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے میقات سے احرام باندھنا واجب ہے۔

تشریح "مواقیت" میقات کی جمع ہے۔ میقات وقت سے ماخوذ ہے، میقات ظرف ہے مقرر وقت۔ معین جگہ، مواقیت سے وہ مقامات و مواضع مراد ہیں جہاں آنحضرت ﷺ نے احرام باندھنا واجب فرمایا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے مکہ کے چاروں طرف کچھ حدود مقرر فرمائی ہیں جن سے آگے جانا بغیر احرام باندھے جائز نہیں اسی کو میقات کہتے ہیں۔

احرام کیا ہے؟ دو چادریں ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں حج کے اندر یہ صورت اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی دو شان ہیں ایک شان معبودیت اور دوسری شان محبوبیت۔

شان معبودیت کا مظہر نماز ہے کہ ہر طرح وہاں عجز ہی عجز ہے کبھی قیام دست بستہ، کبھی جھکنا اور کبھی زمین پر

سر رکھنا سجدہ کرنا اور کبھی تسبیح پڑھنا۔

اور شان محبوبیت کا مظہر حج ہے جیسے عشق میں کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں اسی طرح احرام میں بلا سلی چادریں ہوتی ہیں، جیسے عاشق محبوب کے گھر کا چکر لگاتا ہے اسی طرح حاجی طواف کرتا ہے جیسے عاشق پہاڑوں میں دوڑتا ہے اور کبھی جنگل چلا جاتا ہے اسی طرح حاجی سعی کرتا ہے منی، مزدلفہ و عرفات جاتا ہے، جیسے عاشق کبھی شدت عشق میں پاگل ہو کر پتھر مارتا ہے اسی طرح یہاں رمی جمرات ہے۔

غرضیکہ ہر فعل مظہر عشق ہے۔ اسی طرح سفر حج موت کی یاد ہے گھر سے نکل گئے تو میت کو بلا سلے ہوئے کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے اسی طرح حاجی بھی دو چادریں لپیٹ لیتا ہے۔ لیکن چونکہ گھر سے اس حال میں جانے میں تنگی تھی اس لیے اپنی رحمت سے ایک حد مقرر فرمائی۔ (تقریر شیخ، چہارم)

﴿بابٌ ۹۶۷ قولِ اللّٰہ تعالٰی وَتزوّدُوا فانّ خیرَ الزّادِ التّقوٰی﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں ۱۹۷) توشہ (زادراہ) لو، زادراہ کا بہترین فائدہ سوال سے بچنا ہے

۱۴۳۹﴿ حدّثنا یَحیَی بنُ بِشرٍ قال حدّثنا شَبابَۃُ عن وَرْقَاءَ عن عَمرِوبنِ دِینارٍ عن عِکرِمَۃَ عنِ ابنِ عباسٍ قال کانَ اَھلُ الیَمَنِ یَحُجُّونَ وَلاَ یَتزَوَّدُونَ وَیقولونَ نحنُ المُتوَکِّلُونَ فاِذَا قَدِمُوا مَکّۃَ سَالُوا النّاسَ فاَنزَلَ اللّٰہُ عزّ و جلّ وَتزَوَّدُوا فاِنَّ خیرَ الزّادِ التَّقوٰی رَوَاہُ ابنُ عُیَینَۃَ عن عَمرٍو عن عِکرِمَۃَ مُرسَلاً ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یمن کے لوگ حج کیا کرتے تھے اور توشہ (راہ خرچ) ساتھ نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے ہم متوکل ہیں اور جب مکہ آتے تو لوگوں سے بھیک مانگتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وتزودوا فان خیر الزاد التقوی" اس حدیث کو ابن عیینہ نے عمرو سے انھوں نے عکرمہ سے مرسلا روایت کیا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث من حیث انہ یبین سبب نزول الآیۃ التی ترجم بھا الباب.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص:۲۰۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حج کے سفر میں گھر سے زادراہ لے کر جانا چاہیے تاکہ مکہ جا کر بھیک مانگ کر خود بھی پریشانی سے بچے اور لوگوں کو بھی تکلیف نہ دے۔

سوال: یہ باب بظاہر بے محل ہے کیونکہ یہ محل تو ابواب مواقیت کا ہے۔

جواب: بالکل یہ باب برمحل ہے بخاریؒ نے اس باب سے اشارہ کیا ہے کہ تقویٰ مواقیت میں بھی ضروری ہے

یہاں تک کہ اگر کوئی میقات سے آگے بڑھ جائے تو لازم ہے کہ میقات واپس آ کر احرام باندھ کر پھر آگے بڑھے۔

حدیث مرسل: حدیث مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں کہ تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرے اور صحابی کا نام نہ لے۔

﴿ بَابٌ ۹۶۸ مُهَلِّ اَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ﴾

مکہ والے حج اور عمرہ کا احرام کہاں سے باندھیں؟

۱۴۴۰﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے (احرام باندھنے کا مقام) ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم مقرر فرمایا۔ یہ مقام ان ملک والوں کے لیے بھی ہیں اور جو دوسرے ملک والے ان پر سے گذریں ان کے لیے بھی جو حج اور عمرے کے ارادے سے آئیں اور جو ان مقاموں کے اس طرف (مکہ کی جانب) رہتا ہو وہ جہاں سے چلے وہیں سے احرام باندھے مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حتى اهل مكة من مكة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۰۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ احرام ضروری ہے بلا احرام میقات سے آگے نہ بڑھیں قاله الكرمانى، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ليس غرضه ماذكره الكرمانى وانما غرضه بيان مهل اهل مكه (عمدہ) یعنی مقصد یہ ہے کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

ایک شبہ کا ازالہ حتى اهل مكة من مكة سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرے کے لیے بھی مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں مگر یہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ مکے والے مکے کے بجائے عمرہ کے لیے تنعیم سے احرام باندھیں یا کسی اور جگہ سے جو حدود حرم سے باہر ہو مگر تنعیم سے عمرے کا

احرام افضل ہے۔

امام بخاریؒ اور ظاہریہ کا مسلک یہ ہے کہ مکی حضرات عمرہ کے لیے بھی مکہ سے احرام باندھیں، مگر جمہور کے نزدیک حل سے باندھا جائے گا دلیل صاف ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو احرام باندھنے کے لیے ان کے بھائی عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم بھیجا۔

﴿بَابُ ۹۶۹ مِيقَاتِ اَهْلِ الْمَدِينَةِ ولا يهلوا قبل ذى الحليفة﴾

مدینہ والوں کی میقات، وہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچنے سے پہلے احرام نہ باندھیں

تشریح اسحاق اور داؤد ظاہریؒ کے نزدیک میقات سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں ہے یہی امام بخاریؒ کا بھی مذہب ہے لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک درست ہے۔

۱۴۴۱﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنَا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشام مِنَ الْجُحْفَةِ واَهْلُ نَجْدٍ مِن قَرْنٍ قال عبدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِى اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے، حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا مجھ کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يهل اهل المدينة من ذى الحليفة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۶ ومرّ الحديث ص ۲۵ ويأتى ص ۲۰۷، وص ۱۰۹۱

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ مدینہ والے ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھیں۔ ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ ان مواقیت سے قبل احرام باندھنا ناجائز ہے ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے۔

﴿بَابُ ۹۷۰ مُهَلِّ اَهْلِ الشام﴾

شام والوں کا مقام احرام (یعنی شام والے کہاں سے احرام باندھیں)

۱۴۴۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَمْرِو بنِ دِينارٍ عن طاوُسٍ عن ابنِ عباسٍ

قال وَقَّتَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لِاَهْلِ المَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ المَنازِلَ وَلِاَهْلِ اليَمَنِ يَلَمْلَم فهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كانَ يُرِيْدُ الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ اَهْلِهِ وَكَذَاكَ حتى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن المنازل اور یمن والوں کے لیے یلملم (میقات) مقرر فرمایا۔ یہ مواقیت ان ملک والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے بھی جو دوسرے ملکوں سے ان پر ہوکر آئیں جو حج اور عمرے کی نیت رکھتے ہوں اور جو لوگ ان کے اِدھر رہتے ہوں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں اسی طرح مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولاهل الشام الجحفة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۰۶ وياتي ص ۲۰۷، وص ۲۴۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے کہ شام والوں کا مقام احرام (یعنی میقات) جحفہ ہے۔

﴿ باب ۹۷۱ مُهَلِّ اَهْلِ نَجْدٍ ﴾

نجد والوں کا مقام احرام، یعنی نجد والے احرام کہاں سے باندھیں؟

۱۴۴۳﴿ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قال حَدَّثَنا سُفْيانُ قال حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عن سَالِمٍ عن اَبِيْهِ قال وَقَّتَ النبيُّ صلی اللّٰه علیه وسلم ح وَحَدَّثَنِي اَحْمَدُ قال حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن سَالِمِ بنِ عبدِ اللّٰه عن اَبِيْهِ قال سَمِعْتُ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يقولُ مُهَلُّ اَهْلِ المَدِيْنَةِ ذُو الحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الجُحْفَةُ وَاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قال ابنُ عُمَرَ زَعَمُوا اَنَّ النبيَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال وَلَمْ اَسْمَعْهُ وَمُهَلُّ اَهْلِ اليَمَنِ يَلَمْلَمُ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرمار ہے تھے کہ مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے مَهْيَعَه یعنی جحفہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں ابن عمرؓ نے کہا لوگ کہتے تھے میں نے خود نہیں سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اور یمن والے یلملم

سے احرام باندھیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "واهل نجد قرن"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۷ و مر الحديث ص ۲۵ و یاتی ص ۲۰۷، وص ۱۰۹۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے بتانا چاہتے ہیں کہ سب کے لیے احرام کی جگہ آقائے کائنات ﷺ نے متعین و مقرر فرمادی۔ اب نہ کوئی میقات سے پہلے احرام باندھے اور نہ ہی میقات سے بغیر احرام آگے بڑھے۔ چنانچہ اس باب میں بتایا کہ نجد والے "قرن" سے احرام باندھیں۔

﴿ بَابٌ ۹۷۲ مُهَلِّ مَنْ كَانَ دُونَ الْمَوَاقِيْتِ ﴾

اور جو لوگ میقات کے ادھر (یا ورے) رہتے ہوں

۱۴۴۴ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَمْرٍو عن طاؤسٍ عن ابنِ عبّاسٍ اَنَّ النبیّ صلی الله عليه وسلم وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِن غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيْدُ الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمِنْ اَهْلِهِ حتى اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يُهِلّوْنَ مِنْهَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میقات) مقرر فرمایا مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور یمن والوں کے لیے یلملم اور نجد والوں کے لیے قرن تو یہ مقام ان ملک والوں کے لیے ہیں اور باہر والوں کے لیے بھی جو ان پر سے ہو کر گزریں اور وہ لوگ حج اور عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں اور جو لوگ ان کے اس طرف رہتے ہوں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے احرام باندھیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فمن كان دونهن"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۷ و یاتی ص ۲۰۷ وص ۲۴۹۔

مقصد | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں کے مقام احرام کو بتانا ہے جن کا گھر میقات اور مکہ مکرمہ کے درمیان ہو وہ کہاں احرام باندھیں؟ تو بخاریؒ نے بتایا کہ "فمن اهله"

لیکن حنفیہ کے نزدیک حرم سے باہر حل سے احرام باندھیں فلا يدخل الحرم الا محرماً۔

مزید وضاحت کے لیے شامی وغیرہ دیکھئے۔

﴿ باب ۹۷۳ مُهَلِّ اَهْلِ اليَمَنِ ﴾

یمن والوں کا مقام احرام (یعنی یمن والے کہاں سے احرام باندھیں؟)

۱۴۴۵﴿ حَدَّثَنا مُعَلَّى بنُ اَسَدٍ قال حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ طاوُسٍ عن اَبِيْهِ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَقَّتَ لِاَهْلِ المَدِيْنَةِ ذَا الحُلَيْفَةِ ولِاَهْلِ الشامِ الجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ المَنازِلِ وَلِاَهْلِ اليَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لِاَهْلِهِنَّ وَلِكُلِّ آتٍ عَلَيْهِنَّ مِن غَيْرِهِمْ مِمَّنْ اَرادَ الحَجَّ وَالعُمْرَةَ فَمَنْ كانَ دُونَ ذٰلِكَ فمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حتى اَهْل مكة مِنْ مَكَّةَ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میقات) مقرر فرمایا مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ اور شام والوں کے لیے جحفہ اور نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم، اور یہ مواقیت ان ملک والوں کے لیے ہیں اور ان غیر ملک والوں کے لیے بھی جو ادھر سے گزریں اور وہ حج یا عمرے کا قصد رکھتے ہوں پھر جو لوگ ان مقاموں سے ادھر رہتے ہوں وہ جہاں سے چلیں وہیں سے احرام باندھیں حتی کہ مکہ والے مکہ سے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولاهل اليمن يلملم"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۷ وياتى ص ۲۰۷، وص ۲۴۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد تو واضح ہے کہ یمن والوں کا مقام احرام بتانا مقصود ہے کہ یلملم ہے قال ابن حزم هو جنوب مكة ومنه الى مكة ثلاثون ميلا (عمدہ) یلملم ایک پہاڑ ہے جو مکہ سے تیس میل جانب جنوب ہے۔

ہندوستانیوں کے لیے بھی میقات یلملم ہے چنانچہ جب تک پانی کے جہاز سے حج کے لیے جاتے تھے تو جدہ پہنچنے سے ایک روز قبل یلملم کے محاذات میں اہل ہند احرام باندھتے تھے، لیکن اب ہوائی جہاز سے جدہ جانا ہوتا ہے جو دلی سے صرف ساڑھے چار گھنٹے میں جدہ پہنچا دیتا ہے اس لیے اکثر حضرات دلی ہی سے احرام باندھ لیتے ہیں اور بلاشبہ اسی میں سہولت ہے۔

﴿ باب ۹۷۴ ذَاتُ عِرقٍ لِاَهْلِ العِراقِ ﴾

عراق والوں کیلئے میقات ذات عرق ہے (یعنی عراق والے ذات عرق سے احرام باندھیں)

۱۴۴۶﴿ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ قال حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ نُمَيْرٍ قال حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللّٰهِ عن

نافع عن عبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ قال لَمّا فُتِحَ ھذانِ المِصْرَانِ اَتَوا عُمَرَ فقالوا یا اَمِیْرَ المُؤمِنِیْنَ اِنَّ رَسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حَدَّ لِاَھْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَھُوَ جَوْرٌ عن طَرِیْقِنَا وَاِنَّا اِنْ اَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَیْنَا قال فَانْظُرُوا حَذْوَھَا مِن طَرِیْقِکُمْ فَحَدَّلَھُمْ ذَاتَ عِرْقٍ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا جب یہ دونوں شہر (بصرہ اور کوفہ) فتح ہو گئے تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا امیر المؤمنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لیے "قرن" حد باندھی ہے (میقات مقرر فرمایا ہے) اور وہ ہمارے راستے سے ہٹا ہوا ہے اور اگر ہم قرن جائیں تو ہم پر شاق ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اس کے برابر کوئی دوسرا مقام اپنے راستہ میں بتاؤ پھر ذات عرق ان لوگوں کے لیے مقرر کر دیا۔

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ مقام اپنی رائے اور اجتہاد سے مقرر کیا، مگر حضرت جابرؓ کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عراق والوں کا میقات ذات عرق مروی ہے گو اس کے مرفوع ہونے میں شک ہے۔

ابوداؤد اور نسائی نے باسناد صحیح حضرت عائشہؓ سے روایت ذکر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق والوں کے لیے ذات عرق مقرر کیا پس حضرت عمرؓ کا اجتہاد حدیث کے مطابق پڑا۔ واللہ اعلم

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فحد لهم ذات عرق"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۷۔

﴿بابٌ الصَّلٰوةِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ﴾ ۹۷۵

ذوالحلیفہ میں (احرام باندھتے وقت) نماز پڑھنا

۱۴۴۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَاخَ بِالبَطْحَاءِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَصَلّٰی بِھَا وکان عبدُ اللّٰہِ بنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے پتھریلے میدان میں اپنی اونٹنی بٹھائی اور وہاں نماز پڑھائی (یعنی احرام کا دوگانہ ادا کیا) اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصلی بها ای بذی الحليفة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۷ ومر ص ۷۰ ويأتی ص ۲۴۲۔

مقصد اس باب میں نسخ بخاری مختلف ہیں ہمارے نسخے میں باب الصلوة بذی الحلیفه ہے دوسرا حاشیہ کا نسخہ ہے باب من اناخ بالبطحاء وصلی بذی الحلیفه اور بعض نسخوں میں باب بلاترجمہ ہے جیسا کہ شروح بخاری عمدۃ القاری اور کرمانی وغیرہ میں ہے۔ متن کے نسخے کے مطابق جس کو علامہ ابن بطال نے ترجیح دی ہے امام بخاریؒ کی غرض اس اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ جس صلوٰۃ کے بعد احرام باندھنا مستحب ہے آیا فرض کے بعد بھی کافی ہے یا احرام باندھنے کے لیے مستقل دو رکعت نفل پڑھے۔

اور اگر حاشیہ کا نسخہ ہو تو پھر امام بخاریؒ کی غرض اس اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان لوگوں کے قول کو ترجیح دینا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مستقل دو رکعت نفل بہ نیت احرام پڑھے۔ باب کی روایت اسی حاشیہ کے نسخہ کے زیادہ موافق ہے۔

اور اگر باب بلاترجمہ ہو تو پھر اسکو باب سابق سے کوئی تعلق ہونا چاہیے؟ اور تعلق یہ ہے کہ سابق میں مواقیت بیان فرمائے گئے ہیں اور اس باب سے یہ بیان فرماتے ہیں کہ ان مواقیت میں نماز پڑھنی چاہیے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے ذوالحلیفہ میں پڑھی۔

۹۷۶ ﴿بَابُ خُرُوجِ النبيِّ ﷺ علىٰ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ﴾

نبی اکرم ﷺ کا شجرہ پر سے گزر کر جانا

ذوالحلیفہ کے قریب شجرہ ایک درخت تھا آنحضرت ﷺ اسی راہ سے آتے اور جاتے تھے اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے۔

۱۴۴۸﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ المُنْذِرِ قال حَدَّثَنَا اَنَسُ بنُ عِيَاضٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ عن نافِعٍ عن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كانَ يَخرُجُ مِن طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طرِيقِ المُعَرَّسِ وَاَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم كانَ اِذَا خَرَجَ اِلىٰ مَكَّةَ يُصَلِّي فى مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَاِذَا رَجَعَ صَلّٰى بِذِى الحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الوَادِى وَبَاتَ حتّٰى يُصبِحَ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے راستے سے (مدینہ سے) روانہ ہوا کرتے اور معرس کے راستے سے مدینہ میں آتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھا کرتے اور جب لوٹ کر آتے تو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے بطن وادی میں (یعنی نالے کی نشیب میں) اور صبح تک وہیں رات گذار لیتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "كان يخرج من طريق الشجرة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۷ ومرّ الحديث ص ۲۰۷ ویاتی ص ۲۴۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے کیا ہے؟ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "قال ابن بطال كان صلى الله عليه وسلم يفعل ذلك كما يفعل فی العيد يذهب من طريق ويرجع من اخرىٰ (فتح)

جیسا کہ حدیث باب سے ظاہر ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہوتے تو ذوالحلیفہ میں جہاں شجرہ ہے قیام فرماتے اور نماز پڑھتے پھر مکہ مکرمہ کی طرف آگے بڑھتے اور واپسی میں یعنی مکہ معظمہ سے مدینہ واپس تشریف لاتے تو ذوالحلیفہ کے پاس بطن وادی (یعنی ذوالحلیفہ سے نشیب نالہ) میں اترتے اور وہاں رات گذارتے پھر صبح کو مدینہ منورہ تشریف لے جاتے۔

اسی جگہ کو معرّس کہتے ہیں یہ تعریس سے اسم ظرف ہے تعریس کے معنی ہیں رات کے آخری حصہ میں اترنے منزل کرنے کے ہیں یہ جگہ ذوالحلیفہ کی مسجد کے نشیب میں ہے اور بہ نسبت ذوالحلیفہ مدینہ سے زیادہ قریب ہے۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی روشنی میں داخل مدینہ ہوتے سنت یہی ہے کہ مسافر جب کسی ملک سے واپس آئے تو دن کو اپنے گھر میں داخل ہو اگر راستے میں رات ہو تو رات کو وہیں ٹھہر کر صبح کو گھر جائے۔

﴿ بَابٌ ۹۷۷ قولِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم العَقِيقُ وَادٍ مُبَارَكٌ ﴾

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد کہ عقیق مبارک وادی ہے (یعنی عقیق کا نالہ برکت والا نالہ ہے)

۱۴۴۹ ﴿ حَدَّثَنا الحُمَيْدِيّ قال حَدَّثَنا الوَلِيْدُ وَبِشْرُ بنُ بَكْرٍ التِّنِّيسِيُّ قالا حَدَّثَنا الاَوْزَاعِيُّ قال حَدَّثَنا يَحْيٰى قال حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ اَنَّهُ سَمِعَ بْنَ عَبَّاسٍ يقولُ اِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ يقولُ سَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم بِوَادِي العَقِيقِ يَقولُ اَتانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِن رَّبِّي فقال صَلِّ فِي هٰذَا الوَادِي المُبَارَكِ وَقُل عُمْرَةٌ فی حَجَّةٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وادی عقیق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے آج رات میرے پروردگار کی جانب سے ایک آنے والا (جبرئیلؑ) میرے پاس آیا اور کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھیئے اور کہہ دیجئے کہ عمرہ حج میں شریک ہوگیا۔ (مطلب یہ ہے کہ حج کے ساتھ عمرہ کی نیت کر لینا یعنی حج قران درست ہے و قیل آپ حج کے ساتھ عمرہ کا بھی احرام باندھ کر قران کر لیجئے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "الوادی المبارك"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۷ تا ۲۰۸ ویاتی ص ۳۱۴، وص ۱۰۹۱، ابوداؤد فی الحج، ص: ۲۵۰، وابن ماجہ فی الحج۔

۱۴۵۰﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ اَبِی بَکر قال حَدَّثَنا فُضَیلُ بنُ سُلَیمَانَ قال حَدَّثَنا مُوسٰی بنُ عُقبَۃَ قال حَدَّثَنا سَالِمُ بنُ عَبدِ اللّٰه عن اَبِیهِ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَنَّهُ اُرِیَ وَهُوَ فی مُعَرَّسٍ بِذِی الحُلَیفَةِ بِبَطنِ الوَادِی قِیلَ لَهُ اِنَّكَ بِبَطحَاءَ مُبَارَکَةٍ وَقَد اَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ یَتَوَخَّی المُنَاخَ الَّذِی کَانَ عَبدُ اللهِ یُنِیخُ یَتَحَرّٰی مُعَرَّسَ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وَهُوَ اَسفَلُ مِنَ المَسجِدِ الَّذِی بِبَطنِ الوَادِی بَینَهُم وَبَینَ الطَّرِیقِ وَسَطٌ مِن ذٰلِكَ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ ﷺ جب ذوالحلیفہ کے قریب بطن وادی (نالہ کے نشیب میں) معرس میں تھے دکھایا گیا آپ سے کہا گیا کہ آپ برکت والے میدان میں ہیں موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ سالم نے ہمارے ساتھ تلاش کر کے اسی جگہ اونٹ کو بٹھایا جہاں اس کے والد حضرت عبداللہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑاؤ کو ڈھونڈھ کر اونٹ بٹھاتے تھے یہ جگہ اس مسجد کے نیچے ہے جو نالے کے نشیب میں ہے اترنے والوں اور راستے کے درمیان بیچوں بیچ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "انك ببطحاء مباركة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۸ ومر الحديث مختصراً ص ۷۰ ویاتی ص ۳۱۴، وص ۱۰۹۱، مسلم اول ص ۴۳۵۔

مقصد شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قوله قل عمرة فی حجة معناه اهل بهذين النسيكين على خلاف ما اعتاد به اهل الجاهلية من عدم تجويز الاعتمار فی اشهر الحج (شرح تراجم)

مطلب یہ ہے کہ بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ۱۰ھ میں جو حج ادا فرمایا، آپ ﷺ قارن تھے اور آپ ﷺ نے قران کا احرام باندھا یہ وحی الٰہی کے ذریعہ احرام تھا کیونکہ حضرت جبرئیلؑ کی شان یہ ہے یفعلون ما یؤمرون بغیر حکم خداوندی کچھ نہیں کرتے۔ حنفیہ قران کو افضل کہتے ہیں ان کی یہ زبردست دلیل ہے۔ واللہ اعلم

﴿بابُ ۹۷۸ غَسلِ الخَلُوقِ ثَلاثَ مَرّاتٍ مِنَ الثِّیابِ﴾

اگر کپڑوں میں خوشبو لگی ہو تو احرام باندھنے سے پہلے تین بار دھوڈالنا

۱۴۵۱﴿ حَدَّثَنا محمَّدٌ قال حَدَّثَنا اَبُو عَاصِمٍ النَّبِیلُ قال اَخبَرَنا ابنُ جُرَیجٍ قال اَخبَرَنِی

عَطاءٌ اَنَّ صَفوَانَ بنَ يَعلٰى اَخبَرَهُ اَنَّ يَعلٰى قال لِعُمَرَ اَرِنِی النبیَّ صلی الله عليه وسلم حِينَ يُوحٰى اِلَيهِ قال فَبَينَما النبیُّ صلی الله عليه وسلم بِالجِعرَّانَةِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِن اَصحَابه جَاءَ هُ رَجُلٌ فقال يا رسولَ الله كَيفَ تَرٰى فی رَجُلٍ اَحرَمَ بِعُمرَةٍ وهو مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَسَكَتَ النبیّ صلی الله عليه وسلم سَاعَةً فَجاءَ هُ الوَحیُ فَاَشارَ عُمَرُ اِلٰى يَعلٰى فَجاءَ يَعلٰى وعلٰى رسولِ الله صلی الله عليه وسلم ثوبٌ قَد اُظِلَّ به فَاَدخَلَ رَاسَه فَاِذَا رَسُولُ الله صلی الله عليه وسلم مُحمَرُّ الوَجهِ وَهُو يَغِطُّ ثم سُرِّیَ عَنه فقال اَينَ الذی سَاَلَ عن العُمرَةِ فَاُتِیَ بِرَجلٍ فقال اغسِلِ الطِّيبَ الذی بِكَ ثلاثَ مَرّاتٍ وَانزِعْ عَنكَ الجُبَّةَ وَاصنَعْ فی عُمرَتِكَ كَمَا تَصنَعُ فی حَجّكَ فقلتُ لِعَطَاءٍ اَرَادَ الاِنقَاءَ حِينَ اَمَرَهُ اَن يَغسِلَ ثَلاثَ مَرّاتٍ فقال نَعَم﴾

ترجمہ صفوان بن یعلیٰ نے خبر دی کہ یعلیٰ نے حضرت عمرؓ سے کہا مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھانا جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہو، صفوان نے بیان کیا کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے کئی اصحاب بھی تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں ایک شخص نے عمرے کا احرام باندھا اور وہ خوشبو میں لت پت ہو یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھڑی خاموش رہے اتنے میں آپ ﷺ پر وحی آنے لگی تو حضرت عمرؓ نے یعلیٰ کو اشارہ کیا تو یعلیٰ آئے اور (دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کپڑا سب طرف سے گھیر دیا گیا ہے یعلیٰ نے اپنا سر کپڑے کے اندر کیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور سرخ ہو رہا ہے اور خراٹے جیسی آواز نکل رہی ہے پھر یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرے کے بارے میں پوچھا تھا اس شخص کو لایا گیا تو فرمایا جو خوشبو تیرے ساتھ لگی ہے (کپڑے میں ہو یا بدن میں) تین مرتبہ دھو ڈال اور جبہ اتار ڈال اور حج میں جن باتوں سے پرہیز کرنا ہے عمرے میں بھی کرو۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو تین بار دھونے کا حکم دیا اس سے یہ مقصد ہے کہ خوب صفائی ہو جائے تو انھوں نے کہا ہاں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "واغسل الطيب الذی بك ثلاث مرات"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۸ ويأتی الحديث ص ۲۴۱، وص ۲۴۹، وفی المغازی ص ۶۲۰، وص ۷۴۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے حدیث پاک کی شرح ہے یا یوں کہا جائے کہ حدیث میں ایک اشکال ہوتا تھا اس کا ازالہ مقصود ہے۔

حدیث پاک میں ہے "هو متضمخ بطيب" ہو کا مرجع وہ عمرہ کرنے والا سائل ہے تو معلوم ہوا کہ خوشبو اس سائل کے بدن میں تھی حدیث میں کپڑے کی خوشبو کا ذکر نہیں ہے تو اب اشکال یہ ہے کہ پھر امام بخاریؒ ترجمہ میں من الثیاب کہاں سے لائے؟

جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے عادت شریفہ کے مطابق دوسرے طرق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں ہے "عليه قميص فيه اثر صفرة" نیز عام طور پر عادت بھی یہی ہے کہ خوشبو کپڑے میں استعمال کی جاتی ہے اس لیے بخاریؒ نے اس ترجمہ سے بتلایا کہ اس سائل کے کپڑے کی خوشبو دھونے کا حکم دیا گیا۔

مذاہب ائمہ احرام کے وقت ایسی خوشبو جس کا جرم بعد الاحرام باقی ہو مطلقاً ممنوع ہے امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک خواہ کپڑے میں ہو یا بدن میں۔

(۲) مطلقاً مباح ہے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک سواء کان علی البدن او علی الثوب۔

(۳) امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ مباح علی البدن دون الثیاب امام بخاریؒ کا میلان اسی طرف ہے یعنی اس مسئلے میں بخاریؒ نے امام اعظمؒ کی موافقت کی ہے۔ واللہ اعلم

﴿بَابُ ۹۷۹ الطِّيْبِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ وَمَا يَلْبَسُ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُحْرِمَ وَيَتَرَجَّلُ وَيَدَّهِنُ﴾

وَقَالَ ابنُ عباسٍ يَشَمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ وَيَنْظُرُ فِى الْمِراةِ وَيَتَدَاوٰى بِمَا ياكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَطاءٌ يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ وَطَافَ ابنُ عُمَرَ وَهُوَ محرِمٌ وَقَدْ حَزَمَ عَلٰى بَطْنِهِ بِثَوبٍ وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بِالتُّبَّانِ بَاسًا قال اَبُو عبدِ اللّٰهِ تَعْنِي لِلَّذِينَ يَرْحَلُونَ هَودَجَهَا۔

احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا اور جب احرام کا ارادہ کرے تو کپڑے پہنے، کنگھی کرے اور تیل لگائے

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا محرم خوشبودار پھول سونگھ سکتا ہے اور آئینہ دیکھ سکتا ہے اور جن چیزوں کو کھا سکتا ہے جیسے تیل اور گھی وغیرہ ان سے دوا بھی کر سکتا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا انگوٹھی پہن سکتا ہے اور ہمیانی باندھ سکتا ہے اور حضرت ابن عمرؓ احرام کی حالت میں طواف کر رہے تھے اور ان کے پیٹ پر کپڑا بندھا ہوا تھا اور

حضرت عائشہؓ نے جانگیہ پہننا جائز رکھا، امام بخاریؒ نے کہا ان لوگوں کے لیے جوان (یعنی عائشہؓ) کا ہودہ اٹھا کر اونٹ پر رکھا کرتے تھے۔

۱۴۵۲﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنا سُفيانُ عن مَنْصورٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ قال كانَ ابنُ عُمَرَ يَدَّهِنُ بالزَّيْتِ فَذَكَرْتُه لِإبْراهِيْمَ فقال ما تَصْنَعُ بِقَولِه حَدَّثَنِي الأَسْوَدُ عن عائِشَةَ قالتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيْبِ فِي مَفَارِقِ رَسولِ اللّهِ صلى اللّه عليه وسلم وَهُوَ مُحْرِمٌ ﴾

ترجمہ سعید بن جبیر نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ (احرام باندھتے وقت) زیتون کا تیل لگاتے تھے (بغیر خوشبو کے سادہ تیل) منصور نے کہا کہ میں نے اس کا ذکر ابراہیم نخعیؒ سے کیا تو ابراہیم نے کہا تو ابن عمر کی بات کو کیا کرے گا مجھ سے تو اسود نے حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگوں میں مشک خوشبو کی چمک حالانکہ آپ ﷺ احرام کی حالت میں تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث من حيث ان وبيص هذا الطيب كان من الطيب الذى تطيب به صلى الله عليه وسلم عند ارادة الاحرام .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۸ ومر الحديث ص ۴۱ وياتى ص ۸۷۷، واخرجه مسلم فى الحج عن قتيبة واخرجه ابوداؤد فى الحج عن محمد بن الصباح .

۱۴۵۳﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّهِ بْنُ يُوسُفَ قال أَخْبَرَنا مَالِكٌ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ القاسِمِ عن أَبِيْهِ عن عائِشَةَ زَوْجِ النبيِّ صلى اللّه عليه وسلم قالتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسولَ اللّه صلى اللّه عليه وسلم لِإحْرَامِهِ حِيْنَ يُحْرِمُ وَلِحِلِّه قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالبَيْتِ ﴾

ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو لگاتی اور جب آپ ﷺ احرام کھول ڈالتے طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگاتی۔

تشریح ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو چار کام ہیں سب سے پہلے رمی جمرہ پھر قربانی اس کے بعد حلق یا قصر سے فراغت پر عورتوں کے سوا سب چیزیں درست ہو جاتی ہیں اور طواف زیارت کے بعد عورت سے صحبت کرنا بھی جائز ہو جاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كنت اطيب رسول الله صلى الله عليه وسلم لاحرامه"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۸ وياتى الحديث ص ۲۳۶، وص ۸۷۷، وص ۸۷۸، وص ۸۷۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت خوشبو کا استعمال جائز ہے جب کہ کپڑے پر نشان احرام باندھنے کے بعد نہ رہے۔

﴿ بَابٌ ۹۸۰ مَنْ اَهَلَّ مُلَبِّدًا ﴾

جو شخص بالوں کو جما کر احرام باندھے

۱۴۵۴﴿ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قال اَخْبَرَنا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عن سالِمٍ عن اَبِيهِ قال سَمِعْتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يُهِلُّ مُلَبِّدًا ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک کہتے ہوئے اس حالت میں سنا کہ گوند سے بال جمائے ہوئے تھے۔

(احرام باندھتے وقت اس خیال سے کہ بال پریشان و منتشر نہ ہوان میں گرد وغبار زیادہ نہ سمائے کسی گوند یا خطمی یا اور کسی لعاب دار تیل سے بالوں کو جمالے۔ عربی زبان میں اس کو تلبید کہتے ہیں)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۸ ویاتی ص ۲۱۰، وص ۸۷۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمہ سے ظاہر ہے کہ بالوں میں کوئی ایسا تیل یا خطمی احرام کے وقت لگالے تاکہ بال منتشر نہ ہوں، جائز ہے۔

﴿ بَابٌ ۹۸۱ الإِهْلَالِ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِى الحُلَيْفَةِ ﴾

ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس احرام باندھنا

۱۴۵۵﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ الله قال حَدَّثَنا سُفيانُ قال حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ قال سَمِعْتُ سَالِمَ بنَ عَبدِ الله قال سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عن سالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ اَنّه سَمِعَ اَبَاهُ يقولُ مَا اَهَلَّ رَسولُ اللهِ ﷺ اِلّا مِن عِندِ المَسْجِدِ يَعْنِى مَسْجِدَ ذِى الحُلَيْفَةِ ﴾

ترجمہ | سالم بن عبداللہ سے روایت ہے انھوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے پاس یعنی ذوالحلیفہ ہی کی مسجد سے احرام باندھا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ما اهل رسول الله صلى الله عليه

وسلم الا من عند المسجد یعنی مسجد ذی الحلیفة"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۱۸ اخرجه مسلم فی الحج والترمذی فی الحج واخرجه ابو داؤد فی المناسك.

مقصد اس میں اختلاف ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کہاں سے احرام باندھا؟

حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد احرام باندھا اور مالکیہ وشافعیہ کے نزدیک مسجد سے باہر نکل کر اونٹنی پر سوار ہونے کے بعد احرام باندھا۔

ور صحابہ کی بڑی جماعت کی رائے یہ ہے کہ جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدا پر چڑھے اسی وقت احرام باندھا۔

حنفیہ وحنابلہ حضرت ابن عباسؓ کی مفصل روایت سے استدلال کرتے ہیں جو ابوداؤد کے اندر ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے نماز پڑھنے کے بعد فوراً باندھا ہے اور پھر باہر تشریف لائے تو اونٹنی پر چڑھنے کے بعد پھر تلبیہ پڑھا اور پھر جب بیدا پر چڑھے تو وہاں پھر تلبیہ پڑھا اب جو لوگ مسجد میں تھے انھوں نے یہ نقل کیا کہ مسجد میں باندھا اور جو لوگ مسجد سے باہر تھے وہ کہتے ہیں کہ اونٹنی پر چڑھنے کے بعد احرام باندھا اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے بڑھے اور بیدا پر چڑھ گئے وہاں تلبیہ پڑھا تو وہاں کے حاضرین میں سے جس نے سنا تو اس نے یہ نقل کر دیا کہ آپ ﷺ نے بیدا پر احرام باندھا۔

حضرت ابن عباسؓ نے جو ارشاد فرمایا وہ بالکل قرین قیاس ہے اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ ہبوط اور نزول کے وقت تلبیہ پڑھتے تو آپ جب ناقہ پر سوار ہوئے اس وقت بھی پڑھا اور جب بیدا پر چڑھے اس وقت بھی پڑھا اور چونکہ مجمع کثیر تھا، سوا لاکھ آدمی تھے الی آخرہ۔

امام بخاریؒ ان لوگوں پر رد کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدا سے احرام باندھا۔
(تقریر بخاری حضرت شیخ الحدیثؒ)

﴿بَابُ مَالا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ﴾ [۹۸۲]

محرم کے لیے کون سے کپڑے پہننا درست نہیں ہے؟

۱۴۵۶﴿ حَدَّثَنا عبد اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنّ رَجُلاً قال يَارسولَ اللّٰه ما يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قال رسولُ اللّٰه صلى

اللّٰه عليه وسلم لا يَلْبَسُ القَمِيْصَ وَلَا العَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلاتِ وَلَا البَرَانِسَ وَلَا الخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا تَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ اَوْوَرْسٌ قال ابوعبدِ اللّٰه يَغْسِلُ المُحْرِمُ رَاسَهُ وَلَا يَتَرَجَّلُ وَلَا يَحُكُّ جَسَدَهُ وَيُلْقِي القَمْلَ مِن رَاسِهِ وَجَسَدِهِ فِي الاَرْضِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ محرم کون کون سا کپڑا پہنے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتا نہ پہنے اور نہ عمامہ اور نہ پائجامہ اور نہ ٹوپیاں اور نہ موزے، مگر کسی کو جوتیاں نہ ملیں تو وہ موزے کو کعب کے نیچے سے کاٹ کر پہن لے اور احرام میں ایسے کپڑے بھی مت پہنو جس میں زعفران یا ورس لگی ہو۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور کنگھی نہیں کرے گا اور اپنا بدن بھی نہیں کھجلائے گا اور جوئیں اپنے سر اور بدن سے زمین پر ڈال سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لا يلبس القميص الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۸ تا ۲۰۹ ومر الحديث ص ۲۵، وص ۵۳ ویاتی ص ۲۴۸، وص ۲۴۸، وص ۸۶۲، وص ۸۶۳، وص ۸۶۴، وص ۸۶۹، وص ۸۷۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتانا ہے کہ محرم کے لیے کن کن کپڑوں کا استعمال جائز نہیں۔ سوال یہ تھا کہ محرم کیا پہنے؟ اس کے جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیزیں نہ پہنے اس حکیمانہ جواب میں اختصار بھی ہے اور مخاطب کے سمجھنے میں آسانی بھی۔

تشریح | "لا يلبس القميص" قمیص سے مراد مخیط یعنی سلا ہوا کپڑا ہے خواہ کرتا ہو، یا جبہ، اور اس معنی کے لحاظ سے پائجامہ اس میں داخل ہے لیکن کرتا سے مقصد بدن کے اوپر کے حصہ کا چھپانا ہوتا ہے اس لیے اس کا وہم ہو سکتا ہے کہ شاید پائجامہ مستثنیٰ ہو اس لیے اس کو مستقل علیحدہ و لا السراویلات فرمایا۔

"و لا العمائم" عمامے اور ٹوپیوں کی ممانعت سے تغطیہ راس مراد ہے یعنی سر کھلا رہے اس لیے سر پر چادر یا رومال بھی ڈالنا ممنوع ہے۔

"و لا الخفاف" اگر کسی کے پاس نعل یعنی وہ چپل نہ ہو تو موزے کو کاٹ کر چپل کی شکل میں لا کر استعمال کرے یعنی کعب کے نیچے کاٹ دے یہاں کعب سے مراد قدم کے اوپر کا وہ جوڑ ہے جہاں چپل کا تسمہ ہوتا ہے یہاں وہ کعب مراد نہیں جو وضو میں ٹخنہ مراد ہے۔

"اسفل کعب" موزوں کا اگلا حصہ وہ ہے جو انگلیوں پر رہتا ہے تو وہی اعلیٰ ہوا اور اس کا مقابل اسفل۔

﴿ باب ۹۸۳ الرُّكُوبِ وَالْاِرْتِدَافِ فِى الْحَجِّ ﴾

حج کے سفر میں سوار ہونے اور ردیف بنانے کا بیان (یعنی جائز و درست ہے)

۱۴۵۷﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بْنُ محمَّدٍ قال حَدَّثَنا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قال حَدَّثَنِي اَبِي عن يُونُسَ الْاَيْلِيِّ عنِ الزُّهْرِيِّ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عبدِ الله عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ اُسامَةَ كانَ رِدْفَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ عَرَفَةَ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثمَّ اَرْدَفَ الفَضْلَ مِنَ المُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنىً قال فكِلاهُمَا قالَ لَمْ يَزَلِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُلَبِّي حَتى رَمٰى جَمْرَةَ العَقَبَةِ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ سے مزدلفہ تک سوار رہے، پھر مزدلفہ سے منیٰ تک آپ ﷺ نے فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا پھر ان دونوں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرۃ العقبہ پر کنکری ماری (یعنی اس وقت تلبیہ موقوف فرمایا)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۰۹ وياتى ص ۲۲۶، وص ۲۲۸۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ بمقابلہ پیدل کے سواری پر حج کرنا اور سفر حج میں ردیف بنانا درست ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔ نیز یہ کہ تلبیہ کب موقوف ہوگا۔

اشکال: اشکال یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو منیٰ روانہ کر کے فضل کو ردیف بنالیا تو پھر اسامہ نے یہ کیسے بیان فرمایا؟

جواب: اسامہ کچھ دور جا کر پھر واپس لوٹ آئے اور حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ہو گئے اس لیے دونوں نے بیان کیا کہ حضور مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے رمی جمرہ تک۔

﴿ باب ۹۸۴ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ وَالْاَرْدِيَةِ وَالْاُزُرِ ﴾

وَلَبِسَتْ عائِشَةُ الثِّيَابَ المُعَصْفَرَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ وقالَتْ لا تَلَثَّمْ ولا تَبَرْقَعْ ولا تَلْبَسْ ثَوبًا بِوَرْسٍ وَلا زَعْفَرانٍ وقال جابرٌ لا اَرَى المُعَصْفَرَ طِيبًا ولَمْ تَرَ عائِشَةُ بأسًا بالحُلِيِّ وَالثَّوبِ الاَسْوَدِ وَالمُوَرَّدِ وَالخُفِّ لِلْمَرْاَةِ وقال اِبراهِيمُ لا باسَ اَنْ يُبَدِّلَ ثِيَابَهُ .

محرم چادر اور تہبند (لنگی) اور کون کون سے کپڑے پہنے؟

اور حضرت عائشہؓ نے احرام کی حالت میں کسم سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عورت احرام کی حالت میں اپنے ہونٹ نہ چھپائے اور نہ اپنے منہ پر برقعہ ڈالے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں ورس یا زعفران لگی ہو، اور حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں کسم کو خوشبو نہیں سمجھتا، اور حضرت عائشہؓ عورت کے لیے احرام کی حالت میں زیور، کالا اور گلابی کپڑا اور موزہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں (یعنی پہن سکتی ہے) اور ابراہیمؒ نے کہا محرم احرام کی حالت میں کپڑے بدل سکتا ہے۔

۱۴۵۸﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ قال حَدَّثَنا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قال حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ قال اَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عَبَّاسٍ قالَ انْطَلَقَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ اِزَارَهُ وَرِدَاءَهُ هُوَ وَاَصْحَابُهُ فَلَمْ يَنْهَ عن شَيْءٍ مِنَ الْاَرْدِيَةِ وَالْاُزُرِ اَنْ تُلْبَسَ اِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِي تَرْدَعُ عَلَى الجِلْدِ فَاَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حتى اسْتَوٰى عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ هُوَ وَاَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بَدَنَتَهُ وَذٰلِكَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ فَقَدِمَ مَكَّةَ لِاَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ اَجْلِ بُدْنِهِ لِاَنَّه قَلَّدَهَا ثُمَّ نَزَلَ بِاَعْلٰى مَكَّةَ عِنْدَ الحَجُونِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالحَجِّ وَلَمْ يَقْرَبِ الكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حتى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهُ اَنْ يَّطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقَصِّرُوا مِنْ رُؤُسِهِمْ ثم يَحِلُّوا وَذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ امْرَاَتُهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ وَالطِّيْبُ وَالثِّيَابُ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ (حجۃ الوداع میں) نبی اکرم ﷺ مدینہ سے بالوں میں کنگھی کر کے تیل لگا کر چلے (ظہر کے بعد ہفتہ کے دن) اور اپنا تہبند پہنا اور چادر اوڑھی حضورؐ نے بھی اور آپ ﷺ کے اصحاب نے بھی آپ ﷺ نے کسی چادر اور تہبند سے منع نہیں فرمایا سوائے اس کپڑے کے جو زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا ہو اور زعفران بدن پر جھڑ رہی ہو پھر ذوالحلیفہ میں صبح کر کے اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ بیداء پر پہنچے تو تلبیہ پکارا حضور ﷺ نے بھی اور صحابہ نے بھی اور حضور ﷺ نے اپنے اونٹ کو قلادہ پہنایا اس وقت ذی قعدہ مہینے کے پانچ دن باقی تھے پھر آپ ﷺ چار ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ آ گئے (بروز یکشنبہ) آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا

ومروہ کے درمیان سعی کی اور چونکہ آپ ﷺ ہدی (قربانی کے اونٹ) ساتھ لائے تھے اونٹ کو قلادہ پہنایا تھا اس لیے احرام نہیں کھولا پھر آپ ﷺ نے مکہ کے بالائی حصہ میں حجون کے قریب قیام فرمایا اور آپ ﷺ حج کا احرام باندھے رہے اور طواف کے بعد آپ ﷺ کعبہ کے پاس نہیں گئے یہاں تک کہ عرفات سے لوٹے اور آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ بیت اللہ کا اور صفا ومروہ کا طواف کریں اس کے بعد اپنے سروں کے بال کتروالیں پھر احرام کھول دیں اور یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جن کے ساتھ ہدی یعنی قربانی کے اونٹ نہ ہوں جس کو قلادہ پہنایا ہو اور جس کے ساتھ اس کی زوجہ ہو اس کو بیوی سے صحبت کرنا اور خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا سب حلال ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فلم ينه عن شيء من الاردية والازر ان تلبس"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۹ وياتى ص ۲۲۰، وص ۲۳۳۔

مقصد اس باب کا مقصد یہ ہے کہ ملبوسات میں کس نوع کے کس قسم کے کپڑے محرم کے لیے درست ہیں تو بتلا دیا کہ چادر اور تہبند یعنی سلے ہوئے کپڑے جیسے کرتا، پائجامہ وغیرہ نہ ہوں نیز اثنار احرام میں تبدیلی چادر یا تبدیلی تہبند یعنی بغیر سلی ہوئی لنگی بالاتفاق جائز ہے۔

باقی حجۃ الوداع کی پوری تشریح وتفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی، ص: ۲۷۰۔

﴿بابٌ [۹۸۵] مَنْ بَاتَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ حتى اَصْبَحَ قاله ابنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم﴾

ذوالحلیفہ میں (مدینہ سے چل کر) صبح تک ٹھہرنا، یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

۱۴۵۹﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ قال حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنَا ابنُ جُرَيْجٍ قال حَدَّثَنِي ابنُ الْمُنْكَدِرِ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال صَلَّى النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وبِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثم بَاتَ حتى اَصْبَحَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ فلمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَاسْتَوَتْ بِهِ اَهَلَّ ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں (ظہر کی) چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر (عصر کی) دو رکعتیں پھر رات کو وہیں رہ گئے صبح کو جب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور اونٹنی

آپ ﷺ کو لے کر سیدھی ہوئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ پڑھا یعنی لبیک پکاری۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثم بات حتى اصبح بذی الحليفة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۹ و مر الحديث ص ۱۴۸، ص ۲۱۰، وص ۲۳۱، وص ۴۱۴، وص ۴۱۹۔

۱۴۶۰﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنا عبدُ الوَهَّابِ قال حَدَّثَنا اَيُّوبُ عن اَبِی قِلَابَةَ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ اَنَّ النبیَّ صلى الله عليه وسلم صَلَّى الظُّهْرَ بالمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَصَلَّى العَصْرَ بِذِی الحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ قال وَاَحْسِبُهُ بَاتَ بِهَا حتى اَصْبَحَ ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں اور عصر کی ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں (یعنی ذوالحلیفہ پہنچ کر قصر شروع کر دیا) ابوقلابہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ رات کو ذوالحلیفہ میں رہے صبح تک۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "بات بها حتى اصبح"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۰۹ و مر الحديث ص ۱۴۸ و یاتی ص ۲۱۰، وص ۲۳۱، وص ۲۳۱، وص ۲۳۱، وص ۴۱۴، وص ۴۱۹۔

مقصد شراح کے نزدیک اس باب کی غرض یہ ہے کہ دو تین میل گھر سے دور جا کر کسی جگہ ٹھہرے تو جو رفقاء پیچھے رہ گئے ہوں وہ آکر مل جائیں اور اگر کسی کا کوئی سامان رہ گیا ہو تو وہ جا کر لے آئے۔

۲ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں: "مگر چکی کا پاٹ یہ ہے کہ امام بخاری کی غرض ایک شبہ کا ازالہ کرنا ہے وہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مواقیت کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ یہ مواقیت ہیں اب شبہ یہ ہے کہ آیا پہنچتے ہی احرام باندھے یا تاخیر کر سکتا ہے؟ تو امام بخاریؒ اس کو دفع فرماتے ہیں کہ فوراً باندھنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب وہاں سے آگے چلنے لگے تو اس وقت احرام باندھے۔

﴿ بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالإِهْلَالِ ﴾ ۹۸۶

بلند آواز سے لبیک کہنا

۱۴۶۱﴿ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن اَيُّوبَ عن اَبِی قِلَابَةَ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ قال صَلَّى النبیُّ صلى الله عليه وسلم بِالمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالعَصْرَ بِذِی الحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيْعًا ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذو الحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں اور میں نے سنا کہ لوگ حج اور عمرہ دونوں کا پکار کر (یعنی بلند آواز سے) نام لے رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وسمعتهم يصرخون بهما جميعا" ای يرفعون اصواتهم بهما ای بالحج والعمرة وفيه دليل على ان النبی صلی الله عليه وسلم كان قارنا وانه افضل من التمتع والافراد.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۰۹ تا ۲۱۰ ومر الحديث ص ۱۴۸، وص ۲۰۹ ویاتی ص ۲۳۱، وص ۲۳۱، و ص ۲۳۱، وص ۴۱۴، وص ۴۱۹۔

﴿ بَابُ التَّلْبِيَةِ ﴾ ۹۸۷

لَبَّيك کا بیان

۱۴۶۲﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسولِ اللّه صلى اللّهُ عليه وسلم لَبَّيْكَ اَللّهُمَّ لَبَّيْك لَبَّيْك لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْك اِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لا شَرِيْكَ لَكَ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلبیہ یہ تھی لبيك اللّهم لبيك لبيك آخر تک" حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں بیشک تمام حمد اور نعمت سب تیرے ہی لیے ہے اور ملک تیرے ہی لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ان تلبية رسول الله صلى الله عليه وسلم لبيك اللّهمّ لبيك الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۰ ومر الحديث ص ۲۰۸ ویاتی ص ۸۷۶. واخرجه مسلم فی الحج و ايضا ابوداؤد فی الحج والنسائی فی الحج.

۱۴۶۳﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنا سُفيانُ عن الاَعْمَشِ عن عُمارَةَ عن اَبى عَطِيَّةَ عن عائِشَةَ قالتْ اِنّى لَاَعْلَمُ كيفَ كانَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم يُلَبِّى لَبَّيْكَ اَللّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ تابَعه اَبُو مُعاوِيَةَ عنِ الاَعْمَشِ وَ قال شُعْبَةُ اَخْبَرَنا سُليمانُ قال سَمِعْتُ خَيْثَمَةَ عن اَبى عَطِيَّةَ قال سَمِعْتُ عائِشَةَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں جانتی ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح لبیک کہتے تھے آپ ﷺ فرماتے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ سفیان ثوری کی طرح ابو معاویہ نے بھی اعمش سے روایت کیا اور شعبہ نے کہا ہم کو سلیمان اعمش نے خبر دی کہا میں نے خیثمہ سے سنا انھوں نے ابوعطیہ سے انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا پھر یہی حدیث بیان کی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يلبّي لبيك اللهم لبيك الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۰۔

مقصد | امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا صرف باب باندھ کر چھوڑ دیا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں هذا باب في بيان كيفية التلبية یعنی تلبیہ کے جو الفاظ حضور اقدس ﷺ سے منقول ہیں ان کا بیان کرنا مقصود ہے۔

مختصر تشریح | حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہیں حکم ہوا "اذّن في الناس بالحج" (سورہ حج) تو ابراہیم علیہ السلام نے پکارا لوگو اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے حج کو آؤ، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ پکار درحقیقت اللہ تعالیٰ کی پکار تھی اس لیے حاجی لبيك اللهم لبيك کہتا ہے۔ (حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں الخ۔)

حکم شرعی | امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک تلبیہ سنت ہے۔
(۲) امام مالکؒ کے نزدیک تلبیہ واجب ہے، اگر چھوڑ دے گا تو دَم واجب ہوگا۔
(۳) حنفیہ کے نزدیک تلبیہ رکن ہے شروع میں ایک مرتبہ اس کا پڑھنا فرض ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک تسبیح و تہلیل اور سوق ہدی وغیرہ اس کے قائم مقام ہو جائیں گے۔

﴿ باب ۹۸۸ التَّحْمِيْدِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ قَبْلَ الإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوْبِ عَلَى الدَّابَّةِ ﴾

احرام باندھتے وقت جب جانور پر سوار ہونے لگے تو لبیک سے پہلے الحمد للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر کہنا

۱۴۶۴ ﴿ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قال حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قال حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عن اَبِيْ قِلَابَةَ عن اَنَسٍ قال صَلّٰى رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم ونحنُ مَعَهٗ بِالْمَدِيْنَةِ

الظُّهرَ اَربَعًا وَالعَصرَ بِذِى الحُلَيفَةِ رَكعَتَينِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حتى اَصبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حتى استَوَتْ بِه عَلَى البَيدَاءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمرَةٍ وَاَهَلَّ الناسُ بِهِمَا فلمَّا قَدِمنَا اَمَرَ الناسَ فحَلُّوا حتى كانَ يومُ التَّروِيَةِ اَهَلُّوا بالحَجِّ قال وَنَحَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا وَذَبَحَ رَسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم بالمَدِينَةِ كَبشَينِ اَملَحَينِ قال اَبُو عبدِ اللّٰهِ قال بَعضُهُم هذا عن اَيُّوبَ عن رَجُلٍ عن اَنَسٍ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر عصر کی دو رکعتیں، پھر رات بھر وہیں رہے صبح تک پھر سوار ہوئے یہاں تک کہ اونٹنی آپ ﷺ کو لیکر بیدار پہنچی تو آپ ﷺ نے الحمد للہ کہا اور سبحان اللہ اللہ اکبر کہا پھر آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور لوگوں نے ان دونوں کا احرام باندھا (یعنی قران کیا) پھر جب ہم مکہ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا انھوں نے احرام کھول ڈالا (یعنی عمرہ کر کے احرام کھول لیا مراد وہی لوگ ہیں جو اپنے ساتھ ہدی نہیں لائے تھے) پھر آٹھویں ذی الحجہ کو لوگوں نے حج کا احرام باندھا، انسؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کو کھڑا کر کے اپنے ہاتھ نحر کیا اور مدینہ میں (عید الاضحیٰ کے دن) آپ ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھے ذبح فرمائے۔

امام بخاریؒ نے کہا بعض لوگ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں ایوب سے انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے حضرت انسؓ سے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حمد الله و سبح و كبّر"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۰ حديث انس قال صلى رسول الله ﷺ ونحن بالمدينة ، مر الحديث ص ۱۴۸، وص ۲۰۹، ويأتى ص ۲۳۱، وص ۲۳۱، وص ۲۳۱، وص ۴۱۴، وص ۴۱۹۔

قوله ونحر النبى صلى الله عليه وسلم بدنات بيده قياما ص ۲۳۱، وص ۲۳۱۔

قوله وذبح رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة كبشين املحين"

اقول يأتى هذا الحديث فى اثناء حديث فى باب من نحر بيده ص ۲۳۱ ایضا، ص ۲۳۱، وص ۸۳۳، وص ۸۳۴، وص ۸۳۵، وص ۸۳۵ وفى التوحيد ص ۱۱۰۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حاجیوں کے لیے مستحب ہے کہ اہلال یعنی تلبیہ سے پہلے یہ اوراد پڑھیں یعنی الحمد للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر۔

﴿ بَابٌ ۹۸۹ مَنْ اَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ ﴾

جب سواری سیدھی کھڑی ہو اس وقت لبیک کہنا

۱۴۶۵ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تلبیہ پڑھا جب اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة هي عين الحديث .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۰ مر الحديث ص ۲۰۵ وياتي ص ۴۰۱۔

مقصد اس باب سے بخاریؒ نے مالکیہ وشوافع کے قول کی طرف اشارہ کیا ہے اور بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ یہ بھی جائز ہے اور یہ بات اصول بخاری میں سے ہے کہ جب وہ باب من قال کذا کا ترجمہ منعقد فرماتے ہیں تو وہ ان کے نزدیک مختار نہیں ہوتا لہٰذا یہ کہا جائے گا کہ ان کا رجحان اول یعنی الاهلال عن مسجد ذی الحليفه کی طرف ہے واللہ اعلم۔

﴿ بَابٌ ۹۹۰ الْاِهْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ﴾

وَقَالَ اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ اَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَرُحِلَتْ ثُمَّ رَكِبَ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِماً ثُمَّ يُلَبِّي حَتَّى يَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ يُمْسِكُ حَتَّى اِذَا جَاءَ ذَا طُوًى بَاتَ بِهِ حَتَّى يُصْبِحَ فَاِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فَعَلَ ذٰلِكَ تَابَعَهُ اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَيُّوبَ فِي الْغُسْلِ .

قبلہ رخ ہو کر تلبیہ پڑھنا

نافع نے کہا کہ حضرت ابن عمرؓ جب صبح کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھ لیتے تو اپنی اونٹنی پر پالان لگانے کا حکم دیتے اور جب وہ تیار ہوتی پھر اس پر سوار ہوتے جب وہ ان کو لے کر اٹھ کھڑی ہوتی تو قبلے کی طرف منہ کرتے پھر لبیک پڑھتے رہتے یہاں تک کہ حرم پہنچ جاتے تو لبیک چھوڑ دیتے جب ذی طوی میں آتے تو رات یہیں گذارتے صبح تک

پھر جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو غسل کرتے (پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے) اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔

عبدالوارث کی طرح اس حدیث کو اسماعیل نے بھی ایوب سے روایت کیا غسل کے بارے میں یعنی اس میں غسل کا ذکر ہے، (اسماعیل کی روایت کو خود مؤلف نے آگے چل کر وصل کیا)

۱۴۶۶﴿ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ دَاوُدَ اَبُو الرَّبِيعِ قال حَدَّثَنا فُلَيْحٌ عن نافعٍ قال كانَ ابنُ عُمَرَ اِذَا اَرَادَ الخُرُوجَ اِلى مَكَّةَ اِدَّهَنَ بِدُهْنٍ لَيسَ لَه رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ ثم يَاتِى مَسْجِدَ ذِى الْحُلَيْفَةِ فيُصَلِّى ثمَّ يَرْكَبُ فاِذَا اسْتَوَتْ بِه رَاحِلَتُه قائِمَةً اَحْرَمَ ثم قال هكذا رَاَيتُ النبىَّ صلى الله عليه وسلم يَفْعَلُ ﴾

ترجمہ نافع نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب (حج یا عمرہ کے لیے) مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ فرماتے تو ایسا تیل لگاتے جس میں خوشبو نہ ہوتی پھر ذوالحلیفہ کی مسجد میں آتے اور (صبح کی) نماز پڑھتے پھر سوار ہوتے تو جب اونٹنی ان کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو احرام باندھتے پھر فرماتے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث من حيث انه داخل فى ضمن الحديث السابق .

مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں ہے فاذا استوت به راحلته قائمة استقبل القبلة قائما احرم . فالمطابقة ظاهرة .

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۱۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ احرام باندھتے وقت مناسب اور بہتر یہ ہے کہ قبلہ رخ ہو جائے۔

﴿ بابُ التَّلْبِيَةِ اِذَا انْحَدَرَ فى الوَادِى ﴾ ۹۹۱

جب محرم وادی میں اترے تو لبیک کہے

(اسی طرح جب چڑھائی پر چڑھے تو لبیک کہے یوں تو راستہ بھر لبیک کہتے رہنا مستحب ہے بالخصوص اترتے چڑھتے وقت لبیک کہنے کی مزید تاکید ہے)

۱۴۶۷﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ الْمُثَنّٰى قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِى عَدِىٍّ عن ابنِ عَوْنٍ عن مُجاهِدٍ قال كُنَّا عِندَ ابنِ عبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ اَنَّه قال مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قال فقال ابنُ عباسٍ لَمْ اَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ قال اَمَّا مُوسٰى كَاَنِّى اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فى

الْوَادِي يُلَبِّي ﴾

ترجمہ مجاہدؒ نے کہا ہم عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے دجال کا ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دو آنکھوں کے درمیان میں کافر لکھا ہوگا مجاہد نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا البتہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا گویا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جب وہ وادی (نالے) میں اترے تو لبیک کہہ رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا انحدر في الوادي يلبي"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۰ ويأتي الحديث ص ۴۷۳، وص ۸۷۶۔

مقصد امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ ہر ہبوط و صعود کے وقت لبیک کی مزید تاکید ہے۔ علامہ عینیؒ نے اس باب کے تحت لکھا ہے: قد ورد في الحديث ان التلبية في بطون الاودية من سنن المرسلين وانها تتاكد عند الهبوط كما تتاكد عند الصعود (عمدہ)

﴿ بَابٌ [۹۹۲] كَيْفَ تُهِلُّ الحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ؟ ﴾

اَهَلَّ تَكَلَّمَ بِهِ وَاسْتَهْلَلْنَا وَاَهْلَلْنَا الهِلَالَ كُلُّهُ مِنَ الظُّهُورِ وَاسْتَهَلَّ المَطَرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَهُوَ مِن اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ.

حیض والی اور نفاس والی عورت کیونکر احرام باندھے؟

عرب لوگ کہتے ہیں اھلّ یعنی بات منہ سے نکال دی، و استھللنا اور اھللنا الھلال ان سب لفظوں کے معنی ظاہر ہونا ہے اور استھل المطر کے معنی پانی ابر میں سے نکلا، اور قرآن حکیم میں سورہ مائدہ میں جو وَمَا اھلّ لغير الله به ہے اس کے معنی جس جانور پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے اور یہ بچہ کے استہلال سے نکلا ہے یعنی پیدا ہوتے وقت اس کا آواز کرنا

تشریح امام بخاریؒ کی غرض اس لغوی تحقیقات سے یہ ہے کہ اہلال کے اصلی معنی ظاہر ہونے کے ہیں اور چونکہ پکارنے اور آواز بلند کرنے میں بھی ایک امر کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا اہلال اس معنی میں بھی مستعمل ہوا اور حج کے باب میں اہلال کے شرعی معنی پکار کر لبیک کہنا ہے۔

۱۴۶۸﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ قال حَدَّثَنا مالِكٌ عن ابنِ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عن عائِشَةَ زَوْجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قالتْ خَرَجْنَا مَعَ النبيِّ

صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی حَجَّةِ الوَدَاعِ فاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثم قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ کانَ مَعَهُ هَدْیٌ فَلْیُهِلَّ بالحَجِّ مَعَ العُمْرَةِ ثم لا یَحِلُّ مِنْهُمَا جَمِیْعًا فقَدِمْتُ مَکَّةَ وَاَنَا حائِضٌ وَلَمْ اَطُفْ بِالبَیْتِ وَلا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فشَکَوتُ ذٰلِكَ اِلَی النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال انْقُضِیْ راسَكِ وَامْتَشِطِی وَاَهِلِّی بِالحَجِّ وَدَعِی العُمْرَةَ ففَعَلْتُ فلمّا قَضَیْنَا الحَجَّ اَرْسَلَنِی النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ اَبِی بَکْرٍ اِلَی التَّنْعِیمِ فَاعْتَمَرْتُ فقال هٰذِهِ مَکَانُ عُمْرَتِكِ قالتْ فطاف الَّذِیْنَ کَانوا اَهَلُّوا بِالعُمْرَةِ بِالبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ ثم حَلُّوا ثم طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًی وَاَمَّا الَّذِیْنَ جَمَعُوا الحَجَّ وَالعُمْرَةَ فاِنَّما طافُوا طَوَافًا وَاحِدًا ﴾

ترجمہ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں (مدینہ سے) روانہ ہوئے ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) ہے اسے چاہیے کہ حج کے ساتھ عمرہ کا بھی احرام باندھ لے پھر وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتے جب تک دونوں (حج اور عمرہ) سے فراغت نہ کرلیں پھر میں مکہ پہنچی تو مجھ کو حیض آرہا تھا اور میں نہ تو بیت اللہ کا طواف کرسکی اور نہ صفا ومروہ کے درمیان سعی کی آخر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی (یعنی یہ کہ حج کا وقت آگیا اور ابھی تک میرا عمرہ ہی پورا نہ ہوا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا سر کھول لے اور کنگھی کرلے اور حج کا احرام باندھ لے اور عمرہ چھوڑ دے تو میں نے ایسا ہی کیا پھر جب ہم نے حج ادا کرلیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عبد الرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم بھیجا چنانچہ میں نے (تنعیم سے) عمرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ عمرہ تیرے عمرے کا بدل ہے (یعنی یہ قضا ہے اس عمرہ کی جو تم نے چھوڑ دیا تھا) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا انھوں نے بیت اللہ کا طواف اور سعی بین الصفا والمروہ کرکے احرام کھول ڈالا پھر منیٰ سے لوٹنے کے بعد دوسرا طواف یعنی طواف زیارت کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کے نیت کی تھی (یعنی دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا) ان لوگوں نے ایک طواف کیا یعنی طواف زیارت۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "انقضی راسك وامتشطی الی قوله هذه مکان عمرتك" (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۲۱۱ ومر الحدیث ص۴۵، وص۴۶ یاتی ص۲۱۲، وص۲۲۱، ص۲۳۹، وص۲۴۰ وفی المغازی ص۶۳۱، وص۶۳۲، وص۶۳۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ حائضہ کے لیے حج کا احرام باندھنا درست ہے جیسا کہ دوسری روایت میں نفساء کے لیے بھی وارد ہے البتہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتی اور احرام کے وقت غسل کرنا مستحب ہے اگرچہ پاک نہیں ہوگی مگر نظافت کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔ جمہور کا قول یہی ہے صرف ظاہریہ کے نزدیک عندالاحرام غسل واجب ہے۔

تشریح پوری تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ہشتم، ص: ۴۷۲ تا ۴۷۵۔

﴿ باب ۹۹۳ مَنْ اَهَلَّ فِی زَمَنِ النبیِّ ﷺ کَاِهْلَالِ النبیِّ ﷺ قَالَهُ ابنُ عُمَرَ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم ﴾

جس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے احرام میں یہ نیت کی کہ جو نیت نبی اکرم ﷺ کی ہے یہ حضرت ابن عمرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے

۱۴۶۹﴿ حَدَّثَنَا المَکِّیُّ بنُ اِبْرَاهِیمَ عنِ ابنِ جُرَیْجٍ قال عَطَاءٌ قال جابِرٌ اَمَرَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم عَلِیًّا اَنْ یُقِیمَ عَلٰی اِحْرَامِهِ وَذَکَرَ قولَ سُرَاقَةَ وزادَ محمَّدُ بنُ بَکرٍ عنِ ابنِ جُرَیْجٍ قالَ لَهُ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم بِمَا اَهْلَلْتَ یَا عَلِیُّ قال بِمَا اَهَلَّ بِهِ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم قالَ فاهْدِ وَامْکُثْ حَرامًا کَمَا اَنْتَ ﴾

ترجمہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اپنے احرام پر قائم رہیں اور سراقہ کا قول بیان کیا۔ اور محمد بن بکر نے ابن جریج سے روایت کرتے ہوئے یہ زیادہ کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم نے کیا احرام باندھا؟ انھوں نے کہا جس کا احرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا آپ ﷺ نے فرمایا ہدی دے اور جیسے ہو ویسے ہی احرام میں رہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "امر النبی صلی الله علیه وسلم ان یقیم علی احرامه"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۱۱ ویاتی ص ۲۱۳، وص ۲۲۳، وص ۱۰۷۳، وص ۱۰۹۴۔

۱۴۷۰﴿ حَدَّثَنَا الحَسَنُ بنُ عَلِیٍّ الخَلَّالُ الهُذَلِیُّ قال حَدَّثَنا عبدُ الصَّمَدِ قال حَدَّثَنا سَلِیْمُ بنُ حَیَّانَ قال سَمِعْتُ مَرْوَانَ الْاَصْفَرَ عن اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قال قَدِمَ عَلِیٌّ

عَلَى النبيّ صلى الله عليه وسلم مِنَ اليَمَنِ فقال بِمَا اَهْلَلْتَ قال بِمَا اَهَلَّ بِهِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال لَوْلَا اَنَّ مَعِي الهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ یمن سے (مکہ میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تم نے احرام کس کا باندھا ہے؟ انھوں نے کہا جس کا احرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں احرام کھول دیتا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "بما اهل به النبى ﷺ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۱۔

۱۴۷۱﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ عن طَارِقِ بنِ شِهَابٍ عن اَبِي مُوسٰى قال بَعَثَنِي النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِلٰى قَوْمِي بِالْيَمَنِ فجِئْتُ وَهُوَ بِالبَطْحَاءِ فقال بِمَا اَهْلَلْتَ فقُلْتُ اَهْلَلْتُ كَاِهْلَالِ النبيّ صلى الله عليه وسلم قال هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ قُلتُ لَا فَاَمَرَنِي اَنْ اَطُوفَ بِالبَيْتِ فَطُفْتُ بالبَيْتِ وَبالصَّفا وَالمَرْوَةِ ثم اَمَرَنِي فَاَحْلَلْتُ فَاَتَيْتُ اِمْرَاَةً مِن قَومِي فَمَشَطَتْنِي اَوْ غَسَلَتْ رَاسِي فقَدِمَ عُمَرُ فقال اِنْ نَاخُذْ بِكِتابِ اللّٰه فاِنَّهُ يَامُرُنا بِالتَّمامِ قال اللّٰه تعالٰى وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالعُمْرَةَ لِلّٰهِ وَاِنْ نَاخُذْ بِسُنَّةِ النبيّ صلى الله عليه وسلم فاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حتى نَحَرَ الهَدْيَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یمن میری قوم کی طرف بھیجا پھر میں لوٹ کر آیا اس وقت آپ بطحا میں تھے (مکہ کے میدان میں) آپ ﷺ نے پوچھا تو نے کیا احرام باندھا؟ میں نے عرض کیا وہی جس کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں تب آپ ﷺ نے مجھ یہ حکم دیا کہ میں بیت اللہ کا طواف کروں تو میں نے بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر لیا پھر مجھ کو حکم دیا تو میں نے احرام کھول دیا پھر میں اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے بالوں میں کنگھی کی یا میرا سر دھویا پھر حضرت عمرؓ کا دور آیا (یعنی وہ خلیفہ ہوئے اور حج کے لیے تشریف لائے) تو فرمایا اگر ہم کتاب اللہ کو لیں تو اللہ ہم کو حکم دیتا ہے پورا کرنے کا ارشاد ہے حج اور عمرے کو پورا کرو اور اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیں تو حضور ﷺ نے جب تک قربانی نہیں کر لی تھی احرام نہیں کھولا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اهللت باهلال النبى ﷺ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۱ و ياتى ص ۲۱۲، وص ۲۳۳، وص ۲۴۱ فى المغازى ص ۶۲۳، وص ۶۳۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ احرام میں تعیین ضروری ہے کہ قران ہے یا افراد یا تمتع، احرام مبہم اور احرام معلق جائز نہیں۔ حضرت علی اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے جو مروی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ خاص تھا۔ مگر جمہور ائمہ اربعہ کے نزدیک احرام مبہم اور احرام معلق دونوں جائز ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو احرام پر باقی رہنے کے لیے فرمایا اور ابوموسیٰ کو طواف وغیرہ کر کے کھولنے کو فرمایا باوجودیکہ دونوں کا احرام معلق تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی سائق الہدی تھے اور ابوموسیٰ نہیں تھے۔ اس روایت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **فقدم عمر الخ** اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھولنے کا حکم دیا اور عمرہ اور حج الگ کرایا ایک ہی سال میں اسی کا نام تمتع ہے، اس کا فتویٰ حضرت ابوموسیٰ نے عام طور دینا شروع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمتع سے منع فرماتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ بار بار بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوں ایک ہی سال میں حج وعمرہ کر کے فارغ ہو جانا بیت اللہ کی زیارت سے محرومی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ کے پاس آئے اور کہا تم نے جو فتویٰ دیا ہے وہ نہ قرآن سے متعلق ہے اور نہ نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے "واتموا الحج والعمرة لِلّٰہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کو تمام کرو یعنی ایک سال عمرہ کرو اور ایک سال حج کرو (اسی کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حکم دیتے تھے) اور اگر سنت پر عمل کرنا ہے تو حضور ﷺ نے عمرہ وحج ایک ہی احرام سے کیا ہے لہٰذا ایک ہی احرام سے کرنا چاہیے۔

﴿ باب ۹۹۴ قولِ اللّٰہ تعالٰی الحَجُّ اَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الحَجّ فلا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلا جِدَالَ فی الحَجِ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الاَهِلَّةِ قُل هِیَ مَوَاقِيْتُ لِلنّاسِ وَالحَجّ، وقال ابنُ عُمَرَ اَشْهُرُ الحَجّ شَوَّالٌ وَذُوالْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِن ذِی الحجّةِ وَقال ابنُ عباسٍ مِنَ السُّنّةِ اَن لَا يُحْرِمَ بِالحَجّ اِلّا فِی اَشْهُرِ الحَجّ وَكَرِهَ عثمانُ اَن يُحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ اَوْ كَرمَانَ ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) حج کے مہینے مقرر ہیں تو جس نے ان میں حج لازم کرلیا تو شہوت کی باتیں نہ کرے نہ گناہ اور نہ جھگڑا جب حج کر رہا ہو۔ اور (اے نبی)

لوگ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ چاند سے لوگوں کے کاموں اور حج کے وقت معلوم ہوتے ہیں اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا حج کے مہینے یہ ہیں شوال اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا سنت یہ ہے کہ حج کا احرام نہ باندھے مگر حج کے مہینوں میں، اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کوئی خراسان یا کرمان سے احرام باندھ کر چلے تو یہ مکروہ ہے۔

(جمہور حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز ہے کما مر بیانہ)

۱۴۷۲﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ بَشّارٍ قال حَدَّثَنا اَبُو بَكرٍ الحَنَفِيُّ قال حَدَّثَنا اَفْلَحُ بنُ حُمَيْدٍ قال سَمِعْتُ القاسِمَ بنَ محمّدٍ عن عائِشَةَ قالتْ خَرَجْنا مَعَ رَسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فى اَشْهُرِ الحَجِّ وَلَيالِى الحَجِّ وَحُرُمِ الحَجِّ فَنَزَلْنا بِسَرِفَ قالتْ فَخَرَجَ اِلى اَصْحابِه فقال مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُم مَعَهُ هَدْىٌ فَاَحَبَّ اَن يَجْعَلَها عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَن كانَ مَعَهُ الهَدْىُ فلا قالتْ فالآخِذُ بِها وَالتّارِكُ لَها مِنْ اَصْحابِه قالتْ فاَمّا رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم ورِجالٌ مِنْ اَصْحابِه فكانوا اَهْلَ قُوّةٍ و كانَ مَعَهُمُ الهَدْىُ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْعُمْرَةِ قالتْ فَدَخلَ عليَّ رَسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَاَنا اَبْكِى فقال ما يُبْكِيْكِ يا هَنْتاهُ قلتُ سَمِعْتُ قولَكَ لِاَصْحابِكَ فَمُنِعْتُ العُمْرَةَ قال وَما شانُكِ قلتُ لا اُصَلِّى قال فلا يَضُرُّكِ اِنّما اَنتِ اِمْرَاَةٌ مِنْ بَناتِ آدَمَ كَتَبَ اللّٰه عَلَيْكِ ما كَتَبَ عَلَيْهِنَّ فكُونِى فى حَجَّتِكِ فَعَسَى اللّٰه اَن يَرْزُقَكِيها قالتْ فَخَرَجْنا فى حَجَّتِهِ حتى قَدِمْنا مِنًى فطَهَرْتُ ثمَّ خَرَجْتُ مِن مِنًى فَاَفَضْتُ بِالبَيْتِ قالتْ ثمّ خَرَجْتُ مَعَهُ فى النَّفْرِ الآخِرِ حتى نَزَلَ المُحَصَّبَ وَنَزَلْنا مَعَهُ فَدَعا عَبْدَ الرَّحمٰنِ بنَ اَبى بَكرٍ فقال اخرُجْ بِاُخْتِكَ مِنَ الحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغا ثُمَّ ائْتِيا هاهُنا فاِنّى اَنْظُرُكُما حتى تاتِيانِى قالتْ فَخَرَجْنا حتى اِذا فَرَغْتُ وَفَرَغْتُ مِنَ الطَّوافِ ثم جِئْتُهُ بِسَحَرَ فقال هَلْ فَرَغْتُمْ قلتُ نَعَمْ فآذَنَ بِالرَّحِيلِ فى اَصْحابِه فارْتَحَلَ النّاسُ فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا اِلَى المَدِينَةِ قال اَبُو عبدِ اللّٰه يَضِيرُ مِن ضارَ يَضِيرُ ضَيْرًا وَيُقالُ ضارَ يَضُورُ ضَوْرًا وَضَرّ يَضُرُّ ضَرًّا﴾

ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے مہینوں میں حج کی راتوں میں حج کے موسم میں نکلے پھر سرف میں جا کر اترے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا تم میں سے جس کے قربانی کا جانور نہ ہو اور وہ پسند کرتا ہے کہ اس کو عمرہ کردے تو وہ ایسا کرے اور جس کے ساتھ ہدی ہو وہ ایسا نہ کرے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے اس پر عمل کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابہ قوی تھے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے وہ عمرہ نہیں کر سکتے تھے (احرام نہیں کھول سکتے تھے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اے بھولی بھالی عورت روتی کیوں ہے؟ میں نے عرض کیا آپ نے جو اپنے اصحاب سے فرمایا میں نے اسے سن لیا لیکن میں عمرہ سے روک دی گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا میں اس حالت میں ہوں کہ نماز نہیں پڑھتی آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تو بھی آدم کی بیٹیوں میں سے ایک ہے جو سب کے لے مقدر ہے وہ تیرے لیے بھی ہے تم حج کر لو اللہ سے امید ہے کہ وہ تجھ کو عمرہ بھی نصیب کرے، حضرت عائشہؓ نے کہا پھر حج کرنے کے لیے نکلے جب میں (عرفات سے) منیٰ آئی تو میں پاک ہوئی پھر میں منیٰ سے نکلی اور مکہ جا کر طواف زیارت کیا پھر آپ ﷺ کے ساتھ آخری کوچ میں نکلی حضور ﷺ محصب میں اترے ہم بھی آپ کے ساتھ اترے اب آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلایا اور فرمایا اپنی بہن کو لے کر حرم کی حد سے باہر جاؤ وہاں سے عمرے کا احرام باندھو پھر دونوں عمرے سے فارغ ہو کر یہاں آجاؤ میں تم دونوں کا انتظار کرتا رہوں گا۔ عائشہؓ نے کہا ہم نکلے یعنی محصب سے، جب میں عمرے سے اور طواف سے فارغ ہوگئی تو سحر کے وقت آپ کے پاس گئے آپ ﷺ نے فرمایا تم فارغ ہو چکے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب میں کوچ کا اعلان فرمایا لوگوں نے کوچ کیا اور مدینہ کی طرف چلے۔ امام بخاریؒ نے کہا حدیث میں جو لا یضیرك ہے وہ ضار یضیر ضیرا سے نکلا ہے۔ بعضوں نے اس کو اجوف واوی یعنی ضار یضور ضورا کہا ہے اور جس میں لا یضرك ہے وہ ضر یضر ضرا سے نکلا ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشهر الحج وليالي وحرم الحج"

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۱۱ تا ۲۱۲ مر الحديث ص ۴۳ وص ۴۴ وص ۲۰۶ ويأتي ص ۲۲۳، وص ۲۳۱، وص ۲۳۲، وص ۲۴۰، وص ۴۱۴، وص ۸۳۲، وص ۸۳۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد میقات زمانی کو بتانا ہے کہ جس طرح حج کے لیے مواقیت متعین ہیں کہ ان مواقیت مکانی سے بغیر احرام آگے بڑھنا جائز نہیں اسی طرح حج کے لیے میقات زمانی بھی متعین ہیں کہ ان ہی زمانوں میں

حج ہوگا اس کے علاوہ مہینوں میں حج نہیں ہوگا۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے آیت کریمہ سے دلیل بھی پیش کر دی "الحج اشهر معلومات" اور وہ مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہیں۔ یہی جمہور کا مذہب ہے صرف امام مالک سے منقول ہے کہ ذی الحجہ کا پورا مہینہ داخل وشامل ہے۔

﴿ بَابُ ۹۹۵ التَّمَتُّعِ وَالقِرَانِ وَالإِفْرَادِ بِالحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُن مَعَهُ هَدْیٌ ﴾

تمتع اور قران اور حج مفرد کا بیان، اور حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینا جس کے ساتھ ہدی (یعنی قربانی کا جانور) نہ ہو

تشریح حج کی تین قسمیں ہیں: تمتع، قران، افراد۔

اقسام حج کی تعریف تمتع یہ ہے کہ میقات سے عمرے کا احرام باندھے اور مکہ مکرمہ جا کر طواف اور سعی کر کے احرام کھول دے پھر یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ حرم ہی میں سے حج کا احرام باندھے۔

(۲) قران کی صورت یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے "لبیك بعمرة وحجة" کہے اور اگر پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور پھر بعد میں احرام حج کی بھی نیت کرلے یعنی ادخال الحج علی العمرۃ تو یہ بھی درست ہے۔ بہر حال قران میں جمع بین الحج والعمرہ ہوتا ہے پہلے عمرہ کیا جاتا ہے طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد احرام نہیں کھولے گا پھر حج کی تاریخ میں حج کرے گا۔

(۳) افراد کی صورت یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھے اور حج کرلے۔

امام بخاریؒ نے حج کی ایک چوتھی قسم بھی ترجمہ میں ذکر کی ہے جو صرف حنابلہ کے نزدیک جائز ہے۔ وہ ہے فسخ الحج الی العمرہ، کہ آدمی شروع میں حج کا احرام باندھے اور بعد میں مکہ معظمہ پہنچ کر احرام حج کو فسخ کر کے اس احرام کو عمرہ قرار دے اور افعال عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائے اس کے بعد ایام حج میں دوبارہ حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے عند الجمہور تمتع کی یہ صورت یعنی فسخ الحج الی العمرہ منسوخ ہے حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں صحابہ سے اس طرح کرایا تھا جس سے مقصد رسم جاہلیت کی اصلاح تھی باب العمرہ میں تفصیل آئے گی۔ انشاء اللہ۔

۱۴۷۳﴿ حَدَّثَنَا عثمانُ قال حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ عنِ اِبْرَاهِيمَ عنِ الاَسْوَدِ عن

عائِشَةَ قالتْ خَرَجْنا مَعَ النبيّ صلى الله عليه وسلم وَلاَ نُرىٰ اِلاّ اَنَّهُ الحَجُّ فلمَّا قَدِمْنا تَطوَّفْنا بالبَيْتِ فَاَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الهَدْى اَن يَحِلَّ فَحلَّ مَن لَمْ يَكُنْ سَاقَ الهَدْىَ وَنِسَاءُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَاحْلَلْنَ قالتْ عائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَم اَطُفْ بِالبَيْتِ فلمَّا كانَتْ لَيْلَةُ الحَصْبَةِ قلتُ يا رسولَ اللّه يَرْجِعُ النّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَاَرجِعُ اَنَا بِحَجَّةٍ قالَ وَمَا طُفتِ لَيالِىَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قلتُ لاَ قال فَاذْهَبى مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلّى بِعُمْرَةٍ ثمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا وَقالتْ صَفِيَّةُ مَا اُرَانِى اِلاَّ حَابِسَتَهُمْ فقال عَقْرىٰ حَلْقىٰ اَوَمَا طُفتِ يومَ النّحرِ قالتْ قلتُ بَلىٰ قال لا بأسَ انْفِرى قالتْ عَائِشَةُ فَلَقِيَنِى النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَاَنَا مُنهَبِطَةٌ عَلَيْها اَوْ اَنا مُصعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنهَا ﴾

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم یہی جانتے تھے کہ یہ حج ہے جب مکہ آئے تو بیت اللہ کا طواف کیا (یعنی اور لوگوں نے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے قربانی کا جانور ساتھ نہیں لیا ہے وہ احرام کھول دیں چنانچہ جن لوگوں نے قربانی کا جانور ساتھ نہیں لیا تھا احرام کھول دیا اور ازواج مطہرات قربانی کے جانور نہیں لائی تھیں اس لیے انھوں نے بھی احرام کھول دیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے حیض آ گیا تھا اس لیے میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا پھر جب حصبہ کی رات آئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کر کے آپ ﷺ نے فرمایا جب ہم مکہ آئے تھے تو تم نے طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا تو اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم چلی جا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ لے پھر (عمرے سے فارغ ہو کر) فلاں جگہ پر ملنا، اور حضرت صفیہؓ نے کہا میں شاید لوگوں کو روکنے والی ہوں فرمایا عقری حلقی (بدنصیب سر منڈی) کیا تو نے دسویں تاریخ طواف نہیں کیا تھا، انھوں نے کہا طواف (یعنی طواف زیارت) تو کر چکی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اب کچھ حرج نہیں چل کوچ کر، حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اس وقت ملے جب آپ ﷺ مکہ سے اوپر چڑھ رہے تھے اور میں اتر رہی تھی یا میں چڑھ رہی تھی اور آپ ﷺ اتر رہے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فامر النبى صلى الله عليه وسلم من لم ساق الهدى ان يحل اى من الحج"

مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب آخری جز "وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدى" سے مطابقت ہے۔

تعدد موضعہ: و الحديث هنا ص ۲۱۲ ویاتی ص ۲۲۷، وص ۲۳۸، وص ۲۴۰، وص ۸۰۲۔

۱۴۷۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن اَبِي الاَسوَدِ محمدِ بنِ عبدِالرَّحمٰنِ بنِ نَوفَلٍ عن عُروَةَ بنِ الزُّبَيرِ عن عائِشَةَ اَنَّها قالَتْ خَرَجْنا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عامَ حَجَّةِ الوَدَاعِ فمِنّا مَنْ اَهَلَّ بعُمْرَةٍ وَمِنّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنّا مَنْ اَهَلَّ بالحَجِّ وَاَهَلَّ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بالحَجِّ فامّا مَنْ اَهَلَّ بِالحَجِّ اَوْ جَمَعَ الحَجَّ وَالعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوا حتى كانَ يَومُ النَّحرِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے تو ہم لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) حج کا احرام باندھا تھا (پھر عمرہ بھی شریک کرلیا) تو جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج وعمرہ دونوں کا ان کا احرام دسویں تاریخ (یوم نحر) تک نہ کھل سکا۔ (اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے۔ کمامر)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فمنا من اهل بعمرة ومنا من اهل بحج وعمرة ومنا من اهل بالحج"

ظاہر ہے کہ اس میں حج کی تین قسموں (تمتع، قران اور افراد) کا ذکر آ گیا اور یہی ترجمہ ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۲ ومر الحديث ص۴۵ وص۴۶ وص۲۱۱ ويأتي ص۲۲۱، وص۲۳۹، وص۲۴۰، وص۶۳۱، وص۶۳۲۔

۱۴۷۵﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ بَشّارٍ قال حَدَّثَنا غُندَرٌ قال حَدَّثَنا شُعبَةُ عنِ الحَكَمِ عن عَليِّ بنِ حُسَينٍ عن مَروَانَ بنِ الحَكَمِ قال شَهِدْتُ عثمانَ وَعَلِيًّا وَعُثمانُ يَنهٰى عنِ المُتعَةِ وَاَنْ يُجمَعَ بَينَهُما فلمّا رَاٰى عَلِيٌّ اَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ قال مَا كُنتُ لِاَدَعَ سُنَّةَ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم لِقَولِ اَحَدٍ ﴾

ترجمہ | مروان بن حکم نے بیان کیا کہ میں حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت عثمانؓ (اپنی خلافت میں) تمتع اور قران سے منع کرتے تھے جب حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو دونوں کا ساتھ ساتھ احرام باندھا اور یوں کہا لبيك بعمرة وحجّة (یعنی قران کیا) اور فرمانے لگے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کسی کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اهل بهما" اى بالعمرة والحج وهذا

هو القِران .

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۲۱۲۔

۱۴۷۶ ﴿ حَدَّثَنا مُوسَى بنُ اِسمَاعِيلَ قال حَدَّثَنا وُهَيبٌ قال حَدَّثَنا ابنُ طاؤسٍ عن اَبِيهِ عَنِ ابنِ عبّاسٍ قال كَانُوا يَرَونَ اَنَّ العُمرَةَ فى اَشهُرِ الحَجِّ مِن اَفجَرِ الفُجُورِ فى الاَرضِ وَيَجعَلُونَ المُحَرَّمَ صَفَرًا وَيقولون اِذَا بَرَاَ الدَّبَرُ وَعَفَا الاَثَرُ وَانسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ العُمرَةُ لِمَنِ اعتَمَرَ قَدِمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَاَصحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالحَجِّ فَاَمَرَهُم اَن يَجعَلُوهَا عُمرَةً فتعَاظَمَ ذٰلِكَ عِندَهُم فقالوا يا رَسُولَ اللّٰه اَىُّ الحِلِّ قال حِلٌّ كُلُّهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا عرب لوگ (زمانہ جاہلیت میں) سمجھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین کی برائیوں میں سب سے بڑی برائی ہے (یعنی بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے) اور محرم کو صفر بنا لیتے اور کہتے تھے جب اونٹ کے پیٹھ کا زخم اچھا ہو جائے اور نشان مٹ جائے اور صفر ختم ہو جائے تو عمرہ کرنے والوں کے لیے عمرہ درست ہو گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے اصحاب چار ذی الحجہ کی صبح کو مکہ معظمہ آئے لوگ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ کر ڈالو، یہ حکم ان لوگوں پر گراں گزرا اور لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (عمرہ کر کے) کتنی چیزیں حلال ہوں گی؟ فرمایا سب چیزیں حلال ہوں گی۔

مختصر تشریح | اکثر آدمیوں کے دل میں آبائی رسم و رواج کا اثر رہتا ہے زمانہ جاہلیت سے ان کا یہ اعتقاد چلا آتا تھا کہ ایام حج میں عمرہ کرنا بڑا گناہ ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کا یہ حکم ان پر گراں گزرا اور لوگوں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ عمرہ کر کے کیا چیزیں حلال ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنی احرام کی حالت میں منع تھیں وہ سب جائز ہو جائیں گی۔ انھوں نے یہ سمجھا کہ شاید عورتوں سے جماع کرنا درست نہ ہو جیسے رمی اور قربانی اور حلق کے بعد سب چیزیں جائز و درست ہو جاتی ہیں لیکن جماع درست نہیں ہوتا جب تک طواف زیارت نہ کر لیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں بھی درست ہو جائیں گی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فامرهم ان يجعلوها عمرة" وهى فسخ الحج الى العمرة .

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۲۱۲ و مر الحديث ص۱۴۷ ويأتى ص۳۴۰، وص۵۴۰۔

۱۴۷۷ ﴿ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ المُثَنّٰى قال حَدَّثَنا غُندَرٌ قال حَدَّثنا شُعبَةُ عن قيسِ بنِ

مُسْلِمٍ عن طارِقِ بنِ شِهابٍ عن اَبِی مُوسٰی قال قدِمْتُ عَلَی النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَاَمَرَهُ بالحِلِّ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (حجۃ الوداع میں یمن سے) آیا تو آپ ﷺ نے (عمرہ کرکے) حلال ہونے (احرام کھول دینے) کا حکم دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فامره بالحل" وفی روایة فامرنی بالحل .

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۲۱۲۔

۱۴۷۸﴿ حَدَّثَنا اِسْمَاعِیلُ قال حَدَّثَنِی مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عن حَفْصَةَ زَوجِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَنَّهَا قالتْ یا رَسُولَ اللّٰه ما شانُ النّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ اَنتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قال اِنِّی لَبَّدْتُ رَاسِی وَقَلَّدْتُ هَدْیِی فلا اَحِلُّ حتی انْحَرَ ﴾

ترجمہ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہؓ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ! لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ انھوں نے عمرہ کرکے احرام کھول دیا ہے اور آپ ﷺ نے عمرہ کرکے احرام نہیں کھولا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے بال جما لیے ہیں اور قربانی کے جانوروں کے گلے میں قلادہ (ہار، پٹہ) ڈال دیا ہے جب تک قربانی نہ کرلوں گا احرام نہیں کھولوں گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "حلو بعمرة الخ"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۲۱۲ تا ۲۱۳ ویاتی ص۲۳۰، وص۲۳۳ وفی المغازی ص۶۳۱ واخرجه مسلم فی الحج عن یحیی بن یحیی واخرجه ابوداؤد فی الحج عن القعنبی والنسائی و ابن ماجه ایضا .

۱۴۷۹﴿ حَدَّثَنا آدَمُ حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا اَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِیُّ قال تَمَتَّعْتُ فَنَهانِی ناسٌ فَسَاَلْتُ ابنَ عباسٍ فَاَمَرَنِی فرایتُ فی المَنامِ كَاَنَّ رَجُلا یَقُولُ لِی حَجٌّ مَبْرُورٌ وعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَاَخبَرتُ ابنَ عبّاسٍ فقال سُنَّةُ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم ثُمَّ قال لِی اَقِمْ عِنْدِی وَاَجْعَلُ لَكَ سَهْمًا مِن مَالِی قال شُعْبَةُ فَقُلتُ لِمَ فقال لِلرُّؤْیَا الّتِی رَاَیْتُ ﴾

ترجمہ | ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی نے کہا میں نے تمتع کیا تو کئی لوگوں نے مجھ کو منع کیا تو میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا تو انھوں نے مجھ کو حکم دیا (کہ تمتع کر) پھر میں نے خواب میں دیکھا جیسے ایک شخص مجھ سے کہہ رہا

ہے تیرا حج مبرور ہوا اور تیرا عمرہ مقبول ہوا میں نے یہ خواب حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا تو ابن عباسؓ نے فرمایا (اس میں شک کیا ہے) یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے پھر انھوں نے مجھ سے کہا تو میرے پاس رہ جا اور میں اپنے مال میں تیرا ایک حصہ لگا دوں گا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو جمرہ سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا تھی؟ تو انھوں نے کہا اسی خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "تمتعت" الى قوله فامرني . (قس)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۳ ويأتي ص ۲۲۸ – اخرجه مسلم في الحج .

۱۴۸۰﴿ حَدَّثنا اَبُو نُعَيمٍ قال حَدَّثنا اَبُو شِهابٍ قال قَدِمْتُ مُتَمَتِّعًا مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْنا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِثَلاثَةِ اَيّامٍ فقال لي اُناسٌ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ تَصِيرُ الآنَ حَجَّتُكَ مَكِّيَّةً فَدَخَلتُ عَلى عَطاءٍ اَسْتَفْتِيهِ فقال حَدَّثَني جابِرُ بنُ عبدِ اللّٰهِ اَنَّهُ حَجَّ مَعَ النبيِّ ﷺ يَوْمَ سَاقَ البُدْنَ مَعَهُ وَقَدْ اَهَلُّوا بِالحَجِّ مُفْرَدًا فقال لَهُمْ اَحِلُّوا مِنْ اِحْرامِكُمْ بِطَوافِ البَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفا وَالمَرْوَةِ وقَصِّرُوا ثُمَّ اَقِيمُوا حَلالاً حتى اِذا كانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَاَهِلُّوا بِالحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُم بِها مُتْعَةً فقالوا كَيْفَ نَجْعَلُها مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنا الحَجَّ فقال افْعَلُوا ما اَمَرْتُكُمْ فَلَوْلاَ اَنِّي سُقْتُ الهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي اَمَرْتُكُمْ وَلٰكِن لا يَحِلُّ مِنِّي حَرامٌ حتى يَبْلُغَ الهَدْيُ مَحِلَّهُ فَفَعَلُوا قال اَبُوا عبدِ اللّٰهِ اَبُو شِهابٍ لَيْسَ لَهُ مُسْنَدٌ اِلاّ هذا ﴾

ترجمہ | ابوشہاب نے بیان کیا کہ میں تمتع کی نیت سے احرام باندھ کر مکہ آیا اور ہم یوم ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) سے تین دن قبل مکہ پہنچے تو مکہ کے کچھ لوگوں نے مجھ سے کہا اب تیرا حج مکی ہوگا (یعنی تیرا ثواب کم ہوگا لقلة مشقتها) تو میں عطاء بن ابی رباح کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان سے فتویٰ پوچھوں تو انھوں نے کہا مجھ سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی دن حج کیا جس دن قربانی کے جانور آپ ﷺ کے ساتھ ہانک کر لائے تھے اور لوگوں نے مفرد حج کا احرام باندھا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا تم لوگ طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے احرام کھول ڈالو اور بال کٹوالو اس کے بعد بغیر احرام کے ٹھہرے رہو جب یوم ترویہ آجائے تو تم لوگ (مکہ ہی سے) حج کا احرام باندھو اور مفرد کو جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی تمتع بنالو اس پر لوگوں نے عرض کیا ہم اسے کیسے تمتع بنالیں ہم نے تو احرام باندھتے وقت حج کا نام لیا ہے تو ارشاد فرمایا جو میں حکم دیتا ہوں کرو اگر میں قربانی کا جانور نہ ہانکا ہوتا تو وہی کرتا جس کا تمہیں حکم دیتا ہوں لیکن جب تک قربانی کا جانور اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے میرے لیے ممنوعات احرام حلال نہیں پھر

لوگوں نے یہی کیا۔ ابوعبداللہ امام بخاریؒ نے کہا اس حدیث کے علاوہ ابوشہاب کی اور کوئی مسند نہیں (یعنی صرف یہ ایک حدیث مرفوع ہے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "افعلوا ما امرتكم" یعنی میرے حکم کے مطابق فسخ الحج الی العمرہ کردو۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۳ وحديث جابر هذا قطعة من حديث طويل مر مقطعا ص۲۱۱ ويأتى ص۲۲۳، وص ۲۳۹، وص ۳۴۰، وص ۶۲۴، وص ۱۰۷۳، وص ۱۰۹۴ واخرجه مسلم فى الحج عن محمد بن عبدالله .

۱۴۸۱﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ قال حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ محمّدٍ الاَعْوَرُ عن شُعْبَةَ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ قال اخْتَلَفَ عَلِيٌّ و عُثمانُ وهُمَا بِعُسْفانَ فى المُتْعَةِ فقال عَلِيٌّ مَا تُرِيْدُ اِلاَّ اَنْ تَنْهٰى عن اَمْرٍ فَعَلَهُ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقال عثمانُ دَعْنِى عَنكَ قال فلمَّا رَاٰى ذٰلك عَلِيٌّ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا﴾

ترجمہ | سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے عسفان میں تمتع کے بارے میں اختلاف کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا مطلب کیا ہے؟ تم اس کام سے منع کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو چھوڑ دو، سعید بن مسیبؒ نے بیان کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اهل بهما جميعا" اى بالعمرة والحج وهذا هو القران.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۳ و حديث على و مراجعته مع عثمان فى المتعة مر ص۲۱۲۔

مقصد | امام بخاریؒ نے اس باب میں چار قسمیں بیان فرمائی ہیں قران، تمتع، افراد اور فسخ الحج الی العمرہ۔

اور اس باب کے تحت نو حدیثیں ذکر فرمائیں ہیں۔ ان حدیثوں میں ان ہی اقسام اربعہ میں سے کسی نہ کسی قسم کا ذکر ہے۔ پہلی تین قسمیں یعنی قران، تمتع اور افراد بالاتفاق جائز ہیں۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں قد اجمع العلماء كما قاله النووى وغيره على جواز الانواع الثلاثة الافراد والتمتع والقِران . (ارشاد الساری، ج:۴، ص:۸۲)

چوتھی قسم فسخ الحج الی العمرہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے حج کا احرام باندھا اور پھر اس کو توڑ کر عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرے اور احرام سے نکل آوے۔

یہ صورت جمہور کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ صرف اس سال کے ساتھ خاص تھی جس سال ایسا کیا گیا یعنی حجۃ الوداع میں اس کے بعد منسوخ ہوگئی مگر حنابلہ کے نزدیک یہ اب بھی جائز ہے یہی امام بخاریؒ کے رائے معلوم ہوتی ہے اس لیے اس کو افراد، قران وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا۔

معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کا مقصد حنابلہ کی تائید اور موافقت ہے۔ (تقریر بخاری)

تشریحات باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث ۱۴۷۳ فلقینی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مصعدٌ من مکۃ الخ یہاں شک راوی ہوگیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف وداع کرکے واپس آرہے تھے اور حضرت عائشہؓ طواف عمرہ کرکے تشریف لے جارہی تھیں، یا حضرت عائشہؓ طواف کرکے آرہی تھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ طواف کرنے جارہے تھے اس میں علماء کے دونوں قول ہیں بعض نے اس کو ترجیح دی اور بعض نے اس کو۔ میرے نزدیک (شیخ الحدیثؒ کے نزدیک) راجح یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو طواف عمرہ کرکے آرہی تھیں اور حضور ﷺ تشریف لے جارہے تھے۔ (تقریر شیخ رحمہ اللہ)

﴿ بَابُ (۹۹۶) مَنْ لَبّٰی بِالحَجِّ وسَمَّاہُ ﴾

جوشخص لبیک میں حج کا نام لے؟

یعنی لبیک حج کی پکارے اور حج کا احرام باندھے تب بھی مکہ پہنچ کر حج کو فسخ کرسکتا ہے اور عمرہ کرکے احرام کھول سکتا ہے۔

۱۴۸۲ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن اَيوبَ قال سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يقولُ حَدَّثَنا جابِرُ بنُ عبدِ اللّٰه قال قَدِمْنا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ نقولُ لَبَّيْكَ بِالحَجِّ فأمَرَنا رَسُولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً ﴾

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے (یعنی حجۃ الوداع میں) اور ہم کہہ رہے تھے لبّیك بالحج (بعض نسخوں میں ہے لبیك اللهم لبيك بالحج) پھر (جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے) تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا (فسخ الحج الى العمره کا) تو ہم نے حج کو عمرہ کردیا۔

"فجعلناها" ای جعلنا الحجة عمرة . وهذا منسوخ عند الجمهور خلافا لقوم و منهم احمدؒ كما مرّ .

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لبيك بالحج" فانه لبّى وسماه اى عينه بقوله بالحج . ويوخذ منه ان التعيين افضل وان يسميه فى تلبيته سواء كان مفردا

او متمتعا او قارنا .

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۲۱۳ وقد تقدم طریق عطاء فی ص۲۱۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد فسخ الحج الی العمرہ کا جواز ثابت کرنا ہے اور حنابلہ کی تائید و موافقت کرنا ہے لیکن مذکور ہو چکا کہ عند الجمہور منسوخ ہے۔

﴿ بَابُ ۹۹۷ التَّمَتُّعِ علٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمتع کا بیان

۱۴۸۳﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيلَ قال حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ قال حَدَّثنی مُطَرِّفٌ عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍؓ قال تَمَتَّعْنا علٰى عَهْدِ رسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم وَنَزَلَ القرآنُ قال رَجُلٌ بِرأيِهِ مَاشَاءَ ﴾

ترجمہ | حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمتع کیا اور خود قرآن میں تمتع کا حکم نازل ہوا، لیکن ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

تشریح | رجل سے مراد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور اپنے عہد خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید کی۔

لیکن واضح رہے کہ عمرؓ حج تمتع کو ناجائز بالکل نہیں فرماتے اور نہ ناجائز سمجھتے۔ گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ بار بار بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوں حج کر کے جائیں پھر عمرہ کے لیے تشریف لائیں۔

﴿ بَابُ ۹۹۸ قولِ اللّٰه عزّ وجلّ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حاضِرِی الْمَسْجِدِ الحَرَامِ ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ آیت ۱۹۶) ذلك لمن الآیة یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں

(یعنی قران و تمتع اسی کے لیے ہے جو مسجد حرام یعنی حرم مکہ کے اندر یا اس کے قریب نہ رہتا ہو بلکہ حل یعنی خارج از میقات کا رہنے والا ہو اور جو حرم مکہ کے رہنے والے ہیں وہ صرف افراد کریں)

۱۴۸۴﴿ وقال اَبُو کامِلٍ فُضَیْلُ بنُ حُسَیْنٍ البَصْرِیُّ حَدَّثَنا اَبُو مَعْشَرٍ البَرَّاءُ قال حَدَّثَنا عثمانُ بنُ غِیاثٍ عن عِکرِمَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عن مُتعَةِ الحَجِّ فقال اَهَلَّ المُهَاجِرُونَ وَالاَنْصارُ وَاَزْوَاجُ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فی حَجَّةِ الوَدَاعِ وَاَهْلَلْنَا فلمّا قدِمْنا مَكَّةَ قال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اجْعَلُوا اِهْلالَكُمْ بالحَجِّ عُمْرَةً اِلاّ مَنْ قَلَّدَ الهَدْیَ طُفْنا بالبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ وَاَتَیْنا النِّساءَ وَلَبِسْنا الثِّیابَ وَقالَ مَنْ قَلَّدَ الهَدْیَ فاِنّه لا یَحِلُّ لَهُ حتی یَبْلُغَ الهَدْیُ مَحِلَّهُ ثمّ اَمَرنا عَشِیَّةَ التَّرْوِیَةِ اَنْ نُهِلَّ بالحَجِّ فاِذا فَرَغْنا مِنَ المَنَاسِكِ جِئْنا فَطُفْنا بالبَیْتِ وَبالصَّفا وَالمَرْوَةِ فقَدْ تَمَّ حَجُّنا وَعَلَیْنا الهَدْیُ كَمَا قال اللّٰه عزّ وجلّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الهَدْیِ فَمَنْ لَمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلاثَةِ اَیّامٍ فی الحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذا رَجَعْتُمْ اِلٰی اَمْصارِكُمْ الشَّاةُ تَجْزِی فَجَمَعُوا نُسُكَیْنِ فی عامٍ بَیْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ فاِنَّ اللّٰه اَنْزَلَهُ فی كِتَابِهِ وَسَنَّهُ نَبِیُّهُ صلی اللّٰه علیه وسلم وَاَبَاحَهُ لِلنّاسِ غَیْرَ اَهْلِ مَكَّةَ قال اللّٰه تعالٰی (ذٰلك لِمَنْ لَمْ یَكُنْ اَهْلُهُ حَاضِرِی المَسْجِدِ الحَرَامِ) وَاَشْهُرُ الحَجِّ التی ذَكَرَ اللّٰه تعالٰی فی كِتَابِهِ شَوّالٌ وَذُوالقَعْدَةِ وَذُوالحَجَّةِ فَمَنْ تَمَتَّعَ فی هٰذِهِ الاَشْهُرِ فَعَلَیْهِ دَمٌ اَوْ صَوْمٌ وَالرَّفَثُ الجِمَاعُ وَالفُسُوقُ المَعَاصِی وَالجِدالُ المِرَاءُ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان سے حج کے تمتع کے بارے میں پوچھا گیا (کہ حج میں تمتع کرنا کیسا ہے؟) تو انھوں نے فرمایا مہاجرین اور انصار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور ہم نے بھی احرام باندھا جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کردو مگر وہ جس نے قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالا ہو وہ نہ کرے۔ یہ سن کر ہم نے بیت اللہ کا اور صفا مروہ کا طواف کیا اور عورتوں کے پاس آئے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے، اور آپ ﷺ نے فرمایا جن لوگوں نے ہدی کے گلے میں ہار ڈالا ہے وہ احرام نہیں کھول سکتا ہے جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہولے۔ پھر آٹھویں ذی الحجہ کی شام کو (یعنی دوپہر بعد) آپ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ہم حج کا احرام باندھیں جب ہم افعال حج سے فارغ ہوئے تو مکہ میں آئے اور بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کیا اب ہمارا حج پورا ہوگیا اب ہم پر قربانی لازم ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورہ بقرہ میں) جو حج کو عمرہ سے ملانے کا فائدہ حاصل کرے تو اس پر قربانی کا جانور ہے جو میسر ہو وہ کرے اور جو نہ پائے وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب اپنے شہر کو لوٹے،

قربانی میں ایک بکری بھی کافی ہے تو لوگوں نے دونوں عبادتیں یعنی حج اور عمرہ ایک ہی سال میں ادا کیں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اپنی کتاب میں نازل کیا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جاری کیا اور مکہ والوں کے سوا اور لوگوں کے لیے اس کو جائز رکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذلك لمن لم يكن اهله حاضرى المسجد الحرام یعنی یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔ اور حج کے مہینے جس کا ذکر اللہ نے کیا الحج اشهر معلومات یہ ہیں شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ۔ جو کوئی ان مہینوں میں تمتع کرے اس پر دم ہے یا روزہ ہے۔ اور رفث کے معنی جماع کے اور فسوق کے معنی گناہ اور جدال کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۳ تا ۲۱۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد آیت مذکورہ کی تفسیر ہے "ذلك لمن لم يكن حاضرى المسجد الحرام" ذلک کا اشارہ کس طرف ہے؟ حنفیہ کے نزدیک فمن تمتع میں جو تمتع ہے اس کی طرف ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمتع آفاقی کے لیے ہے مکی کے لیے نہیں۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکی تمتع کر سکتا ہے مگر اس پر ہدی واجب نہ ہوگی کیونکہ ہدی تو ان لوگوں کے لیے ہے جن کے اہل حاضرین مسجد حرام نہ ہوں۔

امام بخاریؒ نے آیت کو ترجمہ بنایا جس کی بنا پر ان کا میلان حنفیہ کی طرف معلوم ہوتا ہے اباحه للناس غير اهل مكة یہ دلیل ہے کہ امام بخاریؒ حنفیہ کے ساتھ ہیں غیر اہل کی قید لگا دی چونکہ حنفیہ کے نزدیک حاضرین مسجد حرام سے مراد وہ لوگ ہیں جو میقات میں ہوں۔ امام مالکؒ کے نزدیک مسجد حرام سے مراد مکہ ہے۔ حنابلہ کے نزدیک وہ لوگ مراد ہیں جو مدت قصر کی مسافت پر نہ ہوں۔ واللہ اعلم۔

﴿بَابُ الِاغْتِسَالِ عندَ دُخُولِ مَكَّةَ﴾ [۹۹۹]

مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنے کا بیان

۱۴۸۵﴿ حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ اِبْراهِيمَ حَدَّثَنا ابنُ عُلَيَّةَ اَخبَرَنا اَيُّوبُ عن نافِعٍ قال كانَ ابنُ عُمَرَ اِذَا دَخَلَ اَدْنَى الحَرَمِ اَمسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيتُ بِذِى طُوًى ثُمَّ يُصَلِّي بِه الصُّبحَ وَيَغتَسِلُ وَيُحَدِّثُ اَنَّ نبيَّ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ يَفعَلُ ذٰلِكَ ﴾

ترجمہ | نافع نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ جب حرم کی سرحد کے قریب پہنچتے تو لبیک کہنا موقوف کردیتے پھر رات کو ذی طوی میں رہ جاتے پھر صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور بیان کرتے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ويغتسل بذى طوى لدخول مكة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۴ ومر بطوله ص۲۱۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے احترام میں دخول مکہ کے وقت غسل کرنا مستحب ہے اسی کے قائل حنفیہ ہیں۔

﴿ بَابُ دخولِ مَكَّةَ نهارًا اَوْ لَيلًا ﴾

مکہ مکرمہ میں داخل ہونا دن ہو یا رات؟

۱۴۸۶﴿ حَدَّثَنا مسَدَّدٌ حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنى نافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قال بَاتَ النبىُّ صلى اللّٰه عليه وسلم بِذِى طُوىً حتى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكانَ ابنُ عُمَرَ يَفعَلُهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ذی طوی میں رہ گئے صبح تک وہیں رہے پھر مکہ میں داخل ہوئے اور حضرت ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم دخل مكة"

اشکال: روایت سے تو صرف دن کو داخل ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن بخاریؒ نے ترجمہ میں نہارا کے ساتھ ولیلا کیوں بڑھایا؟

جواب: روایت میں اگرچہ دن ہی کا داخلہ معلوم ہوتا ہے لیکن ترجمہ میں اولیلا بڑھا کر بخاریؒ نے بتایا کہ رات کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ عمرہ جعرانہ حضور اقدس ﷺ نے رات ہی کو کیا ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۴۔

مقصد | امام بخاریؒ نے جو روایت ذکر فرمائی ہے اس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے لیکن ترجمہ عام لا کر تنبیہ فرمائی کہ دخول مکہ نہاراً ہو یا لیلاً جائز ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ جعرانہ میں رات کو مکہ تشریف لے گئے اور رات ہی کو عمرہ کر کے پھر جعرانہ واپس ہو گئے اس لیے جواز بتانا مقصود ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿ بَابٌ^۱۰۰۱ مِنْ اَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ ﴾

مکہ میں کدھر سے داخل ہو؟

۱۴۸۷﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ المُنْذِرِ حَدَّثَنِي مَعْنٌ حَدَّثَنِي مالِكٌ عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال كانَ رَسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ العُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلىٰ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بالائی گھاٹی سے داخل ہوتے اور نیچے کی گھاٹی کی طرف سے نکلتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه جواب للسؤال الذى فيها.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۲۱۴ وياتى الحديث ص ۲۱۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مکہ مکرمہ میں بالائی گھاٹی (جنت المعلی) کی طرف سے داخل ہونا افضل اور مستحب ہے اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بار بار داخل ہوئے اور ہر مرتبہ بالائی گھاٹی یعنی کدا بفتح الکاف کی جانب سے داخل ہوئے اس لیے افضل یہی ہے۔

﴿ بَابٌ^۱۰۰۲ مِنْ اَيْنَ يَخْرُجُ مِن مَكَّةَ ﴾

مکہ مکرمہ سے کس طرف سے نکلے؟ یعنی مکہ سے جاتے وقت کس طرف سے نکلے؟

۱۴۸۸﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ بنُ مُسَرْهَدٍ البَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عن عُبَيْدِ اللّه عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّه صلى اللّه عليه وسلم دَخَلَ مَكَّةَ مِن كَدَاءٍ مِنَ الثَّنِيَّةِ العُلْيَا التِي بِالبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلىٰ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بالائی گھاٹی کدار کی جانب سے داخل ہوئے جو بطحاء میں ہے اور نشیبی گھاٹی سے نکلے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من الوجه الذى ذكرناه فى الباب السابق.

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۲۱۴ وقد مرّ آنفا.

۱۴۸۹﴿ حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ ومُحَمَّدُ بنُ المُثَنّٰى قالا حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن هِشَامِ

بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَمَّا جاءَ اِلَی مَکَّۃَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ آئے تو بالائی جانب سے داخل ہوئے اور جب نکلے (یعنی مکہ مکرمہ سے جانے لگے) تو نشیبی جانب یعنی نیچے کی طرف سے نکلے۔

ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک راہ سے آنا اور دوسری راہ سے جانا مستحب ہے۔ واللہ اعلم

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۱۴۔

۱۴۹۰﴿ حَدَّثَنا مَحْمُودٌ حَدَّثَنا اَبُو اُسَامَةَ قال حَدَّثَنا هِشامُ بنُ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِن كَدَاءٍ وَخَرَجَ مِن كُدًی مِن اَعْلیٰ مَكَّةَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کدار سے داخل ہوئے اور کدی سے نکلے، یعنی مکہ کے بالائی جانب سے۔

تشریح | یہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے دوسرے طریق سے لیکن اس میں راوی ابواسامہ یعنی حماد بن اسامہ سے قلب ہوگیا ہے من اعلی مکۃ کا تعلق کدا بالفتح و المد سے ہے نہ کہ کُدی بالضم سے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۱۴۔

۱۴۹۱﴿ حَدَّثَنا اَحْمَدُ قال حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال اَخْبَرَنا عَمْرٌو عن هِشامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِن اَعْلیٰ مَكَّةَ قال هِشَامٌ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ علی كِلْتَيْهِمَا مِنْ كَدَاءٍ وَكُدًی وَاَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِن كُدًی وَكَانَتْ اَقْرَبَهُمَا اِلَی مَنْزِلِهِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ کے بالائی جانب کدار سے مکہ میں داخل ہوئے، ہشام نے کہا اور عروہ مکہ میں دونوں مقاموں یعنی کدار اور کدی سے داخل ہوتے اور اکثر کدی (بالضم والقصر) سے داخل ہوا کرتے جو ان کے گھر سے قریب تھا۔

تشریح | "دخل عام الفتح من كداء" بفتح الكاف و المد و التنوين (قس) يدخل على كلتيهما بكسر الكاف وسكون اللام يرجع الى الثنتين العليا و السفلى من كداء و كدى

"واکثر ما یدخل من کدی" قال الحافظ ابن حجر انه بالضم و القصر "اقربهما" بالنصب خبر کان "الی منزله" اعتذار لابیه عروة علی روایة الضم .

مطلب یہ ہے کہ اگر اکثر ما یدخل من کدی بضم الکاف والالف نسخہ لیا جائے تو اس صورت میں ہشام اپنے والد عروہ کی جانب سے عذر پیش کر رہے ہیں کیونکہ اشکال لازم آتا ہے کہ خود عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کدی (بفتح الکاف والمد) سے داخل ہوتے تھے پھر اس کے خلاف عروہ کا اکثر داخلہ کدی (بالضم والقصر) کیوں تھا؟ اس کا جواب یہ دیا کہ عروہ اس کو واجب نہیں سمجھتے تھے بلکہ انھوں نے مباح اور زیادہ سے زیادہ افضل سمجھا اور ان کا مکان کدی سے قریب تھا اس لیے کدی سے چلے جاتے تھے آسانی کی وجہ سے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۹۲﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ عَبْدِ الوَهَّابِ قال حَدَّثَنا حاتِمٌ عن هِشامٍ عن عُرْوَةَ قال دَخَلَ النبيُّ صلی اللّٰه علیه وسلم عَامَ الفَتْحِ مِن كَدَاءٍ مِن اَعْلٰى مَكَّةَ وكانَ عُرْوَةُ اَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِن كُدٰى وكان اَقْرَبَهُما اِلٰى مَنْزِلِهٖ ﴾

ترجمہ وتشریح کے لیے سابق حدیث دیکھئے۔

۱۴۹۳﴿ حَدَّثَنا مُوسٰى قال حَدَّثَنا وُهَيْبٌ قال حَدَّثَنا هشامٌ عن اَبِيْهِ قال دَخَلَ النبيُّ صلی اللّٰه علیه وسلم عَامَ الفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ وَكانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُما كِلَيْهِمَا وَكانَ اَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِن كُدٰى اَقْرَبِهِما اِلٰى مَنْزِلِهٖ قال ابو عبدِ اللّٰه كداء وَكُدٰى مَوضِعَان ﴾

ترجمہ وتشریح کے لیے اوپر کی حدیث دیکھئے۔

﴿ بابُ ۱۰۰۳ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا ﴾

وَقَوْلِهٖ تعالٰى "وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِن مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا

اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔

مکہ کی فضیلت اور کعبے کی تعمیر کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) واذ جعلنا البیت الایۃ اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے اجتماع کی جگہ (مرجع) اور امن کا مقام بنادیا ہے اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو حکم دیا کہ میرے گھر کو پاک صاف رکھو طواف کرنے والوں کے لیے اور اعتکاف کرنے والوں کے لیے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے اور یاد کرو جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب اس شہر کو (مکہ کو) امن والا بنادے اور یہاں کے رہنے والوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہوں میوے کھانے کو دے پروردگار نے فرمایا اور جو کفر کریں ان کو بھی نفع پہنچاؤں گا تھوڑے دنوں (دنیا میں) پھر دوزخ کے عذاب میں کھینچ لاؤں گا وہ برا مقام ہے اور وہ وقت یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اٹھا رہے تھے خانہ کعبہ کی بنیادیں اور دعا کررہے تھے اے ہمارے مالک یہ خدمت ہم سے قبول کرلے بیشک تو ہی ہے سننے والا اور جاننے والا، اور اے ہمارے پروردگار ہم کو بنا اپنا فرمانبردار اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ اپنا فرمانبردار پیدا فرما اور ہم کو حج کے طریقے بتلادے اور ہم کو معاف کردے بیشک تو بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

۱۴۹۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰه بنُ محمّدٍ قال حَدَّثَنا اَبُو عَاصِمٍ قال اَخبَرَنِي ابنُ جَرَيْجٍ قال اَخبَرَنِي عَمرُو بنُ دِينارٍ قال سَمِعتُ جابرَ بنَ عبدِ اللّٰهِ قال لَمَّا بُنِيَتِ الكَعبَةُ ذَهَبَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَعبّاسٌ يَنقُلانِ الحِجارَةَ فقال العبّاسُ لِلنبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم اجعَلْ اِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ فخَرَّ اِلَى الاَرضِ وَطَمَحَتْ عَيناهُ اِلَى السَّماءِ فقال اَرِنِي اِزَارِي فَشَدَّهُ عَلَيهِ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا (جب جاہلیت کے زمانے میں) جب خانہ کعبہ کی تعمیر شروع ہوئی تو نبی اکرم ﷺ اور حضرت عباسؓ پتھر ڈھو رہے تھے حضرت عباسؓ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ اپنی تہبند اتار کر کاندھے پر ڈال لیجیے (آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا) ننگے ہوتے ہی آپ ﷺ بیہوش ہو کر گر گئے آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئیں آپ ﷺ نے فرمایا میرا تہبند دو، انھوں نے دیا اور آپ ﷺ نے باندھ لیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث توخذ من "لما بنيت الكعبة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۵ مر الحديث ص ۵۲ ياتي ص ۵۴۰۔

۱۴۹۵﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن سالِمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ

اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ محمَّدِ بنِ اَبِی بَکرٍ اَخبَرَ عَبدَ اللّٰه بنَ عُمَرَ عن عائِشَةَ زوجِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لَهَا اَلَمْ تَرِی اَنَّ قَومَكِ حِینَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عن قَواعِدِ اِبْرَاهِیمَ فقلتُ یا رسولَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰی قواعِدِ اِبراهِیمَ قال لولاحِدْثانُ قومِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فقال عبدُ اللّٰه لَئِنْ کانَتْ عائِشَةُ سَمِعَتْ هذا مِن رَسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مَا اُرٰی رَسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّکْنَیْنِ الَّذَیْنِ یَلِیَانِ الحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَیْتَ لَمْ یُتَمَّمْ عَلٰی قواعِدِ اِبْرَاهِیمَ ﴾

ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تو نے نہیں دیکھا جب تیری قوم (قریش) نے کعبہ بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پایوں میں کمی کردی (مختصر کردی) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے پایوں پر کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ نیا نہ ہوتا (یعنی قریب نہ گزرا ہوتا) تو بیشک میں ایسا ہی کرتا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا (بالاسناد المذکور) اگر عائشہؓ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے (جو ضرور سنی ہے کیونکہ وہ سچی اور حافظہ تھیں) تو میں سمجھتا ہوں یہی وجہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کے متصل جو دو رکن (کونے) ہیں ان کو نہیں چومتے تھے کیونکہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پایوں پر پورا نہ تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "الم تریٰ ان قومك حین بنوا الكعبة اقتصروا الخ" ۲ مطابقة الحدیث من جهة المعنی والمفهوم.

سوال: حدیث پاک میں تو خانہ کعبہ کا حال ہے اور ترجمۃ الباب ہے فضل مکہ؟

جواب: ۱ مکہ مکرمہ کی آبادی کا سبب خانہ کعبہ کی تعمیر ہے۔ ۲ خانہ کعبہ کی تعمیر مکہ مکرمہ کے پتھروں سے ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۱۵، وص ۲۱۵، وص ۲۱۵، و مر ص ۲۴ مختصرا و یاتی ص ۴۷۷، وص ۶۴۴، وص ۱۰۷۵ و اخرجه مسلم فی الحج عن یحیی بن یحییٰ.

الفاظ کی تحقیق وتشریح کے لیے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر، ص ۳۶ تا ص ۳۷ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۴۹۶ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا اَبُو الاَحْوَصِ حَدَّثَنا الاَشْعَثُ عَنِ الاَسْوَدِ بنِ یَزِیدَ عن عائشَةَ قالَتْ سالْتُ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم عَنِ الجَدْرِاَ مِنَ الْبَیْتِ هُوَ قالَ نعم قلتُ فما لَهُمْ لَمْ یُدْخِلُوهُ فی البَیْتِ قال اِنَّ قومَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ

قلتُ فمَا شَانُ بابِهِ مُرْتَفِعًا قال فَعَلَ ذٰلِكَ قومُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُ وا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاؤُا وَلولاَ اَنَّ قومَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بالجَاهِلِيَّةِ فاخَافُ اَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُم اَنْ اُدْخِلَ الجَدْرَ فِي البَيْتِ وَاَنْ اُلْصِقَ بَابَه بِالْاَرْضِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا جدر (حطیم) خانہ کعبہ میں داخل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ اس کو کعبہ میں داخل نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری قوم کے پاس روپیہ کم تھا، میں نے پوچھا کعبے کا دروازہ اونچا کیوں بنایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس لیے کیا کہ تیری قوم کے لوگ جس کو چاہیں داخل کریں اور جس کو چاہیں اندر نہ آنے دیں اور اگر تیری قوم کا زمانہ جاہلیت ابھی تازہ نہ ہوتا اور ان کے دل بگڑ جانے کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں حطیم کو کعبے کے اندر شریک کر دیتا اور کعبے کا دروازہ زمین سے لگا ہوا بناتا۔

مطابقة للترجمة | امام بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو چار سندوں سے نقل فرمایا ہے یہ دوسری سند ہے پہلی سند اس سے اوپر عبداللہ بن مسلمہ سے گزری اس کے بعد مزید دو سندیں آرہی ہیں سب میں ایک ہی مسئلہ ہے یعنی خانہ کعبہ کا حال۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۵ مر الحديث ص ۲۴ ويأتي ص ۴۷۷، وص ۶۴۴، وص ۱۰۷۵ واخرجه مسلم في الحج عن يحيى بن يحيى.

۱۴۹۷﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بنُ اِسمَاعِيلَ قال حَدَّثَنا اَبُو اُسَامَةَ عن هِشَامٍ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ قالتْ قال لِي رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لَوْلاَ حَدَاثَةُ قومِكِ بِالْكُفرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلى اَسَاسِ اِبْرَاهِيمَ فَاِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وجَعَلَتْ لَه خَلْفًا وَقَالَ اَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ خَلْفًا يَعْنِي بَابًا ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تیری قوم کے کفر کا زمانہ ابھی تازہ نہ ہوتا تو میں کعبے کو توڑ دیتا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنیادوں پر اس کو تعمیر کر دیتا ہوا یہ تھا کہ قریش نے اس کو چھوٹا کر دیا اور ایک دروازہ اس دروازے کے مقابل رکھا اور ابو معاویہ نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا حدیث میں خلف سے مراد دروازہ ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث یہ حضرت عائشہؓ کی تیسری سند ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۵ مر الحديث ص ۲۴ باقی کے لیے حدیث سابق دیکھیے۔

۱۴۹۸﴿ حَدَّثَنَا بَيَانُ بنُ عَمْرٍو قال حَدَّثَنا يَزِيْدُ قال حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بنُ حازِمٍ قال حَدَّثَنا

يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَاَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَاَدْخَلْتُ فِيْهِ مَا اُخْرِجَ مِنْهُ وَاَلْزَقْتُهُ بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَغْتُ بِهِ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى هَدْمِهِ قَالَ يَزِيْدُ وَشَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَاَدْخَلَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَاَيْتُ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ حِجَارَةً كَاَسْنِمَةِ الْاِبِلِ قَالَ جَرِيْرٌ فَقُلْتُ لَهُ اَيْنَ مَوْضِعُهُ قَالَ اُرِيْكَهُ الْآنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَاَشَارَ اِلٰى مَكَانٍ فَقَالَ هٰهُنَا قَالَ جَرِيْرٌ فَحَزَرْتُ مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کی جاہلیت کا زمانہ ابھی تازہ نہ گزرا ہوتا تو میں کعبے کو گرانے کا حکم دیتا اور جتنا حصہ اس میں سے نکال دیا گیا ہے وہ شریک کردیتا اور اس کی کرسی زمین سے لگا دیتا اور اس میں دو دروازے رکھتا ایک مشرقی، ایک مغربی اور اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر پہنچا دیتا، اسی حدیث کو سن کر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (اپنی خلافت میں) کعبہ کو گرادیا، یزید بن رومان نے کہا میں اس وقت موجود تھا جب عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبے کو گرایا اور اس کی تعمیر کی اور حجر یعنی حطیم کو اس کے اندر کردیا اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کے پتھر دیکھے اونٹوں کے کوہانوں کی وضع تھی، جریر بن حازم نے کہا میں نے یزید بن رومان سے پوچھا ابراہیم علیہ السلام کا پایہ کہاں پر تھا؟ انھوں نے کہا میں تجھے ابھی دکھاتا ہوں پھر میں ان کے ساتھ حطیم میں گیا انھوں نے ایک جگہ بتائی اور کہا یہاں، جریر نے کہا میں نے اس کا اندازہ کیا حطیم میں سے چھ گز ہوگی یا ایسی ہی کچھ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی چوتھی سند ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۵ تا ۲۱۶ و مر مراراً۔

مختصر تشریح حدیث ۱۴۹۴ سے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی یعنی نبوت سے پانچ سال پہلے جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی چونکہ لوگوں نے چندہ کر کے تعمیر کی اور چندہ کم جمع ہوا تو تھوڑا سا حصہ کم کر کے مختصر تیار کرلیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر میں حطیم خانہ کعبہ میں داخل تھا، چونکہ قریش نے خارج کردیا اس لیے طواف میں حطیم کو شامل کرلیتے ہیں۔

باقی احادیث کے ترجمہ سے معلوم ہوگا۔ واللہ اعلم۔

﴿بابٌ ۱۰۰۴ فَضْلِ الحَرَمِ﴾

قولِهِ تعالى "اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِى حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (سورة نمل ۹۱) وقولِهِ جَلَّ ذكرُهُ "اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبٰى اِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شيءٍ رِزْقًا مِن لَدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (سورة قصص آيت ۵۷).

حرم مکہ کی فضیلت کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "مجھے تو حکم ہوا اس شہر یعنی مکہ کے مالک کو پوجنے کا جس نے اس کو حرام کیا (عزت دی) اور اسی کا سب کچھ ہے اور مجھے حکم ہے تابعدار رہنے کا" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "کیا ہم نے ان کو حرم میں جگہ نہیں دی جہاں امن ہے اور ہر طرح کا میوہ کھانے کو ہماری طرف سے کھنچا چلا آ رہا ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"

۱۴۹۹﴿ حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ جَعْفَرٍ قال حدَّثنا جَرِيْرُ بنُ عَبْدِ الحَمِيْدِ عن مَنْصُورٍ عن مُجَاهِدٍ عن طاوُسٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال قال رَسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم يومَ فتحِ مَكَّةَ اِنَّ هذا البَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ لا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن مکہ فتح ہوا "بلاشبہ اللہ نے اس شہر کو حرام کیا ہے" (عزت دی ہے) وہاں کا کانٹا تک نہ کاٹا جائے نہ وہاں کا شکاری جانور ہنکایا جائے اور نہ وہاں کا لقطہ (پڑی ہوئی چیز) کوئی اٹھائے مگر وہ اٹھا سکتا ہے جو اس کی تشہیر کرے (مالک تک پہونچائے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "إن هذا البلد حرّمه اللّٰه" وفيه تعظيم له وتعظيمه يدل على فضله واختصاصه من بين سائر البلاد.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۶ ومر الحديث ص ۱۸۰ ويأتي ص ۲۴۷، وص ۲۴۷، وص ۲۸۰، وص ۳۹۰، وص ۳۹۶، وص ۴۳۳، وص ۴۵۲، وص ۶۱۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد آیات وحدیث مذکور سے بھی واضح ہے کہ مکہ مکرمہ کی عزت وعظمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس مکہ مکرمہ کو وہ فضیلت دی ہے جو کائنات عالم میں کسی شہر وآبادی کو حاصل نہیں ہے۔

﴿ بَابُ ۱۰۰۵ تورِيثِ دُورِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا ﴾

وَاَنَّ النَّاسَ فِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّةً لِقَوْلِهِ تعالٰى : "اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَيَصُدُّوْنَ عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِىْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاءَ ن الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ وَمَن يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (سورة الحج آیت ۲۵) قال اَبو عَبْدِ اللّٰهِ الْبَادِى الطَّارِى مَعْكُوْفًا مَحْبُوسًا.

مکہ کے گھر کے میراث ہونے اور فروخت کرنے اور خریدنے کا بیان

اور مسجد حرام میں سب لوگ برابر ہیں خاص کر مسجد حرام میں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور مسجد حرام میں جانے سے جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے یکساں مقرر کیا ہے وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر کے اور جو لوگ وہاں شرارت سے کفر کرنا چاہے اس کو ہم دردناک عذاب چکھائیں گے''۔ امام بخاریؒ نے کہا بادی سے مراد اس سورت میں باہر والا اور سورہ فتح میں جو معکوفا کا لفظ ہے اس کے معنی محبوس یعنی رکے ہوئے۔

۱۵۰۰﴿ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قال اَخْبَرَنِى ابنُ وَهْبٍ عن يُوْنُسَ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ عن عَمْرِو بنِ عثمانَ عن اُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ اَنَّهُ قال يا رسولَ اللّٰهِ اَيْنَ تَنْزِلُ فِى دَارِكَ بِمَكَّةَ فقال وَهَلْ تَرَكَ عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ اَوْ دُورٍ و كانَ عَقِيْلٌ وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلا عَلِيٌّ شَيْئًا لِاَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وكانَ عَقِيْلٌ وطَالِبٌ كَافِرَيْنِ فكان عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ يَقُولُ لا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الكَافِرَ قال ابْنُ شِهَابٍ وَكانوا يَتَاَوَّلُوْنَ قولَ اللّٰهِ عزّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آوَوْا وَنَصَرُوا اُولٰئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ الآية ﴾

ترجمہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (جب آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچے) یا رسول اللہ آپ مکہ میں اپنے گھر پر کہاں اتریں گے (یعنی کہاں قیام فرمائیں گے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا عقیل نے کوئی جائداد اور گھر چھوڑا ہے؟ (یعنی عقیل نے تو سب بیچ باچ کر ختم کر دیا) عقیل اور طالب ابوطالب کے وارث ہوئے اور حضرت جعفرؓ اور حضرت علیؓ کو کچھ نہیں ملا کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور

عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوگا، ابن شہاب زہری نے کہا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی یہی تفسیر کرتے تھے (یعنی اس آیت سے دلیل لیتے تھے جو سورہ انفال میں ہے) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی یہی ایک دوسرے کے اولیاء ہیں (وارث ہونگے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وهل ترك عقيل من رباع او دور و كان عقيل ورث ابا طالب" الى قوله قال ابن شهابؒ.

تعدموضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۶ ويأتي في الجهاد ص ۴۳۰ وفي المغازي ص ۶۱۴، وص ۱۰۰۱۔

مقصد | مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لیے حسب عادت امام بخاریؒ نے کوئی صاف فیصلہ ظاہر نہیں فرمایا لیکن باب ایسا باندھا ہے کہ جس سے بخاریؒ کا مقصد ظاہر ہے نیز آئندہ باب میں تصریح ہے کہ مکہ مکرمہ کے گھر وجائداد اہل مکہ کی ملک ہیں اور مالک کے مرجانے کے بعد وارثوں کی ملک ہوجاتے ہیں اور اس کا بیچنا خریدنا سب جائز ہے۔ امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے یعنی امام بخاریؒ اس مسئلے میں حضرات شافعیہ کی تائید وموافقت کررہے ہیں چنانچہ باب باندھا ہے باب توريث دور مكة و بيعها الخ.

(۲) امام ابوحنیفہؒ وامام محمد سفیان ثوری، عطاء بن ابی رباح کے نزدیک مکہ مکرمہ کی اراضی سب مناخ و وقف ہے نہ بیچنا جائز اور نہ خریدنا جائز اور نہ کرایہ پر دینا جائز، یہی امام مالکؒ کا بھی راجح قول ہے یہی امام مجاہد وغیرہ سے منقول ہے۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا يحل بيع بيوت مكة واجارتها رواه الطحاوي والبيهقي ايضا ولفظه مكة مناخ لاتباع رباعها ولا يواجر بيوتها (عمده ج ۹ ص ۲۲۸)

امام بخاریؒ نے هل ترك لنا عقيل دارا سے استدلال کیا ہے اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں مثلاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: "من دخل دار ابي سفيان كان آمنا" اس میں دار کی نسبت ابوسفیان کی طرف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دار کے مالک ابوسفیان تھے وغیرہ۔

جواب: صاف اور صریح تر جواب یہ ہے کہ حنفیہ مکہ مکرمہ کی زمین کو موقوف کہتے ہیں چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو زمین تقسیم نہیں کی گئی۔ حنفیہ اس مکان کو موقوف نہیں کہتے تو اگر کوئی شخص وہاں مکان بنادے تو وہ شخص مکان کا مالک ہوگا اور خرید وفروخت کا تصرف کرسکتا ہے۔ اسی کو اس ملبہ کے فروخت کرنے کا حق ہوگا۔

"كان عقيل ورث الخ" ابوطالب کے چار بیٹے تھے: (۱) طالب (۲) عقیل (۳) جعفر (۴) حضرت

علیؓ۔ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں "وطالب اسن من عقیل وهو من جعفر وهو من علی والتفاوت بین کل واحد والاخر عشر سنین وهو من النوادر (عمده ج ۹ ص ۲۲۷)

ابوطالب کے انتقال کے وقت حضرت جعفر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما مسلمان تھے مگر عقیل اور طالب اس وقت تک کافر تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو حضور ﷺ کے گھربار پر عقیل نے قبضہ کرلیا۔ حضرت عقیل تقریباً ۶ ہجری میں مسلمان ہوئے اور سن ۸ ہجری میں ہجرت کر کے مدینہ آئے اور مکہ کے مکان کو بیچ دیا اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا هل ترك لنا عقيل الخ

فائدہ : مکہ مکرمہ کے مکانات واراضی کی بیع جائز ہے یا نہیں مفصل ومدلل بحث کے لیے اردو میں اصح السیر کا مطالعہ مفید ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿بابُ ۱۰۰۶ نُزُولِ النبیّ صلی اللّٰه علیه وسلم مَکَّةَ﴾

قال اَبو عبدِ اللّٰه نُسِبتِ الدُّور اِلٰی عَقِیلٍ وَتُورَثُ الدُّور وَتُبَاعُ وَتُشْتَریٰ .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں نزول کا بیان

(یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کس جگہ نزول فرمایا تھا؟) امام بخاریؒ نے فرمایا کہ گھروں کی نسبت عقیل کی طرف کی گئی اور گھر میراث بن سکتا ہے اور خرید وفروخت بھی کیا جا سکتا ہے۔

۱۵۰۱﴿ حَدَّثَنا اَبُو الیَمَانِ قال اَخبَرنا شُعَیبٌ عنِ الزُّهْرِیِّ قال حَدَّثَنِی اَبُو سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قال قال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حِینَ اَرَادَ قُدُومَ مَکَّةَ مَنْزِلُنَا غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰه بِخَیْفِ بَنِی کِنَانَةَ حَیثُ تَقَاسَمُوا عَلَی الْکُفْرِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب (منیٰ سے لوٹ کر) مکہ آنے لگے تو فرمایا انشاء اللہ آئندہ کل ہم خیف بنی کنانہ (یعنی محصب) میں اتریں گے جہاں قریش نے کفر پر جمے رہنے کی قسم کھائی تھی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "منزلنا غدا انشاء الله الى آخره".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۶ ویاتی الحدیث ص ۵۴۸، وص ۶۱۴، وص ۶۱۴، وص ۱۱۱۴۔

۱۵۰۲﴿ حَدَّثَنا الحُمَیْدِیُّ قال حَدَّثَنا الوَلِیْدُ قال حَدَّثَنا الْاَوْزَاعِیُّ قال حَدَّثَنا الزُّهْرِیُّ عن اَبِی سَلَمَةَ عن اَبِی هُرَیْرَةَ قال قالَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم مِنَ الغَدِ یومَ النَّحْرِ وَهُو بِمِنًی نحنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَیْفِ بَنِی کِنَانَةَ حَیْثُ تقَاسَمُوا عَلَی

الْكُفرِ يعنى بِذلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذَلِكَ اَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ تحالَفَتْ على بَنِى هَاشِمٍ وَبَنِى عبدِ الْمُطَّلِبِ اَوْ بَنِى الْمُطَّلِبِ اَن لا يُناكِحُوهُمْ ولا يُبَايِعُوهُم حتى يُسْلِمُوا اِلَيْهِمُ النبىّ صلى الله عليه وسلم وَ قال سَلامَةُ عن عُقَيلٍ وَيَحْيَى بنُ الضَّحَاكِ عنِ الاَوْزَاعِيِّ اَخْبَرَنِى ابنُ شِهابٍ وقالا بَنِى هَاشِمٍ وَبَنِى الْمُطَّلِبِ قال اَبُو عبدِ الله بَنِى الْمُطَّلِبِ اَشْبَهُ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کی صبح کو فرمایا اس وقت آپ ﷺ منیٰ میں تھے ہم کل خیف بنی کنانہ میں اتریں گے جہاں لوگوں نے کفر پر اڑے رہنے کی قسم کھائی تھی یعنی محصب میں، اس کا واقعہ یہ ہے کہ قریش اور کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب یا بنی المطلب کے خلاف میں قسم کھا کر قول وقرار کیا تھا کہ ان سے شادی بیاہ نہ کریں گے نہ خرید وفروخت کریں گے جب تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالہ نہ کردیں۔ اور سلامہ بن روح نے اس حدیث کو عُقیل سے اور یحییٰ بن ضحاک نے اوزاعی سے یوں روایت کیا کہ مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی، ان دونوں کی روایت میں بنی ہاشم اور بنی المطلب ہے امام بخاریؒ نے کہا بنی مطلب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة هذا طريق آخر فى حديث ابى هريرهؓ یعنی حدیث ابی ہریرہؓ کی دوسری سند ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مطابقت ہے فی قوله "نحن نازلون غدا بخيف بنى كنانة الخ"

تعدد موضعہ والحديث هنا ۲۱۶ وياتى ص ۵۴۸، وص ۶۱۴، وص ۶۱۴، وص ۱۱۱۴۔

مقاطعہ وصحیفہ ظالمہ قریش اور کنانہ نے جو بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف بائیکاٹ کی قسم کھائی تھی اس مضمون کی ایک تحریری دستاویز مرتب کی گئی تھی اور اس تحریر کو منصور بن عکرمہ نے لکھا تھا اللہ نے اس کا ہاتھ شل کردیا۔

جب یہ معاہدہ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے سنا تو وہ گھبرا گئے مگر اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ظاہر ہوئی قریش نے یہ تحریری معاہدہ کعبے کے اندر لٹکا دیا تھا اس کو دیمک چاٹ گئی فقط وہ مقام رہ گیا جہاں اللہ کا نام تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر ابو طالب کو دی ابو طالب نے ان کافروں سے کہا کہ میرا بھتیجہ یہ کہتا ہے تم جا کر اس کاغذ کو دیکھو اگر اس کا بیان سچ نکلے تو اس کی ایذا دہی سے باز آجاؤ اور اگر جھوٹ نکلے تو میں اس کو تمہارے حوالہ کردوں گا تم مار ڈالو یا زندہ رکھو، تم کو اختیار ہوگا۔ قریش نے جا کر دیکھا تو جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا تھا کہ دیمک ساری تحریر کو چاٹ گئی تھی صرف اللہ کا نام رہ گیا تھا تب بہت شرمندہ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جو اس مقام پر اترے تو اللہ کا شکر ظاہر کرنے کو کہ ایک وقت وہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مجبور و کمزور تھے یا پھر اللہ نے آپ ہی کو مکہ کی حکومت دے دی کافروں اور مخالفوں کا ستیاناس ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

باب ۱۰۰۷ قولِ اللّٰہ تعالیٰ "وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَّاجْنُبْنِىْ وَبَنِىَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ" الٰی قوله لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (سورہ ابراھیم)

اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے کہا تھا اے رب اس شہر کو امن کا مقام کر دے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھ اَے پروردگار ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا۔

(یعنی یہ پتھر کی مورتیاں بہت آدمیوں کی گمراہی کا سبب ہوئیں)

تشریح حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا کی اَے مالک مکہ کو حرم آمن بنا دے چنانچہ خدا نے بنا دیا، نیز مجھ کو اور میری اولاد کو ہمیشہ بت پرستی سے دور رکھ۔ غالباً یہاں اولاد سے خاص صلبی اولاد مراد ہے، سو آپ کی صلبی اولاد میں یہ مرض نہیں آیا۔ اور اگر عام ذریت مراد ہو تو کہا جائے گا کہ دعا بعض کے حق میں قبول نہیں ہوئی۔

باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام معصوم پیغمبر تھے مگر یہ دعا کا ادب ہے کہ دوسروں سے پہلے آدمی اپنے لیے دعا کرے۔ اس قسم کی دعائیں جو انبیاء سے منقول ہوں ان میں یہ اشارہ ہوتا ہے کہ پیغمبروں کی عصمت بھی خود ان کی پیدا کی ہوئی نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی صیانت و حفاظت سے ہے اس لیے وہ ہمیشہ اس کی طرف التجا کرتے ہیں جو ان کی عصمت کا ضامن و کفیل ہوا ہے۔

تنبیہ : حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ کے نزدیک ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعائیں مکہ کی آبادی اور تعمیر کعبہ کے بعد کی ہیں۔ سورہ بقرہ میں اول پارہ کے ختم پر جس دعا کا ذکر ہے وہ البتہ بنائے کعبہ کے وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی معیت میں ہوئی۔ یہ دعائیں اس کے بعد زمانہ بعد پیرانہ سالی میں کی گئیں۔ (فوائد عثانی)

﴿ بَابُ ۱۰۰۸ قَولِ اللّٰهِ تعالیٰ "جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ" الى قوله وَانَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (سورہ مائدہ) ﴾

اور اللہ نے خانہ کعبہ کو محترم گھر لوگوں کے قائم اور باقی رہنے کا ذریعہ بنایا ہے

(دنیا کی آبادی اسی وقت تک ہے جب تک یہ خانہ کعبہ باقی ہے جس وقت خدا تعالیٰ کا ارادہ یہ ہوگا کہ کارخانہ عالم کو ختم کر دیا جائے تو اس بیت حرام کو اٹھالیا جائے گا جیسا کہ بنانے کے وقت سب سے پہلے یہی مکان بنایا گیا تھا ان اول بيت وضع للناس للذى ببكة اسی طرح جب دنیا کا کارخانہ ختم کیا جائے گا تو سب سے پہلے خانہ کعبہ کو اٹھالیا جائے گا جب تک خانہ کعبہ باقی ہے اس وقت تک دنیا بھی باقی ہے غرض یہ کہ خانہ کعبہ ایک محترم مکان ہے جس کا ادب واحترام فرض ہے اس لیے حدود حرم میں اور حالت احرام میں شکار ممنوع قرار دیا گیا)

"والشهر الحرام" اور ماہ حرام کو اور قربانی کو اور قربانی کے جانوروں کے گلے کے ہاروں کو بھی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قیام امن کا ذریعہ بنایا ہے کہ عرب کے لوگ اشہر حرم میں قتل وقتال سے رک جاتے ہیں اور قربانی کے جانور سے لوگ تعرض نہیں کرتے کہ یہ اللہ کی نیاز ہیں جو حرم میں ذبح ہونگے الخ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

۱۵۰۳ ﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال حَدَّثَنا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم قال يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایک چھوٹی پنڈلیوں والا (حقیر) حبشی کعبے کو ویران کرے گا۔

تشریح یہ واقعہ بالکل قیامت کے قریب ہوگا جب دنیا پوری ہونے کو ہوگی۔ یہ آیتوں کے خلاف نہیں ہے جن میں مکہ کو امن کا شہر فرمایا ہے اس لیے کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے گا پھر جب قیامت ہی آجائے گی تو کعبہ کیا ہر چیز تباہ اور ویران ہو جائے گی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "يخرب الكعبة الى آخره"

مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب ہے "قياما للناس" کہ خانہ کعبہ سب کے قیام وبقا کا سبب ہے پھر جب حبشی کے ہاتھ پر خانہ کعبہ ویران ہوگا تو پوری کائنات بگڑ جائے گی نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۱۶۔

۱۵۰۴﴿ حَدَّثَنا يَحيَى بنُ بُكَيرٍ قال حَدَّثَنا اللَّيثُ عن عُقَيلٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُروَةَ عن عائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ مُقاتِلٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّهِ قال اَخبَرنا محمَّدُ بنُ اَبِي حَفصَةَ عنِ الزُّهرِيِّ عن عُروَةَ عن عائِشَةَ قالت كانوا يَصُومُونَ عاشُوراءَ قَبلَ اَن يُفرَضَ رَمَضانُ وَكانَ يَومًا تُستَرُ فِيهِ الكَعبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللّهُ رَمَضانَ قال رَسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم مَن شاءَ اَن يَصُومَهُ فَليَصُمهُ وَمَن شاءَ اَن يَترُكَهُ فَليَترُكهُ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورا (دسویں محرم) کا روزہ رکھتے تھے اور یہ وہ دن تھا کہ کعبہ کو پردہ پہنایا جاتا جب اللہ نے رمضان کو فرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عاشورا کا روزہ رکھنا چاہے رکھے اور جو اسے چھوڑنا چاہے چھوڑ دے (اب وہ نفل ہوگیا)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "تستر فيه الكعبة"

یعنی اس روز کعبے پر پردہ ڈالنے کا ذکر ہے تو اس سے خانہ کعبہ کی عظمت ثابت ہوئی اور یہی عظمت وحرمت باب کا مقصود ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۶ تا ۲۱۷۔

۱۵۰۵﴿ حَدَّثَنا اَحمَدُ بنُ حَفصٍ قال حَدَّثَنا اَبِي قال حَدَّثَنا اِبرَاهِيمُ عنِ الحَجَّاجِ بنِ حَجَّاجٍ عن قَتادَةَ عن عبدِ اللّهِ بنِ اَبِي عُتبَةَ عن اَبِي سَعِيدٍ الخُدرِيِّ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال لَيُحَجَّنَّ البَيتُ وَلَيُعتَمَرَنَّ بعدَ خُروجِ يَاجُوجَ وَ مَاجُوجَ ، تابَعَه اَبَانُ وَعِمرانُ عن قَتادَةَ وَقال عبدُ الرَّحمٰنِ عن شُعبَةَ قال لا تقومُ السَّاعَةُ حتّى لا يُحَجَّ البَيتُ وَالاَوَّلُ اَكثَرُ قال اَبو عبدِ اللّهِ سَمِعَ قَتادَةُ عَبدَ اللّهِ وعبدُ اللّهِ اَبَا سَعِيدٍ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج اور ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی بیت اللہ کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا، عبد اللہ بن ابی عتبہ کے ساتھ اس حدیث کو ابان اور عمران نے بھی قتادہ سے روایت کیا ہے، اور عبد الرحمٰن نے اسی حدیث کو شعبہ سے یوں روایت کیا "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک بیت اللہ کا حج موقوف نہ ہوگا"، امام بخاری نے کہا پہلی روایت اکثر ہے یعنی بہت لوگوں نے کی ہے اور امام بخاریؒ نے کہا کہ قتادہ عبد اللہ بن ابی عتبہ سے اور عبد اللہ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے سنا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله ليحجن البيت وليعتمرن بعد خروج

یاجوج و ماجوج"

اس سے معلوم ہوا کہ علامات قیامت کے ظہور کے بعد بھی خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ جاری رہے گا اس سے خانہ کعبہ کی عزت وعظمت بخوبی معلوم ہوتی ہے اور باب کا مقصد خانہ کعبہ کی حرمت وعظمت ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۱۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد دو روایتوں کے اندر جو بظاہر تعارض کا شبہ ہوتا ہے اس کو زائل کرنا ہے کیونکہ پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی حج وعمرہ جاری رہے گا، اور دوسری روایت میں ہے کہ جب تک بیت اللہ کا حج موقوف نہیں ہوگا قیامت قائم نہ ہوگی دونوں میں در حقیقت کوئی تعارض نہیں ہے اس لیے کہ قیامت تو یاجوج ماجوج کے نکلنے پھر ہلاک ہونے کے بہت دنوں بعد قائم ہوگی یاجوج ماجوج کے دور میں لوگ حج اور عمرہ کرتے رہیں گے پھر قرب قیامت میں کفر پھیل جائے گا اور حج وعمرہ موقوف ہوجائے گا۔

"قال ابو عبد الله الخ" چونکہ قتادہ مدلس تھے اس لیے امام بخاریؒ نے قتادہ کا سماع ظاہر کر دیا تا کہ روایت مقبول ہو۔

﴿ بَابُ [۱۰۰۹] كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ ﴾

غلاف کعبہ کا بیان

۱۵۰۶﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ عبدِ الوَهَّابِ قال حَدَّثَنا خالدُ بْنُ الحارِثِ قال حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال حَدَّثَنا وَاصِلٌ الاَحْدَبُ عن اَبِى وَائِلٍ قال جِئْتُ اِلَى شَيْبَةَ ح و حَدَّثَنا قَبِيصَةُ قال حَدَّثَنا سُفيانُ عن وَاصِلٍ عن اَبِى وَائِلٍ قال جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الكُرسِيِّ فى الكَعْبَةِ فقال لَقَدْ جَلَسَ هذَا المَجْلِسَ عُمَرُ فقال لقد هَمَمْتُ اَنْ لَا اَدَعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلا بَيْضَاءَ اِلَّا قَسَمْتُه قلتُ اِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلا قالَ هُمَا الْمَرْآنِ اَقْتَدِىْ بِهِمَا ﴾

ترجمہ ابو وائل (تابعیؒ) نے بیان کیا کہ میں شیبہؓ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا تو حضرت شیبہؓ نے کہا (ایک دن) یہاں حضرت عمرؓ بیٹھے اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ کعبے میں جتنا زرد وسفید یعنی سونا چاندی ہے اس میں سے کچھ نہ رکھوں سب تقسیم کردوں، میں نے کہا آپ کے دونوں ساتھیوں (حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ) نے تو ایسا نہیں کیا فرمایا ان دونوں کی میں بھی اقتدا کروں گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قول عمرؓ "لا ادع فيها صفراء ولا بيضاء الاّ قسمته"

مطلب یہ ہے کہ کعبہ کا کوئی مال نہ رکھوں سب تقسیم کردوں اور ظاہر ہے کہ غلاف کعبہ بھی مال ہے بعض بعض بادشاہوں نے تو ریشم ودیبا کا غلاف چڑھایا خود حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے قیمتی ریشم دیباج کا غلاف چڑھایا ہے۔ (قس)

ترجمۃ الباب سے مطابقت کے لیے علامہ عینی وحافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے حسب عادت حدیث کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے "لا اخرج حتى اقسم مال الكعبة" میں اس وقت تک نہیں نکلوں گا جب تک کعبے کا مال تقسیم نہ کرلوں گا یعنی کعبہ کے اندر جو نذر و نیاز کا مال ہے اور باہر جو غلاف ہے سب کو جب تک تقسیم نہ کرلوں گا یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ (فتح، عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۷ ویاتی فی الاعتصام ص ۱۰۸۰، ومسلم، ابوداؤد وغیرہ فی الحج۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد غلاف کعبہ کی مشروعیت بتانا ہے کہ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانا جائز ہے۔

یا یہ مقصود ہے کہ غلاف کعبہ میں تصرف جائز ہے۔

﴿بَابٌ۱۰۱۰ هدمِ الْكَعْبَةِ﴾

قالتْ عَائِشَةُ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَغْزُو جَيْشُ الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِم

کعبہ گرانے کا بیان (یعنی آخری زمانے میں)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبے پر لڑنے کے لئے چڑھ آئے گا انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۱۵۰۷﴿ حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ قال حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قال حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ الْأَخْنَسِ قال حَدَّثَنِي ابنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابنِ عباسٍ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا میں اس ٹانگیں پھیلا کر چلنے والے حبشی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبے کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث في قوله "يقلعها حجرا حجرا"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۷.

۱۵۰۸﴿ حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يُونُسَ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيِّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الحَبَشَةِ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانہ کعبہ (قیامت کے قریب) چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی خراب کرے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | لمطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يخرب الكعبة الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۷ ومر الحديث ص ۲۱۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ یہ تخریب بالکل آخری زمانہ میں ہوگا جب کہ روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا اس لیے اس سے اشکال ومعارضہ نہ ہوگا کہ اللہ نے مکہ مکرمہ کو امن کا مقام بنایا، یا کعبہ کو اصحاب فیل سے بچایا۔ واللہ اعلم۔

﴿ بابُ ۱۰۱۱ مَا ذُكِرَ فِي الحَجَرِ الاَسْوَدِ ﴾

حجر اسود کا بیان

حجر اسود کے فضائل | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشد بياض من اللبن فسودته خطايا بنى آدم (ترمذی، ج:۱، ص:۱۰۷)

یعنی حجر اسود جب جنت سے آیا تھا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا پھر بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا بعض روایت میں آیا ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

ابن عباسؓ ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حجر اسود کو اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا جو شخص اس کو بوسہ دیگا اس کے لیے حجر اسود گواہی دے گا۔ (ابن ماجہ، ص:۲۱۷) یہ پتھر بیت اللہ کے مشرقی کونے میں ہے۔

۱۵۰۹﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال اَخْبَرَنا سُفْيٰنُ عنِ الاَعْمَشِ عن اِبْرَاهِيمَ عن عابِسِ بنِ رَبِيعَةَ عن عُمَرَ اَنَّهُ جَاءَ اِلَى الحَجَرِ الاَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فقال اِنِّى لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّى رَاَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم

يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ﴾

ترجمہ | حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا پھر فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع، اور اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تیرا بوسہ لیتے تھے تو میں بھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "رايت النبى ﷺ يقبلك"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۷ وياتى الحديث ص ۲۱۸، ايضا ص ۲۱۸ واخرجه مسلم، ابو داؤد و الترمذى وغيره فى الحج.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے حجر اسود کی فضیلت ثابت کرنا ہے۔ جیسا کہ بعض روایات باب کے تحت ذکر کردیے گئے ہیں۔

﴿ بَابُ ۱۰۱۲ اِغْلاقِ البَيْتِ وَيُصَلِّي فِى اَىِّ نَوَاحِي البَيْتِ شَاءَ ﴾

کعبے کا دروازہ (اندر سے) بند کرلینا اور بیت اللہ کے ہر طرف نماز پڑھ سکتا ہے جدھر چاہے

۱۵۱۰ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عَنِ ابنِ شِهابٍ عن سالِمٍ عن اَبِيهِ اَنَّه قالَ دَخَلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم البَيْتَ هُوَ وَ اُسامَةُ بنُ زَيْدٍ وَبلالٌ وَعُثمانُ بنُ طَلْحَةَ فَاغْلَقُوا عَلَيْهِم البَابَ فلمَّا فَتَحُوا كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بلالاً فَسَاَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال نَعَمْ بَيْنَ العَمُودَيْنِ اليَمَانِيَيْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اور اسامہ بن زید اور بلال اور عثمان بن طلحہ کعبہ کے اندر گئے اور دروازہ بند کرلیا جب دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر داخل ہوا اور بلال سے ملا میں نے ان سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں دونوں یمنی ستونوں کے درمیان۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاغلقوا عليهم".

اور ترجمہ کے دوسرے جز کی مطابقت صلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم سے ہوگی بایں طور کہ حضور ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی تو یہ سمجھ لیا جائے کہ ہر طرف جائز ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۱۷ ومر الحدیث ص ۵۷، وص ۶۷، وص ۷۲، وص ۷۲، وص ۷۲، وص ۱۵۶، ویاتی ص ۴۱۹، وص ۶۱۴، وص ۶۳۱۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کعبہ شریفہ میں نماز پڑھنا ثابت ہے اوراس بنا پر بعض علماء اس میں استحباب نماز کے قائل ہیں۔

امام بخاریؒ اس باب سے تنبیہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ میں نماز پڑھنا تو مستحب ہے مگر اس کے لیے کسی جگہ کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ جہاں اور جس گوشہ میں چاہے پڑھ سکتا ہے۔

﴿ بَابُ [۱۰۱۳] الصَّلٰوةِ فِی الْكَعْبَةِ ﴾

کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

۱۵۱۱ ﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُوسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰی قِبَلَ الْوَجْهِ حِیْنَ یَدْخُلُ وَیَجْعَلُ الْبَابَ قِبَلَ الظَّهْرِ یَمْشِیْ حَتّٰی یَكُوْنَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْجِدَارِ الَّذِیْ قِبَلَ وَجْهِهِ قَرِیْبًا مِنْ ثَلَاثِ اَذْرُعٍ فَیُصَلِّیْ یَتَوَخّٰی الْمَكَانَ الَّذِیْ اَخْبَرَهُ بِلَالٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی فِیْهِ وَلَیْسَ عَلٰی اَحَدٍ بَاْسٌ اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْ اَیِّ نَوَاحِی الْبَیْتِ شَاءَ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو سیدھے منھ کے سامنے چلے جاتے اور دروازہ پیٹھ کی طرف کرتے اتنا آگے چلتے کہ وہ دیوار جو منھ کے سامنے ہوتی تین ہاتھ کے قریب رہ جاتی تو وہاں نماز پڑھتے۔

اس مقام میں قصد کر کے پڑھتے جس جگہ کی خبر حضرت بلالؓ نے دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام میں نماز پڑھی ہے اور (حضرت ابن عمرؓ یہ کہتے) کسی پر کچھ قباحت نہیں کعبے میں جس طرف چاہے نماز پڑھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان رسول الله ﷺ صلّى فيه"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۱۷ ومر الحدیث ص ۵۷، وص ۶۷، وص ۷۲، وص ۷۲، وص ۷۲، وص ۱۵۶، ویاتی ص ۴۱۹، وص ۶۱۴، وص ۶۳۱، باقی کے لیے نصر الباری جلد دوم ص ۴۲۰ تا ۴۲۱ دیکھئے۔

مقصد | صلوۃ فی الکعبہ میں اختلاف ہے حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ بیت اللہ میں مطلقاً نماز درست

نہیں اس لیے کہ اس صورت میں بعض البیت کا استدبار لازم آتا ہے۔

(۲) مالکیہ وحنابلہ کے نزدیک نوافل جائز ہیں فرض جائز نہیں۔

(۳) جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک فرض ونفل سب درست ہیں۔ امام بخاریؒ کا مقصد یہی ہے کہ فرض و نفل سب درست ہیں۔ یعنی امام بخاریؒ جمہور حنفیہ وشافعیہ کی تائید وموافقت کرتے ہیں۔

مزید تشریح کے لیے نصر الباری جلد دوم ص ۴۲۰ تا ۴۲۲ کا مطالعہ کیجئے۔

﴿ بابُ [۱۰۱۴] مَنْ لَمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ وكانَ ابنُ عُمَرَ يَحُجُّ كَثِيرًا وَلا يَدْخُلُ ﴾

اس شخص کا بیان جو کعبہ کے اندر نہ جائے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اکثر حج کرتے تھے اور کعبہ کے اندر نہیں جاتے تھے

۱۵۱۲﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا خالِدُ بنُ عبدِ اللهِ اَخْبَرَنا اِسْمَاعِيْلُ بنُ اَبِي خَالِدٍ عن عبدِ اللهِ بنِ اَبِي اَوْفَى قالَ اعْتَمَرَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فطَافَ بالبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ المَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فقال لَهُ رَجُلٌ اَدَخَلَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْكَعْبَةَ قالَ لَا ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے چھپائے ہوئے تھے (کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچادے چونکہ یہ سن ۷ ہجری عمرۂ قضا کا قصہ ہے اس وقت مکہ میں مشرکوں کی حکومت تھی) ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تھے؟ انھوں نے بتایا کہ نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ادخل رسول الله صلى الله عليه وسلم الكعبة قال لا" (اى لم يدخل في هذه العمرة)

امام نوویؒ نے کہا شاید اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف نہیں لے گئے کہ وہاں اس وقت بہت سارے بت رکھے ہوئے تھے جب مکہ فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بت وہاں سے نکلوا کر پھینکوا دئے پھر اندر تشریف لے گئے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۱۷ تا ص ۲۱۸ ویاتی ص ۲۴۱ وفی المغازی ص ۶۰۲، وص ۶۱۰

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ دخول کعبہ مناسک حج کا جز نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کوئی کعبہ میں داخل نہیں ہوا تو اس کے حج میں کوئی نقصان نہیں ہوگا، اور دخول فی الکعبہ کا فی نفسہٖ مستحب ہونا اور اس میں نماز پڑھنا مستحب ہونا اور بات ہے اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنا ثابت ہے اسی طرح فتح مکہ میں بھی دخول کعبہ ثابت ہے مگر حجۃ الوداع میں دخول کعبہ میں اختلاف ہے الخ (تقریر بخاری شیخ رحمہ اللہ)

﴿بَابُ ۱۰۱۵ مَنْ كَبَّرَ فِى نَوَاحِى الْكَعْبَةِ﴾

کعبہ کے چاروں کونوں میں اللہ اکبر کہنا

۱۵۱۳﴿ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قال حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ قال حَدَّثَنَا اَيُّوبُ قال حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عن ابنِ عبّاسٍ قال اِنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لَمّا قَدِمَ اَبٰى اَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الاٰلِهَةُ فَاَمَرَ بِهَا فَاُخْرِجَتْ فَاَخْرَجُوا صُوْرَةَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِى اَيْدِيْهِمَا الْاَزْلَامُ فقال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَمَا وَاللّٰهِ قد عَلِمُوا اَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِى نَوَاحِيْهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ آئے (مکہ فتح ہونے کے بعد) تو بیت اللہ کے اندر اس حالت میں جانے سے انکار کر دیا کہ اس میں معبودان باطل موجود ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکالے جانے کا حکم دیا وہ نکالے گئے اور لوگوں نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں نکالیں ان کے ہاتھوں میں پانسے کے تیر تھے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ان لوگوں کو ہلاک و تباہ کرے خدا کی قسم ان کو (خوب) معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے کبھی پانسے نہیں پھینکے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کے تمام گوشوں میں تکبیر پڑھی اور اس میں نماز نہیں پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فكبّر فى نواحيه"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۱۸ ومر الحدیث ص ۵۷ ویاتی ص ۴۷۳، وص ۴۷۳، وص ۶۱۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ نواحی کعبہ میں تکبیر یعنی اللہ اکبر پڑھنا مستحب ہے۔

﴿باب ۱۰۱۶ كَيفَ كانَ بَدْءُ الرَّمَلِ﴾

رَمل کرنا کیسے شروع ہوا؟

رمل کا مفہوم رَمل کے معنی ہیں مونڈھے ہلاتے ہوئے جیسے کوئی جنگ کے لیے جاتا ہے اکڑ کر سینہ تان کر چلنا یہ طواف کے ابتدائی تین پھیروں میں سنت ہے طواف کے بقیہ چار پھیروں میں نہیں۔

۱۵۱۴﴿ حَدَّثَنا سُلَيْمٰنُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا حَمَّادٌ هُوَ ابنُ زَيْدٍ عن اَيّوبَ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال قَدِمَ رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وَاَصْحَابُهٗ فقال المُشْرِكُونَ اِنَّه يَقْدَمُ عَلَيْكُم وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ فَاَمَرَهُمُ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَن يَرْمُلُوا الاَشْواطَ الثَّلاثَةَ وَاَن يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ اَن يَاْمُرَهُمْ اَن يَرْمُلوا الاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلّا الاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (عمرۂ قضا ر سن ۷ ہجری میں) مکہ آئے تو مشرکین کہنے لگے تمہارے یہاں ایک وفد آرہا ہے جنھیں یثرب (یعنی مدینہ) کے بخار نے کمزور کردیا ہے تو (ان کی بات غلط کرنے کے لیے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین پھیروں میں رمل کریں (حالانکہ اکڑ کر اتراتے ہوئے چلنا منع ہے مگر "انما الاعمال بالنیات" یہاں کافروں پر رعب ڈالنا اور ان کے خیال کو غلط کرنا منظور تھا تو یہ فعل پروردگار عالم کو پسند آیا ہمیشہ کے لیے سنت ہوگیا) اور دونوں رکن (حجر اسود اور رکن یمانی) کے درمیان معمول کے مطابق چلیں اور آپ ﷺ نے لوگوں پر شفقت اور آسانی کے خیال سے تمام پھیروں میں رمل کا حکم نہیں دیا۔

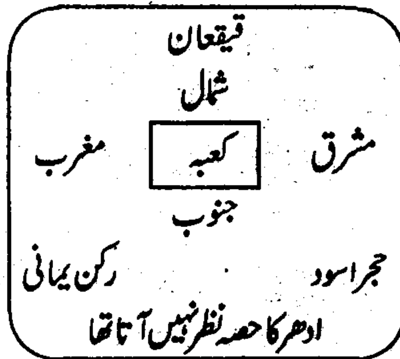
مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان المذكور فيه انه صلى الله عليه وسلم امر القادمين معه الى مكة ان يرملوا و كان هذا هو ابتداء مشروعية الرمل .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۸ وياتى فى المغازى ص ۶۱۰.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد تو ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ رمل (بفتح الراء والمیم) کی بدا ر ۃ و مشروعیت کی کیفیت ذکر کرنی ہے جو حدیث سے بالکل واضح ہے۔

تشریح صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق آنحضرت ﷺ مع دوسو اصحاب عمرہ قضار کے لیے سن ۷ ہجری میں مکہ تشریف لائے تو مشرکین کہنے لگے تمہارے یہاں ایک وفد آرہا ہے جنھیں مدینہ کے بخار نے کمزور

کردیا ہے اور واقع میں اس وقت مدینہ منورہ میں بخار کی کثرت تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مشرکین کا یہ مقولہ پہنچا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو طواف کے دوران رَمل کرنے کے لیے فرمایا تا کہ مشرکین مسلمانوں کی قوت دیکھیں لیکن چونکہ صحابہ کرام کمزور ہورہے تھے اور کفار جبل قیقعان پر بیٹھے ہوئے تھے جس سے کعبہ کے تین اطراف نظر آتے تھے اور حجر اسود اور رکن یمانی کے مابین کا حصہ نظر نہیں آتا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تین طرف رمل کرنے کا حکم فرمایا اور جس طرف کفار کی نظر نہیں پڑتی تھی اس طرف مشی کرنے کا حکم فرمایا تا کہ تھوڑی دیر سانس لے لیں اور اس کی شکل یہ ہے:



اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج فرمایا تو چاروں طرف رمل فرمایا اسی لیے علماء رمل فی الاطراف الاربعہ کے قائل ہیں۔ (تقریر بخاری حضرت شیخ رحمہ اللہ)

﴿ بَابُ ١٠١٧ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اَوَّلَ مَا يَطُوفُ وَيَرْمُلُ ثَلَاثًا ﴾

جب کوئی مکہ مکرمہ میں آئے تو طواف شروع کرتے وقت پہلے حجر اسود کا بوسہ لے اور تین چکروں میں رمل کرے

۱۵۱۵ ﴿ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَاَيْتُ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا يَطُوفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب مکہ میں آتے اور رکن

اسود یعنی حجر اسود کا بوسہ لیتے تو سات پھیروں میں سے پہلے تین پھیروں میں پویہ دوڑتے (یعنی دلکی لگاتے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "اذا استلم الركن الاسود الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۸ ويأتی ص ۲۱۸، وص ۲۱۹، وص ۲۲۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ان حضرات کی تردید ہے جو مشروعیت رمل کی بقا کے منکر ہیں نیز ان لوگوں پر بھی رد ہے جو رمل کو صرف رکنین یمانیین کے قائل ہیں امام بخاریؒ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کہ رمل چاروں طرف کرے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں چاروں طرف رمل فرمایا۔

۱۰۱۸ ﴿باب الرَّمَلِ فی الحجِّ وَالعُمرَةِ﴾

حج اور عمرہ میں رمل کا بیان

۱۵۱٦ ﴿حَدَّثَنا محمَّدٌ قال حَدَّثَنا سُرَيْجُ بنُ النُّعمانِ قال حَدَّثَنا فُلَيْحٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال سَعَى النبيُّ صلى الله عليه وسلمْ ثَلاثَةَ اَشْوَاطٍ وَمَشٰى اَرْبَعَةً فی الحَجِّ وَالعُمْرَةِ تابَعَهُ اللَّيْثُ قال حَدَّثَنِی كَثِيْرُ بنُ فَرْقَدٍ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عنِ النبیِّ صلى الله عليه وسلم﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین پھیروں میں دوڑ کر چلے اور چار پھیروں میں معمول کے مطابق چلے حج اور عمرہ (حجۃ الوداع اور عمرۃ القضا) دونوں میں۔

سریج کے ساتھ اس حدیث کو لیث نے بھی روایت کیا، کہا مجھ سے کثیر بن فرقد نے بیان کیا انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فی الحج والعمرة" (عمده)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۸ مر الحديث ص ۲۱۸ ويأتی ص ۲۱۹، وص ۲۱۹، وص ۲۲۳.

۱۵۱۷ ﴿حَدَّثَنا سَعِيْدُ بنُ اَبِی مَرْيَمَ قال اَخبَرَنا محمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال اَخبَرَنِی زَيْدُ بنُ اَسْلَمَ عن اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطابِ قال لِلرُّكْنِ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّی لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لا تَضُرُّ وَلا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّی رَاَيْتُ رَسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فاسْتَلَمَهُ ثمَّ قال وَمَالَنا وَلِلرَّمَلِ اِنما كُنَّا رَاَيْنا به المُشرِكِيْنَ وَقَدْ اَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ ثمَّ قال شَيءٌ صَنَعَهُ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه

وسلم فلا نُحِبُّ اَنْ نَترُکَهُ﴾

ترجمہ | اسلم نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رکن (یعنی حجر اسود) کو مخاطب کر کے فرمایا: ''سنو خدا کی قسم میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو بوسہ دیا تو میں بھی تجھ کو بوسہ نہیں دیتا پھر اسے بوسہ دیا پھر فرمایا اب ہم کو رمل کی کیا ضرورت ہے رمل ہم نے مشرکوں کو دکھانے کے لیے کیا تھا اب تو اللہ نے انہیں تباہ کر دیا پھر فرمانے لگے یہ وہ عمل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا ہم اس کے چھوڑنے کو پسند نہیں کرتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله ''شيء صنعه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا نحب ان نتركه''

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۸ و مر الحديث ص ۲۱۷۔

۱۵۱۸﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا يَحْيىٰ عن عُبَيْدِ اللّٰه عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال مَا تَرَكْتُ اسْتِلامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ في شِدَّةٍ وَلاَ رَخاءٍ مُنْذُ رَأيْتُ رَسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يَسْتَلِمُهُمَا قلتُ لِنَافِعٍ أكانَ ابنُ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قال اِنّما كانَ يَمْشِي لِيَكونَ اَيْسَرَ لِاِسْتِلامِهِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے ان دو رکنوں (حجر اسود اور رکن یمانی) کا چومنا نہیں چھوڑا نہ سختی میں نہ آسانی میں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا چومتے ہوئے۔ عبید اللہ نے کہا میں نے نافع سے پوچھا کیا ابن عمرؓ دونوں رکنوں کے درمیان معمول کے مطابق چلتے تھے؟ تو انھوں نے بتایا ہاں دونوں رکنوں کے درمیان معمول کے مطابق چلتے تھے تاکہ بوسہ لینے میں آسانی ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة من حيث ان نافعا لما سئل اكان ابن عمر يمشي بين الركنين قال انما كان يمشي ليكون اسير لاستلامه فيدل على ان الباقي من البيت كان بخلاف المشي وهو الرمل (عمده)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۸، وص ۲۱۸۔

مقصد | ترجمہ سے امام بخاریؒ نے ایک اہم اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ حنابلہ کے نزدیک رمل صرف آفاقی کے لیے ہے اور جمہور کے یہاں آفاقی اور مکی سب کے لیے ہے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں تعمیم کر کے جمہور کی تائید کی ہے۔ (تقریر شیخ رحمہ اللہ)

﴿بَابُ ۱۰۱۹ استِلامِ الرُّكْنِ بِالمِحْجَنِ﴾

لاٹھی سے حجر اسود کا بوسہ دینا

۱۵۱۹ ﴿حَدَّثَنا اَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَيَحْيَى بنُ سُلَيْمَانَ قالا حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال اَخْبَرَنِي يُونُسُ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُبَيْدِ اللّهِ بنِ عَبْدِ اللّه عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال طاف النبيُّ صلى اللّه عليه وسلم فى حَجَّةِ الوَدَاعِ على بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ تابَعَهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عنِ ابنِ اَخِي الزُّهْرِيِّ عن عَمِّهِ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود میں ایک چھڑی لگا کر بوسہ لیتے تھے۔ یونس کے ساتھ دراوردی نے زہری کے بھتیجے سے روایت کیا انھوں نے اپنے چچا یعنی امام زہری سے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يستلم الركن بمحجن"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۸ وياتى ص ۲۱۹، وص ۲۱۹، وص ۲۲۱، وص ۷۹۸، مسلم، ابوداؤد وابن ماجہ فی الحج۔

مقصد اصل تو یہ ہے کہ حجر اسود کو منھ لگا کر بوسہ دے لیکن اگر ہجوم کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ لگا کر چوم لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چھڑی (لاٹھی) لگا کر چوم لے جیسا کہ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں "إنه اذا عجز عن تقبيل الحجر استلمه بيده او بعصا ثم قبل ما استلم به (عمده) علماء نے لکھا ہے کہ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کے سامنے پہنچے اور ہاتھ سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہاتھ کو چوم لے، انفرد مالك عن الجمهور فقال لا يقبل يده الخ امام بخاریؒ جمہور کی تائید و موافقت فرمارہے ہیں کہ لاٹھی ولکڑی کے ذریعہ بھی اگر تقبیل کر لے گا تو سنت ادا ہو جائے گی، یہ ذہن نشیں رہے کہ یہ استلام حجر فرض و واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ واللہ اعلم

﴿بَابُ ۱۰۲۰ مَنْ لَمْ يَسْتَلِمْ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ﴾

وَقال محمَّدُ بنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بنُ دِيْنارٍ عن اَبِي الشَّعْثَاءِ اَنَّهُ قال وَمَنْ يَتَّقِي شَيْئًا مِنَ الْبَيْتِ وَكانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الْاَرْكَانَ فقال

لهُ ابنُ عباسٍ اِنَّه لاَ يُسْتَلَمُ هذانِ الرُّكْنانِ فقال لَه لَيْسَ شَيءٌ مِنَ الْبَيْتِ مَهْجُورًا وَ كَانَ ابنُ الزُّبَيْرِ يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ.

جو دونوں یمانی رکنوں کے سوا استلام نہ کرے (بوسہ نہ دے)

اور محمد بن بکر نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا انھوں نے ابو الشعثاء (جابر بن زید) سے ابو الشعثاء جابر بن زید نے کہا بیت اللہ کے کس حصے سے کون پرہیز کرتا ہے؟ (یعنی بیت اللہ کے سب کونے متبرک ہیں سب کو چومنا چاہیے) اور حضرت معاویہؓ چاروں رکنوں کو چومتے تھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ دونوں رکن (شامی، اور رکن عراقی) نہیں چومے جاتے ہیں تو معاویہ نے ان سے کہا خانہ کعبہ کی کوئی چیز نہیں چھوڑی جاسکتی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی چاروں رکنوں کو بوسہ دیتے تھے۔

۱۵۲۰﴿حَدَّثَنا اَبُو الوَلِيْدِ حَدَّثَنا لَيْثٌ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سَالِمِ بنِ عبدِ اللّٰه عن اَبِيْهِ قال لَمْ اَرَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے کسی کونے کو چومتے نہیں دیکھا سوائے یمانی دونوں رکنوں (حجر اسود، رکن یمانی) کے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لم ار النبىّ صلى الله عليه وسلم يستلم الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۸ و مر الحديث ص ۲۸ ويأتى ص ۸۷۰ فى اثناء حديث فيهما .

مقصد | گزر چکا ہے کہ امام بخاریؒ اس مسئلے میں جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کہ صرف رکنین یمانیین کا استلام ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بقیہ دونوں ارکان کا بھی استلام کرتے تھے، مگر جمہور کہتے ہیں کہ وہ تو حقیقتاً ارکان ہی نہیں ہیں بلکہ بیچ کی دیواریں ہیں اگر ان کا استلام کرے تو پھر دیوار کا بھی کرے و لا قائل به احد۔

اب رہا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جو ارکان اربعہ کا استلام مروی ہے وہ قرین قیاس اور درست تھا اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے عہد خلافت کعبہ (بیت اللہ) کو از سر نو تعمیر کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے پیش نظر بیت اللہ کو بناء ابراہیمی پر تعمیر فرمایا اس لیے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہ ان دونوں رکنوں (عراقی اور شامی) کا بھی استلام کرتے تھے فلا اشکال۔ مزید تفصیل کے لیے نصر الباری جلد دوم، ص: ۷۰ دیکھیے۔

﴿ بابُ ۱۰۲۱ تَقْبِيْلِ الحَجَرِ ﴾

حجر اسود کو بوسہ دینا (بغیر آواز کے)

۱۵۲۱﴿ حَدَّثَنا اَحْمَدُ بنُ سِنانٍ حَدَّثَنا يَزِيْدُ بنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنا وَرْقاءُ قال اَخْبَرَنا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عن اَبِيْهِ قال رَاَيْتُ عُمَرَ بنَ الخَطّابِ رضى الله عنه قَبَّلَ الحَجَرَ وَقال لَوْلاَ اَنّى رَاَيْتُ رَسولَ اللّه صلى الله عليه وسلم قَبَّلَكَ ما قَبَّلْتُكَ ﴾

ترجمہ | اسلم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ انھوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہنے لگے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا تم کو بوسہ دیتے ہوئے تو میں کبھی تم کو بوسہ نہ دیتا۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۸ و مر الحديث ص ۲۱۷۔

۱۵۲۲﴿حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عنِ الزُّبَيْرِ بنِ عَرَبِيٍّ قال سَاَلَ رَجُلٌ ابنَ عُمَرَ عنِ اسْتِلامِ الحَجَرِ فقال رَاَيْتُ رَسولَ اللّهِ صلى الله عليه وسلم يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قال قلتُ اَرَاَيْتَ اِنْ زُحِمْتُ اَرَاَيْتَ اِنْ غُلِبْتُ قال اجعَلْ اَرَاَيْتَ بِاليَمَنِ رَاَيْتُ رَسولَ اللّه صلى الله عليه وسلم يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ ، وَقالَ محمّدُ بنُ يُوسُفُ الفِرَبْرِيُّ وَجَدتُ فى كتابِ اَبِى جَعْفَر قال ابو عبدِ اللّه الزُّبَيْرُ بنُ عَدِى كُوفِىٌّ وَالزُّبَيْرُ بنُ عَرَبى بَصْرِىٌّ﴾

ترجمہ | زبیر بن عربی نے کہا کہ ایک شخص (یعنی خود زبیر) نے حضرت ابن عمرؓ سے استلام حجر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس کو ہاتھ لگاتے تھے اور بوسہ دیتے تھے، اس نے کہا کہ میں نے کہا بھلا بتایئے کہ اگر ہجوم ہو یا میں عاجز ہو جاؤں تو کیا کروں؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا یہ اگر مگر یمن میں جا کر رکھو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس کو ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے، اور محمد بن یوسف فربری (تلمیذ امام بخاری وراوی عن البخاریؒ) نے کہا کہ میں نے ابوجعفر کی کتاب میں پایا کہ امام بخاریؒ نے کہا کہ زبیر بن عدی کوفی ہے اور زبیر بن عربی بصری ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يستلمه ويقبله"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۱۸ تا ۲۱۹.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ استلام حجر یعنی حجر اسود کو ہاتھ لگا کر تقبیل یعنی بوسہ دے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کا مقصد یہ ہے کہ سنت پر چل حضور اقدس ﷺ کی سنت میں اگر مگر چہ میگوئیاں نہایت واہیات بات ہے ایمان کا تقاضا ہے کہ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

﴿ بَابٌ ۱۰۲۲ مَنْ اَشَارَ اِلَى الرُّكْنِ اِذَا اَتٰى عَلَيْهِ ﴾

جب حجر اسود کے پاس آئے (اور استلام وتقبیل ممکن نہ ہو) تو حجر اسود کی طرف اشارہ کرے

۱۵۲۳ ﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قال حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قال حَدَّثَنَا خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عباسٍ قال طَافَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا جب حجر اسود کے سامنے آتے تو کسی چیز سے اشارہ کرتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كلما اتى على الركن اشار اليه بشيء"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۹ ياتي ص ۲۲۱، وص ۷۹۸۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ طواف میں جب حجر اسود کے سامنے آئے اور استلام وتقبیل ممکن نہ ہو تو حجر اسود کے سامنے آکر اشارہ کرے اس لیے کہ اشواط طواف رکعات نماز کی طرح ہیں تو جس طرح ہر رکعت تکبیر سے شروع ہوتی ہے اسی طرح ہر شوط (چکر) استلام حجر سے شروع ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۰۲۳ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ الرُّكْنِ ﴾

حجر اسود کے سامنے آکر اللہ اکبر کہنا

۱۵۲۴ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا خالِدُ بنُ عبدِ اللهِ قال حَدَّثَنَا خالِدٌ الحَذَّاءُ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قال طافَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ عِنْدَهٗ وَكَبَّرَ تَابَعَهٗ اِبراهيمُ بنُ طَهْمَانَ عن خالِدِ الحَذَّاءِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہوکر بیت اللہ کا طواف کیا جب آپ ﷺ حجر اسود کے سامنے آتے تو کوئی چیز جو آپ ﷺ کے پاس ہوتی (یعنی چھڑی) اس سے اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔

خالد بن عبداللہ کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے خالد حذار سے روایت کی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وكبّر" وهذا طريق آخر في حديث عبدالله بن عباسؓ الخ

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۹ ومر آنفا ويأتي ص۲۲۱، وص۷۹۸.

مقصد | مقصد یہ ہے کہ تقبیل واستلام کے ساتھ ادب ومستحب یہ ہے کہ تکبیر کہے۔

﴿ بَابٌ [۱۰۲۴] مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا ﴾

جو شخص مکہ میں (حج یا عمرے کی نیت سے) آئے تو اپنے گھر لوٹ جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرے پھر دوگانۂ طواف کرے پھر صفا پہاڑ پر جائے (یعنی سعی بین الصفا والمروہ کرے جس کی ابتدا صفا سے کرے)

۱۵۲۵ ﴿ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ مِثْلَهُ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ فَأَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَهُ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا ﴾

ترجمہ | محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے عروہ سے ذکر کیا (کیا ذکر کیا؟ وہ بخاری میں نہیں ہے لیکن مسلم کتاب الحج، ص: ۴۰۵ تا ۴۰۶ میں مفصل مذکور ہے، محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ان سے ایک عراقی نے کہا کہ عروہ بن زبیر سے پوچھو کہ ایک شخص نے حج کا احرام باندھا اور وہ بیت اللہ کا طواف کر چکا تو (وہ بغیر سعی بین

الصفا والمروہ کے) حلال ہو جاتا ہے یا نہیں؟ یعنی احرام اس کا کھل گیا یا نہیں؟ اب اگر وہ تم سے یہ کہیں کہ حلال نہیں ہوا تو ان سے کہو ایک شخص یہ کہتا ہے کہ وہ حلال ہو گیا، ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ پھر میں نے عروہ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ جو شخص حج کا احرام باندھے وہ پورا حج ادا کیے بغیر حلال نہیں ہوگا میں نے کہا ایک شخص یہ کہتا ہے کہ حلال ہو گیا تو فرمایا "بئس ما قال". اس نے غلط کہا پھر وہ عراقی مجھ سے ملا اور مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے بیان کر دیا (یعنی عروہ کا جواب بیان کر دیا) تو اس نے کہا کہ ان سے کہو کہ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا ہے اور حضرت اسماء اور حضرت زبیرؓ کا کیا حال ہے کہ ان دونوں نے بھی ایسا کیا، محمد بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں پھر عروہ کے پاس گیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے پوچھا وہ کون شخص ہے؟ میں نے کہا میں اس کا حال نہیں جانتا انھوں نے فرمایا کہ وہ خود میرے پاس آکر کیوں نہیں پوچھتا میرا خیال ہے کہ وہ عراقی ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا (شاید اس وقت تک محمد بن عبدالرحمٰن کو بھی معلوم نہ ہو کہ وہ عراقی ہے بعد میں معلوم ہوا ہو) تب عروہ نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حج کیا حضرت عائشہؓ نے مجھ کو خبر دی، اب یہاں سے بخاری میں ہے فاخبرتنی عائشۃؓ الخ.)

عروہ نے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے یہ کیا کہ وضو فرمایا پھر طواف کیا طواف کرنے سے عمرہ نہیں ہوا اس کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح حج کیا، عروہ نے کہا پھر میں نے اپنے والد حضرت زبیرؓ کے ساتھ حج کیا انھوں نے بھی پہلا جو کام کیا وہ طواف تھا پھر میں نے حضرات مہاجرین و انصارؓ کو اسی طرح کرتے دیکھا اور مجھ سے میری والدہ (اسماءؓ) نے بیان کیا کہ انھوں نے اور ان کی بہن حضرت عائشہؓ اور حضرت زبیر اور فلاں فلاں لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تو جب حجر اسود کو مس کر لیا (چھو لیا) تو حلال ہو گئے یعنی احرام سے باہر ہو گئے۔ حجر اسود کے چھونے سے مراد طواف ہے اور چونکہ سعی بین الصفا والمروہ طواف کے تابع ہے تو مطلب یہ ہوا کہ عمرہ میں صرف دو ہی رکن ہیں طواف و سعی تو اس کے بعد احرام سے باہر ہو گئے یعنی بغیر سعی بین الصفا والمروہ کے طواف ہی پورا نہیں ہوا تو حلال ہونے کا سوال ہی غلط ہے۔ واللہ اعلم

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ان اول شیٔ بدأ بہ حین قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ توضأ ثم طاف"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۱۹ ویاتی الحدیث ص۲۲۲، ومسلم فی الحج ص۴۰۵ تا ۴۰۶.

۱۵۲۶ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وسلم كانَ اِذَا طاف فى الحَجّ اَوِ العُمرَةِ اَوّلَ مَا يَقْدَمُ سَعٰى ثَلاثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰى اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمّ يَطوفُ بَيْنَ الصَّفا وَالمَرْوَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج یا عمرہ میں مکہ آتے ہی پہلے طواف کرتے اول کے تین پھیروں میں دوڑتے اور چار میں معمول کے مطابق چلتے پھر دو سجدہ یعنی طواف دوگانہ ادا کرتے اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اول ما يقدم سعٰى الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۹ ومر الحديث ص ۲۱۸ ويأتي ص ۲۲۳.

۱۵۲۷﴿حَدَّثَنا اِبْرَاهِيمُ بنُ المُنْذِرِ قال حَدَّثَنا اَنَسُ بنُ عِيَاضٍ عن عُبَيْدِ اللّٰه عن نافعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ اِذَا طافَ بِالبَيْتِ الطَّوَافَ الاَوَّلَ يَخُبُّ ثَلاثَةَ اَطْوافٍ وَيَمْشِي اَرْبَعَةً وَاَنَّه كانَ يَسْعٰى بَطْنَ المَسِيْلِ اِذَا طافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا پہلا طواف (یعنی طواف قدوم) کرتے تو اول کے تین پھیروں میں رَمل کرتے اور چار پھیروں میں معمول کے مطابق چلتے اور جب صفا و مروہ کے درمیان سعی فرماتے تو صفا و مروہ کے درمیان نالے کے نشیب میں دوڑ کر چلتے۔

(اب وہاں حاجیوں کے لیے دو سبز پتھروں کے نشان قائم کردیئے گئے ہیں)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ؟ هذا وجه آخر فى حديث ابن عمر المذكور كلاهما فى رواية نافع عن ابن عمر .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۱۹ ومر آنفا ويأتي ص۲۲۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات پر رَد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ طواف کرنے کے بعد سعی بین الصفا والمروہ سے پہلے حلال ہو جائے گا بخاریؒ نے ان کی تردید میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت پیش کردی۔

﴿ بابٌ [۱۰۲۵] طَوافِ النِّساءِ مَعَ الرِّجالِ ﴾

وَقال لِى عَمْرُو بنُ عَلِيّ حَدَّثَنا ابو عاصِمٍ قال ابنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِى عَطاءٌ اِذْ مَنَعَ ابنُ هِشامٍ النِّساءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قال كَيفَ يَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طافَ نِساءُ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم مَعَ الرِّجالِ قلتُ بَعْدَ الحِجَابِ اَوْ قَبْلُ قال اِىْ لَعَمْرِى

لَقَدْ اَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنَّ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتِ انْطَلِقِي عَنْكِ وَاَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ كُنَّ اِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حتى يَدْخُلْنَ وَاُخْرِجَ الرِّجَالُ وَكُنْتُ آتِي عَائِشَةَ اَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِي جَوْفِ ثَبِيْرٍ قُلْتُ وَمَا حِجَابُهَا قَالَ هِيَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَاءٌ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذٰلِكَ وَرَاَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا

مردوں کے ساتھ عورتوں کا طواف کرنا؟ (یعنی مردوں کے ساتھ مخلوط طواف کریں گی یا مردوں سے الگ ہو کر؟)

"وقال لی الخ" امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ (میرے شیخ) عمرو بن علی نے مجھ سے کہا کہ ابو عاصم نے مجھ سے بیان کیا ابن جریج نے کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباحؒ نے خبر دی جب ابن ہشام نے (جب وہ ہشام بن عبدالملک کی طرف سے مکہ کا حاکم تھا) عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا کیسے منع کر سکتا ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے ابن جریج نے پوچھا حکم حجاب کے بعد یا پہلے؟ انھوں نے کہا میری عمر کی قسم میں نے حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد دیکھا ہے (عطاء بن ابی رباحؒ تابعی ہیں ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امہات المومنین کو اسی طرح طواف کرتے دیکھا تو یہ بعد الحجاب ہی ہے) میں نے (ابن جریج نے) پوچھا کیا عورت مرد مل جاتے تھے؟ انھوں نے کہا مخلوط نہیں ہوتی تھیں حضرت عائشہؓ مردوں سے الگ ہو کر طواف کیا کرتی تھیں مردوں میں نہ گھستیں (دِقرہ نامی) ایک عورت نے (حضرت عائشہؓ سے) کہا اے ام المومنین چلئے حجر اسود کا بوسہ لیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو خود جا اور جانے سے انکار کر دیا، عورتیں پردے میں رات کو نکلتیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتیں، لیکن عورتیں جب بیت اللہ کے اندر جانا چاہتیں تو کھڑی رہتیں اور مرد نکال دیئے جاتے اس وقت اندر داخل ہوتیں، اور میں اور عبید بن عمیر حضرت عائشہؓ کے پاس جایا کرتے اور وہ ثبیر پہاڑ کے اندر قیام پذیر تھیں (جو مزدلفہ میں ہے) "قلت" میں (ابن جریج نے) عطاء سے پوچھا پردہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا وہ ایک ترکی خیمہ میں تھیں اس پر پردہ پڑا ہوا تھا اور ہمارے اور ان کے درمیان میں یہی پردہ تھا میں نے دیکھا ان کے اوپر گلابی کرتا تھا۔

۱۵۲۸﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عن زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِى سَلَمَةَ عن اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قالتْ شَكَوتُ اِلَى رسولِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم اَنِّى اَشْتَكِىْ فقال طُوفِى مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فطُفْتُ مِن وَرَاءِ الناسِ وَرَسولُ الله صلى الله عليه وسلم حِيْنَئِذٍ يُصَلِّى اِلَى جَنْبِ البَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ ﴾

ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں (پیدل طواف نہیں کرسکتی) آپ ﷺ نے فرمایا تو سوار ہوکر لوگوں کے پیچھے طواف کرلے چنانچہ میں نے لوگوں کے پیچھے طواف کیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ سورہ والطور و کتاب مسطور پڑھ رہے تھے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "طوفى من وراء الناس"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۹ مر الحديث ص ٦٦ ويأتى ص ۲۲۰، وص ۲۲۱، وص ۷۲۰۔

مقصد چونکہ بنو امیہ کے زمانہ میں ابراہیم بن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کردیا تھا حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں اور مرد ایک ساتھ طواف کرتے تھے اس لیے اس پر امام بخاریؒ رد فرماتے ہیں۔

البتہ صرف اتنا فرق ہے کہ عورتیں دور رہ کر کنارے پر کریں اور مرد کعبہ مکرمہ کے قریب ہوکر کریں۔

﴿ بابُ ۱۰۲۶ الكلامِ فى الطَّوافِ ﴾

طواف میں باتیں کرنا

۱۵۲۹﴿ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قال اَخْبَرَنِى سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ طاؤُسًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابنِ عباسٍ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالكَعْبَةِ بِانسانٍ رَبَطَ يَدَهُ اِلَى اِنْسَانٍ بِسَيْرٍ اَوْ بِخَيْطٍ او بِشَىْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ النبىُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ ثُمَّ قال قُدْ بِيَدِهِ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے ہوئے ایک ایسے شخص پر گذرے جو چمڑے کے تسمے یا دھاگے یا کسی اور چیز سے اپنا ہاتھ دوسرے شخص کے ساتھ باندھے ہوئے (طواف

کررہا) تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا پھر فرمایا اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر لے چل۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قد بيده فانه تكلم وهو طائف"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۱۹ تا ۲۲۰ ويأتى ص ۲۲۰، وص ۹۹۱، وص ۹۹۱، اخرجه ابو داؤد فى الايمان والنذور واخرجه النسائى فيه وفى الحج.

مقصد چونکہ الطواف بالبيت صلوة وارد ہے جو اس کو متقاضی ہے کہ جیسے نماز میں کلام نہیں کرسکتے ایسے ہی طواف کے دوران بات چیت نہ کریں۔

تو اس پر تنبیہ فرمادی کہ عند الضرورت بقدر ضرورت کلام کرنا جائز ہے۔

تشریح علامہ عینیؒ نے طبرانی کے حوالہ سے روایت نقل کی ہے کہ بشر کا بیان ہے کہ جب انھوں نے اسلام قبول کرلیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مال اور اولاد واپس کردیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہ بشر اور ان کے صاحبزادے طلق ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ تو بتایا کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا مال اور میری اولاد واپس دلادے گا تو میں بندھا ہوا حج کروں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رسی کاٹ دی اور فرمایا تم دونوں حج کرو مگر یہ باندھنا شیطانی کام ہے۔ (عمدۃ القاری پاکستانی ج ۹ ص ۲۶۴)

﴿ بَابُ [۱۰۲۷] اِذَا رَاٰى سَيْرًا اَوْ شَيْئًا يُكْرَهُ فِى الطَّوَافِ قَطَعَهُ ﴾

جب طواف میں کسی کو باندھا دیکھے یا اور کوئی مکروہ چیز تو اس کو کاٹ سکتا ہے

۱۵۳۰﴿ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ عن سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عن طَاوُسٍ عَنِ ابنِ عباسٍ اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم رَاٰى رَجُلًا يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ اَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا لگام کے ساتھ یا کسی چیز سے بندھا ہوا کعبہ کا طواف کررہا ہے آپ ﷺ نے اس لگام کو کاٹ دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "راى رجلا يطوف بالكعبة بزمام الى آخره"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۲۰ ومر آنفا ص ۲۱۹ ويأتى ص ۹۹۱.

مقصد مقصد یہ ہے کہ اگر طواف کرتے ہوئے کوئی منکر دیکھے تو اس کو روک دے۔

﴿باب ۱۰۲۸ لا يطوف بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلا يَحُجُّ مُشرِكٌ﴾

کوئی شخص ننگا طواف نہ کرے اور نہ کوئی مشرک حج کرے

۱۵۳۱ ﴿حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ قال ثنا يُونُسُ قالَ ابنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بنُ عبدِ الرَّحْمنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرهُ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ بَعَثَه فِي الحَجَّةِ الَّتِي اَمَّرَهُ عَلَيْهَا رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ اَنْ لاَ يَحُجَّ بَعْدَ العَامِ مُشْرِكٌ وَلا يَطُوفَ بِالبَيْتِ عُرْيَانٌ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس حج میں بھیجا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا اس لیے کہ دسویں ذی الحجہ کو یہ اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی بیت اللہ کا ننگا طواف نہ کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۲۰ و مر الحديث ص ۵۳ و ياتى ص ۴۵۱، و ص ۶۲۶، و ص ۶۷۱.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف ننگا جائز نہیں۔

ائمہ ثلاثہ تو طواف میں ستر عورت شرط قرار دیتے ہیں اس لیے طواف ہی نہیں ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک برہنگی کی صورت میں دم واجب ہوگا بہرحال ستر عورت لازم ہے۔

﴿باب ۱۰۲۹ اِذَا وَقَفَ فِى الطَّوَافِ﴾

وَقال عَطاءٌ فِي مَنْ يَطوفُ فتُقَامُ الصَّلٰوة اَوْ يُدْفَعُ عن مَكانِهِ اِذَا سَلَّمَ يَرْجِعُ اِلَى حيثُ قُطِعَ عَلَيْهِ فَيَبْنِى وَيُذْكَرُ نحوُهُ عنِ ابنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرحمنِ بنِ اَبِى بَكْرٍ

اگر طواف کرتے کرتے بیچ میں ٹھہر جائے؟ (تو کیا حکم ہے؟)

اور عطاء نے کہا کہ ایک شخص طواف کررہا ہو پھر نماز کی تکبیر ہوجائے یا وہاں سے ہٹا دیا جائے تو سلام پھیر کر (یا موقع پاکر) جب لوٹے تو سابق کے طواف پر بنا کرلے (یعنی جتنے پھیرے کرچکا تھا ان کو قائم رکھ کر سات پھیرے پورا کرے) اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد جمہور ائمہ کی تائید و موافقت ہے۔
جمہور ائمہ کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص طواف کر رہا ہے اور اس کے درمیان طواف میں اقامت ہوگئی نماز کھڑی ہوگئی اور یہ شخص نماز میں شریک ہوگیا تو نماز سے فراغت کے بعد فوراً سابق طواف پر اگر بنا کرلے تو کافی ہوگا اور بنا صحیح ہوگی صرف امام حسن بصریؒ کا اختلاف منقول ہے۔ حضرت بصریؒ فرماتے ہیں کہ طواف ازسرنو کریگا۔

﴿ بابٌ ۱۰۳۰ طافَ النبيُّ ﷺ وصَلّى لِسُبُوعِهِ رَكْعَتَيْنِ ﴾

وقال نافِعٌ كانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلّي لِكُلِّ سُبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ وَقالَ إِسْمَاعِيلُ ابنُ أُمَيَّةَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ إِنَّ عَطاءً يقولُ تجزِئُهُ المَكْتُوبَةُ مِن رَكْعَتَي الطَّوافِ فقالَ السُّنَّةُ أَفْضَلُ لَمْ يَطُفِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم سُبُوعًا قَطُّ إِلَّا صَلّى رَكْعَتَيْنِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اور سات پھیروں کے بعد دو رکعت نماز پڑھی

اور نافع نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ ہر سات پھیرے کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اسماعیل بن امیہ نے کہا میں نے زہری سے کہا کہ عطاءؒ کہتے ہیں کہ (طواف کے بعد) فرض نماز کافی ہے (یعنی دوگانہ طواف کی ضرورت نہیں) انھوں نے کہا سنت کی پیروی افضل ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طواف کے سات پھیرے پورے کرلیے تو دوگانہ طواف ادا کیا۔

۱۵۳۲﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنا سُفيانُ عن عَمْرٍو قال سَأَلْنا ابنَ عُمَرَ أَيَقَعُ الرَّجُلُ عَلى امْرَأَتِهِ في العُمْرَةِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ قال قَدِمَ رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم فطافَ بِالبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلّى خَلْفَ المَقامِ رَكْعَتَيْنِ فطافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ وَقال "لقد كانَ لَكُمْ فِي رَسولِ اللّه أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" قال وَسَأَلْتُ جابِرَ بْنَ عبدِ اللّهِ فقال لا يَقرَبُ امْرَأَتَهُ حتى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ ﴾

ترجمہ عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کیا عمرے میں آدمی صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے پہلے اپنی عورت سے صحبت کرسکتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے اور بیت اللہ کے سات پھیرے کیے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا و مروہ کے درمیان طواف (یعنی سعی) کیا اور کہنے لگے تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اچھی پیروی ہے، عمرو بن دینار نے کہا اور میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا تو فرمایا کہ جب تک صفا و مروہ کے درمیان

طواف یعنی سعی نہ کرلے اپنی عورت سے صحبت نہ کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۰ مر الحديث ص۵۷ ياتي ص۲۲۳، وص۲۴۱، وص۳۲۰.

مقصد مقصد یہ ہے کہ ہر سات پھیرے پر وہ دوگانہ طواف ادا کرے سعی بین الصفا والمروہ سے پہلے۔

یہ دوگانہ طواف امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے لقوله تعالىٰ "واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى" اتخذوا امر کا صیغہ ہے جو وجوب کے لیے ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے۔

﴿ بَابُ ۱۰۳۱ مَنْ لَمْ يَقْرُبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حتى يَخْرُجَ اِلٰى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الاَوَّلِ ﴾

جو شخص پہلے طواف یعنی طواف قدوم کے بعد کعبہ کے نزدیک نہ آئے اور نہ طواف کرے یہاں تک کہ عرفات کی طرف حج کے لیے نکل جائے

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص طواف قدوم کے بعد کوئی نفل طواف حج سے پہلے نہ کرے اور نہ کعبہ کے پاس جائے پھر وقوف عرفہ وغیرہ سے فارغ ہوکر طواف فرض یعنی طواف زیارت کرلے کافی ہے۔

۱۵۳۳﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ قال حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ قال حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قال اَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ عبدِ اللّٰه بْنِ عبّاسٍ قال قَدِمَ النبيُّ صلي اللّٰه عليه وسلم مَكَّةَ فَطَافَ سَبْعًا وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طوافِهِ بِهَا حتى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی اور اس طواف (یعنی طواف اول) کے بعد کعبہ کے قریب نہیں گئے یہاں تک کہ عرفات سے لوٹے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولم يقرب الكعبة الى آخره"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۰ و مر الحديث ص۲۰۹ بطوله و ياتي مقطعا ص۲۳۳.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد امام مالکؒ کے مذہب کو ذکر کرنا ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک طواف قدوم کرنے کے بعد حج سے قبل اور کوئی نفلی طواف نہیں کرسکتا ہے، مگر امام بخاریؒ کی یہ رائے نہیں ہے جمہور ائمہ کے نزدیک حاجی کو اختیار ہے جتنا چاہے طواف کرسکتا ہے۔

تشریح امام مالکؒ کا استدلال روایات سے ہے کہ اس کے اندر طواف قدوم کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور طواف کا ذکر حج سے قبل نہیں ہے۔

جمہور جواب دیتے ہیں کہ عدم ذکر عدم شے کو مستلزم نہیں ہے۔

﴿بابُ ۱۰۳۲ مَن صَلّی رَکْعَتَی الطَّوافِ خارجًا مِن المَسْجِدِ وَصَلّی عُمَرُ خارجًا مِنَ الحَرَمِ﴾

طواف کا دوگانہ مسجد سے باہر پڑھنا؟ اور حضرت عمرؓ نے حرم سے بھی باہر طواف کا دوگانہ ادا کیا

مطلب یہ ہے کہ طواف کا دوگانہ جب چاہے اور جہاں چاہے پڑھ لے یہ ضروری یعنی فرض نہیں کہ طواف کے بعد ہی یا مسجد حرام ہی میں پڑھے۔

۱۵۳۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن محمَّدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن عُرْوَةَ عن زَیْنَبَ عن اُمِّ سَلَمَةَ قالتْ شَكَوتُ الی رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ح قال وحَدَّثَنِی محمَّد بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا اَبُو مَرْوَانَ یَحْیَی بنُ زَكَرِیَّا الغَسَّانِیُّ عن هِشَامٍ عن عُرْوَةَ عن اُمِّ سَلَمَةَ زَوجِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صَلّی اللّٰهُ علیه وسلم قال وَهُوَ بِمَكَّةَ وَاَرَادَ الخُرُوجَ وَلَمْ تَكُنْ اُمُّ سَلَمَةَ طافَتْ بِالبَیْتِ وَاَرادَتِ الخُرُوجَ فقال لَهَا رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اِذَا اُقِیمَتْ صَلٰوةُ الصُّبحِ فَطُوفِی علی بَعِیرِكِ وَالنَّاسُ یُصَلُّونَ فَفَعَلَتْ ذلك وَلَمْ تُصَلِّ حتی خَرَجَتْ﴾

ترجمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ام سلمہؓ سے) فرمایا درانحالیکہ آپ ﷺ مکہ میں تھے اور نکلنے کا ارادہ فرمارہے تھے اور ام سلمہؓ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا اور وہ بھی روانہ ہونا چاہتی تھیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جب صبح کی نماز کی تکبیر ہو تو اپنے اونٹ پر سوار رہ کر طواف کرلے اور لوگ نماز پڑھتے رہیں چنانچہ ام سلمہ نے ایسا ہی کیا اور طواف کا دوگانہ

نہیں پڑھا یہاں تک کہ مسجد حرام سے یا مکہ سے نکل گئیں پھر نماز پڑھی (قس)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولم تصل حتى خرجت"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۰ ومر الحديث ص۶۶، وص۲۱۹ ويأتي ص۲۲۱، وص۲۰۷.

مقصد | جمہور کے نزدیک تحیۃ الطواف مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا اولیٰ ہے اور جہاں کہیں پڑھے جائز ہے۔ امام مالکؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر دور ہو گیا اور گھر واپس ہو گیا تو دَم واجب ہو گیا۔

امام بخاریؒ نے جمہور کی تائید کی ہے۔

﴿ بَابٌ ١٠٣٣ مَن صَلّٰى رَكْعَتَى الطَّوافِ خَلفَ المَقامِ ﴾

مقام ابراہیم کے پیچھے دوگانہ طواف ادا کرنا

۱۵۳۵﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ دِينارٍ قال سَمِعتُ ابنَ عُمَرَ يقولُ قدِمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فطاف بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلفَ المَقَامَ رَكْعَتَيْنِ ثمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّفا وَقد قال الله عزّ وَجَلّ لَقَدْ كانَ لَكُمْ فى رَسولِ اللّهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾

ترجمہ | عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے طواف بیت اللہ کے سات پھیرے کیے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ ﷺ صفا کی طرف نکلے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورہ احزاب میں) تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی پیروی اچھی پیروی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث في قوله "وصلى خلف المقام ركعتين"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۰ ومر الحديث ص۵۷ ويأتي ص۲۲۳، وص۲۲۳، وص۲۴۱.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ دوگانہ طواف کو مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرنا افضل ہے۔

﴿ بَابٌ ١٠٣٤ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبحِ وَالْعَصْرِ ﴾

وكانَ ابنُ عُمَرَ يُصَلِّي رَكْعَتَى الطوافِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشمسُ وَطافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلوٰةِ الصُّبحِ فرَكِبَ حتى صَلّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِى طُوىً.

صبح اور عصر کی نماز کے بعد طواف کرنا یعنی نماز صبح اور نماز عصر کے بعد طواف کرنے کا حکم

اور حضرت عمرؓ نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا پھر سوار ہوئے اور طواف کا دوگانہ ذی طوی میں پڑھا

۱۵۳۶﴿ حَدَّثَنا الحَسَنُ بنُ عُمَرَ البَصرِيُّ قال حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيعٍ عن حَبِيبٍ عن عَطاءٍ عن عُروَةَ عن عائِشَةَ اَنَّ ناسًا طافُوا بِالبَيتِ بعدَ صَلوٰةِ الصُّبحِ ثُمَّ قَعَدُوا اِلَى المُذَكِّرِ حتى اِذَا طَلَعَتِ الشمسُ قامُوا يُصَلُّونَ فقالتْ عائِشَةُ قَعَدُوا حتى اِذَا كانَتِ السَّاعَةُ الَّتِي تُكرَهُ فِيهَا الصَّلوٰةُ قامُوا يُصَلُّونَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے صبح کی نماز کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر واعظ کے پاس جا بیٹھے یہاں تک کہ جب سورج نکلنے لگا تو اٹھے اور دوگانہ طواف پڑھنے لگے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا پہلے تو بیٹھے رہے جب وہ وقت آیا جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے تو نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "طافوا بالبيت بعد صلوة الصبح"

تعدد موضعه | و الحديث هنا ص۲۲۰ تا ص۲۲۱.

۱۵۳۷﴿ حَدَّثَنا اِبراهِيمُ بنُ المُنذِرِ قال حَدَّثَنا اَبُو ضَمرَةَ قال حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُقبَةَ عن نافِعٍ اَنَّ عَبدَ اللهِ قال سَمِعتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَنهٰى عنِ الصَّلوٰةِ عندَ طُلُوعِ الشمسِ وَعندَ غُرُوبِهَا ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ﷺ سورج نکلتے وقت اور سورج ڈوبتے وقت نماز سے منع فرماتے تھے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ينهٰى عن الصلوة عند طلوع الشمس وعند غروبها"

ترجمۃ الباب کا تیسرا جز یعنی آخری جز ہے "حتى صلى الركعتين بذى طوى" معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ نے طواف تو کرلیا صبح کی نماز کے بعد مگر دوگانہ طواف دیر کرکے ذی طوی میں پڑھا جب کہ مکروہ وقت نکل گیا۔

تعدد موضعه | و الحديث هنا ص۲۲۱ و مر الحديث ص۸۲، و ص۸۳، و ص۱۵۹ و ياتى ص۴۶۳.

۱۵۳۸﴿ حَدَّثَنا الحَسَنُ بنُ مُحَمَّدٍ قال حَدَّثَنا عَبِيدَةُ بنُ حُمَيدٍ قال حَدَّثَنِي عبدُ العَزِيزِ بنُ رُفَيعٍ قال رَاَيتُ عَبدَ اللهِ بنَ الزُّبَيرِ يَطُوفُ بَعدَ الفَجرِ وَيُصَلِّي رَكعَتَينِ قال عَبدُ العَزِيزِ وَرَاَيتُ عَبدَ اللهِ بنَ الزُّبَيرِ يُصَلِّي رَكعَتَينِ بَعدَ العَصرِ

وَيُخبِرُ اَنَّ عائِشَةَ حَدَّثَتهُ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا اِلاَّ صَلاَّهُمَا ﴾

ترجمہ | عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا کہ وہ نماز فجر کے بعد طواف کرتے اور طواف کا دوگانہ پڑھتے، عبدالعزیز نے کہا اور میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کے بعد دورکعتیں (سنت کی) پڑھتے اور بیان کرتے کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے گھر آتے تو ان دورکعتوں کو پڑھتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "يطوف بعد الفجر"
یعنی ترجمہ کے جزء اول سے مطابقت ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۱ ومر الحديث ص۸۳، وص۸۳، وص۸۳.

مقصد | الطواف بالبیت کی بنا پر سفیان ثوریؒ سے فجر و عصر کے بعد طواف کرنے کی کراہت منقول ہے، لیکن حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک بعد الصبح والعصر طواف کرنا جائز ہے۔ البتہ حنفیہ کے نزدیک دوگانہ طواف نہیں پڑھ سکتا۔ یہی مالکیہ کا بھی مذہب ہے۔ امام بخاریؒ کا بھی یہی رجحان ہے۔ واللہ اعلم

﴿بابُ[۱۰۳۵] المَرِيضِ يَطُوفُ رَاكِبًا﴾

مریض سوار ہو کر طواف کرسکتا ہے

۱۵۳۹﴿ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ الوَاسِطیُّ قال حَدَّثَنا خالِدٌ عن خالِدِ الحَذَّاءِ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبَّاسٍ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم طاف بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلٰى بَعِيرٍ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشارَ اِلَيْهِ بِشَیْءٍ فی يَدِهِ وَكَبَّرَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا جب حجر اسود کے برابر آتے تو آپ ﷺ کے ہاتھ ایک چیز تھی اس سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث فی قوله "طاف بالبيت وهو علی بعير"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۱ ومر الحديث ص۲۱۸، وص۲۱۹ ويأتی ص۷۹۸.

۱۵۴۰﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ قال حَدَّثَنا مالِكٌ عن محمَّدِ بْنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ

نَوفَلٍ عن عُرْوَةَ عن زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عن اُمِّ سَلَمَةَ قالتْ شَكَوتُ اِلٰى رسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم اَنِّى اَشتَكِى فقال طُوفِى مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ ورسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يُصَلِّى اِلٰى جَنبِ البَيْتِ وَهُوَ يَقرَأُ وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ﴾

ترجمہ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو سوار رہ کر لوگوں کے پیچھے طواف کر لے چنانچہ میں نے طواف کیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے بازو میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ سورہ والطور و کتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۱ و مر الحديث ص۶۶، وص۲۱۹، وص۲۲۰ ويأتى ص۲۷۰ .

مقصد امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بیماری کی وجہ سے سواری پر طواف کیا جاسکتا ہے اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

﴿ بابٌ سِقَايَةِ الحاجِّ ﴾ ۱۰۳۶

حاجیوں کو پانی پلانا

۱۵۴۱﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمَّدِ بنِ اَبِى الْاَسْوَدِ قال حَدَّثَنا اَبُو ضَمْرَةَ قال حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللّٰهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال اسْتَاذَنَ العَبَّاسُ بنُ عبدِ المُطَّلِبِ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِىَ مِنىً مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهِ فَاَذِنَ لَهُ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت چاہی حاجیوں کو پانی پلانے کے لیے تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دیدی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "من اجل سقايته" لان السقاية كانت بيده بعد ابيه عبدالمطلب الخ .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۱ وياتى الحديث ص۲۳۵.

۱۵۴۲﴿ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ بنُ شَاهِينَ قال حَدَّثَنا خالِدٌ عن خالِدٍ الحَذَّاءِ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبَّاسٍ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم جاءَ اِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى فقال العَبَّاسُ يا فَضلُ اذْهَبْ الٰى اُمِّكَ فَاْتِ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

بِشَراب مِن عندِهَا فقال اسْقِنِی قال یا رسولَ اللّٰه اِنهُم یَجعَلُونَ اَیدِیَهُم فِیهِ قال اسْقِنِی فشَرِبَ مِنه ثمَّ اَتٰی زَمْزَمَ وهم یَسقُونَ وَیَعمَلُونَ فِیهَا فقال اعْمَلُوا فاِنّکُم علٰی عَمَلٍ صالحٍ ثمَّ قالَ لَولاَ ان تُغلَبُوا لَنزَلْتُ حتی اَضَعَ الحَبْلَ عَلٰی هذه یعنی عاتِقَهٗ وَاشارَ اِلٰی عاتِقِهٖ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبیل (پانی کے حوض پر، پانی پلانے کی جگہ) پر آئے اور آپ ﷺ نے پانی مانگا تو حضرت عباسؓ نے (اپنے صاحبزادے) فضل سے کہا اپنی ماں کے پاس جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کا شربت اس کے پاس سے لے آؤ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے پانی پلاؤ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پانی میں لوگ ہاتھ ڈال دیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو اس میں سے پلاؤ چنانچہ آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا اس کے بعد آپ ﷺ زمزم کے پاس آئے وہاں لوگ پلا رہے تھے کنویں سے کھینچ کھینچ کر، آپ ﷺ نے فرمایا کھینچے جاؤ تم نیک کام کر رہے ہو پھر فرمایا اگر مجھ کو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم کو تکلیف ہوگی (یعنی اگر میں اتر کر خود پانی کھینچوں گا تو صدہا آدمی مجھ کو دیکھ کر پانی کھینچنے کے لیے پل پڑینگے اور تم کو تکلیف ہوگی) تو میں اونٹ سے اترتا اور کاندھے پر رسّی ڈالتا یعنی کنویں سے پانی کھینچ کر لوگوں کو پلاتا اور آپ ﷺ نے اپنے کاندھے کی طرف اشارہ کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "جاء الى السّقاية"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۱.

مقصد | حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمام شعار جاہلیت تحت قدمی ہیں اور سقایۃ الحاج بھی ان ہی مآثر میں سے ہیں تو امام بخاریؒ نے تنبیہ فرمادی کہ اس کو حضور ﷺ نے باقی رکھا تھا۔

(۲) ممکن ہے کہ بخاریؒ کا مقصد یہ ہو کہ حج کے بہت سے مستحبات ہیں اسی طرح سبیل ابن عباس سے پانی پینا بھی مستحب ہے۔

لیکن اب حاجیوں کی بے پناہ کثرت کی وجہ سے یہ شکل نہ رہی بلکہ مشینوں سے زمزم نکال کر نلوں کے ٹینکوں میں ٹھنڈا ہو کر نلوں تک پہنچتا ہے، نیز مسجد حرام میں درجنوں گھڑوں میں رکھ دیا جاتا ہے۔

﴿ بابٌ [۱۰۳۷] مَا جَاءَ فی زَمْزَمَ ﴾

وَقال عَبدَانُ اَخبَرَنا عبدُ اللّٰهِ قال اَخبَرَنا یُونُسُ عنِ الزُّهرِیِّ قال اَنَسُ بنُ مالِكٍ كانَ اَبو ذَرٍّ یُحدِّثُ اَنَّ رَسولَ اللّٰه ﷺ قالَ فُرِجَ سَقفِی وَاَنا بِمَكَّةَ

فَنَزَلَ جِبْرَئِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِيءٍ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا فَافْرَغَهَا فِي صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهُ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ جِبْرَئِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هذا قَالَ جِبْرَئِيلُ.

زمزم کا بیان حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری چھت کھولی گئی اس وقت میں مکہ میں تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے اور انھوں نے میرا سینہ چاک کیا پھر آب زمزم سے اس کو دھویا اس کے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو علم اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اور میرے سینے میں اس کو انڈیل دیا پھر سینہ جوڑ دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو لے کر سماء دنیا (یعنی پہلے آسمان) پر چڑھ گئے اور جبرئیل علیہ السلام نے سماء دنیا کے خازن (داروغہ) سے کہا کھولو خازن نے پوچھا کون؟ فرمایا جبرئیل۔

۱۵۴۳﴿ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ قَالَ عَاصِمٌ فَحَلَفَ عِكْرِمَةُ مَا كَانَ يَوْمَئِذٍ اِلَّا عَلٰى بَعِيْرٍ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کے لیے زمزم دیا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا عاصم نے کہا (میں نے عکرمہ سے ذکر کیا تو) عکرمہ نے قسم کھا کر کہا کہ حضور ﷺ اس روز اونٹ پر سوار تھے۔

مطلب یہ ہے کہ عکرمہ نے امام شعبی سے اختلاف کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو اونٹ پر سوار تھے اس لیے کھڑے ہو کر پینے کا سوال ہی نہیں۔ لیکن امام شعبی ثقہ ہیں اس لیے یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ اونٹ پر سوار تھے لیکن زمزم کے لیے آپ نے اونٹ سے اتر کر کھڑے ہو کر نوش فرمایا ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه ذكر زمزم

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۱ ويأتي الحديث ص۸۴۰ واخرجه الترمذي في الاشربة.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد زمزم کی خصوصی فضیلت بیان کرنا ہے اور استدلال ہے ثم غسله بماء زمزم سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے طشت تو لے آئے مگر پانی نہ لائے بلکہ زمزم استعمال کیا اس سے پتہ چلا کہ یہ افضل ہے وقال ابن بطال اراد البخاري ان الشرب من ماء زمزم من سنن الحج (عمدہ)

تشریح ''زمزم'' غیر منصرف۔ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ سے متصل بابرکت کنواں جس کا شیریں پانی حجاج پیتے ہیں اور بطور تبرک اپنے وطن لے جاتے ہیں۔

نیز زمزم کے ایک معنی کثرت کے ہیں کیونکہ یہ پانی اتنا کثیر ہے کہ آج تقریبا چودہ سو سال حضور ﷺ کو گذر گئے متواتر لاکھوں آدمی اس سے ہر سال سیراب ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ بھر بھر کر دوسرے مقامات پر لے جاتے ہیں۔
زمزم کے ایک معنی تحرک کے ہیں چونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پر کی حرکت سے یہ چشمہ ابلا ہے اس لیے اس کو زمزم کہتے ہیں (تقریر شیخ)۔

﴿بابُ ۱۰۳۸ طوافِ القارِنِ﴾

قران کرنے والوں کے طواف کا بیان

۱۵۴۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مَالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ قالتْ خَرَجْنا مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فى حَجَّةِ الوَدَاعِ فاَهْلَلْنَا بعُمْرَةٍ ثمَّ قال مَنْ كانَ مَعَهُ هَدْىٌ فلْيُهِلَّ بِالحَجِّ وَالعُمْرَةِ ثمَّ لا يَحِلُّ حتى يَحِلَّ مِنهُمَا فقَدِمتُ مَكَّةَ وَاَنَا حائِضٌ فلمَّا قَضَيْنا حَجَّنا اَرْسَلَنِى مَعَ عَبْدِ الرَّحمٰنِ اِلَى التَّنْعِيمِ فاعْتَمَرْتُ فقال هذِهِ مكانَ عُمْرَتِكِ فطافَ الَّذِيْنَ اَهَلُّوا بالعُمْرَةِ ثمَّ حَلُّوا ثمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ فانما طافُوا طَوَافًا وَاحِدًا ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ ھدی یعنی قربانی کا جانور ہے وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور جب تک دونوں سے فارغ نہ ہوا احرام نہ کھولے، خیر میں جب مکہ پہنچی تو (اتفاق سے) حائضہ تھی پھر جب ہم نے حج پورا کرلیا تو آپ ﷺ نے مجھے عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم تک بھیجا میں نے وہاں سے عمرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا تیرے عمرہ کے بدلے یہ عمرہ ہے، جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انھوں نے طواف (اور سعی کرکے) احرام کھول ڈالا پھر جب منیٰ سے لوٹ کر آئے تو دوسرا طواف یعنی طواف زیارت کیا اور جنھوں نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انھوں نے ایک طواف کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "واما الذين جمعوا بين الحج والعمرة" لانه هو القارن.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۱ و مر الحديث ص۴۵، وص۴۶، وص۲۱۱، وص۲۱۲، ویاتی ص۲۳۹، وص۲۴۰، وص۶۳۱، وص۶۳۲، وص۶۳۲، وص۶۳۲۔

۱۵۴۵﴿ حَدَّثَنِی یَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قال حَدَّثَنا ابنُ عُلَیَّةَ عن اَیُّوبَ عن نافِعٍ اَنَّ ابنَ عُمَرَ دَخَلَ ابنُهُ عبدُ اللّٰه بنُ عبدِ اللّٰهِ وَظَهْرُهُ فی الدَّارِ فقال اِنِّی لَا آمَنُ اَن یَکونَ العامَ بَیْنَ الناسِ قِتالٌ فَیَصُدُّوكَ عنِ البَیْتِ فلو اَقَمْتَ فقال قَد خَرَجَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فحالَ کُفّارُ قُرَیْشٍ بَیْنَهُ وَبَیْنَ البَیْتِ فاِنْ حِیْلَ بَیْنِی وَبَیْنَ البَیْتِ اَفْعَلُ کَما فَعَلَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لَقَدْ کانَ لَکُمْ فی رسولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ثُمَّ قال اُشْهِدُکُمْ اَنِّی قَد اَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِی حَجًّا قال ثُمَّ قَدِمَ فطافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا﴾

ترجمہ | نافعؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹے عبداللہ ابن عمر کے پاس ان کے گھر میں گئے اور ان کی سواری (حج کو جانے کے لیے) گھر میں تیار تھی، عبداللہ بن عبداللہ نے کہا میں مطمئن نہیں ہوں یعنی مجھے اس سال ڈر ہے کہ کہیں لوگوں میں لڑائی نہ ہو جائے اور تم کو کعبے میں جانے سے روک دیں بہتر یہ ہے کہ آپ اس سال گھر میں رہئے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی (حدیبیہ کے سال عمرے کی نیت سے) نکلے تو کفار قریش حائل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانہ کعبہ کے درمیان (یعنی کفار قریش نے نہیں جانے دیا) تو اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ ہوئی تو میں وہی کروں گا جیسے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا "تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بہترین نمونہ عمل ہے پھر ابن عمرؓ نے فرمایا میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ کے ساتھ حج کو بھی واجب کر لیا ہے پھر عبداللہ بن عمرؓ مکہ پہنچے اور حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک طواف کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فطاف لهما طوافاً واحداً"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص۲۲۱ تا ۲۲۲ ویاتی ص۲۲۹، وص۲۳۱، وص۲۴۳، وص۲۴۳، وص۲۴۳، وص۲۴۴ فی المغازی ص۶۰۱، وص۶۰۱، وص۶۰۱۔

۱۵۴۶﴿حَدَّثَنا قُتَیْبَةُ بنُ سَعِیْدٍ قال حَدَّثَنا لَیْثٌ عن نافِعٍ اَنَّ ابنَ عُمَرَ اَرَادَ الحَجَّ عامَ نَزَلَ الحَجَّاجُ بابنِ الزُّبَیْرِ فَقِیْلَ لَهُ اِنَّ النَّاسَ کائِنٌ بَیْنَهُمْ قِتالٌ وَاِنَّا نَخافُ اَن یَصُدُّوكَ فقال لَقَدْ کانَ لَکُم فی رَسولِ اللّٰه اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اِذَنْ اَصْنَعُ کَما صَنَعَ رسولُ اللّٰه ﷺ اِنِّی اُشْهِدُکُمْ اَنِّی قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حتی اِذَا کانَ بِظاهِرِ البَیْدَاءِ قال مَا شَاْنُ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُکُمْ اَنِّی قد اَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِی وَاَهْدٰی هَدْیًا اشْتَراهُ بِقُدَیْدٍ وَلَمْ یَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ فَلَمْ یَنْحَرْ وَلَمْ یَحِلَّ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَلَمْ

يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ حتى كانَ يومُ النَّحرِ فَنَحر وَحَلَقَ وَرَآى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ بِطَوافِهِ الاَوَّلِ وقَالَ ابنُ عُمَر كَذلك فَعَلَ رَسولُ الله ﷺ﴾

ترجمہ | نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حج کا ارادہ کیا جس سال حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا تو ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ اس سال لوگوں کے درمیان جنگ ہونے والی ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ لوگ آپ کو روک دیں (یعنی کعبہ نہ جانے دیں) تو ابن عمرؓ نے فرمایا لقد کان لکم الآیۃ یعنی تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات بہترین نمونہ عمل ہے اگر ایسا ہوا تو میں ویسے ہی کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے (حدیبیہ کے سال) کیا تھا۔ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا پھر نکلے جب بیداء کے مقام پر پہنچے تو کہنے لگے حج اور عمرہ دونوں کا حال یکساں ہے میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج واجب کرلیا اور قربانی کا جانور بھی ساتھ کرلیا جنھیں قدید میں خریدا تھا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا چنانچہ نہ قربانی کی اور نہ کوئی کام جو احرام سے منع ہے نہ سر منڈایا نہ بال ترشوائے یہاں تک کہ جب یوم نحر (قربانی کا دن) ہوا تو قربانی کی اور سر منڈایا اور پہلا طواف جو کر چکے تھے حج اور عمرہ دونوں کی طرف سے کافی سمجھا اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ نے بھی کیا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "بطوافه الاول"

یہ حدیث سابق ہے دوسری سند سے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۲ ویاتی ص۲۲۹، وص۲۳۱، وص۲۳۳، وص۲۴۳، وص۲۴۳، وص۲۴۳، وص۲۴۳، وص۲۴۴، وص۶۰۱ وغیرہ

مقصد | چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک طواف اور ایک سعی کرے اس لیے کہ افعال عمرہ افعال حج میں داخل ہوگئے۔

حنفیہ کے نزدیک حج اور عمرہ دونوں مستقل الگ الگ عبادت ہے اس لیے حج وعمرہ کے لیے الگ الگ طواف اور الگ الگ سعی کرنی ہوگی۔

امام بخاریؒ کا مقصد ائمہ ثلاثہ کی تائید وموافقت ہے۔

مکمل تفصیل اور مدلل تشریح کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی ص ۴۷۵.

﴿بابُ ۱۰۳۹ الطَّوَافِ علٰى وُضُوءٍ﴾

باوضوطواف کرنے کا بیان

۱۵۴۷﴿حَدَّثَنا اَحْمَدُ بنُ عِيسٰى قال حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال اَخْبَرَنِی عَمْرُو بن الحارِثِ

عن محمدِ بنِ عبدِ الرحمٰنِ بنِ نوفلِ القُرَشِيِّ انَّه سَالَ عُروَةَ بنَ الزُّبَيرِ فقال قَدْ حَجَّ النبيُّ ﷺ فاخبَرَتنِي عائِشَةُ انَّ اوَّلَ شَيءٍ بَدَأَ بِه حِينَ قَدِمَ انَّهُ تَوَضَّأَ ثم طافَ بِالبَيتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثم حَجَّ ابوبكرٍ فكانَ اوَّلَ شيءٍ بَدَأَ به الطَّوافُ بِالبَيتِ ثم لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذلِك ثم حَجَّ عثمانُ فرَايتُه اوَّلُ شيءٍ بَدَأَ به الطَّوَافُ بِالبَيتِ ثمَّ لَمْ تكن عُمْرَةً ثم مُعَاوِيَةُ وعبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ ثم حَجَجتُ مَعَ ابِي الزُّبَيرِ بنِ العَوَّامِ فكانَ اوَّلَ شيءٍ بَدَأَ به الطوافُ بالبيتِ ثمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثم رَايتُ المُهاجِرِينَ وَالانصارَ يفعلُونَ ذلِكَ ثمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثم آخِرُ مَنْ رَايتُ فعَلَ ذلِكَ ابنُ عُمَرَ ثمَّ لَمْ يَنقُضْها عُمْرَةً وَهذا ابنُ عُمَرَ عِندَهُم فلا يَسالُونَهُ وَلا احَدٌ مِمَّنْ مَضَى ما كانوا يَبْدَؤُنَ بِشَيءٍ حِينَ يَضَعُونَ اقدامَهُم مِنَ الطَّوافِ بِالبَيتِ ثمَّ لا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَايتُ امِّي وخَالَتِي حِينَ تَقْدَمانِ لا تَبدآنِ بشيءٍ اوَّلَ مِنَ البَيتِ تَطُوفانِ به ثمَّ لا تحِلّانِ وَقَدْ اخبَرَتنِي امِّي انها اهَلَّتْ هِيَ وَاختُها وَالزُّبَيرُ وَفلانٌ وَفلانٌ بِعُمْرَةٍ فلمَّا مَسَحُوا الرُّكنَ حَلُّوا ﴾

ترجمہ محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل قرشی سے روایت ہے کہ انھوں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا (اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ کیا پوچھا؟ اس کے لیے حدیث ۱۰۲۵ دیکھئے)

عروہ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا سب سے پہلے جو کام آپ ﷺ نے مکہ میں آ کر کیا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا پھر (طواف کے بعد بھی) آپ ﷺ کا حج عمرہ نہیں بنا پھر ابوبکرؓ نے (اپنی خلافت میں) حج کیا انھوں نے بھی سب باتوں سے پہلے طواف کیا ان کا حج بھی عمرہ نہیں بنا پھر حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا پھر حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں حج کیا اور پہلے جو کام کیا وہ طواف ہی تھا ان کا حج بھی عمرہ نہیں ہوا پھر معاویہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے حج کیا پھر میں نے اپنے باپ زبیر بن عوامؓ کے ساتھ حج کیا انھوں نے بھی پہلے جو کام کیا وہ یہی بیت اللہ کا طواف تھا لیکن ان کا حج عمرہ نہیں بنا اس کے بعد میں نے مہاجرین اور انصارؓ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ان میں سے کسی کا حج عمرہ نہیں بنا پھر سب کے اخیر میں میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو ایسا کرتے دیکھا انھوں نے حج کو توڑ کر عمرہ نہیں قرار دیا (افسوس تو یہ ہے کہ) عبداللہ بن عمرؓ ان کے پاس موجود ہیں ان سے کیوں نہیں پوچھتے اور جتنے اگلے لوگ گذرے ہیں انھوں نے بھی حج کو توڑ کر عمرہ نہیں قرار دیا، وہ جہاں اپنا قدم بیت اللہ میں رکھتے تو طواف کرتے پھر ان کا احرام نہیں کھلتا اور میں نے اپنی ماں (حضرت اسماءؓ) اور خالہ (حضرت عائشہؓ) کو دیکھا وہ جب مکہ میں آتیں تو پہلے بیت اللہ کے پاس آ کر طواف کرتیں

اور ان کا احرام نہ کھلتا (حج کا احرام قائم رہتا) اور میری ماں نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے اور ان کی بہن (حضرت عائشہؓ) اور زبیر اور فلاں فلاں (یعنی حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ) نے عمرے کا احرام باندھا جب حجر اسود کا بوسہ لیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور سر منڈ لیا تب احرام کھلا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "انه توضأ ثم طاف بالبيت"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۲ و مر الحديث ص۲۱۹.

مقصد | امام بخاریؒ نے کوئی صاف حکم نہیں بیان کیا چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا مالکیہ و شافعیہ کے نزدیک طواف کے لیے طہارت عن الحدث والنجاسۃ شرط ہے بغیر اس کے طواف ہی نہیں ہوگا۔ حنفیہ کے نزدیک واجب ہے یعنی بغیر وضو اگر طواف کرے گا تو گنہگار ہوگا اور دم واجب ہوگا، مگر طواف ہو جائے گا ایک قول امام احمد بن حنبلؒ کا بھی مثل حنفیہ ہے۔ واللہ اعلم

﴿بابُ [۱۰۴۰] وُجُوبِ الصَّفا وَالمَرْوَة وجُعِلَ مِنْ شَعائِرِ اللّٰه﴾

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے واجب ہونے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں (یادگاروں) میں سے قرار دیا گیا ہے

(اس کی پوری تفصیل کے لیے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر، ص: ۵۰ کا مطالعہ کیجئے)

۱۵۴۸﴿ حدَّثَنا اَبُو الیَمانِ قال اَخبرَنا شُعَیْبٌ عنِ الزُّهرِیِّ قال عُرْوَةُ سَالتُ عائِشَةَ فقلتُ لَهَا اَرَاَیتِ قولَ اللّٰه تعالیٰ "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰه فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فلا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَطَّوَّفَ بِهِمَا فَوَاللّٰهِ مَا عَلٰی اَحَدٍ جُنَاحٌ اَن لَاّ یَطُوفَ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ قالتْ بِئسَمَا قلتَ یَا ابْنَ اُخْتِی اِنَّ هٰذِه لوکانَتْ کَما اَوَّلْتَهَا عَلَیْهِ کانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ لَا یَطُوفَ بِهِما وَلٰکِنَّهَا اُنْزِلَتْ فی الْاَنصَارِ کانوا قَبْلَ اَن یُسلِمُوا یُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِیَةِ الَّتِی کانُوا یَعْبُدُونَهَا عِندَ المُشَلَّلِ فکانَ مَنْ اَهَلَّ یَتَحَرَّجُ اَنْ یَطُوفَ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ فلَمَّا اَسْلَمُوا سَاَلُوا رَسُولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن ذٰلِكَ قالوا یا رسولَ اللّٰهِ اِنَّا کُنَّا نَتَحَرَّجُ اَن نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰه اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الآیة قالتْ عائِشَةُ وقَدْ سَنَّ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم الطَّوافَ بَیْنَهُما فلَیْسَ

لِاَحَدٍ اَن يَتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُما ثُمَّ اَخبَرْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عبدِ الرَّحمٰنِ فقال اِنَّ هٰذَا العِلْمَ ما كنتُ سَمِعْتُهُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالاً مِن اَهْلِ العِلْمِ يَذْكُرُونَ اَنَّ النَّاسَ اِلاَّ مَن ذَكرتْ عائِشةُ مِمَّن كانَ يُهِلُّ لِمَناةَ كانُوا يَطُوفُونَ كُلُّهُمْ بالصَّفا وَالمَرْوَةِ فلمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ الطَّوافَ بِالبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالمَرْوَةَ في القُرآنِ قالوا يا رسولَ اللّٰه كُنَّا نَطُوفُ بالصَّفا وَالمَرْوَةِ وَاِنَّ اللّٰه تعالى اَنْزَلَ الطَّوافَ بالبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا فهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ اَنْ نَطوفَ بالصَّفا وَالمَرْوَةِ فاَنْزَلَ اللّٰه تعالى اِنَّ الصَّفَا وَالمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰه الآية قال اَبُو بَكْرٍ فاَسْمَعُ هٰذِه الآيةَ نَزَلَتْ في الفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا في الَّذِيْنَ كانوا يَتَحَرَّجُونَ اَن يَطُوفُوا فِي الجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ وَالَّذِيْنَ يَطُوفُونَ ثُمَّ تَحَرَّجُوا اَن يَطُوفُوا بِهِمَا في الاِسْلَامِ مِن اَجلِ اَنَّ اللّٰه اَمَرَ بِالطَّوافِ بِالبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفا حتى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَ ما ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالبَيْتِ ﴾

ترجمہ عروہ نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایئے ان الصفا والمروۃ الآیۃ سورہ بقرہ۔ (بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) تو جو کوئی بھی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر ان دونوں کے کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اس کا مطلب تو بخدا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے میرے بھانجے تو نے غلط بات کہی اگر آیت کا یہی معنی ہوتا جو تو نے بیان کیا تو آیت کریمہ اس طرح ہوتی کہ ان دونوں (صفا و مروہ) کا طواف نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن (بات یہ ہے کہ) یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلے مناۃ بت کے لیے احرام باندھا کرتے تھے جس کی وہ پرستش کرتے تھے جو مشلل کے پاس تھا تو جو لوگ (حج یا عمرہ کا) احرام باندھ لیتے وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف (یعنی سعی) کرنا گناہ سمجھتے جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا، ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنے میں گناہ سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ صفا و مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں الآیۃ

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں (صفا و مروہ) کے درمیان طواف کو جاری فرمایا تو اب کسی کے لیے جائز نہیں کہ ان دونوں کے درمیان طواف چھوڑے، امام زہری نے کہا پھر میں نے حضرت عائشہؓ کا یہ قول ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا انھوں نے کہا میں نے تو یہ علم کی بات اب تک نہیں

سنی تھی میں نے تو بہت سے اہل علم سے سنا وہ لوگ بیان کرتے تھے کہ جو لوگ مناۃ کے لیے احرام باندھتے تھے جن کا تذکرہ حضرت عائشہؓ نے کیا ہے ان کے علاوہ سب صفا و مروہ کا طواف کرتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا و مروہ کے طواف کا ذکر نہیں کیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم (زمانہ جاہلیت میں) صفا و مروہ کا طواف کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا لیکن صفا (ومروہ) کا ذکر نہیں فرمایا تو کیا اگر ہم صفا و مروہ کا طواف کریں تو ہم پر کچھ گناہ ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ''صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں الخ''

ابوبکر نے کہا میں سنتا ہوں کہ یہ آیت دونوں فریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی اس فریق کے بارے میں بھی جو زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کا طواف گناہ جانتا تھا اور اس فریق کے بارے میں بھی جو زمانہ جاہلیت میں طواف کرتے تھے پھر مسلمان ہونے کے بعد اس کا کرنا اس وجہ سے گناہ سمجھا کہ اللہ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا و مروہ کا ذکر نہیں فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کے بعد ان دونوں کے طواف کا بھی ذکر فرما دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان الصفا والمروة من شعائر الله"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۲ تا ص۲۲۳ ويأتي ص۲۴۱ وفي التفسير ص۶۴۶، وص۷۱.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد سعی بین الصفاوالمروہ کی مشروعیت بتانا ہے لیکن چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لیے امام نے کوئی صاف وصریح حکم نہیں لگایا۔

شرعی حکم حنفیہ کے نزدیک سعی بین الصفاوالمروہ واجب ہے ترک پر دم واجب ہوگا۔
ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک رکن ہے اسکے ترک سے حج ادا نہیں ہوگا، حنابلہ کا ایک قول سنت ہے۔ واللہ اعلم

باب (۱۰۴۱) مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

وقال ابنُ عُمَر السَّعْيُ مِن دَارِ بَنِي عَبَّادٍ إِلَى زُقَاقِ بَنِي أَبِي حُسَيْنٍ

سعی بین الصفاوالمروہ کے بارے میں جو وارد ہے (یعنی صفا و مروہ کے درمیان سعی کی کیفیت کا بیان)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بنی عباد کے گھر سے لے کر بنی ابی الحسین کی گلی تک دوڑ کر چلے باقی راہ میں معمول کے مطابق۔

تشریح بنی عباد کا گھر اور زقاق بنی حسین اس زمانہ میں مشہور ہوں گے مگر یہ دونوں چیزیں اب نہیں رہیں اب تو دوڑنے کے مقام میں سبز نشان بنے ہوئے ہیں بس میلین اخضرین کے درمیان سعی کرے۔

۱۵۴۹﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ قال حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال كانَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إِذَا طافَ الطَّوَافَ الأَوَّلَ خَبَّ ثَلاثًا ومَشَى أَرْبَعًا وَكانَ يَسْعَى بَطْنَ المَسِيلِ إِذَا طافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فقلتُ لِنافِعٍ أكانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ اليَمانِيَّ قالَ لَا إِلَّا أَنْ يُزَاحَمَ عَلَى الرُّكْنِ فإنّه كانَ لا يَدَعُهُ حتى يَسْتَلِمَهُ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں آکر) جب پہلا طواف (یعنی طواف قدوم) کرتے تو تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور چار پھیروں میں معمول کے مطابق چلتے اور جب صفا اور مروہ کا طواف کرتے تو نالے کے نشیب میں دوڑ کر چلتے، عبیداللہ نے کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا کیا عبداللہ بن عمرؓ جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے تو معمول کے مطابق چلتے؟ انھوں نے کہا نہیں مگر جب ہجوم ہوتا تب حجر اسود کے پاس آکر آہستہ چلنے لگتے کیونکہ وہ بغیر چومے اس کو نہیں چھوڑتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وكان يسعى بطن المسيل"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۳ و مر الحديث ص ۲۱۹، وص ۲۱۹.

۱۵۵۰﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰه قال حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينارٍ قال سَأَلْنا ابنَ عُمَرَ عن رَجُلٍ طافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فقال قَدِمَ النَّبِيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم فطافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقد كانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وسَأَلْنا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فقال لَا يَقْرَبَنَّهَا حتى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ﴾

ترجمہ عمرو بن دینار نے کہا کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ ایک شخص عمرہ کے احرام میں بیت اللہ کا طواف کرلے، لیکن صفا اور مروہ کا طواف ابھی اس نے نہ کیا ہو تو کیا وہ اپنی بیوی سے صحبت کرسکتا ہے؟ انھوں نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے تو بیت اللہ کے سات چکر کیے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا و مروہ پر سات پھیرے کیے اور تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے اور ہم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا (یہی مسئلہ) تو انھوں نے فرمایا کہ اپنی عورت سے

اس وقت تک صحبت نہ کرے جب تک صفا و مروہ کا طواف نہ کرلے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فطاف بين الصفا والمروة سبعا"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۳ ومر الحديث ص ۵۷، وص۲۲۰.

۱۵۵۱﴿ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قال أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قال سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قال قَدِمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ تَلا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو بیت اللہ کا طواف کیا اس کے بعد دوگانہ طواف ادا فرمایا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت تلاوت کی لقد کان لکم الآیة.

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثم سعى بين الصفا والمروة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۳ ومر الحديث ص ۵۷، وص ۲۲۰، وص۲۲۰ ويأتي ص۲۴۱.

۱۵۵۲﴿ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قال أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قال أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ قال قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ نَعَمْ لِأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ حتى أَنْزَلَ اللهُ تعالى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾

ترجمہ | عاصم احول نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کیا آپ لوگ سعی بین الصفا والمروہ کو برا جانتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، اس لیے کہ یہ زمانہ جاہلیت کی ایک نشانی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ان الصفا والمروة الآية بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف (یعنی سعی) کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث إن الآية المذكورة فيها اثبات السعي بين الصفا والمروة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۳ ويأتي الحديث في تفسير البقرة ص۶۴۶.

۱۵۵۳﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قال حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عن عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قال إِنَّمَا سَعَى رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا

وَالمَروَةِ لِيُرِىَ المُشرِكِينَ قُوَّتَه زادَ الحُمَيدِىُّ قال حدَّثنا سُفيانُ قال حدَّثنا عَمرٌو قال سمعتُ عَطاءً عنِ ابنِ عبّاسٍ مثلَهُ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ اور صفا و مروہ کے طواف میں اس لیے دوڑے تا کہ اپنی قوت مشرکوں کو دکھلائیں (اور ان کا وہ خیال غلط ہو جائے کہ مسلمان مدینہ کے آب و ہوا سے کمزور ہو گئے ہیں) حمیدی نے اتنا اور اضافہ کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے عطاء سے سنا انھوں نے حضرت ابن عباس سے یہی حدیث۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "انما سعى رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبيت و بين الصفا والمروة"

تعدد وضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۳ ويأتى الحديث فى المغازى ص ۶۱۱۔

مقصد | امام بخاری نے پہلے تو نفس سعی کا حکم بیان فرمایا کہ واجب ہے اب یہاں یہ بتلانا مقصود ہے کہ سارے صفا اور مروہ کی سعی ضروری نہیں ہے بلکہ ایک خاص مقدار ہے اور وہ دار بنی عباد سے زقاق بنی ابی حسین تک ہے مگر یہ دونوں چیزیں اب نہیں رہیں بلکہ اب تو میلین اخضرین ان کی جگہ بنے ہوئے ہیں ان کے درمیان سعی کرے مطلب یہ ہے کہ سبز نشان موجود ہے۔ اس کی وضاحت گذر چکی ہے۔

﴿ بابٌ ۱۰۴۲ تَقضِى الحَائِضُ المَناسِكَ كُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالبَيتِ وَاِذَا سَعَى عَلٰى غَيرِ وُضُوءٍ بَينَ الصَّفَا وَالمَروَةِ ﴾

حیض والی عورت حج کے تمام ارکان پورا کرے صرف بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی اور اگر کوئی بغیر وضو سعی بین الصفا والمروہ کرے تو کیا حکم ہے؟

۱۵۵۴ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ القاسِمِ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ اَنَّها قالتْ قَدِمتُ مَكَّةَ وَاَنَا حائِضٌ وَلَم اَطُف بِالبَيتِ وَلا بَينَ الصَّفَا وَالمَروَةِ قالتْ فَشَكَوتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فقال افعَلِى كَمَا يَفعَلُ الحَاجُّ غَيرَ اَن لا تَطُوفِى بِالبَيتِ حتى تَطهُرِى ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں مکہ پہنچی اس وقت میں حیض میں تھی اور میں نے بیت اللہ کا اور صفا و مروہ کا

طواف نہیں کیا تھا حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جیسے حاجی لوگ کرتے ہیں تو بھی کر صرف بیت اللہ کا طواف نہ کر جب تک تو پاک نہ ہو لے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "افعلی كما يفعل الحاج"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۳ مر الحديث ص ۴۳، وص ۴۴، وص ۲۰۶، وص ۲۱۱ ویاتی ص ۲۳۱، و ص ۲۳۲، وص ۲۴۰، وص ۴۱۴، وص ۸۳۲، وص ۸۳۴۔

۱۵۵۵﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ المُثَنّٰى قال حَدَّثَنا عبدُ الوَهّابِ ح و قال لِیْ خَلِیْفَةُ حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهّابِ قال حَدَّثَنا حَبِيْبٌ المُعَلِّمُ عن عَطاءٍ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ قال اَهَلَّ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم هُوَ وَاَصْحَابُهٗ بِالحَجِّ وَلَیْسَ مَعَ اَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْیٌ غَیْرَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم وَطَلْحَةَ وقَدِمَ علیٌّ مِنَ الیَمَنِ وَمَعَهٗ هَدْیٌ فقالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ به النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَاَمَرَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَصْحَابَه اَنْ یَجْعَلُوهَا عُمْرَةً وَیَطُوفُوا ثُمَّ یُقَصِّرُوا وَیَحِلُّوا اِلاَّ مَنْ کَانَ مَعَهُ الهَدْیُ فقالوا نَنْطَلِقُ اِلٰی مِنًی وَذَکَرُ اَحَدِنَا یَقْطُرُ مَنِیًّا فَبَلَغَ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقال لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَیْتُ وَلَوْلاَ اَنَّ مَعِیَ الهَدْیَ لَاَحْلَلْتُ وَحَاضَتْ عائِشَةُ فَنَسَکَتِ المَنَاسِكَ کُلَّهَا غَیْرَ اَنَّها لَمْ تَطُفْ بِالبَیْتِ فلمَّا طَهُرَتْ طافَتْ بالبَیْتِ قالَتْ یا رسولَ اللّٰهِ تَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَاَنْطَلِقُ بِحَجٍّ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ اَبِی بَکْرٍ اَنْ یَخْرُجَ مَعَهَا اِلَی التَّنْعِیْمِ فاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الحَجِّ ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور ان میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہؓ کے علاوہ کسی کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا اور حضرت علیؓ یمن سے مکہ آئے اور ان کے ساتھ قربانی کا جانور تھا (آپ ﷺ نے پوچھا تو نے کیا احرام باندھا؟) علیؓ نے عرض کیا کہ میں نے اس کا احرام باندھا جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اس حج کو عمرہ بنادیں اور طواف کرلیں پھر بال چھانٹ لیں اور احرام کھول ڈالیں مگر جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو (وہ احرام نہ کھولے) یہ سن کر اصحاب کہنے لگے کیا ہم منیٰ کو اس حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اگر مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا جو اَب معلوم ہوا تو قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو یقیناً میں احرام کھول دیتا،

اور حضرت عائشہؓ کو حیض آ گیا تو انھوں نے حج کے تمام ارکان ادا کیے صرف بیت اللہ کا طواف نہیں کیا پھر جب پاک ہوئیں تو بیت اللہ کا طواف کیا اور عائشہؓ کہنے لگیں یا رسول اللہ آپ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے اور میں صرف حج کر کے جاؤں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا کہ تنعیم تک عائشہؓ کے ساتھ جائیں چنانچہ عائشہؓ نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "حاضت عائشة رضي الله عنها فنسك المناسك كلها"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۳ تا ص۲۲۴ ومر الحديث ص۲۱۱، ۲۱۳ ويأتي ص۲۲۳، وص۲۳۹، وص۳۴۰، وص۶۲۴، وص۱۰۷۳، وص۱۰۹۴۔

۱۵۵٦﴿ حدثنا مُؤَمَّلُ بنُ هشامٍ قال حَدَّثَنا اِسْمَاعِيْلُ عن اَيُّوبَ عن حَفْصَةَ قالتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ يَخْرُجْنَ فَقَدِمَتِ امْرَاَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ اَنَّ اُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ اُخْتِي مَعَه فِي سِتِّ غَزَوَاتٍ قالَتْ كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمٰى وَنَقُومُ عَلَى الْمَرْضٰى فَسَاَلَتْ اُخْتِي رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ هَلْ عَلٰى اِحْدَانَا بَاْسٌ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَا تَخْرُجَ قال لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ فلمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ سَاَلْتُهَا اَوْ قَالَتْ سَاَلْنَاهَا قالتْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَقُولُ ابدا اِلَّا قالتْ بِيَبَا فَقُلْتُ أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم كَذَا وَكَذَا قالتْ نَعَمْ بِيَبَا فقال لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ اَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى فَقُلْتُ الحائِضُ فقالَتْ اَوَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَتَشْهَدُ كَذا وَتَشْهَدُ كَذا ﴾

ترجمہ حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا کہ ہم اپنی کنواری جوان عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کرتے تھے پھر ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں (جو بصرے میں تھا) اتری اس نے یہ بیان کیا کہ اس کی بہن (ام عطیہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی بیوی تھیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو کر بارہ غزوہ (جہاد) کیے تھے اور میری بہن بھی چھ جہادوں میں اس کے ساتھ تھی وہ کہتی تھیں ہم زخمیوں کی دوا اور مریضوں کی

نگرانی کرتے تھے پھر میری بہن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو عیدگاہ جانے کے لیے نہ نکلنے میں کچھ حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ساتھ والی اپنی چادر سے اس کو اڑھا دے اور اس کو چاہیے کہ نیک کام میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو پھر جب ام عطیہ خود بصرے میں آئیں تو حفصہ کہتی ہیں میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی، ام عطیہ کی عادت تھی کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتیں تو ہمیشہ یوں کہتیں میرا باپ آپ پر قربان میں نے ان سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ایسا فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میرا باپ آپ پر قربان آپ ﷺ نے فرمایا کنواری لڑکیاں اور پردے والیاں یا یوں فرمایا کہ پردے والی کنواری لڑکیاں اور حیض والیاں یہ سب نکلیں اور نیک کام اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں اور حیض والی عورتیں نماز کے مقام سے الگ رہیں تو میں نے کہا کیا حیض والی بھی نکلیں تو کہنے لگیں کیا حیض والی عرفات نہیں جاتیں کیا یہاں اور وہاں نہیں جاتیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "او ليس تشهد عرفة وتشهد كذا و تشهد كذا"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۴ ومر الحديث ص ۴۶ تا ص ۴۷، وص ۵۱، وص ۱۳۲، وص ۱۳۳، وص ۱۳۴، وص ۱۳۴، ومسلم ص ۲۶۰، ابوداؤد ص ۱۶۱، ترمذی ص ۷۰، نسائی ص ۱۷۷۔

مقصد اس پر تو اتفاق ہے کہ حائض طواف نہیں کر سکتی، مسئلہ بارہا گذر چکا ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک طواف کے لیے طہارت شرط ہے اور احناف کے نزدیک اگرچہ شرط نہیں لیکن طواف مسجد میں ہوتا ہے اور حائضہ کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

امام بخاریؒ نے طواف کے متعلق تو حکم لگا دیا کہ نہ کرے مگر سعی کے متعلق حکم نہیں لگایا بلکہ "واذا سعى على غير وضوء بين الصفا والمروة" کہہ کر چھوڑ دیا کوئی حکم نہیں لگایا معلوم ہوا کہ سعی کر سکتے ہیں یہی حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ کا مذہب ہے۔ تو گویا بخاریؒ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں۔

باقی تحقیق و تشریح کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم، ص ۳۰۱ تا ۳۰۲۔

﴿بَابُ[۱۰۴۳] الْإِهْلَالِ مِنَ الْبَطْحَاءِ وَغَيْرِهَا لِلْمَكِّيِّ وَلِلْحَاجِّ إِذَا خَرَجَ إِلَى مِنًى﴾

وَسُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْمُجَاوِرِ أَيُلَبِّي الْحَجَّ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُلَبِّي يَوْمَ التَّرْوِيَةِ إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ وَاسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

قَدِمْنا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَاَحْلَلْنَا حتى يَومِ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلنا مَكَّةَ بِظَهرٍ لَبَّينا بِالحَجِّ وَقالَ اَبو الزُّبَيْرِ عن جابرٍ اَهْلَلْنا مِنَ البَطْحَاءِ وَقالَ عُبَيْدُ بنُ جُرَيْجٍ لِابنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ اِذَا كُنتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلالَ وَلَمْ تُهِلَّ اَنتَ حتى يَومَ التَّرْوِيَةِ فقالَ لَمْ اَرَ النَّبِيَّ ﷺ يُهِلُّ حتى تَنْبَعِثُ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

جو شخص مکہ میں رہتا ہو منیٰ کی طرف جاتے وقت بطحاء وغیرہ سے احرام باندھے اور اسی طرح ہر ملک والا حاجی جو عمرہ کر کے مکہ میں رہ گیا ہو (وہ بھی مکی کی طرح بطحاء وغیرہ سے احرام باندھے)

اور عطاء بن ابی رباحؒ سے پوچھا گیا جو شخص مکہ ہی میں رہتا ہو وہ حج کے لیے لبیک کہے؟ تو انھوں نے کہا حضرت ابن عمرؓ آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر کی نماز پڑھ کر جب اونٹنی پر سوار ہوتے تو لبیک کہتے اور عبدالملک بن ابی سلیمان نے عطاء سے روایت کی انھوں نے حضرت جابرؓ سے انھوں نے فرمایا ہم (حجۃ الوداع میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے) آئے پھر آٹھویں ذی الحجہ تک ہمارا احرام کھلا رہا، آٹھویں کو مکہ مکرمہ کو ہم نے اپنی اپنی پشت پر کیا اور لبیک پکاری (مطلب یہ ہے کہ مکہ کا رہنے والا اور تمتع کرنے والا حج کا احرام مکہ ہی سے باندھے اور کسی خاص جگہ کی تعیین نہیں ہے مکہ میں ہر جگہ سے احرام باندھ سکتا ہے اور افضل یہ ہے کہ اپنے گھر کے دروازے سے احرام باندھے) اور ابوالزبیر نے حضرت جابرؓ سے یوں نقل کیا کہ ہم نے بطحاء سے احرام باندھا، اور عبید بن جریج نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ جب آپ مکہ میں ہوتے ہیں تو سارے لوگ ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں اور آپ آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے، انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب تک آپ ﷺ اونٹنی پر سوار نہ ہوتے (منیٰ جانے کے لیے) احرام نہ باندھتے۔

اشکال: یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ذوالحلیفہ ہی سے احرام باندھ کر آئے تھے اور مکہ میں حج سے فارغ ہونے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھولا ہی نہ تھا تو حضرت ابن عمرؓ نے کیسے استدلال کیا؟

جواب: یہ ہے کہ ابن عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے احرام باندھتے ہی حج یا عمرے کے اعمال شروع کر دیئے اور احرام میں اور حج کے کاموں میں فاصلہ نہیں کیا پس اس سے یہ نکل آیا کہ مکہ کا رہنے والا یا متمتع آٹھویں تاریخ سے احرام باندھے کیونکہ اس تاریخ کو لوگ منیٰ روانہ ہوتے ہیں اور حج کے کام شروع ہوتے ہیں۔

<u>مقصد</u> یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ مکی اور وہ آفاقی جو عمرہ کر کے حلال ہو گیا ہے احرام حرم سے باندھے گا اب

کہاں سے باندھے گا؟

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مکہ سے باندھنا ضروری ہے اور حنفیہ کے نزدیک حدود حرم میں کہیں سے باندھ لینا کافی ہے، باہر سے باندھنے پر دَم واجب ہوگا۔ حنابلہ و مالکیہ کے نزدیک اگر باہر سے بھی باندھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ امام بخاریؒ شافعیہ پر رَدّ فرماتے ہیں اور استدلال و جعلنا مكة بظهر سے کرتے ہیں اس لیے کہ مکہ پشت پر واجب ہوگا تو آدمی مکہ سے باہر ہی ہوگا۔

﴿بَابٌ ۱۰۴۴ اَيْنَ يُصَلِّى الظُّهْرَ فِى يَوْمِ التَّرْوِيَةِ﴾

آٹھویں ذی الحجہ کو آدمی ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟

۱۵۵۷﴿ حَدَّثَنِي عبدُ اللّٰهِ بنُ مُحَمّدٍ قال حَدَّثَنا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ قال حَدَّثَنا سُفيَانُ عن عبدِ العَزِيْزِ بنِ رُفَيْعٍ قال سَاَلتُ اَنَسَ بْنَ مالِكٍ قلتُ اَخْبِرْنِى بِشَىْءٍ عَقَلْتَهُ عنِ النبيِّ ﷺ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يومَ التَّروِيَةِ قال بِمِنًى قلتُ فَاَيْنَ صَلّى الْعَصْرَ يومَ النَّفْرِ قال بِالْاَبْطَحِ ثمَّ قال اِفْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَاؤُكَ﴾

ترجمہ | عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ تم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ یاد ہو تو مجھے بتاؤ کہ آپ ﷺ نے آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انھوں نے فرمایا: ''منیٰ میں'' میں نے پوچھا پھر کوچ کے دن (بارھویں تاریخ) عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ فرمایا ابطح (یعنی محصب) میں آ کر پھر حضرت انسؓ نے فرمایا تیرے حکام جیسا کرتے ہیں ویسا ہی کر۔

(مطلب یہ ہے کہ جہاں وہ نماز پڑھیں تو بھی پڑھ لے اگرچہ افضل یہی ہے کہ جو نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں پڑھی ہے وہیں پڑھے اور اتباع سنت کرے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اين صلى الظهر والعصر يوم التروية؟ قال بمنٰى"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۴ وياتي ص ۲۳۷.

۱۵۵۸﴿ حَدَّثَنا عَلِيٌّ سَمِعَ اَبَا بَكرِ بْنَ عَيَّاشٍ قال حَدَّثَنا عبدُ العَزِيْزِ قال لَقِيْتُ اَنَسًا ح وَحَدَّثَنِي اِسمَاعِيلُ بنُ اَبَانٍ قال حَدَّثَنا اَبُو بَكرٍ عن عبدِ العَزِيْزِ قال خَرَجتُ اِلٰى مِنًى يومَ التَّروِيَةِ فَلَقِيتُ اَنَسًا ذَاهِبًا على حِمَارٍ فقلتُ اَيْنَ صَلَّى النبيُّ صلّى

اللّٰہ علیہ وسلم ھذا الیومَ الظُّھْرَ قال اُنْظُر حَیْثُ یُصَلِّی اُمَراؤُكَ فصَلِّ ﴾

ترجمہ | عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ میں آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ چلا تو حضرت انسؓ سے ملاقات ہوئی وہ گدھے پر جا رہے تھے میں نے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ فرمایا دیکھ جہاں تیرے حاکم لوگ نماز پڑھیں تو بھی وہیں پڑھ لے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة : هذا طريق آخر الخ

یعنی یہ حدیث سابق حدیث ہی کی تاکید ہے عبدالعزیز بن رفیع کی دوسری سند سے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۴ ویاتی ص ۲۳۷.

مقصد | منیٰ کس وقت جائے؟ جمہور ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ آٹھویں تاریخ کی نماز صبح مکہ مکرمہ میں پڑھ کر منیٰ کو جائے اور وہاں پانچ نمازیں پڑھے یوم ترویہ یعنی آٹھویں کی ظہر وعصر ومغرب اور عشاء اور نویں ذی الحجہ کی نماز فجر۔ امام شافعیؒ کا ایک ضعیف قول یہ ہے کہ آٹھویں کو ظہر کی نماز مکہ میں پڑھ کر منیٰ کو جائے۔ اور بعض صحابہ حضرت عائشہؓ وغیرھا سے منقول ہے کہ نویں کی رات کو جائے۔

امام بخاریؒ دونوں پر رد فرماتے ہیں۔ اور افعل کما یفعل امراؤك سے عدم ایجاب کی طرف اشارہ فرمادیا۔

تشریح | اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا اسلامی حاکم کی اطاعت واجب ہے شرط یہ ہے کہ خلاف شریعت نہ ہو اور حتی الامکان جماعت کے ساتھ رہنا ضروری ہے، اگرچہ مستحب وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مگر مستحب کام کے لیے حاکم یا جماعت کی مخالفت بہتر نہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ (۱۰۴۵) الصَّلٰوةِ بِمِنٰی ﴾

منیٰ میں نماز پڑھنے کا بیان

۱۵۵۹﴿ حَدَّثَنِی اِبْرَاهِیْمُ بنُ المُنذِرِ قال حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال اَخْبَرَنِی یُوْنُسُ عنِ ابنِ شِهَابٍ قال اَخْبَرَنِی عُبَیْدُ اللّٰهِ بنُ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ عن اَبِیْهِ قال صَلّٰی رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بِمِنٰی رَكْعَتَیْنِ وَاَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وعثمانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهٖ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے رہے اور حضرت عثمانؓ بھی اپنی شروع خلافت میں ایسا ہی کرتے رہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنٰى ركعتين الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۵ ومر ص ۱۴۷، مسلم اول ص ۲۴۳.

۱۵۶۰﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن اَبِى اِسْحَاقَ الهَمْدَانِيِّ عن حارِثَةَ بنِ وَهْبِ الخُزَاعِيِّ قال صَلّٰى بِنَا رَسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَنحنُ اَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ بِمِنٰى رَكْعَتَيْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت حارثہ بن وہب خزاعیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں اور اس قت ہمارا شمار سب وقتوں سے زیادہ تھا اور ہم اتنے بے ڈر (یعنی مامون و مطمئن) کسی وقت میں نہ تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "صلى بنا رسول الله صلى لله عليه وسلم الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۵ ومر الحديث ص ۱۴۷.

۱۵۶۱﴿ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بنُ عُقْبَةَ قال حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عنِ الْاَعْمَشِ عن اِبْرَاهِيْمَ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ يَزِيْدَ عن عبدِ اللّٰه قال صَلَّيْتُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ اَبِى بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ ثمَّ تفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ فيا لَيْتَ حَظِّى من اَرْبَعٍ رَكْعَتانِ مُتَقَبَّلَتانِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے (منیٰ میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بھی دو رکعتیں اور حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پھر ان کے بعد تم میں اختلاف ہوگیا (کچھ لوگ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھتے اور کچھ چار رکعتیں پڑھنے لگے) تو کاش ان چار رکعتوں کے بدلے مقبول دو رکعتیں نصیب ہوتیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "صليت مع النبى صلى الله عليه وسلم ركعتين الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۵ ومر الحديث ص ۱۴۷.

مقصد | امام بخاریؒ نے ترجمہ میں حکم کی تصریح نہیں فرمائی ہے لیکن روایات تحت الباب سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ میں سارے لوگ قصر کریں گے خواہ حج کا سفر ہو یا عمرہ کا خواہ خوف کا وقت ہو یا امن کا؟ ہر حال میں قصر کریں گے۔

﴿ باب ۱۰۴۶ صَوم یَوم عَرفَة ﴾

عرفہ کے دن (یعنی نویں ذی الحجہ) میں روزہ رکھنے کا بیان

۱۵۶۲ ﴿حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عَبدِ الله قال حَدَّثَنا سُفیَانُ عَنِ الزُّهرِيِّ قال حَدَّثَنا سَالِمٌ قال سَمِعتُ عُمَیرًا مَولٰی اُمِّ الفَضلِ عن اُمِّ الفَضلِ شَكَّ النَّاسُ یَومَ عَرَفَةَ فی صَومِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم فَبَعَثتُ اِلَی النبيِّ صلی الله علیه وسلم بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ﴾

ترجمہ سالم نے بیان کیا کہ میں نے ام الفضل کے غلام عمیر سے سنا کہ ام الفضل نے کہا کہ عرفہ کے دن لوگوں کو شک ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے ہیں یا نہیں؟ تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پینے کی چیز (یعنی دودھ بھیجا جیسا کہ آنے والی روایت میں تصریح ہے) بھیجی تو آپ ﷺ نے اُسے پی لیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه بيان ترك النبى صلى الله عليه وسلم الصوم فى يوم عرفة .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۲۵ وياتى ص ۲۲۵، وص ۲۶۷، وص ۸۳۸، وص ۸۴۰، وص ۸۴۲ واخرجه مسلم فى الصوم وابوداؤد فى الصوم .

مقصد امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

لیکن روایت مافی الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا رجحان یہی ہے کہ حج کے موقعہ پر عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا افضل و بہتر ہے تاکہ اعمال حج اور ذکر واذکار میں ضعف نہ پیدا ہو، واختار مالک وابوحنیفہ والثوری الفطر (عمدہ) مسلم، ابوداؤد وغیرہ میں ارشاد نبوی ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ کو مٹا دیتا ہے تو اسکو حالت اقامت پر محمول کر لینے میں اختلاف باقی نہیں رہتا ہے۔ عندالاحناف مستحب باعث ثواب ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۰۴۷ التَّلبِیَةِ وَالتَّکبِیرِ اِذَا غَدَا مِن مِنًی اِلٰی عَرَفَةَ ﴾

جب صبح کو منٰی سے عرفات کو روانہ ہو تو لبیک اور تکبیر کہنا

۱۵۶۳ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ الشَّامِيُّ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن محمَّدِ بنِ اَبِی بَکرٍ الثَّقَفِيِّ اَنَّه سَاَلَ اَنَسَ بنَ مالِكٍ وهُمَا غادِیَانِ مِن مِنًی اِلٰی عَرَفَةَ کَیفَ کُنتُم

تَصْنَعُونَ فی هذَا الیَومِ مَعَ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال کانَ یُهِلُّ مِنَّا المُهِلُّ فلا یُنکَرُ عَلَیْهِ وَیُکَبِّرُ المُکَبِّرُ مِنّا فلا یُنکَرُ عَلَیْهِ ﴾

ترجمہ محمد بن ابی بکر ثقفی سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات کی طرف جارہے تھے آپ لوگ آج کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا ہم میں سے کچھ لوگ "لبیک" کہتے اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا اور کچھ لوگ تکبیر کہنے والے تکبیر کہتے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "کان یهل منا المهل فلا ینکر علیه ویکبر المکبر الی آخره"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۲۵ ومر الحدیث ص ۱۳۲۔

مقصد چونکہ بعض روایت کے اندر "لم یزل یلبّی حتی رمٰی جمرة العقبة" تو اس سے ایہام ہوتا ہے کہ صرف تلبیہ پڑھنا چاہیے بخاریؒ نے ترجمہ میں والتکبیر بڑھا کر اس وہم کو دور کر دیا اور حدیث ذکر کر کے بتلا دیا کہ عرفات جاتے وقت حاجی کو اختیار ہے کہ لبیک پکارے یا تکبیر کہے۔

﴿ باب ۱۰۴۸ التَّهْجِیْرِ بِالرَّوَاحِ یومَ عَرَفَةَ ﴾

عرفہ کے دن دوپہر کے وقت عین گرمی میں روانہ ہونا

یعنی وقوف عرفہ کے لیے نمرہ (بفتح النون وکسر المیم) سے نکلنا۔ نمرہ مقام ہے جہاں حاجی نویں تاریخ پہنچ کر ٹھہرتے ہیں وہ حرم کی حد سے خارج عرفات سے متصل ہے۔ (عمدہ)

۱۵۶۴ ﴿ حَدَّثَنا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ یُوسُفَ الشامی قال اَخبَرَنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن سالِمٍ قال کَتَبَ عبدُ المَلِكِ اِلَی الحَجَّاجِ اَنْ لَا یُخَالِفَ ابنَ عُمَرَ فی الحَجِّ فَجاءَ ابنُ عُمَرَ وَاَنَا مَعَهُ یومَ عَرَفَةَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِندَ سُرَادِقِ الحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَیْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فقال مَا لَكَ یا اَبا عبدِ الرَّحْمٰنِ فقال الرَّوَاحَ اِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ السُّنَّةَ قال هذِهِ السَّاعَةَ قال نَعَمْ قال فَانْظِرْنِی حتی اُفِیْضَ علٰی رَاْسِی ثُمَّ اَخْرُجَ فَنَزَلَ حتی خَرَجَ الحَجَّاجُ فَسَارَ بَیْنِی وَبَیْنَ اَبِی فقلتُ اِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ السُّنَّةَ فاقْصُرِ الخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الوُقُوفَ فجَعَلَ یَنْظُرُ اِلَی

عبدِ اللّٰه فلمّا رَای ذٰلِکَ عبدُ اللّٰهِ قال صَدَقَ ﴾

ترجمہ | سالم نے بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ حج کے معاملے میں ابن عمرؓ کی مخالفت مت کرنا، سالم نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن سورج ڈھلتے ہی ابن عمرؓ آئے اور میں ان کے ساتھ تھا، ابن عمرؓ نے حجاج کے خیمہ کے پردوں کے نزدیک بلند آواز سے پکارا تو حجاج کُسم سے رنگی ہوئی چادر اوڑھے نکلا اور کہا کیا بات ہے اے ابوعبدالرحمٰن؟ تو حضرت ابن عمر نے فرمایا اگر تو سنت پر عمل کا ارادہ رکھتا ہے تو چلنا ہے، حجاج نے کہا: ''اسی وقت؟ عبداللہ نے کہا ہاں حجاج نے کہا اچھا اتنی مہلت دو کہ میں اپنے سر پر پانی بہالوں (یعنی غسل کرلوں) پھر نکلتا ہوں، عبداللہ بن عمر سواری سے اتر گئے یہاں تک کہ حجاج باہر نکلا اور میرے اور میرے والد کے درمیان چلنے لگا، میں نے حجاج سے کہا اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھ اور وقوف میں جلدی کر یہ سن کر عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا جب عبداللہ نے یہ دیکھا تو فرمایا سالم نے سچ کہا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة تستفاد من قوله "هذه الساعة" لانه اشار به الى زوال الشمس وهو وقت الهاجره وهو وقت الرواح الى الموقف .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۵ وياتی ص ۲۲۵، وص ۲۲۵.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد وقوف عرفہ کے سلسلے میں جمہور حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ کی تائید وموافقت ہے کہ یوم عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کے دوپہر کے بعد بالکل تاخیر نہ کی جائے زوال کے بعد بلا تاخیر فوراً عرفات کے لیے روانہ ہوجانا چاہیے۔ اس سے حنابلہ کی تردید بھی ہوگئی جو کہتے ہیں کہ نویں ذی الحجہ کی صبح سے دسویں ذی الحجہ کی صبح تک ہے۔ بخاریؒ نے اس کی تردید کردی کہ زوال کے بعد ہے۔

﴿ باب [۱۰۴۹] الوُقوفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ ﴾

عرفات کا وقوف جانور پر سوار رہ کر کرنے کا بیان

۱۵۶۵ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن اَبِی النَّضْرِ عن عُمَيْرٍ مَولٰی عبدِ اللّٰهِ بنِ عبّاسٍ عن اُمّ الفَضْلِ بنتِ الحارِثِ اَنَّ اُناسًا اخْتَلَفُوا عِندَهَا يومَ عَرَفَةَ فی صَومِ النَّبیِّ صلی اللّٰه عليه وسلم فقال بَعْضُهُمْ هُوَ صائِمٌ وقال بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰی بَعِيْرٍ فَشَرِبَهُ ﴾

ترجمہ | ام الفضلؓ بنت حارث سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے جوان کے پاس تھے اس میں اختلاف کیا کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن روزہ سے ہیں یا نہیں؟ بعضوں نے کہا کہ روزہ سے ہیں اور بعض لوگوں نے کہا کہ روزہ سے نہیں ہیں تو میں نے آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ دودھ بھیجا، آپ ﷺ اونٹ پر سوار ٹھہرے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اس کو پی لیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وھو واقف علی بعیرہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۲۵ و مر الحدیث ص ۲۲۵ ویاتی ص ۲۶۷، وص ۸۳۸، وص ۸۴۰، وص ۸۴۲ اخرجہ مسلم و ابوداؤد فی الصوم.

مقصد ابوداؤد کی ایک حدیث میں دواب یعنی سواریوں کو منابر بنانے سے منع کیا گیا ہے اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی لمبی بات کرنے کی ضرورت ہو تو اتر کر کرو۔

امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے وقوف بعرفہ اس نہی سے مستثنیٰ ہے۔

اب اس میں اختلاف ہے کہ افضل وقوف علی الاقدام ہے یا علی الدابہ؟ حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک وقوف علی الدابہ افضل ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ کی اتباع ہے گویا امام بخاریؒ نے حنفیہ و مالکیہ کی تائید و موافقت کی ہے۔

سوال. اس حدیث میں عمیر کو عبداللہ بن عباسؓ کا غلام بتایا گیا ہے اور اس سے دو باب قبل باب ۱۰۴۶ میں عمیر کو حضرت ام الفضل کا غلام بتایا گیا ہے فکیف التوفیق؟

جواب: اس میں کوئی اشکال ہی نہیں ہے ام الفضلؓ عبداللہ بن عباس کی والدہ ہیں تو کبھی والدہ کی طرف اور کبھی بیٹے کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

﴿بابُ (۱۰۵۰) الجمعِ بیْنَ الصَّلاتَیْنِ بِعَرَفَةَ﴾

وَكَانَ ابنُ عُمَرَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الإمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وقالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ قال اَخبَرَنِي سَالِمٌ اَنَّ الحَجَّاجَ بنَ يُوسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي المَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فقال سَالِمٌ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ يَومَ عَرَفَةَ فقال عبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ صَدَقَ اِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فقلتُ لِسالِمٍ اَفَعَلَ ذلك رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال سالِمٌ وهلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذلِكَ اِلَّا سُنَّتَهُ

عرفات میں جمع بین الصلوٰتین کا بیان (یعنی ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں پڑھنا)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اگر امام کے ساتھ (عرفات میں) نماز نہ پاتے تو بھی ان دونوں (ظہر و عصر) کو ملا

کر پڑھتے ،اور لیث نے کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا انھوں نے ابن شہاب سے ابن شہاب امام زہری نے کہا کہ مجھ سے سالم نے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف جس سال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لیے (۷۳ھ مکہ میں) اترا تو حجاج نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا عرفہ کے دن موقف (ٹھہرنے کی جگہ) میں کیا کروں؟ تو سالم نے کہا اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو عرفہ کے دن سورج ڈھلتے ہی نماز پڑھ لے،عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ سالم نے سچ کہا ہے۔صحابہ سنت کے مطابق ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھتے تھے، زہری کہتے ہیں کہ میں نے سالم سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے؟ تو سالم نے کہا تم لوگ اس مسئلے میں حضور اقدس ﷺ ہی کی سنت کی پیروی کرتے ہو۔

مختصر تشریح اس میں اختلاف ہے کہ یہ جمع بین الصلوۃ نسکی ہے یا سفری؟ جمہور حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک نسکی ہے یعنی اس کا تعلق صرف حج سے ہے لہٰذا اس میں مسافر اور مقیم برابر ہیں۔امام شافعیؒ کے نزدیک سفری ہے یعنی یہ جمع للسفر ہے لہٰذا مقیم کے لیے یہ جمع بین الصلوتین جائز نہ ہوگا۔پھر صاحبین اور ائمہ ثلاثہؒ کے یہاں جمع بین الصلوتین بعرفۃ بلا کسی قید کے مطلق جائز ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک چونکہ جمع تقدیم کی وجہ سے عصر اپنے وقت سے پہلے ہوتی ہے حالانکہ آیت قرآنی ہے **ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا** (سورہ نساء آیت ۱۰۳)

(۲) **حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی** (سورہ بقرہ آیت ۲۳۸)

ان آیات میں یہ بات واضح ہے کہ نمازوں کے اوقات مقرر ہیں اور ان کی محافظت واجب ہے۔پھر بھی یہاں جمع کیا جاتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شے خلاف قیاس ثابت ہو تو اپنے مورد پر منحصر رہتی ہے لہٰذا وہ جمع کے لیے احرام و جماعت کی شرط قرار دیتے ہیں۔

امام بخاریؒ کا رجحان جمہور کی طرف ہے اس لیے ابن عمرؓ کا اثر نقل فرمایا۔

فائدہ : جمع بین الصلوتین کی پوری بحث مفصل کیلئے مطالعہ کیجئے نصر الباری جلد ثالث، ص: ۱۴۰ تا ۱۴۲۔

۱۰۵۱ بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

عرفات میں خطبہ مختصر پڑھنے کا بیان

۱۵۶۶ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ قال حَدَّثَنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن سالِمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ اَنَّ عبدَ المَلِكِ بنَ مَرْوَانَ كَتَبَ اِلَى الحَجَّاجِ اَن يأتَمَّ بِعَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ فِي الحَجِّ فلمَّا كانَ يومُ عَرَفَةَ جاءَ ابنُ عُمَرَ وَانا مَعَهُ حِينَ زَاغَتِ او زَالَتِ

الشَّمْسُ فصَاحَ عِندَ فُسطاطِهِ اَيْنَ هذا فخَرَجَ اِلَيْهِ فقال ابنُ عُمَرَ الرَّوَاحَ فقال الْآنَ قال نَعَمْ فقال اَنْظِرْنِى اُفِيْضُ عَلَىَّ ماءً فنزَلَ ابنُ عُمَرَ حتى خَرَجَ فسَارَ بَيْنِى وَبَيْنَ اَبِى فقُلتُ لو كُنتَ تُرِيْدُ اَن تُصِيْبَ السُّنَّةَ اليَوْمَ فاقْصُرِ الخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الوُقُوف فقال ابنُ عُمَرَ صَدَقَ ﴾

ترجمہ سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے (جو خلیفہ تھا) حجاج کو یہ لکھا کہ حج کے کاموں میں عبداللہ بن عمرؓ کی اقتدا کرے (عبداللہ بن عمر کے حکم کے مطابق چلے) جب عرفہ کا دن ہوا تو ابن عمرؓ سورج ڈھلتے ہی حجاج کے ڈیرے پر آئے اور میں (اپنے والد) ابن عمر کے ساتھ تھا ابن عمرؓ نے آواز لگائی کہ حجاج کہاں ہے؟ حجاج باہر نکلا ابن عمرؓ نے کہا جلدی چلنا ہے حجاج نے کہا ابھی سے؟ ابن عمرؓ نے کہا ''ہاں'' حجاج نے کہا اتنی مہلت دیجئے کہ میں اپنے اوپر پانی بہالوں (یعنی غسل کرلوں) آخر حضرت ابن عمرؓ سواری پر سے اتر پڑے، حجاج نکلا اور میرے اور میرے والد (عبداللہ بن عمرؓ) کے درمیان چلنے لگے میں نے کہا اگر تو آج کے دن سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبہ مختصر پڑھ اور وقوف میں جلدی کر، ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سالم نے سچ کہا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاقصر الخطبة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۲۵ تا ص ۲۲۶ و مر الحديث ص ۲۲۵۔

مقصد بنو امیہ کی عادت تطویل خطبہ کی تھی اور واعظ قسم کے لوگوں کو لمبی تقریروں میں مزہ آتا ہے اس لیے امام بخاریؒ تقصیر خطبہ کا باب باندھ کر تنبیہ فرما رہے ہیں۔

﴿ بَابُ ۱۰۵۲ التَّعْجِيْلِ اِلَى المَوْقِفِ ﴾

قال اَبُو عبدِ اللّٰهِ يُزَادُ فى هٰذَا الباب هَمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثُ مالِكٍ عنِ ابنِ شِهابٍ وَلٰكِنِّى اُرِيْدُ اَنْ اُدْخِلَ فِيْهِ غَيْرَ مُعَادٍ

موقف کی طرف جلدی جانے کا بیان (یعنی عرفات میں وقوف کے لیے جلدی جانا)

ابو عبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا اس باب میں یہ حدیث مالک عن ابن شہاب والی حدیث زیادہ کی جاسکتی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس میں غیر مکرر حدیث ذکر کروں۔

تشریح صحیح بخاری کے اکثر نسخوں میں اس باب میں کوئی حدیث مذکور نہیں ہے کیونکہ سابق باب میں جو حدیث مذکور ہوئی ہے یعنی مالك عن ابن شهاب اس سے اس باب کا بھی مطلب نکل آتا ہے،

صرف ہندوستانی نسخوں میں اتنی عبارت قال ابو عبداللہ الی آخرہ ای غیر معاد" یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ اس کتاب میں وہی حدیث لانا چاہتا ہوں جو بلاوجہ، بلا فائدہ مکرر نہ ہو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اس کتاب میں ایسی حدیثیں نہیں لکھی ہیں جن میں بلا فائدہ تکرار ہو بلکہ جہاں کسی حدیث کو مکرر لائے ہیں یا تو اسناد میں فرق ہے یا الفاظ میں کچھ اختلاف ہے یا ایک موصول ہے اور ایک معلق ہے یا ایک مختصر ہے اور ایک مطول۔ اور جو تکرار ان فوائد سے بھی خالی ہو وہ بہت کم اور بلا قصد ہے۔

﴿بَابُ ۱۰۵۳ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ﴾

عرفات میں ٹھہرنے کا بیان

۱۵۶۷﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عبدِ اللّٰه قال حَدَّثَنا سُفيانُ قال حَدَّثَنا عَمْرٌو قال حَدَّثَنا محمدُ بْنُ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ عن اَبِيْهِ قال كُنتُ اَطْلُبُ بَعِيْرًا لِي ح و حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا سُفيَانُ عن عَمْرٍو سمع محمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بن مُطْعِمٍ عن اَبِيْهِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ قال اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِي فذَهَبْتُ اَطْلُبُهُ يومَ عَرَفَةَ فرَاَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم وَاقِفًا بعَرَفَةَ فقُلْتُ هذا وَاللّٰهِ مِنَ الحُمْسِ فما شانُهُ هٰهُنَا ﴾

ترجمہ | حضرت جبیر بن مطعمؓ نے فرمایا کہ میرا ایک اونٹ گم ہو گیا تو میں عرفہ کے دن اس کو تلاش کرنے گیا تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں وقوف کیے ہوئے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم یہ شخص (یعنی رسول اکرم ﷺ) قریش میں سے ہیں ان کا یہاں کیا کام؟

(قریش لوگ جاہلیت کے زمانہ میں حرم کے باہر نہیں نکلتے تھے اور عرفات میں جو حرم کی حد سے خارج ہے وقوف نہیں کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہیں حرم کے باہر ہمارا کیا کام؟ عرفات کے بدلے وہ مزدلفہ ہی میں جو حرم کی حد کے اندر ہے وقوف کر لیتے تھے۔

جبیر بن مطعم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی چونکہ آپ ﷺ قریشی تھے یہی خیال کیا اور ان کو آپ ﷺ کے عرفات میں وقوف کرنے پر تعجب ہوا۔

حمس کی تحقیق | حمس بضم الحاء المهملة وسكون الميم جمع احمس، احمس کے معنی ہیں سخت یعنی جو اپنے دین و مذہب میں سخت و پختہ ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فرايت النبي ﷺ واقفا بعرفة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۶۔

۱۵۶۸﴿ حَدَّثَنا فَرْوَةُ بنُ ابِی المَغْرَاءِ قال حَدَّثَنا عَلِیُّ بنُ مُسْهِرٍ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ قال عُرْوَةُ كانَ الناسُ يَطُوفُونَ فی الجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً اِلَّا الحُمْسَ وَالحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكانَتِ الحُمْسُ يَحتَسِبُونَ عَلَی الناسِ يُعْطِی الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوفُ فِيهَا وَتُعْطِی المَرْاَةُ المَرْاَةَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا فَمَنْ لَمْ تُعْطِهِ الحُمْسُ طَافَ بِالبَيْتِ عُرْيَانًا وَكانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قال وَاَخبَرَنِی اَبِی عن عائِشَةَ اَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فی الحُمْسِ ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ قال كانوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا اِلٰی عَرَفَاتٍ ﴾

ترجمہ | عروہ نے بیان کیا زمانہ جاہلیت میں لوگ ننگے ہو کر طواف کیا کرتے تھے مگر حمس یعنی قریش کے لوگ اور ان کی اولاد جیسے خزاعہ بن کنانہ وغیرہ اور قریش کے لوگ دوسرے لوگوں کو ثواب کا کام سمجھ کر کپڑے دیا کرتے تھے ان میں کا مرد، مرد کو کپڑے دیتا اور وہ ان کو پہن کر طواف کرتے اور ان میں کی عورت عورت کو کپڑے دیتی وہ ان کو پہن کر طواف کرتی، اور جس کو قریش کے لوگ کپڑا نہ دیتے وہ ننگا طواف کرتا اور دوسرے سب لوگ (وقوف کر کے) عرفات سے لوٹتے اور قریش کے لوگ مزدلفہ ہی سے لوٹ آتے۔ ہشام نے کہا میرے باپ عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ (سورہ بقرہ کی) یہ آیت ثم افیضوا من حیث افاض الناس قریش کے بارے میں نازل ہوئی وہ مزدلفہ سے لوٹ آتے تھے تو ان کو حکم ہوا عرفات سے لوٹنے کا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ثم افيضوا من حيث افاض الناس یعنی اس آیت میں وقوف عرفہ کا حکم دیا گیا ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۶ ويأتی الحديث فی تفسير البقرة ص ۶۴۸.

مقصد | امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ وقوف عرفہ ارکان حج میں سے عظیم ترین رکن ہے وقوف عرفہ کے بغیر حج نہیں ہوگا۔

﴿ بابُ ۱۰۵۴ السَّيْرِ اِذا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ ﴾

عرفات سے لوٹتے وقت چلنے کا بیان

(یعنی تیز چلے یا آہستہ؟ چونکہ مزدلفہ میں آ کر مغرب اور عشاء دو نمازیں ملا کر پڑھتے ہیں، جمع بین الصلوتین

کی وجہ سے عرفات سے لوٹتے وقت تیز رفتار افضل و مسنون ہے کما یاتی الحدیث۔

۱۵۶۹﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن هِشامِ بنِ عُروَۃَ عن اَبِیهِ اَنّه قال سُئِلَ اُسَامَةُ وَاَنَا جالِسٌ کَیفَ کانَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یَسِیرُ فی حَجَّةِ الوَدَاعِ حِینَ دَفَعَ قال کانَ یَسِیرُ العَنَقَ فاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قال هِشامٌ وَالنَّصُّ فَوقَ العَنَقِ قال اَبو عبدِ اللّٰہِ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالجَمْعُ فَجَواتٌ وَفِجَاءٌ وَکَذٰلِكَ رَکْوَةٌ وَرِکَاءٌ مَنَاصٌ لَیسَ حِینَ فِرَارٍ﴾

ترجمہ عروہ بن زبیر نے کہا کہ حضرت اسامہؓ سے پوچھا گیا اور میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع میں عرفات سے چلے تو کس رفتار سے چل رہے تھے انھوں نے کہا متوسط چال سے اور جب کشادگی پاتے (یعنی ہجوم نہ ہوتا) تو تیز دوڑتے۔ ہشام نے کہا اور نص عنق سے اوپر ہے (یعنی نص تیز چلنے کو کہتے ہیں) امام بخاریؒ نے کہا فجوہ کے معنی کشادہ جگہ اس کی جمع فجوات اور فجاء ہے اور اسی طرح رکوۃ مفرد اور رکاء جمع ہے۔ اور سورہ صٓ میں جو "مناص" کا لفظ آیا ہے اس کے معنی ہیں فرار، بھاگنا۔ آیت ۳ ہے "فنادوا و لات حین مناص"

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "کان یسیر العنق فاذا وجد فجوة نصّ".

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۲۶ ویاتی فی الجهاد ص ۴۲۱ وفی المغازی ص ۶۳۳.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد عرفات سے مزدلفہ جاتے وقت کی رفتار و چال کو بتلانا ہے کہ متوسط چال میانہ روی سے چلے لیکن جب ہجوم نہ ہو خالی جگہ ہو تو تیز چلے۔

تنبیہ : الفاظ کی تحقیق کے لیے نصر الباری کتاب المغازی یعنی آٹھویں جلد ص ۴۸۹ دیکھئے۔

﴿ بابٌ ۱۰۵۵ النزولِ بَینَ عَرفَةَ وَجَمْعٍ ﴾

عرفات اور مزدلفہ کے درمیان نزول کا بیان

یعنی اگر اس دوران قضاء حاجت کی ضرورت ہو تو اترنے کا بیان

۱۵۷۰﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَیدٍ عن یَحیَی بنِ سَعِیدٍ عن مُوسَی بنِ عُقبَةَ عن کُرَیبٍ مَولٰی ابنِ عبّاسٍ عن اُسَامَةَ بنِ زَیدٍ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم حَیثُ اَفَاضَ مِن عَرَفَةَ مالَ اِلَی الشِّعبِ فقَضٰی حَاجَتَه فتَوَضَّأ فقُلتُ یا رسولَ اللّٰہِ اَتُصَلِّی قال الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ ﴾

ترجمہ | حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے لوٹے (مزدلفہ جاتے ہوئے تو راستے میں) تو ایک گھاٹی کی طرف مڑے اور اپنی حاجت پوری کی اور وضو کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نماز (مغرب) پڑھیں گے فرمایا نماز تیرے آگے (مزدلفہ میں) ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "مال الى الشعب لقضى حاجته"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۶ ومر الحديث ص۲۵، وص۳۰ ويأتى ص ۲۲۷.

۱۵۷۱﴿حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قال حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عن نافِعٍ قال كانَ عبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ يَجْمَعُ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ بَجَمْعٍ غَيْرَ اَنَّه يَمُرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِى اَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فَيَدْخُلُ فَيَنْتَفِضُ وَيَتَوَضَّأُ وَلا يُصَلِّى حتى يُصَلِّىَ بِجَمْعٍ﴾

ترجمہ | نافعؒ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مزدلفہ میں آکر مغرب اور عشا ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اور وہ راستے میں اس گھاٹی میں بھی جاتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے وہ وہاں جاتے اور قضاء حاجت کرتے اور وضو کرتے اور نماز نہیں پڑھتے نماز جمع یعنی مزدلفہ میں آکر پڑھتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "غير انه يمر بالشعب فيدخل فينتفض"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۲۶ ومسلم فى الحج.

۱۵۷۲﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن محمَّدِ بنِ اَبِى حَرْمَلَةَ عن كُرَيْبٍ مَوْلَى ابنِ عباسٍ عن اُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ اَنَّهُ قال رَدِفْتُ رَسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مِن عَرَفاتٍ فلمَّا بَلَغَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الشِّعْبَ الْاَيْسَرَ الَّذِى دونَ الْمُزْدَلِفَةِ اَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضوءً خَفِيْفًا فقلتُ الصَّلٰوةُ يا رسولَ اللّٰهِ قال الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حتى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسولَ اللّٰه ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ قال كُرَيْبٌ فَاَخْبَرَنِى عبدُ اللّٰهِ بنُ عباسٍ عنِ الْفَضْلِ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لَمْ يَزَلْ يُلَبِّى حتى بَلَغَ الجَمْرَةَ﴾

ترجمہ | حضرت اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ میں عرفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر بیٹھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ کے قریب پہاڑ کی بائیں گھاٹی پر پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور

پیشاب کیا پھر آئے میں نے وضو کا پانی آپ ﷺ پر بہایا آپ ﷺ نے ہلکا وضو فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز آگے چل کر، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے یہاں تک کہ مزدلفہ میں آئے تو (مغرب وعشاء کی) نماز پڑھی پھر جمع کی (یعنی مزدلفہ کی) صبح کو حضرت فضل بن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہوئے۔ کریب نے کہا مجھ کو عبد اللہ بن عباسؓ نے فضل سے سن کر خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ پر پہنچے (یعنی کنکریاں مارنے کے لیے)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم الشعب الايسر الذى دون المزدلفه اناخ فبال"

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۲۶ ومر الحديث ص۲۰۹ ويأتي في ص ۲۲۸.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفات سے واپسی میں مزدلفہ کے قریب جو گھاٹی میں نزول ہوا تھا یہ کوئی حج کے افعال وارکان میں سے نہیں ہے بلکہ یہ نزول صرف استنجا کی ضرورت کی وجہ سے تھا۔ البتہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ چونکہ شدید الاتباع تھے اس لیے وہ یہاں پیشاب کرنے کے لیے اترتے تھے گو ان کو پیشاب کی حاجت نہ ہو۔

امام بخاریؒ اس پر تنبیہ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی مستقل منزل نہیں ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف ضرورت کے لیے اترے تھے۔

﴿بَابُ ۱۰۵۶ اَمْرِ النَّبِيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم بِالسَّكِيْنَةِ عندَ الاِفَاضَةِ وَاِشَارَتِه اِلَيْهِم بِالسَّوطِ﴾

عرفات سے لوٹتے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اطمینان سے چلنے کے لیے حکم دینا اور کوڑے سے اشارہ فرمانا

۱۵۷۳﴿ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِى مَرْيَمَ قال حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ قال حَدَّثَنِى عَمْرُو بْنُ اَبِى عَمْرٍو مَولَى الْمُطَّلِبِ قال اَخْبَرَنِى سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مَولَى وَالِبَةَ الْكُوفِىُّ قال حَدَّثَنِى ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيْدًا وَضَرْبًا لِلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوطِهِ اِلَيْهِمْ وَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ اَوْضَعُوا

اَسْرَعُوا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا ﴾

ترجمہ | والبہ کوفی کے مولیٰ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عباسؓ نے حدیث بیان کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ کیساتھ عرفہ کے دن (عرفات سے) لوٹے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیچھے سخت ڈانٹ ڈپٹ اور اونٹوں پر مار کی آواز سنی تو اپنے کوڑے سے ان لوگوں کو اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو! سکون (آہستگی) کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ دوڑنا دوڑانا کچھ نیکی نہیں ہے۔

"اوضعوا" کے معنی اسرعوا کے ہیں یعنی دوڑایا۔ "خلالكم" تخلل بينكم سے ہے یعنی تمہارے درمیان۔ (یہ دراصل سورہ برارت رکوع ۱۳ میں آیا ہے "وَلَا اَوْضَعُوا خِلَالَكُم" تو امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے مطابق اس کی تفسیر کردی چونکہ اس حدیث میں ایضاع کا لفظ آیا تھا، پھر خلالكم کی مناسب سے سورہ کہف میں ہے وفجرنا خلالهما میں خلالهما کے معنی بينهما کے ہیں یعنی تمہارے درمیان۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وللترجمة جزآن احدهما امره ﷺ بالسكينة فيطابقه قوله "ايها الناس عليكم بالسكينة" والآخر اشارته ﷺ "اليهم بالسوط فيطابقه قوله فاشاره اليهم بسوطه"

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۲۶ تا ۲۲۷.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے افاضہ یعنی عرفات سے مزدلفہ جاتے وقت سکون سے چلنا چاہیے کیونکہ مجمع بہت ہوتا ہے نیز سواریوں کی کثرت ہوتی ہے اس لیے امام بخاریؒ تنبیہ کررہے ہیں کہ امیر کو چاہیے کہ لوگوں کو سکون سے چلنے کے لیے اشارہ بھی کردے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشارہ فرمایا ہے۔

﴿ باب ۱۰۵۷ الجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ ﴾

مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کا بیان (یعنی مغرب اور عشاء ایک وقت میں پڑھنا)

۱۵۷۴﴿حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ عن كُرَيْبٍ عن اُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ اَنَّه سَمِعَهُ يَقولُ دَفَعَ رسولُ الله ﷺ مِنْ عَرَفَةَ فنَزَلَ الشِّعْبَ فبَالَ ثُمَّ توَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الوُضُوءَ فقُلتُ لَهُ الصَّلٰوةُ قال الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فجاءَ المُزْدَلِفَةَ فتَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ ثُمَّ اُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فصَلَّى المَغرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنسانٍ بَعِيرَهُ فى مَنْزِلِهِ ثُمَّ اُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا﴾

ترجمہ | کریب سے روایت ہے انھوں نے اسامہ بن زید سے سنا حضرت اسامہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ

عرفات سے لوٹے تو گھاٹی میں (جو مزدلفہ کے قریب ہے) اترے وہاں پیشاب کیا پھر وضو کیا اور پورا وضو نہیں کیا (یعنی خوب پانی نہیں بہایا بلکہ ہلکا وضو کیا) میں نے عرض کیا: نماز؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز آگے چلکر، پھر مزدلفہ آئے اور پورا وضو کیا پھر نماز کی تکبیر ہوئی اور آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی اسکے بعد ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنی منزل میں بٹھایا پھر تکبیر ہوئی اور عشاء کی نماز پڑھی ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل وغیرہ نہیں پڑھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فجاء المزدلفة" الى آخره

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۲۷ ومر الحديث ص ۲۵ تا ۲۶، وص ۳۰، وص ۲۲۶.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مزدلفہ میں جمع بین الصلوۃ ہر حاجی کرے گا خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا اور یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

تشریح البتہ ائمہ کرام کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ یہ جمع بین الصلاتین نسکی ہے یا سفری؟
جمہور حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک نسکی ہے یعنی حج کی وجہ سے جمع حقیقی ہے اس لیے ہر حاجی کرے گا۔
(۲) شافعیہ کے نزدیک سفری ہے یعنی صرف مسافر کرے گا۔

پھر امام صاحبؒ نے جمع عرفات میں تو احرام، امام جماعت کی قید لگائی اس لیے کہ وہاں جمع تقدیم ہوتا ہے عصر کی نماز اپنے وقت سے پہلے ہوتی ہے تو جمع خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے مورد کے ساتھ خاص رہے گا اور مزدلفہ میں جمع تاخیر ہوتا ہے مغرب مؤخر ہوتی ہے اور عشاء اپنے وقت پر ہوتی ہے اس لیے یہاں وہ شرائط نہیں ہیں بلکہ منفرد بھی جمع کرے گا۔

سوال: اس حدیث میں مزدلفہ میں جمع بین المغرب والعشاء کا ذکر ہے اس سلسلے میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت ہوگی لیکن یہاں اقامتیں دو آگئی ہیں۔

جواب: جواب یہ دیا گیا ہے کہ دونوں نمازوں کے درمیان اونٹوں کے بٹھانے اور کجاوہ وغیرہ کھولنے کی مشغولیت سے فصل ہونے کی صورت میں عند الاحناف بھی دو اقامت ہوگی۔

﴿ بَابُ ۱۰۵۸ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ ﴾

مغرب اور عشاء (مزدلفہ میں) ملا کر پڑھنے اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھنے کا بیان

۱۵۷۵﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ

ابن عُمَرَ قال جَمَعَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم بَیْنَ المَغرِبِ وَالعِشَاءِ بِجَمْعٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنهُمَا بِاِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلاَ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ملا کر پڑھا ہر ایک، ایک اقامت سے (یعنی ہر ایک کے لیے الگ الگ تکبیر ہوئی) اور ان دونوں کے درمیان میں سنت نہیں پڑھی اور نہ ان میں سے کسی کے بعد۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "جمع النبى صلى الله عليه وسلم بين المغرب و العشاء"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۲۷۔

۱۵۷۶ ﴿ حَدَّثَنا خالِدُ بنُ مَخْلَدٍ قال حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ بلالٍ قال حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ قال حَدَّثَنا عَدِيُّ بنُ ثابِتٍ قال حَدَّثَنِي عبدُ اللّٰهِ بنُ يَزِيْدَ الخَطْمِيُّ قال حَدَّثَنِي اَبُو اَيُّوبَ الاَنصارِيُّ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم جَمَعَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ المَغْرِبَ وَالعِشَاءَ بِالمُزْدَلِفَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوایوب انصاریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "جمع فى حجة الوداع المغرب و العشاء بالمزدلفة"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۲۷ ويأتى الحديث فى المغازى ص ۶۳۳.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی سنت ونفل نہ پڑھے کیونکہ درمیان میں سنت پڑھنے سے جمع بین الصلاتین باطل ہو جاتا ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں تصریح کردی لم يتطوع اى لم يتنفل بينهما.

لیکن امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اس کی کوئی تصریح نہیں کی کہ دونوں (مغرب وعشاء) سے فراغت کے بعد سنت پڑھے یا نہیں بلکہ مطلق چھوڑ دیا چنانچہ باب کی دوسری حدیث، حضرت ابوایوب انصاریؓ کی حدیث بھی مطلق ہے سنت پڑھنے نہ پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

لیکن باب کی پہلی حدیث عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں اتنی تو تصریح ہے کہ دونوں کے بعد بھی نہ پڑھے اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کے بعد بھی فوراً کوئی نفل نہ پڑھے البتہ کچھ دیر کے بعد بلاشبہ پڑھ سکتا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۰۵۹ مَنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ﴾

جس نے کہا ہر نماز کیلئے اذان اور اقامت کہے (اس کی دلیل)

۱۵۷۷﴿حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ خالِدٍ قال حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قال حَدَّثَنا اَبُو اِسْحاقَ قال سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ يَزِيْدَ يقول حَجَّ عبدُ اللّٰه رضى الله عنه فَاَتَيْنا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الاَذانِ بِالْعَتَمَةِ قَرِيْبًا مِن ذلك فَاَمَرَ رَجُلاً فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثم صَلَّى المَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ فتَعَشّٰى ثُمَّ اَمَرَ اُرٰى رَجُلاً فاَذَّنَ وَاَقَامَ قال عَمْرٌو وَلا اَعْلَمُ الشَّكَّ اِلّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى العِشاءَ رَكْعَتَيْنِ فلمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قال اِنَّ النَّبِىَّ صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ لا يُصَلِّي هذِهِ السَّاعَةَ اِلّا هذِهِ الصَّلٰوةَ فى هذا المَكانِ مِن هذا اليومِ قال عبدُ اللّٰه هُمَا صَلاتَانِ تُحَوَّلانِ عن وَقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ ما يَاْتِى النَّاسُ المُزْدَلِفَةَ وَالفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الفَجْرُ قال رَاَيْتُ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم يَفْعَلُهٗ﴾

ترجمہ عبدالرحمٰن بن یزیدؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حج کیا تو ہم مزدلفہ عشار کی اذان کے وقت پہنچے یا اس کے قریب، انھوں نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان اور اقامت کہی پھر انھوں نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت (سنت کی) پڑھی پھر رات کا کھانا منگوایا اور کھایا پھر میں سمجھتا ہوں ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے لذان و اقامت کہی، عمرو بن خالد نے کہا کہ میرے خیال میں یہ شک زہیر کو ہوا اس کے بعد عشار کی دو رکعتیں پڑھیں پھر جب صبح نمودار ہوئی تو فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت (غلس و تاریکی میں) صبح کی نماز صرف اسی دن اسی جگہ پڑھتے تھے، عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ دو نمازیں ہیں جو اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں ایک تو مغرب کی نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب لوگ مزدلفہ پہنچ جائیں دوسرے فجر کی نماز جب صبح صادق چمکے (روشن ہو جائے) فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاذّن واقام فى موضعين"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۲۷ ويأتى الحديث ص ۲۲۸.

مقصد مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰۃ کرتے وقت اذان اور اقامت کے بارے میں اختلاف ہے اس میں علمار کے چھ اقوال ہیں قاله العينیؒ:

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور اقامت ہوگی۔ یہی امام بخاریؒ کا میلان ہے جیسا کہ بخاریؒ کے ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔

(۲) امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اذان ایک اور اقامت دو ہونگی یعنی پہلی نماز کے لیے اذان کہے اور دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ تکبیر۔

(۳) حنفیہ کے نزدیک دونوں کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت ہوگی۔

یہ تین اقوال ائمہ متبوعین کے ہیں باقی دیگر علماء کے۔

امام بخاریؒ نے امام مالکؒ کی تائید و موافقت کی ہے۔

﴿ باب ۱۰۶۰ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ اَهْلِهِ بِلَيْلٍ فَيَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ وَيُقَدِّمُ اِذَا غَابَ الْقَمَرُ ﴾

عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ کی رات میں آگے منیٰ میں روانہ کر دینا وہ مزدلفہ میں ٹھہریں اور دعاء کریں اور چاند غائب ہوتے ہی (ڈوبتے ہی) چل دیں

۱۵۷۸﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قال سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ اَنْ يَقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَدِمُوا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابنُ عُمَرَ يقولُ اَرْخَصَ فِى اُولٰئِكَ رَسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ﴾

ترجمہ سالم نے کہا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے گھر والوں کے کمزور لوگوں کو (عورتوں، بچوں کو) پہلے بھیج دیتے وہ رات کو مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس ٹھہرتے پھر جتنا ان کا جی چاہتا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے پھر لوٹ جاتے۔ امام کے وقوف اور واپسی سے پہلے لوٹتے تو ان میں سے کچھ لوگ تو صبح کی نماز کے وقت منیٰ پہنچ جاتے اور بعضے اس کے بعد پھر جب منیٰ پہنچتے تو کنکریاں مارتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے واسطے اجازت دی ہے (یعنی عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر چلے جانے کی اجازت دی ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يقدم ضعفة اهله"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۷۔

۱۵۷۹﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ عن عِكْرِمَةَ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال بَعَثَنِى النبىُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو رات ہی کو مزدلفہ سے منیٰ میں بھیج دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة "لان ابن عباس كان فى جملة الضعفاء الذين قدمهم النبى صلى الله عليه وسلم بالليل من جمع"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۷ ويأتى فى ابواب العمرة ص ۲۵۰۔

۱۵۸۰﴿ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قال حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال اَخْبَرَنِى عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِى يَزِيدَ سَمِعَ ابنَ عَبَّاسٍ يقولُ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النبىُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِى ضَعَفَةِ اَهْلِهِ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات میں اپنے اہل خانہ کے کمزور لوگوں میں (منیٰ) بھیج دیا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة اى فى قوله انا ممن قدّم النبى صلى الله عليه وسلم ليلة المزدلفة فى ضعفة اهله.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۷ مسلم، نسائى، ابوداؤد، ترمذى، ابن ماجه كلهم فى الحج.

۱۵۸۱﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عن يَحْيَى عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ قال حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ مولىٰ اَسْمَاءَ عن اَسْمَاءَ اَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فقامتْ تُصَلِّى فَصَلَّتْ سَاعَةً ثم قالتْ يَا بُنَىَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قلتُ لا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قالتْ يَا بُنَىَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قلتُ نَعَمْ قالتْ فَارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حتى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فى مَنْزِلِهَا فقلتُ لَهَا يا هَنْتَاهُ مَا اُرَانَا اِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قالتْ يا بُنَىَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَذِنَ لِلظُّعُنِ﴾

ترجمہ | حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ وہ مزدلفہ کی رات میں مزدلفہ کے پاس اتریں اور کھڑی ہوکر ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں پھر کہنے لگیں اے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا میں نے عرض کیا نہیں تب تھوڑی دیر اور نماز پڑھتی رہیں پھر کہنے لگیں کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے عرض کیا ہاں تو فرمایا کوچ کرو تو ہم نے کوچ کیا اور چلے یہاں تک کہ (منیٰ پہنچ کر) انھوں نے جمرہ پر کنکریاں ماری اس کے بعد لوٹ گئیں اور صبح کی نماز اپنی قیام گاہ پر پڑھی میں نے ان

سے عرض کیا اُے حضور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے تاریکی میں (وقت سے پہلے) چل دیئے تو فرمایا اُے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قولها "فارتحلوا فارتحلنا" لان ارتحالهم كان عقيب غيبوبة القمر وقد ذكرنا ان مغيب القمر فى تلك الليلة كان عند اوائل الثلث الاخير من الليل.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۷ تا ۲۲۸ ومسلم، ابوداؤد، مؤطا امام مالك كلهم فى الحج.

۱۵۸۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ كَثِيْرٍ قال اَخْبَرَنا سُفْيَانُ قال حَدَّثَنا عبدُ الرَّحمٰنِ هُو ابْنُ القاسِمِ عنِ القاسِمِ عن عَائِشَةَ قالتِ اسْتَاذَنَتْ سَوْدَةُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكانَتْ ثَقِيْلَةً ثَبِطَةً فَاَذِنَ لَهَا﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت سودہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی رات میں جلدی سے روانہ ہوجانے کی اجازت چاہی وہ بھاری بھرکم سست رفتار عورت تھیں آپ ﷺ نے ان کو اجازت دیدی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان سودة كانت من الضعفة الذين قدموا بليل.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۸ واخرجه مسلم فى الحج.

۱۵۸۳﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قال حَدَّثَنا اَفْلَحُ بنُ حُمَيْدٍ عنِ القاسِمِ بنِ محمَّدٍ عن عائِشَةَ قالتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فاسْتَاذَنَتِ النبيَّ صلى الله عليه وسلم سَوْدَةُ اَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ الناسِ وَكانَتِ امرأةً بَطِيْئَةً فَاَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَاَقَمْنا حتى اَصْبَحْنَا نحنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَاَنْ اَكُونَ اسْتَاذَنْتُ رَسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم كَمَا اسْتَاذَنَتْ سَوْدَةُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِن مَفْرُوْحٍ بِهٖ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم مزدلفہ میں اترے تو حضرت سودہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے روانہ ہوجائیں اور وہ سست رفتار عورت تھیں آپ ﷺ نے انہیں اجازت دیدی تو وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی روانہ ہوگئیں اور ہم صبح تک وہیں ٹھہرے رہے پھر آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی لوٹے، اگر میں بھی حضرت سودہؓ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لیتی تو مجھے ہر خوشی سے زیادہ خوشی ہوتی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة "هذا طريق آخر فى حديث سودةؓ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۲۸ واخرجہ مسلم فی الحج ایضاً.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے رات ہی کو صبح ہونے سے پہلے ہجوم و بھیڑ سے بچنے کیلئے منیٰ بھیج دینا جائز ہے چونکہ مزدلفہ میں مبیت یعنی رات گذارنا فرض و واجب نہیں صرف وقوف واجب ہے۔

﴿بَابٌ ۱۰۶۱ مَتٰى يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ﴾

فجر کی نماز مزدلفہ میں کس وقت پڑھے؟

۱۵۸۴﴿ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ قال حَدَّثَنَا اَبِی قال اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ قال حَدَّثَنِی عُمَارَةُ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ عن عَبْدِ اللّٰهِ قال مَارَاَيْتُ النبیَّ صلی اللّٰہ علیه وسلم صَلّٰى صَلٰوةً لِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ وَصَلَّى الفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز بے وقت پڑھتے نہیں دیکھا مگر دو نمازیں مغرب اور عشاء جن کو (مزدلفہ میں) ملا کر پڑھا اور صبح کی نماز بھی وقت معتاد سے پہلے پڑھی۔

یعنی صبح صادق ہوتے ہی اول وقت میں پڑھی یہ مراد قطعاً نہیں ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے پڑھ لی بلکہ عام معمول و معتاد وقت سے اس روز پہلے پڑھ لی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وصلی الفجر قبل میقاتها"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۲۸ ومر الحدیث ص ۲۲۷ واخرجہ مسلم، ابوداؤد، نسائی کلھم فی الحج.

۱۵۸۵﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قال حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عن اَبِی اِسْحَاقَ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيْدَ قال خَرَجْتُ مَعَ عبدِ اللّٰهِ اِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلٰوةٍ وَحْدَهَا بِاَذَانٍ وَاِقَامَةٍ والعَشَاءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الفَجْرُ قَائِلٌ يقولُ طَلَعَ الفَجْرُ وقَائِلٌ يقولُ لَمْ يَطْلُعِ الفَجْرُ ثُمَّ قال اِنَّ رَسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عن وَقْتِهِمَا فِی هَذَا المَكَانِ المَغْرِبَ والعِشَاءَ فلا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حتی يُعْتِمُوا وَصَلٰوةَ الفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حتی اَسْفَرَ ثُمَّ قال لَوْ اَنَّ اَمِيْرَ المُؤْمِنِيْنَ اَفَاضَ

الآنَ اَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا اَدْرِیْ اَقَوْلُهُ كَانَ اَسْرَعَ اَمْ دَفْعُ عثمانَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ ﴾

ترجمہ | عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا (اور حج شروع کیا) پھر ہم مزدلفہ میں آئے تو انھوں نے دونمازیں (ملاکر) پڑھیں ہر نماز میں الگ الگ اذان اور اقامت کہی اور ان دونوں کے درمیان کھانا کھایا پھر فجر کی نماز صبح صادق طلوع ہوتے ہی پڑھی، کوئی کہتا کہ صبح ہوگئی اور کوئی کہتا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں نمازیں مغرب اور عشاء کی اس مقام پر اپنے مقررہ وقت سے ہٹادی گئی ہیں اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ مزدلفہ میں اس وقت داخل ہوں جب اندھیرا ہوجائے اور فجر کی نماز اس وقت پڑھیں پھر (فجر کی نماز پڑھ کر) عبداللہؓ مزدلفہ میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہوگیا پھر فرمایا اگر امیر المومنین (حضرت عثمانؓ) اس وقت مزدلفہ سے لوٹیں تو انھوں نے سنت کے مطابق کیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد پہلے ہوا یا حضرت عثمانؓ کا کوچ کرنا؟ (حضرت ابن مسعودؓ یہ فرمارہے تھے کہ حضرت عثمانؓ مزدلفہ سے لوٹے سنت یہی ہے کہ مزدلفہ سے اس وقت لوٹے جب اسفار ہوجائے سورج نکلنے سے پہلے) حضرت ابن مسعودؓ برابر لبیک پڑھتے رہے یہاں تک کہ یوم نحر (یعنی دسویں ذی الحجہ) جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ؟ هذا طريق آخر فى حديث عبدالله بن مسعودؓ السابق"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۸ ومر الحديث ص ۲۲۷۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مزدلفہ میں فجر کی نماز صبح صادق طلوع ہوتے ہی غلس میں پڑھے اور یہی حنفیہ بھی کہتے ہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے "واذا طلع الفجر يصلى الامام بالناس الفجر بغلس لرواية ابن مسعودؓ"

تشریح | اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ پر کنکری مارنا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک کنکری ماری جائے تلبیہ پڑھتے رہیں پھر پہلی کنکری پر تلبیہ بالکل بند کردیں۔

﴿ بَابٌ ۱۰۶۲ مَتٰى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ ﴾

مزدلفہ سے کب چلے، یا کب چلا جائے

۱۵۸۶ ﴿ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ

عَمْرِو بْنَ مَيْمُونٍ يَقُولُ شَهِدْتُ عُمَرَ صَلّٰى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَاَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ﴾

ترجمہ | عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھا انھوں نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھی پھر وقوف کیا (یعنی ٹھہرے رہے) اور فرمانے لگے کہ مشرک لوگ (زمانہ جاہلیت میں) مزدلفہ سے اس وقت لوٹتے جب سورج نکل آتا اور کہتے تھے ثبیر چمک جا (ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے مزدلفہ میں جو منیٰ کو آتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے۔ چمک جا یعنی سورج کی کرنوں سے چمک) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف کیا کہ آپ ﷺ مزدلفہ سے سورج نکلنے سے پہلے لوٹے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ثم افاض قبل ان تطلع الشمسُ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۸ وخرجه ابوداؤد، ترمذی، نسائی وابن ماجه كلهم فی الحج .

مقصد | امام بخاریؒ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ نماز صبح کے بعد وقوف مزدلفہ بالکل اسفار تک کرے جب سورج نکلنے میں صرف اتنی دیر ہو جتنی دیر میں دو رکعت پڑھ سکتے ہیں تو نکل پڑے بہر حال طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے چل پڑنا چاہیے کہ سنت یہی ہے۔

﴿ بَابُ ۱۰۶۳ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيْرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِيْنَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَالْاِرْتِدَافِ فِی السَّيْرِ ﴾

دسویں تاریخ صبح کو تکبیر اور لبیک کہتے رہنا جمرہ عقبہ کی رمی تک اور راہ میں کسی کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھالینا

۱۵۸۷ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اَرْدَفَ الْفَضْلَ فَاَخْبَرَ الْفَضْلُ اَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس کو (مزدلفہ سے لوٹتے وقت) اپنے ساتھ سوار کیا فضل نے بیان کیا کہ آپ ﷺ برابر لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی الجزئين منها وهما الارداف والتلبية.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۲۸۔

۱۵۸۸ ﴿ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ جَرِيْرٍ قال حَدَّثَنَا أَبِي عن يونُسَ الأَيْلِيّ عن الزُّهْرِيّ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰه عنِ ابنِ عبّاسٍ أنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كانَ رِدْفَ النبيِ صلى الله عليه وسلم مِنْ عَرَفَةَ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلَى مِنًى قال فكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُلَبِّي حتى رَمَى جَمْرَةَ العَقَبَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ عرفات سے لے کر مزدلفہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار تھے پھر آپ ﷺ نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے ساتھ فضل بن عباس کو سوار کرلیا دونوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في الارداف والتلبية الى رمي جمرة العقبة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے جمہور کی تائید و مالکیہ کی تردید ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ منیٰ جاتے وقت تلبیہ قطع کردے اور جمہور کے نزدیک یوم النحر کو جمرہ عقبہ پر پہنچ کر اول رمی کے وقت لبیک بند کردے۔

﴿ باب ۱۰۶۴ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالعُمْرَةِ اِلَى الحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الهَدْيِ الى قوله "حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الحَرَامِ" ﴾

(سورہ بقرہ کی اس آیت کے بیان میں) جو کوئی عمرہ کے ساتھ حج کو ملا کر فائدہ اٹھائے (یعنی تمتع کرے) اس کو جو میسر ہو قربانی کرے جس کو قربانی نہ ملے حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے جب حج سے لوٹے یہ سب دس روزے ہوئے۔ یہ تمتع ان لوگوں کے لیے درست ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں (یعنی دوسرے ملک کے رہنے والے آفاقی ہوں کیونکہ مکہ میں رہنے والوں کے لیے تمتع درست نہیں وہ ہر وقت عمرہ کرسکتے ہیں)

۱۵۸۹ ﴿ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قال اَخْبَرَنا النَّضرُ بْنُ شُمَيْلٍ قال اَخْبَرَنا شُعْبَةُ قال اَخْبَرَنَا اَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبّاسٍ عَنِ الْمُتْعَةِ فَاَمَرَنِى بِهَا وَسَاَلْتُه عَنِ الْهَدْيِ فقال فِيهَا جَزورٌ اَوْ بَقَرَةٌ اَوْ شَاةٌ اَوْ شِرْكٌ فى دَمٍ قال وَكَانَ نَاسًا كَرِهُوهَا فَنِمْتُ فَرَاَيْتُ فى الْمَنَامِ كَاَنَّ اِنْسانًا يُنَادِى حَجٌّ مَبْرُورٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ فقال اللّٰه اَكْبَرُ سُنَّةُ اَبِى الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم وقال آدَمُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ وَغُنْدَرٌ عن شُعْبَةَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ ﴾

ترجمہ | ابو جمرہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھ کو اس کا حکم دیا اور میں نے ان سے ہدی یعنی قربانی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اونٹ یا گائے یا بکری یا جانور (اونٹ یا گائے) میں شرکت۔ ابو جمرہ نے کہا گویا بعض لوگوں نے تمتع کو برا سمجھا میں سو گیا تو خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک انسان پکار رہا ہے کہ یہ حج مبرور یعنی مبارک ہے اور یہ تمتع مقبول ہے پھر میں ابن عباسؓ کے پاس آیا اور میں نے ان سے یہ خواب بیان کیا انھوں نے کہا "اللہ اکبر" آخر یہ سنت ہے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی، آدم اور وہب بن جریر اور غندر نے شعبہ سے یوں روایت کیا یہ عمرہ مقبول ہے اور یہ حج مبرور یعنی مبارک ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فمن تمتع بالعمرة الى الحج وفى قوله "فما استيسر من الهدى"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۲۸ تا ۲۲۹ ومر الحديث ص ۲۱۳۔

مقصد | اب تک امام بخاریؒ نے حج کی حالت بیان فرمائی جب مزدلفہ سے منیٰ کا بیان آیا تو چونکہ منیٰ میں قربانی کی جاتی ہے اس لیے یہاں سے ہدی یعنی قربانی کے ابواب شروع فرمارہے ہیں۔

﴿ بَابُ ۱۰۶۵ رُكُوبِ الْبُدْنِ ﴾

لِقَولِه تعالىٰ "وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰه لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰه عَلَيْهَا صَوَافَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا" الى قوله "وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ" قال مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبُدْنَ لِبَدَنِهَا الْقَانِعُ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرُّ الذى يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ اَوْ فَقِيرٍ وَشَعَائِرُ اللّٰهِ اِسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ واسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيقُ عِتْقُهُ مِنَ الْجَبَابِرَةِ يُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ اِلَى الْاَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ .

قربانی کے جانور (اونٹ یا گائے) پر سوار ہونے کا بیان

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (سورہ حج میں) اور قربانیوں کو ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے ان میں تمہاری بھلائی ہے تو تم ان کی قطار باندھ کر (نحر کے وقت اللہ کا نام) لیا کرو جب وہ (کسی) کروٹ کے بل گر پڑیں (اور ٹھنڈے ہو جاویں) تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی کو بھی کھانے کو دو وبشر المحسنین تک مجاہدؒ نے کہا کہ اس کو بدن اس لیے کہتے ہیں کہ موٹے اور تازے ہوتے ہیں، قانع کے معنی سائل (یعنی مانگنے والا فقیر) اور معتر وہ فقیر جو گوشت کے لیے مالدار اور محتاج کے پاس گھومتا پھرے، سامنے آئے۔ اور شعائر اللہ سے مراد قربانی کا بڑے ڈیل ڈول کا فربہ اور خوبصورت کرنا ہے۔ البیت العتیق کے معنی ہیں ظالموں سے اس کو آزاد کرنا، ظالم بادشاہوں کا اس گھر پر کوئی زور نہیں چلتا۔ اور وجبت کے معنی ہیں سقطت یعنی زمین پر گر پڑیں اسی سے ہے وجبت الشمس یعنی سورج ڈوب گیا۔

۱۵۹۰﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم رَآی رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فقال ارْكَبْهَا قال اِنَّهَا بَدَنَةٌ فقال ارْكَبْهَا قال اِنَّها بَدَنَةٌ قال ارْكَبْهَا ثَلَاثًا ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اونٹ ہانک رہا تھا (خود پیدل چل رہا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا اس نے کہا قربانی کا جانور ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا اس پر سوار ہو جا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۲۹ ويأتی الحديث ص۲۳۰، وص ۳۸۵، وص۹۱۰.

۱۵۹۱﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبْرَاهِيمَ قال حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قالا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن اَنَس اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم رَآی رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فقال ارْكَبْهَا قال اِنَّهَا بَدَنَةٌ فقال ارْكَبْهَا قال اِنَّهَا بَدَنَةٌ قال ارْكَبْهَا ثَلَاثًا ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کا اونٹ ہانک رہا تھا (خود پیدل چل رہا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا اس نے کہا قربانی کا جانور ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جا اس نے کہا یہ قربانی کا جانور ہے آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جا آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۲۹ و باقی الحدیث ص ۳۸۵، و ص ۹۱۰۔

مقصد | حج کے موقعہ پر قربانی کے لیے جو جانور ساتھ لے جاتے ہیں اس پر سوار ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ مختلف فیہ ہے اور مسئلہ اختلافیہ میں امام بخاریؒ کوئی صاف وصریح حکم نہیں لگاتے ہیں یہاں بھی حکم کی تصریح نہیں فرمائی۔ امام شافعیؒ کے نزدیک راستے میں جب سواری کی حاجت ہو تو بوقت حاجت وضرورت جائز ہے۔(۲) حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک اگر ضرورت اضطرار کی حد تک پہنچ جائے تو سوار ہونے کی اجازت ہے۔ وھو المنقول عن الشعبی والحسن البصری وعطاء بن ابی رباح (عمدہ) بشرطیکہ کوئی دوسری سواری نہ ملے۔(۳) ظاہریہ کے نزدیک سوار ہونا واجب ہے چونکہ حدیث میں ارکب امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لیے ہے۔ بہر حال امام بخاریؒ کا میلان یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب چلتے چلتے تھک جائے تو ضرورت کے وقت سوار ہونا جائز ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق وتشریح | "بُدن" قربانی کے اونٹ گائے جو خانہ کعبہ کی طرف لیجائے جائیں یہ بَدَنة بفتحتین کی جمع ہے۔ موٹاپے اور بدن کے بھاری ہونے کی وجہ سے اس کو بدنہ کہتے ہیں۔ عطا اور سدی نے تصریح کی ہے کہ بُدن میں اونٹ اور گائے ہی داخل ہیں بکری کو بدنہ نہیں کہتے ہیں۔

۱۰۶۶ ﴿بابُ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ﴾

جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے چلے

۱۵۹۲﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سالِمِ بنِ عبْدِ اللّٰه اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قالَ تَمَتَّعَ رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى حَجَّةِ الوَداعِ بِالعُمْرَةِ اِلَى الحَجِّ وَاَهْدٰى فَسَاقَ مَعَهُ الهَدْىَ مِن ذِى الحُلَيْفَةِ وَبَدأَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فاَهَلَّ بِالعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالحَجِّ فتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم بِالعُمْرَةِ اِلَى الحَجِّ فكانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدٰى فَسَاقَ الهَدْىَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فلمَّا قَدِمَ النبىُّ صلى اللّٰه عليه وسلم مَكَّةَ قال لِلنّاسِ مَنْ كانَ مِنكُم اَهْدٰى فاِنَّه لا يَحِلُّ مِنْ شَىءٍ حَرُمَ مِنْهُ حتى يَقْضِىَ حَجَّهُ وَمَن لَّم يَكن مِنكُم اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالبَيْتِ وَبِالصَّفا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلاثَةَ اَيَّامٍ فِى الحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ

اِلٰی اَھْلِهٖ فطاف حِیْنَ قَدِمَ مَکَّۃَ وَاسْتَلَمَ الرُّکْنَ اَوَّلَ شَیْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَۃَ اَطْوَافٍ وَمَشٰی اَرْبَعًا فَرَکَعَ حِیْنَ قَضٰی طَوَافَهٗ بِالْبَیْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَی الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ یَحْلِلْ مِنْ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حتی قَضٰی حَجَّهٗ وَنَحَرَ هَدْیَهٗ یَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ اَهْدٰی وَسَاقَ الْهَدْیَ مِنَ النَّاسِ وَعن عُرْوَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ اَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فی تَمَتُّعِهٖ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الَّذِی اَخْبَرَنِی سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَن رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم﴾

ترجمہ سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ کے ساتھ حج کا تمتع کیا (یعنی عمرہ کر کے پھر حج کیا اور قربانی کا جانور ساتھ لیا چنانچہ قربانی کا جانور اپنے ساتھ ذوالحلیفہ سے لیا اور پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی شروع کیا پہلے آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا پھر لوگوں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عمرہ کے ساتھ حج کو ملا کر تمتع کیا، چنانچہ لوگوں میں کچھ وہ لوگ تھے جنھوں نے قربانی کا جانور ساتھ لیا تھا اور کچھ وہ لوگ تھے جنھوں نے قربانی کا جانور نہیں لیا تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پہنچے تو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا تم میں سے جو کوئی قربانی ساتھ لایا ہے وہ احرام سے باہر نہیں ہوگا جب تک حج پورا نہ کرلے اور جس نے قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا ہے وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے بال کترائے اور احرام کھول ڈالے اس کے بعد (آٹھویں ذی الحجہ کو) احرام باندھے اب جو قربانی کا جانور نہ پائے وہ حج کے دنوں میں تین روزے (یعنی چھٹی، ساتویں اور آٹھویں ذی الحجہ کو یا ساتویں، آٹھویں، نویں کو) روزے رکھے اور سات روزے جب اپنے گھر لوٹ کر جائے۔

غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ آئے تو سب سے پہلے طواف کیا اور حجر اسود کا بوسہ لیا اور طواف کے تین پھیروں میں دوڑ کر چلے اور چار پھیروں میں حسب معمول چلے اور جب بیت اللہ کا طواف کر چکے تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا اور فارغ ہو کر صفا پہاڑ پر آئے اور صفا و مروہ کے سات پھیرے کیے اس کے بعد بھی جتنی چیزوں سے احرام میں پرہیز تھا پرہیز کرتے رہے جب تک کہ حج پورا ادا نہیں کرلیا۔ دسویں ذی الحجہ کو قربانی کا نحر کیا اور لوٹ کر مکہ مکرمہ آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا اب سب حلال ہو گئیں جتنی چیزیں احرام میں حرام تھیں اور جو لوگ قربانی ساتھ لائے تھے ان لوگوں نے بھی وہی کیا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اور ابن شہاب نے اسی اسناد سے عروہ سے روایت کیا اور عروہ نے حضرت عائشہؓ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے تمتع کیا یعنی عمرہ کر کے حج کیا اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا اور اسی طرح حدیث بیان کی جیسے سالم نے عبداللہ بن عمرؓ سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فساق معه الهدى"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۲۹۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اول وافضل یہی ہے کہ ہدی یعنی قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے جائے یعنی حرم سے پہلے حل ہی سے ہدی ساتھ لے لے، لیکن اگر کسی نے ساتھ نہیں لیا اور راستے میں خرید لیا تو بھی جائز ہے جیسا کہ آنے والے باب میں امام بخاریؒ بتائیں گے۔

﴿ بابُ ۱۰۶۷ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيقِ ﴾

اگر کوئی حج کو جاتے ہوئے راستے میں قربانی کا جانور خرید لے؟ (یہ بھی جائز ہے)

۱۵۹۳﴿ حَدَّثَنا اَبُو النُّعْمَانِ قال حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن اَيُّوبَ عن نافِعٍ قال قال عبدُ اللّٰهِ بنُ عبدِ اللّٰه بنِ عُمَرَ لِاَبِيْه اَقِمْ فاِنِّي لا آمَنُهَا اَنْ تُصَدَّ عنِ الْبَيْتِ قال اِذَنْ اَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم وَقال لَقَدْ كانَ لَكُمْ فِي رَسولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَاَنا اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ عَلٰى نَفْسِي العُمْرَةَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ قال ثُمَّ خَرَجَ حتى اِذَا كانَ بِالْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بالحَجِّ وَالعُمْرَةِ وقال مَا شَانُ الحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِن قُدَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فطاف لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حتى اَحَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا ﴾

ترجمہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے باپ (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) سے کہا ٹھہر جایئے (حج کو امسال نہ جایئے) اس لیے کہ میں مطمئن نہیں ہوں اس بات سے کہ آپ بیت اللہ سے روک دیئے جائیں انھوں نے کہا (کیا ہوگا) اس وقت میں وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورہ احزاب میں) "لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة" میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا ہے پھر انھوں نے عمرے کا احرام باندھا، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر نے کہا تو عبداللہ بن عمرؓ (مدینہ سے) نکلے جب "بیداء" پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور فرمانے لگے حج اور عمرہ یکساں ہی ہے پھر قربانی کا جانور "قدید" سے خریدا اس کے بعد مکہ آئے تو حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک طواف کیا اور احرام اس وقت تک نہیں کھولا

جب تک دونوں سے فارغ نہیں ہوئے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ثم اشتری الهدی من قديد"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۲۹ ومر الحديث ص ۲۲۱، وص ۲۲۲، و يأتی ص ۲۳۱، وص ۲۳۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۴، فی المغازی ص ۶۰۱۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ظاہر ہے کہ اگر اپنے گھر سے قربانی کا جانور ساتھ نہیں لیا اور راستے میں خرید لیا تو جائز ہے کافی ہے کیونکہ ہدی کا اپنے شہر سے ساتھ لینا شرط نہیں ہے، امام بخاریؒ مستقل دو باب ترتیب سے لائے اس سے قبل من ساق البدن معه سے اشارہ ہے کہ اپنے شہر سے قربانی کا جانور ساتھ لے اب اس باب سے بتلایا کہ اگر نہیں لیا ہے اور راستے سے خرید لیا تو بھی جائز ہے۔

تشریح قصہ یہ ہوا تھا کہ اس سال حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیرؓ پر چڑھائی کی تھی راستہ مامون نہ تھا اس لیے عبداللہ بن عمرؓ نے جب عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ کا ارادہ کیا تو ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عبداللہ نے سفر سے منع کیا، لیکن ابن عمرؓ صاحبزادے کو جواب دے کر روانہ ہو گئے جواب حدیث میں موجود ہے۔

﴿بَابُ ۱۰۶۸ مَنْ اَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِی الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ اَحْرَمَ﴾

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَهْدٰى مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَاَشْعَرَهٗ بِذِی الْحُلَيْفَةِ يَطْعُنُ فِی شِقِّ سَنَامِهِ الْاَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهُهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً

جو شخص ذوالحلیفہ پہنچ کر اشعار اور تقلید کرے پھر احرام باندھے

اور نافع نے کہا ابن عمرؓ جب مدینہ سے قربانی کا جانور لیجاتے تھے تو تقلید اور اشعار ذوالحلیفہ میں پہنچ کر کرتے تو قربانی کے جانوروں کا منہ قبلے کی طرف کر کے بٹھاتے پھر اس کی کوہان کے داہنی جانب چھری سے چیر دیتے۔

مختصر تشریح ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے جو اہل مدینہ کا میقات ہے۔
تقلید کہتے ہیں قربانی کے جانور کے گلے میں جوتیوں وغیرہ کا ہار ڈالنا یہ عرب کے ملک میں نشان تھا ہدی کا، ایسے جانور کو عرب نہ لوٹتے نہ مارتے، اور اشعار کے معنی ہیں اونٹ کا کوہان داہنی طرف سے ذرا سا چیر دینا اور خون بہا دینا۔

۱۵۹۴﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِیُّ صلى الله

علیه وسلم زَمَنَ الحُدَیْبِیَةِ فی بِضْعِ عَشَرَةَ مِائَةً مِنْ اَصْحَابِهِ حتی اِذَا کانوا بِذِی الحُلَیْفَةِ قَلَّدَ النبیُّ ﷺ الهَدْیَ وَاَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ بِالعُمْرَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت مسور بن مخرمہؓ اور مروان دونوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار سے زائد صحابہ کے ساتھ حدیبیہ کے زمانے میں (مدینہ) سے (عمرہ) کے لیے نکلے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کی تقلید کی اور اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "قلد النبی صلی الله علیه وسلم الهدی واشعره واحرم بالعمرة"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۲۹ تا ص ۲۳۰ ویاتی الحدیث ص ۲۴۳، وص ۳۷۴، وص ۳۷۷ وفی المغازی ص ۵۹۸، وص ۶۰۰ واخرجه ابو داؤد فی الحج والنسائی.

۱۵۹۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَیْمٍ قال حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ القَاسِمِ عن عائِشَةَ قالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النبی صلی الله علیه وسلم بِیَدَیَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَاَهْدَاهَا وَمَا حَرُمَ عَلَیْهِ شَیْءٌ کانَ اُحِلَّ لَهٗ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے قلادے (ہار) اپنے ہاتھوں سے بٹے پھر آپ ﷺ نے ان کے گلے میں ڈالا اور انہیں اشعار کیا اور انہیں حرم کی جانب روانہ کیا اور جو چیزیں حلال تھیں کوئی چیز آپ ﷺ پر حرام نہیں ہوئیں۔

مختصر تشریح | یہ واقعہ ۹ ہجری کا ہے جس سال آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج بنا کر روانہ کیا تھا اور ان کے ساتھ آپ ﷺ نے قربانی کے اونٹ بھی بھیجے تھے۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص خود مکہ نہ جائے اور قربانی کا جانور بھیج دے تو صرف قربانی بھیجنے سے آدمی محرم نہیں ہوتا جب تک احرام کی نیت نہ کرے یہی جمہور علماء کا مذہب ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "ثم قلدها واشعرها"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۳۰ ویاتی ص ۲۳۰، وص ۲۳۰، وص ۲۳۰، وص ۲۳۰، وص ۲۳۰.

مقصد | قال ابن بطال غرضه ان یبین ان المستحب الخ یعنی مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور کی تقلید و اشعار میقات ہی میں کرے (فتح) حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد مجاہدؒ کے قول پر رد ہے مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اشعار اس وقت تک جائز نہیں جب تک احرام نہ باندھ لے۔ امام بخاریؒ نے روایت نقل کر کے رد کر دیا اور ترجمۃ الباب میں مقصد کی تصریح کر دی "من اشعر و قلد ثم احرم"

﴿ بَابٌ ۱۰۶۹ فَتْلِ القَلائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ ﴾

قربانی کے اونٹ اور گایوں کے لیے ہار بٹنے کا بیان

۱۵۹۶﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا يَحْيٰى عن عُبَيْدِ اللّٰهِ قال اَخْبَرَنِى نافِعٌ عن ابْنِ عُمَرَ عن حَفْصَةَ قالتْ قُلْتُ يا رسولَ اللّٰهِ ما شَانُ النّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ قال اِنِّى لَبَّدْتُ رَأسِى وَقَلَّدْتُ هَدْيِى فلا اَحِلُّ حتى اَحِلَّ مِنَ الحَجِّ ﴾

ترجمہ حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ انھوں نے احرام کھول ڈالا ہے اور آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے بالوں کو جما لیا ہے اور قربانی کے جانوروں کے گلے میں قلادہ ڈال دیا ہے اس لیے میں جب تک حج سے فارغ نہ ہولوں احرام نہیں کھول سکتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قلدت هديى"

کیونکہ ہدی عام ہے اونٹ اور گائے دونوں کو شامل ہے لانه صح ان النبى صلى الله عليه وسلم اهداهما جميعا (عمده) اور قلادہ بٹنے کے بعد گلے میں ڈالا جاتا ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۰ ومر الحديث ص۲۱۳ وياتى ص۲۳۳، وص۶۳۱، وص۸۷۷۔

۱۵۹۷﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ قال حَدَّثَنِى ابْنُ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ وَ عن عَمْرَةَ بِنْتِ عبدِ الرّحمٰنِ اَنّ عائِشَةَ قالتْ كانَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم يُهْدِى مِنَ المَدِيْنَةِ فَاَفْتِلُ قَلائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ المُحْرِمُ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور (حرم میں) بھیجتے تو میں ان کی ہدی کے قلائد بٹتی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے جن سے محرم (احرام والا) پرہیز کرتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يهدى من المدينه فافتل قلائد هديه"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۰ وياتى الحديث ص۲۳۰، وص۲۳۰، وص۲۳۰، وص۲۳۰، وص۲۳۰، وص۳۱۱، وص۸۳۵۔

مقصد چونکہ ابن حزمؒ تقلید بقر کا انکار کرتے ہیں اس لیے امام بخاریؒ نے تعمیم کی غرض سے بقر کا عطف بدن پر

کر کے بتلادیا کہ دونوں کی تقلید مستحب ہے ائمہ اربعہ تقلید ابل وبقر دونوں کے قائل ہیں۔

﴿ باب ۱۰۷۰ اِشْعَارِ الْبُدْنِ ﴾

وقال عُرْوَةُ عنِ الْمِسْوَرِؓ قَلَّدَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ سلم الْهَدْيَوَاَشْعَرَهُ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ

قربانی کے اونٹوں کا اشعار کرنا۔

اورعروہ نے حضرت مسورؓ سے نقل کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانوروں کے گلے میں قلادہ ڈالا اوران کا اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔

۱۵۹۸﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قال اَخبَرَنا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ القاسِمِ عن عائِشَةَ قالتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ اَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا اَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا اِلَی الْبَيْتِ واَقامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَیْءٌ كانَ لَهُ حِلٌّ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے بٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اشعار کیا اوران کے گلے میں قلادہ ڈالا یا (شک راوی) میں نے ان کو قلادہ ڈالا پھر آپ ﷺ نے ان کو کعبے کی طرف روانہ کردیا اور خود مدینہ میں ٹھہرے رہے اور جو چیزیں حلال تھیں کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام نہیں ہوئیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ثم اشعرها"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۳۰ و مر الحديث ص ۲۳۰.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اشعار ہدی کو ثابت کرنا ہے اور جن حضرات سے کراہت منقول ہے ان پر رد کرنا ہے نیز امام بخاریؒ کا مقصد یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اشعار اونٹ کے ساتھ خاص ہے گائے، بکری وغیرہ کے لیے اشعار نہیں بلکہ تقلید ہے جیسا کہ بخاریؒ نے ترجمہ میں اشعار البدن فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۰۷۱ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ ﴾

جس نے اپنے ہاتھ سے قلادے (ہار) ڈالے

۱۵۹۹﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن عبدِ اللهِ بنِ اَبِی بَكْرِ بنِ

حَزْمٍ عن عَمْرَةَ بِنْتِ عبدِ الرّحمٰنِ انّها اَخْبَرَتْهُ اَنَّ زِيَادَبنَ اَبِی سُفيانَ كَتَبَ اِلٰی عائِشَةَ اِنَّ عبدَ اللّه بنَ عبّاسٍ قال مَن اَهْدٰی هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَی الحَاجِّ حتی يُنْحَرَ هَدْيُهُ قالتْ عَمْرَةُ فقالتْ عائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قال ابنُ عبّاسٍ اَنَا فَتَلْتُ قَلاَئِدَ هَدْیِ رسولِ اللّه صلی اللّه عليه وسلم بِيَدَیَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رسولُ اللّهِ صلی اللّه عليه وسلم بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِی فَلَمْ يَحْرُمْ علٰی رسولِ اللّه صلی اللّه عليه وسلم شَیْءٌ اَحَلَّهُ اللّهُ لَهُ حتی نُحِرَ الهَدْیُ ﴾

ترجمہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ زیاد بن ابی سفیان نے حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جو کوئی قربانی کا جانور (بیت اللہ کو) روانہ کرے اس پر وہ سب چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو حاجی پر حرام ہیں جب تک کہ ہدی نحر نہ کردی جائے، عمرہ نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ابن عباسؓ نے جو کہا ہے ویسا نہیں (یعنی ان کا کہنا صحیح نہیں) میں نے تو اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے قلادے بٹے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے وہ قلادے جانوروں کی گردن میں ڈالے پھر انہیں میرے والد ابو بکرؓ کے ساتھ بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسی چیز حرام نہ ہوئی جو اللہ نے ان کے لیے حلال کی یہاں تک کہ ہدی کو نحر کیا گیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ثم قلدها رسول الله صلی الله عليه وسلم بيديه"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۰ ومر الحديث ص۲۳۰ ويأتی ص۲۳۰، وص۲۳۰، وص۲۳۰، وص ۳۱۱ واخرجه مسلم فی الحج والنسائی ايضا فی الحج.

مقصد مقصد یہ ہے کہ جیسے خود اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا اولیٰ ہے اسی طرح اپنے ہاتھ سے تقلید ہدی اولیٰ ہے۔

﴿ بابٌ [۱۰۷۲] تَقْلِيدِ الغَنَمِ ﴾

بکریوں کے گلے میں قلادہ ڈالنے کا بیان

لیکن بکریوں کا اشعار کرنا بالاتفاق جائز نہیں البتہ گائے کا اشعار کر سکتے ہیں

۱۶۰۰ ﴿ حدَّثَنا اَبو نُعَيمٍ قال اَخبرَنا الاَعْمَشُ عن اِبْرَاهِيمَ عنِ الاَسْوَدِ عن عائِشَةَ قالتْ اَهْدَی النبیُّ صلی اللّه عليه وسلم مَرَّةً غَنَمًا ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لیے بکریاں بھیجیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة "من حيث ان من لوازم الهدى التقليد شرعا"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۳۰ و مر الحديث ص۲۳۰ رياتى ص۲۳۰، //// واخرجه مسلم و ابو داؤد فى الحج .

۱۶۰۱ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قال اَخْبَرَنا عبدُ الْوَاحِدِ اَخْبَرَنا الْاَعْمَشُ قال حَدَّثَنا اِبْرَاهِيْمُ عنِ الْاَسْوَدِ عن عَائِشَةَ قالتْ كُنْتُ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَيُقَلِّدُ الغَنَمَ وَيُقِيْمُ فى اَهْلِهِ حَلالاً ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری کے لیے ہار بٹتی تھی اور آپ ﷺ بکریوں کے گلے میں ڈالتے اور بغیر احرام کے گھر میں رہتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة . هذا طريق آخر للحديث المذكور الخ.

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۳۰۔

۱۶۰۲ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو النُّعْمَانِ قال حَدَّثَنا حَمَّادٌ قال حَدَّثنا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ ح وَحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قال اَخْبَرَنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ عن اِبْرَاهِيْمَ عنِ الاسود عن عائِشَةَ قالتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ الغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَمْكُثُ حَلالاً ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی بکریوں کے ہار بٹا کرتی تھی پھر آپ ﷺ ان بکریوں کو روانہ کر دیتے اور خود بغیر احرام کے رہتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | حديث مذكور عن عائشةؓ کی تیسری سند ہے۔

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۳۰ مر مرارًا.

۱۶۰۳ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو نُعَيْمٍ قال حَدَّثَنا زَكَرِيَّاءُ عن عامِرٍ عن مَسْرُوقٍ عن عَائِشَةَ قالتْ فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم تَعْنِى الْقَلَائِدَ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے جانوروں کے ہار بٹے آپ ﷺ کے احرام باندھنے سے پہلے۔

مطابقۃ للترجمۃ | هذا طريق آخر لحديث عائشة المذكور (عمده)

۲؎ اس حدیث میں اگرچہ بکریوں کی صراحت نہیں ہے مگر بقاعدة: الحديث يفسر بعضه بعضا

گذشتہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قربانی کے جانوروں سے مراد بکریاں ہی ہیں پس باب کی مطابقت ہوگئی۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۳۰ ومر الحدیث ص۲۳۰، ////// ویاتی ص۳۱۱، وص۸۳۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد تقلید غنم کا اثبات ہے۔

بعض حضرات نے نقل کیا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بکری ہدی نہیں ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "ھذا افتراء علی الحنفیة ففی أی موضع قالت الحنفیة ان الغنم لیست من الھدی" (عمدہ، ج:۱۰، ص:۴۲)

حنفیہ کا صحیح تر قول یہ ہے کہ بکری چونکہ چھوٹا اور کمزور جانور ہے اس لیے اگر جوتا وغیرہ وزنی قلادہ ڈالا جائے تو بکریوں کو چلنے میں تکلیف ہوگی اس لیے حنفیہ پسند نہیں کرتے ہیں نفس جواز کا انکار نہیں چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں نقول انھم ما منعوا الجواز وانما قالوا بان التقلید فی الغنم لیس بسنة (عمدہ)

﴿بابُ [۱۰۷۳] القَلائِدِ مِنَ العِھْنِ﴾

اون کے قلادے (ہار کا) کا بیان

۱۶۰۴﴿ حَدَّثَنا عَمْرُ بْنُ عَلِيٍّ قال حَدَّثَنا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قال حَدَّثَنا ابنُ عَوْنٍ عَنِ القاسِمِ عن اُمِّ المُؤْمِنِينَ قالتْ فَتَلْتُ قَلائِدَھَا مِنْ عِھْنٍ كانَ عِنْدِی ﴾

ترجمہ | ام المومنین (حضرت عائشہؓ) نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ اون تھا میں نے اس کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنا دیئے۔

مطابقتہ للترجمة | مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة .

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۳۰.

مقصد | حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "وفیه رد علی من کره القلائد من الاوبار الخ" (فتح)

یعنی یہ مالکیہ پر رد ہے کیونکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ قلادہ جنس ارض سے ہونا چاہیے اور عہن صوف یعنی اون ہے جو جنس ارض سے نہیں ہے۔

﴿بابُ [۱۰۷۴] تَقْلِيْدِ النَّعْلِ﴾

جوتی کا قلادہ (ہار) بنانا

۱۶۰۵﴿ حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ قال اَخْبَرَنا عبدُ الاَعْلٰی بْنُ عبدِ الاَعْلٰی عن مَعْمَرٍ عن يَحْيی

بْنِ اَبِی کَثِیْرٍ عن عِکْرِمَةَ عن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ نبیَّ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم رَآی رَجُلاً یَسُوْقُ بَدَنَةً فقال ارْکَبْهَا قال اِنَّهَا بَدَنَةٌ قال ارْکَبْهَا قال فلقدْ رَاَیْتُه رَاکِبَهَا یُسَایِرُ النبیَّ ﷺ وَالنَّعْلُ فی عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ﴿

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کا اونٹ ہانک رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہوجا، اس نے کہا قربانی کا جانور ہے آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہوجا ابوہریرہؓ نے کہا میں نے اس کو دیکھا اونٹ پر سوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور جوتی اس کے گلے میں لٹک رہی تھی، محمد بن سلام یا محمد بن مثنیٰ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن بشار نے بھی روایت کی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "والنعل فی عنقها"

تعدد وضعہ | والحدیث هنا ص۲۳۰ ومر الحدیث ص۲۲۹ ویاتی ص۳۸۵،وص۹۱۰.

مقصد | بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایک جوتی کی تقلید بھی جائز وکافی ہے اگر ہدی گائے یا اونٹ ہے تو افضل و مستحب یہ ہے کہ دو جوتے ہوں۔ (۲) یا امام ثوریؒ پر رد مقصود ہے کیونکہ ان کے نزدیک دو جوتے ہونے چاہئیں۔ مصنفؒ نے نعل مفرد لاکر ان پر رد کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۰۶﴿ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قال حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عن یَحْیٰی عن عِکْرِمَةَ عن اَبِی هُرَیْرَةَ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم ﴿

اشار بهذا الطریق الی ان متابعة علی بن المبارك معمرا (عمدہ) یعنی یحییٰ ابن کثیر سے جس طرح معمر نے روایت کی ہے اسی طرح علی بن مبارک نے بھی یحییٰ بن کثیر سے روایت کی ہے

۱۰۷۵ ﴿ بابُ الجلالِ للبُدْنِ ﴾

وَکَانَ ابنُ عُمَرَ لا یَشُقُّ مِنَ الجِلاَلِ اِلاَّ مَوْضِعَ السَّنَامِ وَاِذَا نَحَرَهَا نَزَعَ جِلاَلَهَا مَخَافَةَ اَنْ یُفْسِدَهَا الدَّمُ ثُمَّ یَتَصَدَّقُ بِهَا

اونٹوں کے جھولوں کا بیان (یعنی قربانی کے اونٹ پر جو جھول ہے اسے کیا کرنا چاہیے؟)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جھولوں کو اتنا ہی پھاڑتے کہ کوہان باہر نکل آتا (اشعار کیلئے) اور جب اونٹ کو نحر (ذبح) کرلیتے تو جھول اتار لیتے تاکہ خون لگ کر خراب نہ ہو پھر اس کو خیرات کردیتے۔

فائدہ: جھول کا خیرات کرنا ضروری نہیں مگر مستحب ضرور ہے کہ جھول اور لگام سب خیرات کردے اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کا پھیر لینا پسند نہیں فرماتے جو اللہ تعالیٰ کے نام پر نکالی گئی۔ نیز کھال فقیروں کو

دیدینا چاہیے قصائی کی اجرت میں نہ دے۔

۱۶۰۷﴿ حَدَّثَنا قَبِيصَةُ قال حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنِ ابنِ اَبِى نَجِيحٍ عن مُجَاهِدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ اَبِى لَيْلٰى عن عَلِيٍّ رضى الله عنه قال اَمَرَنِى رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَنْ اَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِى نَحَرْتُ وَبِجُلُودِهَا ﴾

ترجمہ | حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ حکم دیا کہ قربانی کے اونٹ جن کو میں نے نحر کیا ان کی جھولیں اور کھالیں فقیروں کو خیرات کردوں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "امرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اتصدق بجلال البدن"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۰ تا ۲۳۱ وياتى الحديث ص ۲۳۲، وص ۳۰۸.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اونٹوں پر جل (جھول) ڈالنا مستحب ہے۔

تشریح | "جِلال" بکسر الجیم جمع جُل بضم الجیم بمعنی جھول جو سردی گرمی سے بچنے کے لیے اونٹ، گھوڑا، گائے وغیرہ کی پیٹھ پر ڈالتے ہیں۔

جھول کو خیرات کرنا: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں والظاهر ان هذا الامر امر استحباب (عمدہ) اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "وفيه استحباب تجليل البدن والتصدق بذلك الجل"

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "قال المهلب ليس التصدق بجلال البدن فرضا وانما صنع ذلك ابن عمر لانه اراد ان لا يرجع فى شىء اهل به لله الخ (فتح)

﴿ بَابٌ [۱۰۷۶] مَنِ اشْتَرٰى هَدْيَهُ مِنَ الطَّرِيقِ وَقَلَّدَهَا ﴾

جس نے راہ میں قربانی کا جانور خریدا اور اس کو ہار پہنایا

۱۶۰۸﴿ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قال حَدَّثَنا اَبُو ضَمْرَةَ قال حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عن نافِعٍ قال اَرَادَ بنُ عُمَرَ الحَجَّ عامَ حَجَّةِ الحَرُورِيَّةِ فى عَهْدِ ابنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ اِنَّ النَّاسَ كائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَنَخَافُ اَنْ يَصُدُّوكَ فقال "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فى رسولِ اللّٰه اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" اِذَنْ اَصْنَع كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اُشْهِدُكُمْ اَنِّى اَوْجَبْتُ عُمْرَةً حتى كانَ بِظَاهِرِ البَيْدَاءِ قال مَا شَانُ الحَجِّ

وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ جَمَعْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ وَاَهْدٰى هَدْيًا مُقَلَّدًا اشْتَرَاهُ حَتّٰى قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَآى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَهُ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ﴾

ترجمہ | نافع نے بیان کیا کہ جس سال حروریہ کے خارجیوں نے حج کا ارادہ کیا عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت میں اسی سال حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی حج کا قصد کیا تو لوگوں نے ان سے (یعنی عبداللہ بن عمرؓ سے) کہا کہ اس سال لوگوں کے درمیان لڑائی ہے اور ہمیں خوف ہے کہ کہیں آپ کو روک دیں (یعنی کعبہ نہ جانے دیں) تو انھوں نے یہ آیت پڑھی "لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة" (یعنی تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بہترین نمونہ عمل ہے) اگر ایسا ہوا تو میں ویسے ہی کروں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیبیہ کے سال) کیا تھا میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا (پھر نکلے) جب بیدار کے کھلے میدان میں پہنچے تو کہنے لگے حج اور عمرہ دونوں کا حال یکساں ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی بھی نیت کرلی اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لیا اس پر قلادہ پڑا ہوا تھا (راستہ میں) اس کو خریدا جب بیت اللہ پہنچے تو طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا اور دسویں تاریخ تک احرام کی حالت میں رہے اس دن سر منڈایا اور نحر کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ ان کا پہلا طواف حج اور عمرہ دونوں کے لیے کافی تھا پھر فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اهدى هديا مقلدا اشتراه"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۱ ومرّ الحديث ص ۲۲۱، وص ۲۲۲، وص ۲۲۹، ویاتی ص ۲۴۳ /// د ص ۲۴۴، وص ۶۰۱ /// ۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد مالکیہ کے قول پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ اگر راستے سے خریدے تو عرفات لے جانا ضروری ہے تو حضرت امام بخاریؒ امام مالکؒ کے خلاف جمہور کی تائید فرماتے ہیں کہ عرفات لے جانا ضروری نہیں ہے اس لیے جو روایت انھوں نے ذکر فرمائی ہے اس کے اندر عرفات لیجانے کا ذکر نہیں ہے۔

اشکال: یہ روایت اس روایت کے خلاف ہے جو ص: ۲۲۲ میں گذری ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس سال حج کو نکلے جس سال حجاج ظالم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر چڑھائی کی تھی کیونکہ حجاج کی چڑھائی ۷۳ ہجری میں ہوئی اور حروریہ کے خارجیوں نے ۶۴ ہجری میں حج کیا تھا جس سال یزید بن معاویہ کا انتقال ہوا؟ فکیف التوفیق؟

جواب: ۱ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دونوں سال حج کیا ہوگا۔

۲ یا حجاج ظالم کو اور اس کے ساتھیوں کو بھی راوی نے حروریہ کا خارجی قرار دیا کیونکہ حجاج بھی ان حروریہ خارجیوں کا ہم عقیدہ اور ہم مشرب تھا اور انہی کی طرح سفاک اور خلیفہ وقت کا مخالف تھا۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ ۱۰۷۷ ذَبْحِ الرَّجُلِ البَقَرَ عن نِسَائِه مِن غَيْرِ اَمْرِهِنَّ ﴾

اپنی عورتوں کی طرف سے بغیر ان کی اجازت کے گائے ذبح کرنا

۱۶۰۹ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن يَحْيىٰ بْنِ سَعِيْدٍ عن عَمْرَةَ بِنتِ عبدِ الرَّحْمٰنِ قالتْ سَمِعْتُ عائِشَةَ تقولُ خَرَجْنا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَةِ لا نُرىٰ اِلَّا الحَجَّ فلمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْیٌ اِذَا طافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَحِلَّ قالتْ فدُخِلَ عَلَيْنا يَومَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فقُلْتُ مَا هٰذا قال نَحَرَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم عن اَزْوَاجِهِ قال يَحْيىٰ فذَكَرْتُه لِلْقَاسِمِ فقال اَتَتْكَ بالحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ ﴾

ترجمہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا وہ فرما رہی تھیں کہ ذی قعدہ مہینے کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) نکلے ہم صرف حج جانتے تھے پھر جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہ تھی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف کعبہ اور سعی بین الصفا والمروہ کر کے احرام کھول ڈالیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر بقرعید کے دن (دسویں ذی الحجہ) گائے کا گوشت ہمارے پاس لایا گیا تو میں نے پوچھا "کیا ہے یہ"؟ (یعنی یہ گوشت کیسا ہے؟) انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے قربانی کی ہے۔ یحییٰ نے کہا میں نے یہ عمرہ کی حدیث ٹھیک ٹھیک بیان کی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة "نحر رسول الله ﷺ عن ازواجه"

اشکال: ترجمۃ الباب میں ذبح کا لفظ ہے اور حدیث میں نحر ہے فكيف التطبيق؟

جواب: (۱) چونکہ اس حدیث میں بقر یعنی گائے کا تذکرہ ہے اور معلوم ہے کہ نحر صرف اونٹ میں مستحب ہے گائے میں ذبح ہے اس لیے یہاں نحر بمعنی ذبح ہے۔

(۲) یا نحر بمعنی قربانی لیا جائے جیسا کہ آیت قرآنی ہے فصل لربك وانحر اپنے پروردگار کے لیے نماز

پڑھو اور قربانی کرو۔ بخاریؒ نے ترجمہ میں لفظ ذبح لاکر اشارہ کردیا ہے کہ اس حدیث میں نحر سے مراد ذبح ہے۔

(۳) دوسرے طرق کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ، ص: ۲۳۲ میں ہے "ذبح النبی صلی الله علیه وسلم عن ازواجه"

تعدد موضعه وللحدیث هنا ص ۲۳۱ ومر الحدیث ص ۴۳، وص ۴۴، وص ۲۰۶ مقطعا وص ۲۱۱، وص ۲۲۱، وص ۲۲۳ ویاتی ص ۲۳۲، وص ۲۴۰، وص ۴۱۴، وص ۸۳۲، وص ۸۳۴۔

مقصد امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ قربانی کرنا طاعات مالیہ میں سے ہے اور طاعات مالیہ میں نیابت جائز ہے البتہ اجازت ضروری ہے۔ رہا حضرت عائشہؓ نے پھر سوال کیوں کیا؟ جواب یہ ہے کہ سوال کرنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اجازت نہیں دی۔ توکیل نہیں کی تھی بلکہ حضرت عائشہؓ کا سوال اس لیے تھا کہ معلوم ہوجائے کہ وہی گوشت ہے جس کی توکیل واجازت تھی یا کہیں اور سے آیا ہے۔ فلا اشکال.

﴿باب[۱۰۷۸] النَّحْرِ فی مَنْحَرِ النَّبِیّ صلی اللّٰه علیه وسلم بِمِنًی﴾

منیٰ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں نحر کیا تھا وہاں نحر کرنا

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کا مقام منیٰ میں جمرہ عقبہ کے قریب مسجد خیف کے پاس تھا۔ منیٰ میں ہر جگہ نحر کرنا درست ہے لیکن منحر رسول میں نحر کرنا افضل ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اتباع سنت میں بڑا تشدد تھا وہ ڈھونڈھ کر انہی مقامات میں نماز پڑھتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی اسی طرح نحر بھی اسی مقام پر کیا کرتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کیا تھا۔

۱۶۱۰﴿ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ بنُ اِبْرَاهِیمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الحَارِثِ حَدَّثَنا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عن نافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ کَانَ یَنْحَرُ فِی المَنْحَرِ قال عُبَیْدُ اللّٰهِ مَنْحَرِ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم﴾

ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس مقام میں نحر کیا کرتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحر کیا کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "منحر رسول الله ﷺ"

تعدد موضعه والحدیث هنا ص ۲۳۱ ویاتی ص ۲۳۱، وص ۸۳۳.

۱۶۱۱﴿ حَدَّثَنا اِبْرَاهِیمُ بنُ المُنْذِرِ قال حَدَّثَنا اَنَسُ بنُ عِیَاضٍ قال حَدَّثَنا مُوسَی بْنُ

عُقْبَةَ عن نافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كانَ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ مِن جَمْعٍ مِن آخِرِ اللَّيْلِ حتى يُدْخَلَ بِه مَنْحَرَ رسولِ اللّه ﷺ مَعَ حُجَّاجٍ فِيهِمُ الحُرُّ وَ المَمْلُوكُ﴾

ترجمہ نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی قربانی کے جانور اخیر رات میں حاجیوں کے ساتھ جن میں آزاد وغلام بھی ہوتے مزدلفہ سے (منیٰ) بھیج دیتے تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربان گاہ میں داخل کردیئے جائیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يدخل به منحر رسول الله ﷺ"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۱ ومر الحديث ص۲۳۱ ويأتى ص۸۳۳.

مقصد چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نحرت ههنا ومنى كله منحر الخ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقام کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں اگرچہ سارا منیٰ منحر ہے لیکن اگر کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں آپ ﷺ کے منحر پر ذبح کرے تو یہ افضل ہے۔

مسئلہ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کے جانوروں کو لیجانے کے لیے آزاد لوگوں کی تخصیص نہ تھی بلکہ غلام بھی لیجاتے۔

﴿ بابُ ۱۰۷۹ مَنْ نَحَرَ بِيَدِهِ ﴾

جو شخص اپنے ہاتھ سے قربانی کرے

(یعنی افضل ومستحب یہی ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے نحر یا ذبح کرے لیکن اگر کوئی عذر ہو یا جانور بہت ہوں تو دوسرا بھی کرسکتا ہے)

۱۶۱۲﴿ حَدَّثَنا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قال حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن اَيُّوبَ عن اَبِى قِلَابَةَ عن اَنَسٍ وَذَكَرَ الحَدِيْثَ قال وَنَحَرَ النبيُّ صلى اللّه عليه وسلم بِيَدِهِ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرًا ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے مختصر طور سے حدیث بیان کی اور فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے سات اونٹوں کو کھڑا کرکے اپنے دست مبارک سے نحر کیا اور مدینے میں دو چتکبرے سینگ والے مینڈھے قربان کیے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "نحر النبى ﷺ بيده"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۳۱ ومر الحدیث ص ۱۴۸، وص ۲۰۹، وص ۲۰۹، وص ۲۱۰ ویاتی ص ۲۱۴، وص ۴۱۹۔

مقصد | علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ ھو الفضل اذا احسن النحر من ان ینحر عنہ غیرہ (قس) مطلب یہ ہے کہ اگر خود اچھی طرح ذبح کر سکتا ہے تو افضل یہی ہے کہ خود ذبح کرے جیسا کہ باب کے تحت مذکور ہو چکا ہے۔

﴿ بَابُ ۱۰۸۰ نَحْرِ الإِبِلِ مُقَيَّدَةً ﴾

اونٹ کو باندھ کر نحر کرنا

۱۶۱۳﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ قال حَدَّثَنا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عن يُوْنُسَ عن زِيَادِ بنِ جُبَيْرٍ قال رَأَيْتُ ابنَ عُمَرَ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهٗ يَنْحَرُهَا قال ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةُ محمّدٍ ﷺ وَقالَ شُعْبَةُ عن يُوْنُسَ قال اَخْبَرَنِي زِيَادٌ ﴾

ترجمہ | زیاد بن جبیر نے کہا میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس آئے جس نے نحر کرنے کے لیے اپنا اونٹ بٹھایا تھا ابن عمرؓ نے کہا اس کو اٹھا اور پاؤں باندھ کر نحر کر یہی سنت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور شعبہ نے کہا یونس سے روایت کر کے کہ مجھ کو زیاد نے خبر دی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "قياما مقيدة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۱ اخرجه مسلم في الحج و اخرجه ابوداؤد في الحج عن احمد بن حنبلؒ و النسائي ايضا في الحج .

مقصد | امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اونٹ کو جب نحر کرے تو پہلے باندھ لے اس لیے کہ یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی وار میں اس کا کام ہو جائے اگر برچھا اوچھا یعنی ادھر ادھر پڑ گیا تو معلوم نہیں کہ کتنوں کو زخمی کر دے گا۔

﴿ بَابُ ۱۰۸۱ نَحْرِ البُدْنِ قَائِمَةً ﴾

وَقَالَ ابنُ عُمَرَ سُنَّةَ محمّدٍ ﷺ وَقالَ ابنُ عبّاسٍؓ صَوَافَّ قِيَامًا

اونٹوں کو کھڑا کر کے نحر کرنا

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کی پیروی کر اور حضرت ابن عباسؓ نے

فرمایا (سورہ حج میں جو آیا ہے) فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ کے معنی ہیں کہ وہ کھڑے ہوں۔

۱۶۱۴ ﴿ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قال حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عن أَيُّوبَ عن أَبِي قِلَابَةَ عن أَنَسٍ قال صَلَّى النبيُّ صلى الله عليه وسلم الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهَا فلمَّا أَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ فلمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَاءِ لَبَّى بِهِمَا جَمِيعًا فلمَّا دَخَلَ مَكَّةَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا وَنَحَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ سَبْعَ بُدْنٍ قِيَامًا وضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں (یعنی قصر کیا) ذوالحلیفہ مدینہ سے تین کوس پر ہے۔ رات کو وہیں رہ گئے پھر جب صبح ہوئی تو اونٹنی پر سوار ہوئے اور تہلیل و تسبیح کرنے لگے پھر جب بیداء میں پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کے لیے لبیک پکاری پھر جب مکہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کو حکم دیا کہ (عمرہ کر کے) احرام کھول ڈالیں اور نبی اکرم ﷺ نے سات اونٹ کھڑے کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کیے اور مدینہ میں دو چتکبرے سینگ والے مینڈھے قربانی کیے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نحر النبي صلى الله عليه وسلم بيده سبع بدن قياماً"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۱ ومر الحديث آنفاً ص۲۳۱۔

۱۶۱۵ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عن أَيُّوبَ عن أَبِي قِلَابَةَ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال صَلَّى النبيُّ صلى الله عليه وسلم الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعن أَيُّوبَ عن رَجُلٍ عن أَنَسِ ابنِ مَالِكٍ ثُمَّ بَاتَ حتى أَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حتى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں ایوب نے ایک شخص سے روایت کی (یہ شخص مجہول ہے مگر امام بخاریؒ نے متابعت کے طور پر اس سند کو ذکر کیا تو اس کے مجہول ہونے میں کوئی قباحت نہیں، بعضوں نے کہا یہ شخص ابوقلابہ ہیں) انھوں نے انسؓ سے پھر آپ ﷺ صبح تک وہیں رہے بعد اس کے صبح کی نماز پڑھی اس کے بعد اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جب آپ ﷺ کو لے کر اونٹنی بیداء پہنچی تو آپ ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کا نام لے کر لبیک کہا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ا هذا طريق آخر الخ یعنی حضرت انسؓ کی جو اس سے پہلے از سہل بن بکار حدیث مذکور ہوئی اس کی دوسری سند ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۱ تا ۲۳۲ مر ص ۱۴۸، وص ۲۰۹، وص ۲۱۰ ویاتی ص ۴۱۴، وص ۴۱۹.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے واضح ہے کہ اونٹ کا نحر قائما یعنی کھڑا کر کے اولیٰ ہے البتہ بغیر قیام بارکۃ بھی جائز ہے۔

یہی حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ قائمۃ اور بارکۃ دونوں جائز ہیں البتہ قائما اولیٰ وافضل ہے۔

اشکال : یہاں سات اونٹ کا ذکر ہے اشکال یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بقدر عمر مبارک تریسٹھ اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے؟

جواب : (۱) عدد میں کوئی تعارض نہیں ہوتا کیونکہ مفہوم عدد معتبر نہیں (۲) ممکن ہے کہ ایک ساتھ سات اونٹ نحر فرمانے کے بعد کچھ وقفہ دے کر نحر فرمایا ہو۔ فلا اشکال۔

﴿بَابٌ ۱۰۸۲ لا يُعْطِي الجَزَّارُ مِن الهَدْيِ شَيْئًا﴾

قصاب کو مزدوری میں قربانی کی کوئی چیز نہ دیں

بلکہ اجرت علیحدہ اپنے پاس سے دینی چاہیے۔ البتہ قصاب کو للہ کوئی چیز قربانی میں سے دیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں

۱۶۱۶﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَخبَرَنَا سُفْيَانُ قال حَدَّثَنِي ابنُ اَبِي نَجِيحٍ عن مُجاهِدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ اَبِي لَيْلٰى عن عَلِيٍّ قال بَعَثَنِي النَّبِيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم فَقُمْتُ عَلَى البُدْنِ فَاَمَرَنِي فقَسَمْتُ لُحُومَهَا ثُمَّ اَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جِلالَهَا وَجُلُودَهَا وقال سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ عن مجاهِدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ اَبِي لَيْلٰى عن عَلِيٍّ قال اَمَرَنِي النَّبِيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَنْ اَقُومَ عَلَى البُدْنِ وَلَا اُعطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا في جِزارَتِهَا ﴾

ترجمہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا تو میں قربانی کے اونٹوں کے پاس کھڑا ہوا پھر حکم دیا تو میں نے ان کا گوشت تقسیم کیا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو میں نے ان کی جھولیں اور کھالیں بھی بانٹ دیں سفیان ثوری نے کہا مجھ سے عبدالکریم نے مجاہد سے روایت کی انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حضرت علیؓ سے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ قربانی کے اونٹوں کا بندوبست کروں اور

ان میں سے کوئی چیز قصائی کو مزدوری میں نہ دوں۔

تشریح یہ وہ اونٹ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں قربانی کے لیے لے گئے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ سو اونٹ تھے ان میں سے تریسٹھ اونٹوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے نحر کیا باقی اونٹوں کو حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کے حکم سے نحر کیا۔ کمامر۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولا اعطى عليها شيئاً في جزارتها"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۲ ومر الحديث ص۲۳۰ ويأتي ص۳۰۸ واخرجه مسلم في الحج و ابو داؤد في الحج و ابن ماجه.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے واضح ہے کہ قربانی میں سے کوئی چیز سری پائے ہو یا کھال ہو کوئی چیز بھی ذبح کرنے والے بوٹی بنانے والے کو اجرت میں نہ دی جائے اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے صرف حسن بصری وغیرہ فرماتے ہیں کہ اجرت میں دے سکتا ہے اس صورت میں امام بخاریؒ کا مقصد اس قول کی تردید ہے۔

﴿بابٌ [۱۰۸۳] يُتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الهَدْيِ﴾

قربانی کی کھال خیرات کردی جائے

۱۶۱۷﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا يَحْيٰى عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ قال اَخْبَرَنِي الحَسَنُ بنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الكَرِيْمِ الجَزَرِيُّ اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهُمَا اَنَّ عبدَ الرَّحمٰنِ بنَ اَبِي لَيْلٰى اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيًّا اَخْبَرَهُ اَنَّ النبيَّ ﷺ اَمَرَهُ اَن يَقُومَ عَلٰى بُدنِهِ وَاَن يُقسِمَ بُدْنَه كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلالَهَا وَلاَ يُعْطِي فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا ﴾

ترجمہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے خبر دی کہ حضرت علیؓ نے انہیں خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ آپ ﷺ کی قربانی کے اونٹوں کو دیکھیں اور ان کی سب چیزیں بانٹ دیں گوشت اور کھال اور جھول۔ قصائی کی اجرت میں کچھ نہ دیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۲ و مر الحديث ص۲۳۰، وص۲۳۲، ويأتي ص۳۰۸.

مقصد چونکہ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاق وغیرہ کے نزدیک قربانی کی کھال فروخت کرکے اپنے مصرف میں خرچ کرنا جائز ہے۔ امام بخاریؒ جمہور کی تائید کرتے ہیں کہ فروخت کرکے قیمت کو اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں

اگر فروخت کر دیا تو کھال کی قیمت کو خیرات کرنا واجب ہے یہی مسلک ہے حنفیہ شافعیہ مالکیہ وغیرہ کا کہ قیمت واجب التصدق ہے۔

﴿ بابٌ ۱۰۸۴ يُتَصَدَّقُ بِجِلالِ الْبُدْنِ ﴾

قربانی کے جانوروں کی جھولیں خیرات کردی جائیں

(جھولوں کے خیرات کردینے کا حکم استحبابا ہے) (عمدہ)

۱۶۱۸ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي لَيْلَى اَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ اَهْدَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِائَةَ بَدَنَةٍ فَاَمَرَنِي بِلُحُومِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ اَمَرَنِي بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ بِجُلُودِهَا فَقَسَمْتُهَا ﴾

ترجمہ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا ان سے حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربانی کے واسطے لیے اور مجھ کو حکم دیا کہ اس کے گوشت تقسیم کردوں میں نے تقسیم کر دیئے پھر آپ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ ان کی جھولیں بھی تقسیم کر دیں میں نے تقسیم کر دیں پھر آپ ﷺ نے کھالوں کے تقسیم کرنے کا حکم فرمایا میں نے ان کو بھی تقسیم کر دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "امرني بجلالها فقسمتها"

والحديث هنا ص۲۳۲ مر الحديث ص۲۳۰ ويأتي ص۳۰۸۔

مقصد بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں کی جھولیں بھی خیرات کر دی جائیں۔ گذر چکا ہے کہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں والظاهر ان هذا الامر امر استحباب۔

﴿ بابٌ ۱۰۸۵ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ اِلٰى قَوْلِهٖ "فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ" ﴾

وَمَا يَاْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يَتَصَدَّقُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

عُمَرَ لَا یُؤْکَلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّیْدِ وَالنَّذْرِ وَیُؤْکَلُ مِمَّا سِوٰی ذٰلِكَ وَقَالَ عَطَاءٌ یَأْکُلُ وَیُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورہ حج میں) جب کہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی اور کہہ دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرا گھر طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک صاف رکھ اور لوگوں میں حج کی منادی کردے (ان کے اس فرمان تک) تو اس کو اپنے مالک کے پاس بھلائی ہے۔

قربانی کے جانوروں میں سے کیا کھائے اور کیا خیرات کرے؟ اور عبید اللہ نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے انھوں نے فرمایا احرام میں کوئی شکار کرے اور اس کا بدلہ دینا پڑے تو بدلہ کے جانور اور نذر کے جانور میں سے کچھ نہ کھائے باقی سب میں سے کھائے اور عطاء نے کہا تمتع کی قربانی میں سے کھائے اور کھلائے۔

تشریح امام بخاریؒ کی عادت شریفہ یہ ہے کہ کبھی تو ترجمۃ الباب ذکر فرما کر اس کے بعد آیت کریمہ ذکر کر کے ترجمہ کی تائید فرماتے ہیں اور کبھی استبرا کا و تیمناً آیت کو اولاً ذکر فرماتے ہیں اور اس کے بعد خلاصہ ترجمہ ذکر فرماتے ہیں یہاں ایسا ہی ہے کہ اولاً آیت ذکر فرمائی ہے، اور پھر خلاصہ ذکر فرمادیا۔

"و ما یاکل من البدن وما یتصدق" بعض ان میں سے ماکول ہیں کہ خود کھا سکتا ہے اور بعض نہیں کھا سکتا، اب سوال یہ ہے کہ کیا کھاوے اور کیا صدقہ کرے؟ تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ دم نذر و جنایات کا کھانا جائز نہیں ہے اور دم تمتع اور قران کھا سکتا ہے اس لیے کہ یہ دم شکر ہے۔ یہی حنابلہ اور حنفیہ کا مسلک ہے۔

۱۶۱۹﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یقولُ کُنَّا لَا نَأْکُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فوقَ ثَلَاثِ مِنًی فَرَخَّصَ لَنَا النبیُّ صلی اللہ علیه وسلم فقال کُلُوا وَتَزَوَّدُوا فَأَکَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قال قلتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ حتی جِئْنَا الْمَدِیْنَةَ قال لَا ﴾

ترجمہ عطاء نے بیان کیا انھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم قربانیوں کے گوشت منیٰ کے تین دنوں کے بعد نہیں کھاتے تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت دی اور فرمایا کھاؤ اور زادراہ بناؤ تو ہم نے کھایا اور زادراہ بنایا۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور زادراہ بنایا ابن جریج نے کہا میں نے عطاءؒ سے پوچھا کیا جابرؓ نے یہ کہا یہاں تک کہ ہم مدینہ آئے؟ انھوں نے کہا نہیں۔

(یعنی حضرت جابرؓ نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے مدینہ پہنچنے تک اس گوشت کو توشہ کے طور پر رکھا لیکن مسلم کی روایت میں ہے کہ عطار نے نہیں کے بدلے ہاں کہا شاید بھول گئے ہوں پہلے نہیں کہا پھر یاد آیا تو ہاں کہنے لگے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كلو و تزودوا"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۳۲ ویاتی ص ۴۱۸ و ص ۸۱۶، وص ۸۳۵۔

۱۶۲۰﴿ حَدَّثَنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ قال حَدَّثَنِي يَحْيٰى قال حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ قالتْ سَمِعْتُ عائِشَةَ تقولُ خَرَجْنا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلاَ نُرٰى اِلَّا الحَجَّ حتى اِذَا دَنَوْنَا مِن مَكَّةَ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى الله عليه وسلم مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ اِذَا طَافَ بِالبَيْتِ اَنْ يَحِلَّ قالتْ عائِشَةُ فدُخِلَ عَلَيْنَا يومَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فقلتُ ما هذا فقِيْلَ ذَبَحَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن اَزْوَاجِهِ قال يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هذا الحَدِيْثَ لِلقاسِمِ فقال اَتَتْكَ بالحَدِيْثِ على وَجْهِهِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکلے جب کہ ذی قعدہ مہینے کے پانچ دن باقی رہے تھے ہم صرف حج کے ارادہ سے نکلے جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو جو لوگ قربانی ساتھ لائے تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے احرام کھول ڈالیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر میرے پاس بقرعید کے دن گائے کا گوشت لایا گیا میں نے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ لوگوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے ذبح فرمائی ہے۔ یحیٰ بن سعید انصاری نے کہا میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے بیان کی تو انھوں نے کہا عمرہ نے تم سے ٹھیک ٹھیک حدیث بیان کردی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فدخل علينا يوم النحر بلحم بقر"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص۲۳۲ و مر الحديث ص ۴۳، وص ۴۴، وص ۲۰۶ مقطعاً ص ۲۱۱، وص ۲۲۳، و ص ۲۳۱ ویاتی ص ۲۴۰، وص ۴۱۴، وص ۸۳۲، وص ۸۳۴۔

مقصد | اولاً تو اکثر نسخوں میں مذکورہ دونوں حدیثوں پر مستقل باب ہے "بابُ ما ياكل من البُدن و ما يتصدق" اس صورت میں امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدار میں قربانی کے گوشت کو تین روز سے زیادہ رکھنا اور کھانا ممنوع تھا بعد میں یہ ممانعت منسوخ ہوگئی۔ اور ہمارے نسخہ کے مطابق مذکور ہو چکا۔ باب کے تحت تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

﴿ باب ۱۰۸۶ الذَّبحِ قَبلَ الحَلقِ ﴾

سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان

۱۶۲۱﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰه بنِ حَوشَبٍ قال حَدَّثَنا هُشَيمٌ حَدَّثَنا مَنصُورُ بنُ زَاذَانَ عن عَطاءٍ عنِ ابنِ عباسٍ قال سُئِلَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم عَمَّنْ حَلقَ قَبلَ اَنْ يَذْبَحَ وَ نحوِهِ قال لا حَرَجَ لا حَرَجَ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے سر منڈالیا ذبح کرنے سے پہلے اور اسی طرح آگے پیچھے ترتیب کے خلاف عمل کیا آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں کوئی قباحت نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يبين ما فى الترجمة من الذبح قبل الحلق يجوز او لا ؟

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۲ و مر الحديث ص ۱۸ و ياتى ص۲۳۳، وص۲۳۴، وص۲۳۴، وص ۹۸۶ واخرجه النسائى فى الحج .

۱۶۲۲﴿ حَدَّثَنا اَحمَدُ بنُ يُونُسَ حَدَّثَنا اَبُو بَكرِ بنُ عَيَّاشٍ عن عبدِ العَزِيزِ بنِ رُفَيعٍ عن عَطاءٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال قال رجُلٌ لِلنّبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم زُرتُ قبلَ اَنْ اَرمِيَ قال لَا حَرَجَ قال حَلقتُ قبلَ اَنْ اَذبحَ قال لا حَرَجَ قال ذَبحتُ قبلَ اَنْ اَرمِيَ قال لا حَرَجَ وَقال عبدُ الرَّحِيمِ بنُ سُلَيمانَ الرّازِيّ عنِ ابنِ خُثَيمٍ اَخبَرَنِي عَطاءٌ عنِ ابنِ عبّاسٍ عنِ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَقالَ القاسِمُ بنُ يَحيىٰ حَدَّثَنِي ابنُ خُثَيمٍ عن عَطاءٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ عنِ النبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلم وقال عَفَّانُ اُراهُ عن وُهَيبٍ حَدَّثَنا ابنُ خُثَيمٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ عنِ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَقال حَمَّادٌ عن قَيسِ بنِ سَعدٍ وَعَبّادِ بنِ مَنصُورٍ عن عَطاءٍ عن جابرٍ عنِ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے رمی سے پہلے طواف زیارت کرلیا آپ ﷺ نے فرمایا کچھ حرج نہیں اس نے کہا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈالیا آپ ﷺ

نے فرمایا کچھ حرج نہیں اس نے کہا میں نے رمی سے پہلے ذبح کرلیا آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اور عبد الرحیم رازی نے اس حدیث کو ابن خثیم سے روایت کیا کہا مجھ کو عطار نے خبر دی انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قاسم بن یحییٰ نے کہا مجھ سے ابن خثیم (عبداللہ بن عثمان مکی) نے بیان کیا انھوں نے عطار سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عفان بن مسلم نے کہا امام بخاریؒ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہیب بن خالد سے روایت ہے ہم سے ابن خثیم نے بیان کیا انھوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابن عباسؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور حماد بن مسلمہ بصری نے قیس بن سعد سے روایت کی اور عباد بن منصور سے انھوں نے عطار سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "حلقت قبل ان اذبح"

دراصل حدیث ابن عباسؓ کی دوسری سند ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۲ تا ۲۳۳ ومر الحديث ص ۱۸ ویاتی ص۲۳۳، وص۲۳۴، وص۹۸۶.

۱۶۲۳﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ المُثَنّٰی حَدَّثَنا عَبْدُ الاَعْلٰی حَدَّثَنا خالِدٌ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال سُئِلَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقال رَمَیْتُ بعدَ مَا اَمْسَیْتُ فقال لا حَرَجَ فقال حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ قال لا حَرَجَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا چنانچہ اس نے کہا میں نے شام ہوجانے کے بعد رمی کی آپ ﷺ نے فرمایا کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈالیا آپ ﷺ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة : هذا طريق ثالث لحديث ابن عباس .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۳ ومر الحديث ص ۱۸، ویاتی ص۲۳۴، وص۹۸۶.

۱۶۲۴﴿ حَدَّثَنا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِی اَبِی عن شُعْبَةَ عن قَیْسِ بنِ مُسْلِمٍ عن طارِقِ بنِ شِهَابٍ عن اَبِی مُوسٰی قال قَدِمتُ علٰی رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وَهُوَ بالبَطْحَاءِ فقال اَحَجَجْتَ قلتُ نعَمْ قال بِمَا اَهْلَلْتَ قلتُ لَبَّیْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقال اَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فطُفْ بالبَیْتِ وَبالصَّفَا وَالمَرْوَةِ ثمَّ اَتَیْتُ امْرَاَةً مِن نِسَاءِ بَنِی قَیْسٍ ففَلَتْ رَاسِی ثمّ اَهْلَلْتُ بالحَجِّ فكُنْتُ اُفْتِی بِهِ النّاسَ حتی خِلَافَةِ عُمَرَ فَذَكَرْتُه لَهٗ فقال اِنْ ناخُذ بِكتابِ اللّٰهِ

فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فإنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لم يَحِلَّ حتى بَلَغَ الهَدْيُ مَحِلَّهُ ﴿

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ ﷺ بطحاء میں تھے (مکہ مکرمہ کے پاس ایک جگہ ہے) آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے حج کی نیت کی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا تو نے احرام کس طرح باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا لبيك باهلال كاهلال النبى صلى الله عليه وسلم یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مانند، آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اب جاؤ اور بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرو (میں نے کیا اور احرام کھول ڈالا) پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں، اس کے بعد میں نے حج کا احرام باندھا اور میں لوگوں کو بھی یہی فتویٰ دیتا تھا جب حضرت عمرؓ کی خلافت ہوئی تو میں نے ان سے یہ بیان کیا عمرؓ نے فرمایا اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو کتاب اللہ کا حکم ہے اتمو الحج و العمرة لله یعنی حج اور عمرہ پورا کرو اور اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اس وقت تک نہیں کھولا جب تک قربانی اپنے محل (ٹھکانے) نہیں پہنچ گئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "حتى بلغ الهدى محله" لان بلوغ الهدى محله عبارة عن الذبح وتاخيره على سبيل الرخصة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۳۳ ومر الحديث ص ۲۱۱، وص ۲۱۲، ويأتي ص ۲۴۱، وص ۶۲۳، وص ۳۱.

مقصد دسویں ذی الحجہ یعنی یوم النحر حاجی کے ذمہ چار کام ہیں، رمی، قربانی، حلق، طواف زیارت۔ ان افعال اربعہ میں ترتیب واجب ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

(۱) صاحبین، شافعیہ، اور حنابلہ کے نزدیک ترتیب واجب نہیں ہے صرف سنت ہے اس لیے ترتیب کے خلاف کرنے سے فدیہ یعنی دم واجب نہ ہوگا۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک تقدیم رمی واجب ہے۔ خلاف کرنے پر دم واجب ہوگا باقی ذبح حلق اور طواف میں ترتیب سنت ہے خلاف کرنے میں دم واجب نہ ہوگا۔

(۳) امام اعظمؒ کے نزدیک طواف میں ترتیب واجب نہیں جس طرح چاہے مقدم و مؤخر کر سکتے ہیں لیکن حاجی اگر قارن یا متمتع ہے تو باقی تین امور: رمی، ذبح اور حلق میں ترتیب واجب ہے کہ پہلے رمی جمرہ پھر ذبح یعنی قربانی کرے اس کے بعد حلق یا قصر۔ ان تینوں میں خلاف ترتیب پر دم واجب ہوگا۔ اور اگر حاجی مفرد ہے تو چونکہ مفرد پر ہدی واجب نہیں اس لیے اس پر صرف دو میں یعنی رمی اور حلق میں ترتیب واجب ہے۔

امام بخاریؒ کا مقصد صاحبین و شافعیہ اور حنابلہ کی تائید و موافقت ہے۔ واللہ اعلم۔

احادیث الباب سے بظاہر شافعیہ وحنابلہ کی تائید ہورہی ہے۔

جواب: (۱) احادیث الباب میں حرج سے حرج اخروی مواخذہ اور گناہ کی نفی مراد ہے۔ حرج دنیوی کی نفی مراد نہیں چونکہ سائل نے یہ عرض کیا لم اشعر مجھے معلوم نہیں تھا۔

(۲) یا حرج سے یہ مراد ہے کہ تمہارا حج فاسد نہیں ہوا فرض ادا ہوگیا۔ نیز سائل کے سوال سے ظاہر ہے کہ اس کو احساس ہوا کہ میں نے غلطی کی ہے اس لیے اس نے سوال کیا اگر غلطی کا احساس نہ ہوتا تو سوال کی ضرورت نہ ہوتی۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اسی ترتیب سے یہ افعال اربعہ ادا فرمائے ہیں۔ رمی، پھر ذبح، پھر حلق پھر طواف زیارت جس کو طواف رکن اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں۔

﴿ بابُ ۱۰۸۷ مَنْ لَبَّدَ رَأسَهُ عِنْدَ الاِحْرَامِ وَحَلَقَ ﴾

احرام باندھتے وقت سر کے بالوں کو جمالینا اور احرام کھولتے وقت سر منڈانا

(تلبید کے معنی ہیں کسی گوند یا لیس دار تیل سے بالوں کو جمانا، چپکانا تاکہ گرد وغبار سے محفوظ رہے اور منتشر نہ ہو)

۱۶۲۵ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عن حَفصَةَ اَنَّها قالَتْ يا رسولَ اللّٰهِ مَا شَانُ النّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ ولَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِن عُمْرَتِكَ قال اِنِّي لَبَّدْتُ رَاسِي وقَلَّدْتُ هَدْيِي فلا اَحِلُّ حتى اَنْحَرَ ﴾

ترجمہ حضرت حفصہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ انھوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے اور آپ ﷺ نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے بال جمالیے تھے اور قربانی کے گلے میں ہار ڈالے تھے اس لیے میں احرام نہیں کھول سکتا جب تک نحر نہ کرلوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انی لبّدت راسی"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۳۳ و مر الحدیث ص ۲۱۲، ص ۲۱۳، وص ۲۳۰ ویاتی ص ۶۳۱، وص ۸۷۷.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس نے احرام باندھتے وقت اپنے زلفوں (بالوں) کو گوند یا خطمی وغیرہ سے جمالیا ہے اس کے لیے بھی احرام کھولتے وقت حلق ہی افضل ہے۔

سوال: روایت فی الباب میں حلق کا ذکر نہیں ہے حالانکہ ترجمہ میں حلق کا ذکر ہے؟

جواب: یہ مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں ذی الحجہ کو حلق فرمایا اور یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے لہٰذا اسی پر اکتفا کرلیا۔

باب ۱۰۸۸ الحَلْقِ وَالتَّقْصِيْرِ عندَ الإِحْلالِ

احرام کھولتے وقت سر کے بال منڈانے یا چھوٹا کرنے کا بیان

۱۶۲۶ حدَّثَنا اَبُو اليَمانِ اَخبَرَنا شُعَيبُ بنُ اَبِى حَمْزَةَ قال نافِعٌ كانَ ابنُ عُمَرَ يقولُ حَلَقَ رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى حَجَّتِهِ

ترجمہ | نافع نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں سر منڈایا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حلق رسول ﷺ فى حجته"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۳ ويأتى فى المغازى ص۶۳۳۔

۱۶۲۷ حدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ المُحَلِّقِيْنَ قالوا وَالمُقَصِّرِيْنَ يا رسولَ اللّٰه قال اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ المُحَلِّقِيْنَ قالوا وَالمُقَصِّرِيْنَ قال وَالمُقَصِّرِيْنَ وقال اللَّيْثُ حَدَّثَنِى نافِعٌ رَحِمَ اللّٰهُ المُحَلِّقِيْنَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ قالَ وَقالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِى نافِعٌ قال فى الرَّابِعَةِ وَالمُقَصِّرِيْنَ

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما لوگوں نے عرض کیا اور بال چھوٹا کرنے والوں پر بھی یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ لوگوں نے عرض کیا اور بال چھوٹا کرنے والوں پر بھی یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اور بال چھوٹا کرنے والوں پر (رحم فرما) اور لیث نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اللہ سر منڈانے والوں پر رحم کرے ایک بار یا دو بار یہ فرمایا (لیث کو اس میں شک ہے کہ آپ ﷺ نے سر منڈانے والوں کیلئے ایک بار دعا کی یا دو بار۔ اکثر راویوں کا اتفاق امام مالکؒ کی روایت پر ہے کہ آپ ﷺ نے سر منڈانے والوں کے لیے دو بار دعا کی اور تیسری بار میں بال چھوٹا کرنے والوں کو بھی دعا میں شریک کر لیا) "قال و قال الخ" لیثؒ نے کہا اور عبید اللہ نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے چوتھی بار میں فرمایا والمقصرین.

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه فى الحلق و التقصير

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۳۔

۱۶۲۸ حَدَّثَنا عَيَّاشُ بْنُ الوَلِيْدِ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنا عُمارَةُ بْنُ القَعْقاعِ عن اَبِى زُرْعَةَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ اللّٰه ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قالوا وَالمُقَصِّرِيْنَ

قال اَللّٰهُمَّ اغفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قالوا وَالْمُقَصِّرِيْنَ قالها ثلاثًا قال وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے لوگوں نے عرض کیا اور بال چھوٹا کرنیوالوں کو بھی آپ ﷺ نے فرمایا یا اللہ سر منڈانے والوں کو بخش دے لوگوں نے عرض کیا اور بال چھوٹا کرنیوالوں کو بھی آپ ﷺ نے تین بار یہی فرمایا پھر چوتھی بار میں فرمایا اور بال چھوٹا کرنیوالوں کو بھی یعنی بخش دے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۳۔

۱۶۲۹﴿ حَدَّثَنا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ محمَّدِ بنِ اَسْمَاءَ حَدَّثَنا جُوَيْرِيَةُ بنُ اَسْمَاءَ عن نافعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ قال حَلَقَ النبيُّ ﷺ وطائفة من اصحابه وقصر بعضهم ﴾

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک گروہ نے سر منڈایا اور بعض صحابہ نے بال چھوٹا کرایا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۳ هذا الحديث طرف من حديث طويل اوله لما نزل الحجاج بابن الزبير وقد مر الحديث ص۲۲۱، وص۲۲۲، وص۲۲۹، وص۲۳۱، ويأتي ص۲۴۳، // // // //، وص۲۴۴، وص۶۰۱۔

۱۶۳۰﴿ حَدَّثَنا اَبُو عَاصِمٍ عنِ ابنِ جُرَيْجٍ عنِ الحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ عن طاؤسٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ عن مُعَاوِيَةَ قال قَصَّرْتُ عن رسولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ ﴾

ترجمہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک ایک قینچی سے کترے (یعنی چھانٹے)

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۳۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حاجی کو حلق اور قصر میں اختیار ہے کہ حلق کرائے یا قصر کرائے۔ اور تحت الباب سے یہ بھی ثابت ہے کہ افضل حلق ہے۔

تشریح یہ حضور اقدس ﷺ کے عمرہ جعرانہ کا واقعہ ہے جو اصل ۸ھ ماہ ذیقعدہ میں آپ ﷺ نے جعرانہ سے رات رات کے اندر عمرہ فرمایا جیسا کہ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے۔ کیونکہ یہ حجۃ الوداع کا بالکل نہیں ہوسکتا ہے اس لیے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حلق کرایا یعنی منیٰ میں پورے سر کے بال صاف کرائے تھے، نیز عمرۃ القضا کا واقعہ بھی نہیں ہوسکتا ہے چونکہ حضرت معاویہؓ ۸ ہجری میں مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے حضرت معاویہؓ کے اسلام قبول کرنے کا قصہ ۸ ہجری کا ہے، لامحالہ یہ حضرت معاویہؓ کا واقعہ ۸ ہجری عمرہ جعرانہ کا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۰۸۹ تَقْصِيرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ ﴾

تمتع کرنے والا عمرہ کے بعد بال چھوٹا کرائے

۱۶۳۱﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ اَبِی بَکْرٍ حَدَّثَنا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنا مُوسَی بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِی کُرَیْبٌ عَنِ ابنِ عبَّاسٍ قال قدِمَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم مَکَّةَ اَمَرَ اَصْحَابَهُ اَن یَطُوفُوا بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفا وَالْمَرْوَةِ ثمَّ یَحِلُّوا وَیَحْلِقُوا اَوْیُقَصِّرُوا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ بیت اللہ کا اور صفا و مروہ کا طواف کر کے احرام کھول ڈالیں اور سر منڈا لیں یا بال چھوٹا کرالیں۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "او یقصروا"

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۲۳۳ ومر الحديث ص۲۰۹ بطوله وفی ص۲۲۰ مقطعا۔

مقصد | امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تمتع کرے تو جب عمرہ کا احرام کھولے تو قصر کرے پھر جب اس کے حج کا احرام کھولے تو حلق کرے کیونکہ اس صورت میں قصر کے بعد بال کچھ رہ جائیں گے اور کچھ بڑھ جائیں گے اور حلق اچھی طرح ہوگا بخلاف اس کے جب احلال عن العمرہ ہی حلق کرائے گا تو پھر احلال من الحج میں صرف استرہ ہی چلانا ہوگا حلق کہاں ہوگا۔

﴿ باب ۱۰۹۰ الزِّیَارَةِ یومَ النَّحْرِ ﴾

یوم النحر (دسویں تاریخ) کوطواف زیارۃ کرنا

وَ قال اَبُو الزُّبَیْرِ عن عائِشَةَ وَابنِ عبَّاسٍ اَخَّرَ النبیُّ ﷺ الزِّیَارَةَ اِلَی اللَّیْلِ وَیُذْکَرُ عن اَبِی حَسَّانَ عَنِ ابنِ عبَّاسٍ اَنَّ النبیَّ ﷺ کانَ یَزُوْرُ الْبَیْتَ اَیَّامَ مِنًی وَقال لَنا اَبُو نُعَیمٍ حَدَّثَنا سُفْیَانُ عن عُبَیْدِ اللّٰهِ عن نافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّه طافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثمَّ یَقِیلُ ثمَّ یاتی مِنًی یعنی یومَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ عبدُ الرَّزَّاقِ قال حَدَّثَنا عُبَیْدُ اللّٰهِ.

ترجمہ | حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت رات تک مؤخر فرمایا، اور ابوحسان سے منقول ہے کہ انھوں نے ابن عباسؓ سے (سنا) کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایام منیٰ میں بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے (ای کان یزور البیت کل لیلة ما اقام بمنی) "وقال لنا ابونعیم" اور ہم سے ابونعیم نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا انھوں نے عبید اللہ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے

ابن عمرؓ سے کہ انھوں نے ایک طواف کیا پھر سو گئے۔ (یعنی قیلولہ کرنے لگے) پھر منیٰ آئے یعنی دسویں تاریخ، ابو نعیم نے کہا کہ عبد الرزاق نے اس کو رفع کیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انھوں نے کہا ہم سے عبید اللہ نے حدیث بیان کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم ياتى بمنىٰ يوم النحر"

۱۶۳۲﴿ حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الاَعْرَجِ حَدَّثَنى اَبُو سَلَمَةَ بنُ عبدِ الرحمٰنِ اَنَّ عائِشَةَ قالَتْ حَجَجْنا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَفَضْنَا يومَ النَّحْرِ فحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْهَا مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِن اَهْلِهِ فقلتُ يا رسولَ اللّٰه اِنّها حائِضٌ قال حابِسَتُنا هِيَ قالوا يا رسولَ اللّٰهِ اَفَاضَتْ يومَ النَّحْرِ قال اخْرُجُوا وَيذكَرُ عنِ القاسِمِ وَعُرْوَةَ وَالْاَسْوَدِ عن عائِشَةَ اَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يومَ النَّحْرِ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو یوم نحر یعنی دسویں تاریخ کو طواف زیارت کیا پھر ام المومنین حضرت صفیہؓ کو حیض آ گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صحبت کرنا چاہی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ حائضہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہمیں یہاں (سفر سے) روک دیگی؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ دسویں تاریخ کو طواف زیارۃ کر چکی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا (پھر کیا ہے) چلو نکلو۔ اور قاسم اور عروہ اور اسود سے منقول ہے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ حضرت صفیہؓ نے دسویں تاریخ کو طواف زیارت کر لیا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فافضنا يوم النحر" لان معناه طفنا طواف الافاضة يوم النحر .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۳ تا ۲۳۴ ومر الحديث ص ۴۷ ويأتى ص ۲۳۷، وص ۶۳۱.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد طواف زیارت کا افضل وقت بتانا ہے کہ یوم النحر ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے طواف زیارت بالاتفاق فرض ہے حج کا ایک رکن ہے اس لیے اس طواف کا نام طواف رکن، طواف افاضہ اور طواف زیارت بھی ہے۔ سنت یہی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو کرے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں طواف زیارت دسویں تاریخ کو کیا ہے، باقی گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ میں بھی جائز ہے۔

اشکال: حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب میں مذکور ہے "اخر النبى صلى الله عليه وسلم الزيارة الى الليل"

جواب : (۱) یہاں لیل سے مراد بعد الزوال ہے۔فلا اشکال

(۲) طواف زیارت رات میں جائز ہے اس لیے کہ نو، دس، گیارہ اور بارہ کی راتیں گذشتہ دن کے تابع ہیں، صحاح کی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ کو ظہر کے وقت طواف زیارت کیا اب یہاں اخر اللیل کا مطلب یہ ہے کہ اباح التاخیر یعنی خود تو آپ ﷺ نے دن میں کیا، لیکن یہ بھی جائز فرمادیا کہ رات میں بھی کرسکتا ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۰۹۱ اِذَا رَمٰی بَعْدَ مَا اَمْسٰی اَوْحَلَقَ قَبْلَ اَنْ یَذْبَحَ نَاسِیًا اَوْ جَاهِلًا ﴾

کسی نے شام تک رمی نہ کی یا قربانی سے پہلے بھولے سے یا مسئلہ نہ جان کر سر منڈالیا تو کیا حکم ہے

۱۶۳۳﴿ حَدَّثَنَا مُوسَی بْنُ اِسْمَاعِیلَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ حَدَّثَنَا ابنُ طَاوُسٍ عن اَبِیْهِ عنِ ابنِ عبَّاسٍ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قِیْلَ لَهٗ فِی الذَّبْحِ وَالحَلْقِ وَالرَّمْیِ وَالتَّقْدِیْمِ وَالتَّاخِیْرِ فقال لاحَرَجَ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی اور سر منڈانے اور رمی کے بارے میں پوچھا گیا اور ان میں آگے پیچھے کرنا آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانها فی التقديم والتاخير والحديث كذلك فيهما.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۳۴ و مر الحديث ص ۱۸، وص ۲۳۲، وص ۲۳۳ ويانی ص ۹۸۶.

۱۶۳۴﴿ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عبدِ اللّٰه حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا خالِدٌ عن عِکْرِمَةَ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال کانَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم یُسْاَلُ یومَ النَّحْرِ بِمِنًی فیقولُ لا حَرَجَ فسَاَلَهٗ رَجُلٌ فقال حَلَقْتُ قبلَ اَنْ اَذْبَحَ فقال اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ قال رَمَیْتُ بَعْدَ ما اَمْسَیْتُ فقال لا حَرَجَ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ منیٰ میں دسویں تاریخ میں حج کے مسائل پوچھتے تو آپ ﷺ فرماتے کچھ حرج نہیں چنانچہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہنے لگا میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈالیا آپ ﷺ نے فرمایا اب قربانی کرکہ کچھ حرج نہیں اور اس نے کہا میں نے شام ہوجانے کے بعد رمی کی آپ ﷺ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "رميت بعد ما امسيت" هذا طريق آخر فی حديث ابن عباسؓ .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۴ ومر الحديث ص ۱۸، وص۲۳۲، وص۲۳۳ وياتی ص ۹۸۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کی عادت یہ ہے کہ روایات یا ائمہ میں اختلاف ہو تو کوئی حکم نہیں لگاتے ہیں یہ تو متفق علیہ ہے کہ گیارہویں تاریخ اور بارہویں تاریخ کی رمی قبل الزوال جائز نہیں صرف بعض سلف نے زوال سے قبل اجازت دی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ تیرہ تاریخ قبل الزوال جائز کہتے ہیں باقی ائمہ ثلاثہ اور صاحبین ۱۳/تاریخ میں بھی تقدیم کی اجازت نہیں دیتے۔ لیکن امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں جاہلا اور ناسیا کی قید لگا کر بتلا دیا کہ اگر ایک شے مقدم دوسری مؤخر کی جائے تو اگر جہالت ونسیان سے ہے تو دم واجب نہیں ورنہ دم واجب ہے۔ (تقریر بخاری حضرت شیخ الحدیثؒ)

﴿بَابُ۱۰۹۲ الفُتْيا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الجَمْرَةِ﴾

جمرے کے پاس سوار رہ کر لوگوں کو مسئلہ بتانا

۱۶۳۵﴿ حَدَّثَنا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عِيْسَى بنِ طَلْحَةَ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَقَفَ فی حَجَّةِ الوَدَاعِ فجَعَلُوا يَسْاَلُونَهُ فقال رَجُلٌ لَمْ اَشْعُرْ فحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قالَ اذْبَحْ وَلاَ حَرَجَ فجَاءَهُ آخَرُ فقالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قالَ ارْمِ وَلاَ حَرَجَ فمَا سُئِلَ يومَئِذٍ عن شَیْءٍ قُدِّمَ وَلاَ اُخِّرَ اِلاَّ قال افْعَلْ وَلاَ حَرَجَ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں ٹھہرے رہے اور لوگ آپ ﷺ سے مسائل پوچھنے لگے چنانچہ ایک شخص نے کہا مجھ کو معلوم نہ تھا میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا آپ ﷺ نے فرمایا اب قربانی کر لے کچھ حرج نہیں پھر آپ ﷺ کے پاس دوسرا شخص آیا اور کہنے لگا مجھ کو معلوم نہ تھا میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی آپ ﷺ نے فرمایا اب رمی کر لے کچھ حرج نہیں پھر اس دن جو بات کسی نے پوچھی جس نے مقدم کو مؤخر کیا تھا آپ ﷺ نے یہی جواب دیا کہ اب کر لو کچھ حرج نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وقف فی حجة الوداع".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۴ ومر الحديث ص ۱۸، وص ۲۳ وياتی ص ۲۳۴، وص۹۸۶۔

۱۶۳۶﴿ حَدَّثَنا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنا اَبِى حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ قال حَدَّثَنِى الزُّهْرِيُّ عن عِيْسَى بنِ طَلْحَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عَمْرِو بنِ العَاصِ حَدَّثَه اَنَّه شَهِدَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فقامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فقال كُنْتُ اَحسِبُ اَنَّ كَذا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قامَ آخَرُ فقال كُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِىَ وَاَشْبَاهَ ذٰلِكَ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ قال لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عن شَيْءٍ اِلَّا قَالَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ ﴾

ترجمہ عیسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ان سے بیان کیا کہ وہ موجود تھے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نحر (یعنی دسویں تاریخ منیٰ) میں خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میں گمان کرتا تھا کہ یہ کام اس کام سے پہلے کرنا چاہیے پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں گمان کرتا تھا کہ یہ کام اس کام سے پہلے ہے میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے اور رمی سے پہلے قربانی کرلی ہے اور اس کے مانند، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے جواب میں فرمایا اب کرلو کچھ حرج نہیں، پھر اس دن جو بات پوچھی آپ ﷺ نے یہی فرمایا افعل ولا حرج.

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "يخطب يوم النحر" اس لیے کہ بعض روایت میں علی راحلته کی تصریح ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۳۴ و مر الحديث ص ۱۸، وص ۲۳ ویاتی ص ۹۸۶۔

۱۶۳۷﴿ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ بنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنا اَبِى عن صَالِحٍ عَنِ ابنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِى عِيْسَى بنُ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عَمْرِو بنِ العَاصِ قال وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم علىٰ نَاقَتِهٖ فَذَكَرَ الحَدِيْثَ تابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ٹھہرے رہے پھر یہی حدیث بیان کی صالح کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی زہری سے روایت کیا۔

مطابقة للترجمة هذا طريق ثالث للحديث المذكور.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۳۴ مر الحديث ص ۱۸، وص ۲۳ ویاتی ص ۹۸۶۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ ماقبل کے اندر روایت گذری ہے کہ حضرت اسامہ اور فضل

بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کی طرف آئے تو ہمیشہ تلبیہ میں مشغول رہے اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا تو اس باب سے بخاریؒ نے بتلا دیا کہ اس سے مراد کثرت ہے ورنہ آپ ﷺ یوم نحر کے مسائل بھی بتانے میں مشغول رہے۔

(۲) دوسری غرض اس باب کی یہ ہے کہ وہ وقت لوگوں کا دعاؤں کے اندر مشغول ہونے کا ہے اور کثرت ازدہام کا ہے جس کی وجہ سے وہاں سوال وجواب سے لوگوں کو ایذا ہوگی اس سے کراہت کا شبہ ہوسکتا ہے اس شبہ کو دفع فرما دیا۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۰۹۳ الْخُطْبَةِ اَيَّامَ مِنٰى ﴾

ایام منیٰ میں خطبہ کا بیان

۱۶۳۸ ﴿ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عَبْدِ اللّٰه حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنا فُضَيْلُ بنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خَطَبَ النّاسَ يَومَ النَّحْرِ فقال يا اَيُّهَا النّاسُ اَىُّ يَومٍ هذا قالوا يومٌ حَرَامٌ قال فاَىُّ بَلَدٍ هذا قالوا بَلَدٌ حَرامٌ قال فاَىُّ شَهْرٍ هذا قالوا شَهْرٌ حَرَامٌ قال فاِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَليكم حَرَامٌ كحُرمَةِ يومِكُمْ هذا فِي بَلَدِكُمْ هذا في شَهْرِكُمْ هذا فاَعَادَهَا مِرَارًا ثمَّ رَفَعَ رَاسَه فقال اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قال ابنُ عبّاسٍ فوَالَّذِي نَفسِي بيَدِهٖ اِنها لَوَصِيَّتُهٗ اِلٰى اُمَّتِهٖ فلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِىْ كُفَّارًا يَضرِبُ بَعضُكُم رِقَابَ بَعْضٍ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر (دسویں تاریخ) میں لوگوں کو خطبہ سنایا فرمایا اے لوگو یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حرمت والا دن ہے پھر آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے عرض کیا شہر حرام ہے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ماہ حرام ہے آپ ﷺ نے فرمایا یقین جانو تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں (ایک دوسرے کی) تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے یہ دن تمہارے اس شہر تمہارے اس مہینے میں حرام ہیں۔ آپ ﷺ نے کئی بار اسے دہرایا پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور کہا اے اللہ کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا۔ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ ﷺ کی وصیت اپنی

امت کو یہی تھی کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ لوگ ان کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں بعض بعض کی گردن مارے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "خطب الناس يوم النحر"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۴ وياتي الحديث ص ۱۰۴۸۔

۱۶۳۹ ﴿ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال اَخْبَرَنِي عَمْرٌو قال سَمِعْتُ جابِرَ بْنَ زَيْدٍ قال سَمِعْتُ ابنَ عبّاسٍ قال سَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ بِعَرَفاتٍ تابَعَهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرٍو ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ عرفات میں خطبہ سنا رہے تھے۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو سفیان بن عیینہ نے بھی عمرو بن دینار سے روایت کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة بظاہر اس حدیث کی مطابقت ترجمہ سے نہیں ہے کیونکہ ترجمہ میں ایام منیٰ کے خطبہ کا ذکر ہے اور اس میں عرفات کا خطبہ ہے۔

جواب : چونکہ اس باب کی پہلی حدیث میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت خطبہ منیٰ کا آیا تھا بس اسی مناسبت سے خطبہ عرفات کا ذکر کر دیا کہ یہ بھی حضرت ابن عباسؓ ہی کی روایت ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۴ وياتي ص ۲۴۸، وص ۲۴۹، وص ۸۶۳، وص ۸۷۰.

۱۶۴۰ ﴿ حَدَّثَنِي عبدُ اللهِ بْنُ محمَّدٍ قال حَدَّثَنا اَبُو عَامِرٍ قال حَدَّثَنا قُرَّةُ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ اَخبَرَنِي عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ اَبِي بَكرةَ عن اَبِي بَكْرَةَ ورَجُلٌ اَفْضَلُ في نَفسِي مِنْ عبدِ الرَّحْمٰنِ حُمَيْدُ بنُ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اَبِي بَكْرَةَ قال خَطَبَنَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم يومَ النَّحْرِ فقال اَتَدْرُونَ اَيُّ يَومٍ هذا قلنا اللهُ ورَسُولُه اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّى ظَنَنَّا اَنّه سَيُسَمِّيْهِ بِغَيرِ اسْمِهِ قال اَلَيْسَ يومَ النَّحْرِ قلنا بلٰى قال اَيُّ شَهْرٍ هذا قلنا اللهُ و رسولُه اَعْلَمُ فَسَكَتَ حتى ظَنَنَّا اَنّه سَيُسَمِّيْهِ بغَيْرِ اسْمِهِ قال اَلَيْسَ ذُوالحَجَّةِ قُلنا بَلٰى قال اَيُّ بَلَدٍ هذا قُلنَا اللهُ وَرَسولُهُ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حتى ظَنَنَّا اَنَّه سَيُسَمِّيْهِ بغَيْرِ اِسْمِهِ قال اَلَيْسَتْ بِالبَلْدَةِ الحَرَامِ قلنا بَلٰى قالَ فاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَومِكُمْ هذا في شَهْرِكُمْ هذا في بَلَدِكُمْ هذا اِلى يَومِ تَلْقَونَ رَبَّكُمْ اَلا هَلْ بَلَّغْتُ قالوا نَعَمْ قال اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِن سَامِعٍ فلا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ﴾

ترجمہ | محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ مجھ کو عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے خبر دی انھوں نے ابوبکرہؓ سے اور ایک اور شخص نے بھی جو میرے نزدیک عبدالرحمٰن سے افضل تھے یعنی حمید بن عبدالرحمٰن نے انھوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دسویں تاریخ منیٰ میں خطبہ سنایا فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ہم نے سمجھا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کا اور کچھ نام رکھیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بیشک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ ورسول اعلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ہم نے سمجھا شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے کا اور کچھ نام رکھیں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا بیشک یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون سا شہر ہے ہم نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے ہم نے سمجھا شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر کا اور کچھ نام رکھیں گے پھر فرمایا کیا یہ حرمت کا شہر نہیں ہے ہم نے کہا بیشک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال (ایک دوسرے کے) تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی اس مہینے اس شہر میں حرام ہے جب تک تم اپنے مالک سے ملو، کہو کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ اب جو یہاں موجود ہیں غائب تک میری بات پہنچا دے کبھی ایسا ہوگا جس کو پہنچائے گا وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوگا۔ میرے بعد ایسا نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر بن جاؤ۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم يوم النحر"

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۲۳۴ تا ۲۳۵ ومر الحديث ص۱۶، وص۲۱، ويأتي ص۴۵۳، وص۶۳۲، وص۶۷۲، وص۸۳۳، وص۱۰۴۸، وص۱۱۰۹۔

۱۶۴۱ ﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا عاصِمُ بْنُ محمَّدِ بنِ زَيْدٍ عن اَبِيْهِ عن ابنِ عُمَرَ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِمِنًى اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَومٍ هذا قالوا اللّٰه وَرَسُولُهٗ اَعْلَمُ قال فَاِنَّ هذا يَومٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَىُّ بَلَدٍ هذا قالوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قال بَلَدٌ حَرَامٌ قال اَتَدْرُوْنَ اَىُّ شَهْرٍ هذا قالوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قال شَهْرٌ حَرَامٌ قال فاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ

وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هذا فى شَهْرِكُمْ هذا فى بَلَدِكُمْ هذا وَقال هِشَامُ بْنُ الغَازِ اَخبرَنَا نَافِعٌ عنِ ابنِ عُمَرَ قال وَقَفَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الجَمَرَاتِ فى الحَجَّةِ التى حَجَّ بِهذا وقال هذا يومُ الحَجِّ الاَكْبَرِ فَطَفِقَ النبىّ صلى الله عليه وسلم يقولُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النّاس فقالوا هٰذِهِ حَجَّةُ الوَدَاعِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ یوم حرام ہے (یعنی حرمت کا دن ہے) کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ حرمت کا شہر ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ حرام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے تم پر ایک دوسرے کے خون، مال اور آبروئیں ایسی ہی حرام کردی ہیں جیسے اس دن کی اس مہینے اس شہر میں ہے۔ اور ہشام ابن غاز نے کہا ہم کو نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اے اللہ گواہ رہ اور لوگوں کو رخصت کیا اس پر لوگوں نے کہا یہ حجۃ الوداع ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله قال النبى صلى الله عليه وسلم بمنىٰ" لان قوله بهذه الكلمات اعنى قوله اتدرون الى آخره عبارة عن خطبة بمنىٰ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۵ وياتى فى المغازى ص۶۳۲ بطوله و ص۸۹۲، وص ۹۱۱، وص ۱۰۰۳، وص ۱۰۱۴، وص ۱۰۴۸۔

مقصد | قال ابن المنير اراد البخارى الرد على زعم ان يوم النحر لا خطبة فيه للحجاج وان المذكور فى هذا الحديث من قبيل الوصايا العامة لا على انه من شعار الحج فاراد البخارى ان يبين ان الراوى قد سماها خطبة كما سمى التى وقعت فى عرفات خطبة الخ (فتح البارى)

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات پر رد کرنا ہے جو لوگ خطبہ منیٰ کا انکار کرتے ہیں یعنی دسویں ذی الحجہ کے خطبہ کا اثبات مقصود ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿ بَابٌ ۱۰۹۴ هَلْ يَبِيتُ اَصْحَابُ السِّقَايَةِ اَوْغَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنىٰ ﴾

کیا اصحاب سقایہ یعنی جو لوگ مکہ میں پانی پلاتے ہیں یا اصحاب سقایہ کے علاوہ جو معذور ہیں مرض کی وجہ سے یا چرواہے ہیں یہ لوگ منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہ سکتے ہیں؟

(جواب حدیث سے معلوم ہوگا کہ رہ سکتے ہیں)

۱۶۴۲﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنا عِيْسَى بنُ يُونُسَ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ رَخَّصَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں رات گذارنے کی اجازت دی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله ''رخص النبی صلی الله عليه وسلم'' (ای فی البيتوتة ليالی منی بمكة لاهل السقاية)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۵ ومر الحديث ص۲۳۱ ویاتی ص۲۳۵۔

۱۶۴۳﴿ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسٰى قال حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ بَكْرٍ قال اَخْبَرَنا ابنُ جُرَيْجٍ قال اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ عن نافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اَذِنَ ح و حَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ نُمَيْرٍ قال حَدَّثَنا اَبِي قال حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللّٰه قال حَدَّثَنِي نافِعٌ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ العَبَّاسَ اسْتَاذَنَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنىٰ مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَاَذِنَ له تابَعَهُ اَبُو اُسَامَةَ وَعُقْبَةُ بنُ خالِدٍ وَاَبُو ضَمْرَةَ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔

(ای اذن للعباس بن عبد المطلب للسقاية بان يبيت ليالی منی بمكة)

ح۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت مانگی اس لیے کہ وہ لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی۔ محمد بن عبداللہ کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسامہ اور عقبہ بن خالد اور ابو ضمرہ نے بھی روایت کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله ''اذن''

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۳۵ ومر الحدیث ص۲۳۱، وص۲۳۵۔

مقصد | چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا اس لیے امام بخاریؒ نے کوئی صاف وصریح حکم نہیں بیان کیا بلکہ ترجمہ میں لفظ اہل اور "او غیرھم" سے اختلاف فقہاء کی طرف اشارہ کردیا۔ البتہ منیٰ کی راتیں منیٰ ہی میں گذارنا چاہیے جمہور شافعیہ، مالکیہ کے نزدیک جن کو کوئی عذر نہیں ہے ان کے لیے واجب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ یہی امام حسن بصریؒ سے منقول ہے۔ واللہ اعلم

﴿بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ﴾ (۱۰۹۵)

وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النبيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ ذلك بَعْدَ الزَّوَالِ

کنکریاں مارنے کا بیان

اور حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ چاشت کے وقت کنکریاں ماریں اور اس کے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں کو زوال کے بعد۔

۱۶۴۴﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عن وَبَرَةَ قال سَأَلْتُ بْنَ عُمَرَ مَتَى اَرْمِى الْجِمَارَ قال اِذَا رَمَى اِمَامُكَ فَارْمِه فَاَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْئَلَةَ قال كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا ﴾

ترجمہ | وبرہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کنکریاں کس وقت ماروں؟ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب تیرا امام (امیر حج) مارے تو بھی مار میں نے پھر پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم انتظار کرتے رہتے جب سورج ڈھل جاتا تو کنکریاں مارتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا زالت الشمس رمينا"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۳۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے رمی جمار یعنی کنکریاں مارنے کا وقت بتانا ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ یوم نحر یعنی دسویں تاریخ میں کنکریاں مارنے کا افضل وقت یہی ہے کہ چاشت کے وقت مارے جیسا کہ باب کے تحت حضرت جابرؓ کی روایت گذری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ میں چاشت کے وقت کنکریاں ماریں۔

اور گیارہویں و بارہویں تاریخ میں زوال کے بعد مارنا افضل ہے۔

رمی جمار کا حکم عند الجمهور واجب ہے ترک پر دَم واجب ہوگا، امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سنت ہے۔

باب ۱۰۹۶ رَمْيِ الجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الوَادِي

بطن وادی (یعنی نالے کے نشیب) سے کنکریاں مارنا

۱۶۴۵ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ أخبَرَنا سُفْيَانُ عنِ الأعْمَشِ عن إبْرَاهِيمَ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيْدَ قال رَمٰى عبدُ اللّٰه مِنْ بَطْنِ الوَادِي فَقُلْتُ يا أبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إنَّ ناسًا يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوقِهَا فقال وَالَّذِي لا إلٰهَ غَيْرُه هذا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ البَقَرَةِ وقال عبدُ اللّٰهِ بنُ الوَلِيْدِ حَدَّثَنا سُفيانُ عنِ الأعْمَشِ بِهذا

ترجمہ عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا اے عبدالرحمٰن کچھ لوگ تو اوپر ہی کھڑے ہوکر مارتے ہیں انھوں نے کہا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ وہ مقام ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام رمی ہے) جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی (یعنی جس سورہ میں حج کے اہم مسائل بالخصوص رمی جمار کے مسائل مذکور ہیں) اور عبداللہ بن ولید نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا انھوں نے اعمش سے اس حدیث کو سنا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "رمى عبد الله من بطن الوادي"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۵ ویاتی الحدیث فی ثلاثة ابواب آتية متوالية ص۲۳۵ //۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی کے لیے بطن وادی ہی افضل و مسنون ہے۔ اس سے ان حضرات کی تردید ہوگئی جو کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اوپر سے رمی کرتے تھے۔

باب ۱۰۹۷ رَمْيِ الجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ذَكَرَهُ ابنُ عُمَرَ عنِ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم

سات کنکریوں سے ہر جمرہ پر مارنا، یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے

۱۶۴۶ حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنِ الحَكَمِ هُوَ ابنُ عُتَيْبَةَ عن إبراهِيمَ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيْدَ عن عبدِ اللّٰه أنَّهُ انتَهٰى إلَى الجَمْرَةِ الكُبْرٰى جَعَلَ

البَيْتَ عن يَسَارِهِ وَمِنًى عن يَمِينِهِ وَرَمٰى بِسَبْعٍ وَقَال هٰكَذَا رَمَى الَّذِىْ اُنْزِلَتْ عليهِ سُورَةُ الْبَقَرةِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ جمرۃ الکبریٰ (یعنی جمرہ عقبہ) کے پاس پہنچے اور بیت اللہ کو اپنے بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف کیا اور سات کنکریاں ماریں اور فرمایا اس ذات نے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی اسی طرح کنکریاں ماریں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ورَمٰى بسبعٍ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۵ وياتى الحديث ص ۲۳۵ //۔

مقصد | چونکہ بعض حضرات جیسے حضرت عطاء نے پانچ اور بعض نے چھ کنکریاں، جیسے مجاہدؒ نے کافی سمجھا ہے امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے کہ سات سے کم درست نہیں۔

﴿ بابٌ [۱۰۹۸] مَنْ رَمٰى جَمْرَةَ العَقَبَةِ وَجَعَلَ البَيْتَ عن يَسَارِهِ ﴾

جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے وقت بیت اللہ کو بائیں طرف کرنا

۱۶۴۷﴿ حَدَّثَنا آدَمُ حَدَّثَنا شُعْبَةُ حَدَّثَنا الحَكَمُ عن اِبْرَاهِيمَ عن عَبْدِ الرَّحمٰنِ بنِ يَزِيْدَ اَنَّه حَجَّ مَعَ ابنِ مَسْعُودٍ فرَآهُ يَرْمِى الْجَمْرَةَ الكُبْرٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عن يَسَارِهِ وَمِنًى عن يَمِيْنِهِ ثُمَّ قال هذا مَقامُ الَّذِى اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﴾

ترجمہ | عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ انھوں نے (حضرت عبداللہ) ابن مسعودؓ کے ساتھ حج کیا تو انہیں دیکھا کہ بڑے جمرہ پر سات کنکریاں مار رہے ہیں اور انھوں نے بیت اللہ شریف کو اپنے بائیں اور منیٰ کو داہنی طرف کیا اس کے بعد فرمایا یہ ان کے رمی کا مقام ہے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يرمى الجمرة الكبرىٰ الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۵ ومر ص ۲۳۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کی رمی جمرہ کے لیے افضل و مستحب یہی ہے کہ بطن وادی میں اس طرح کھڑا ہو کر رمی کرے کہ بیت اللہ بائیں جانب اور منیٰ داہنی جانب ہو اور یہی جمہور کے نزدیک بھی افضل و مستحب ہے۔ خلافا للحنابلة . والله اعلم

﴿ بَابٌ ۱۰۹۹ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابنُ عُمَرَ رض عَنِ النَّبيِّ ﷺ ﴾

ہر کنکری مارنے پر اللہ اکبر کہے، یہ حضرت ابن عمرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے

۱۶۴۸﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عن عبدِ الوَاحِدِ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قال سَمِعْتُ الحَجَّاجَ يقولُ عَلَى المِنبَرِ السُّورَةُ الَّتِي تُذْكَرُ فِيْهَا البَقَرَةُ وَالسُّورَةُ الَّتي يُذْكَرُ فِيْهَا آلُ عِمْرَانَ وَالسُّورَةُ الَّتِي تُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَاءُ قال فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فقال حَدَّثَنِي عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ يَزِيْدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابنِ مَسْعُودٍ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ العَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الوَادِيَ حتى إِذَا حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قال مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ البَقَرَةِ ﴾

ترجمہ سلیمان اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج (ابن یوسف ثقفی) سے سنا وہ منبر پر کہہ رہا تھا وہ سورۃ جس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے اور وہ سورۃ جس میں آل عمران کا ذکر ہے، اور وہ سورۃ جس میں نساء کا ذکر ہے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم نخعیؒ سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ تھے جب انھوں نے جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں چنانچہ وہ وادی کے پیٹ میں (نشیب میں) گئے جب درخت کے مقابل ہو گئے تو اس کے سامنے ہوئے اور سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت تکبیر (اللہ اکبر) کہتے پھر فرمایا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہیں وہ کھڑے ہوئے تھے جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يكبر مع كل حصاة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۵ تا ۲۳۶ و مر ص ۲۳۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد۔ یہ ہے کہ سات مرتبہ کنکری مارے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے۔

تشریح اس حدیث میں حجاج سے مراد حجاج بن یوسف ثقفی ہے جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے عراق کا حاکم تھا یہ وہی ظالم حجاج ہے جس نے مکہ مکرمہ پر حملہ کر کے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کیا تھا یہاں اس کا قول صرف اس وجہ سے منقول ہے کہ اس کی غلطی واضح کر دی جائے یہ حجاج اپنی دانست میں سورۃ البقرہ وغیرہ کہنا قرآن پاک کی بے ادبی سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ سورۃ کی اضافت بقرہ وغیرہ کی طرف درست نہیں۔

امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے یہ ثابت کر دیا کہ سورۃ البقرہ وغیرہ کہنا

درست ہے اور حجاج کا اجتہادی قول لغو ہے۔

﴿ بابٌ ١١٠٠ مَنْ رَمٰی جَمْرَةَ العَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ ﴾

قالَهُ ابنُ عُمَرَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم .

جمرہ عقبہ کو کنکری مار کر وہاں نہ ٹھہرے

اس کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔
چنانچہ یہ حدیث اگلے باب میں آرہی ہے

﴿ بابٌ ١١٠١ اِذَا رَمَی الْجَمْرَتَيْنِ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيُسْهِلُ ﴾

جب پہلے اور دوسرے جمرے کو مارے تو قبلہ رخ کھڑا ہو نرم زمین میں

جمرتین سے مراد جمرہ عقبہ کے علاوہ دونوں جمرے ہیں یعنی پہلا اور دوسرا،
المراد بالجمرتين ماسوى جمرة العقبة (فتح)

۱۶۴۹ ﴿ حَدَّثَنِي عثمانُ بنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنا طَلْحَةُ بنُ يَحْيٰى حَدَّثَنا يُونُسُ عنِ الزُّهْرِيِّ عن سَالِمٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّهُ كانَ يَرْمِي الجَمْرَةَ الدُّنيا بِسَبْعِ حَصيات يُكَبِّرُ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حتى يُسْهِلَ فَيَقُومَ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ فيقومَ طَوِيْلًا وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الوُسْطٰى ثُمَّ يَاخُذُ ذاتَ الشِمالِ فَيَسْتَهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ ثُمَّ يَدْعُو وَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ ويقومُ طَوِيْلًا ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذاتِ العَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَيَقُولُ هٰكَذا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ قریب والے جمرے پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے پیچھے اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے یہاں تک کہ ہموار زمین میں (یعنی نالے کے اندر) پہنچ جاتے تو قبلہ کی طرف منہ کرکے دیر تک کھڑے دعا کرتے رہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد جمرہ وسطیٰ پر کنکری مارتے پھر بائیں طرف چل کر ہموار زمین پر پہنچتے اور قبلہ کی طرف منہ کرے دعا کرتے اور ہاتھوں کو اٹھاتے اور دیر تک کھڑے رہتے، پھر جمرہ عقبہ کو نالے کے نشیب میں آکر کنکری مارتے اور وہاں دعا، وغیرہ کے لیے نہیں ٹھہرتے بلکہ رمی کرکے چل دیتے اور فرماتے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعددموضعہ والحديث هنا ص۲۳۶ ويأتى الحديث بعده ص۲۳۶، وص۲۳۶۔

مقصد باب سابق میں امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب قائم کیا تھا جس کا حاصل یہ تھا کہ جمرہ عقبہ کو کنکری مار کر ٹھہرے نہیں بلکہ فوراً چل دے مگر اس باب کے تحت کوئی حدیث نہیں لائے چونکہ اس باب میں حدیث مفصل لانی تھی۔ تو مقصد اس باب کا یہ ہے کہ گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی اخیر میں ہوگی اس سے پہلے جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کی رمی اس طرح ہوگی کہ جمرہ اولیٰ پر رمی کر کے دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعا کریں اسی طرح دوسرے جمرہ یعنی جمرہ وسطیٰ پر بھی دعا کریں یعنی دونوں کی رمی کے بعد ٹھہرنا اور دعا کرنا ہے۔

تشریح جمرہ اس ستون کو کہتے ہیں جس کو کنکری ماری جاتی ہے یہ تین ہیں: جمرۂ اولیٰ، جمرۂ وسطیٰ، جمرہ عقبہ۔ مکہ معظمہ سے منیٰ جاتے ہوئے اس ترتیب سے یہ تینوں جمرات پڑتے ہیں جنھیں جمرات المناسک کہا جاتا ہے۔ سب سے آخر میں جمرہ عقبہ ہے، وهى اقرب الجمرات من منى و ابعدها من مكة (کرمانی) دسویں تاریخ میں صرف جمرۂ عقبہ پر اور گیارہویں و بارہویں میں سب سے آخر میں رمی ہوگی۔

﴿بابٌ رَفْعِ اليَدَيْنِ عِنْدَ الجَمْرَةِ الدُّنيا وَالوُسْطى﴾ [۱۱۰۲]

پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا

اى هذا باب فى بيان رفع اليدين عند جمرة الدنيا اى القريبة الى مسجد الخيف والوسطى هى الجمرة الثانية بين الجمرة الاولىٰ وجمرة العقبه (عمدہ ج۱۰ص۹۲)

۱۶۵۰﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰه قال حَدَّثَنِى اَخِى عن سُلَيْمَانَ عن يُوْنُسَ بنِ يَزِيْدَ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سَالِمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ ابنَ عُمَرَ كانَ يَرْمِى الجَمْرَةَ الدُّنْيا بِسَبْعِ حَصَياتٍ ثمَّ يُكَبِّرُ عَلىٰ اِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ قِيامًا طَوِيْلاً فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثمَّ يَرْمِى الجَمْرَةَ الوُسْطى كذلِكَ فَيَاخُذُ ذاتَ الشِمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ قِيامًا طَوِيْلاً فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثمَّ يَرْمِى الجَمْرَةَ الوُسْطى كذلِكَ فَيَاخُذُ ذاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ قِيامًا طَوِيْلاً فَيَدْعُوا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثمَّ يَرْمِى الجَمْرَةَ ذاتَ العَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الوَادِى وَلاَ يَقِفُ عِنْدَهَا وَيقولُ هكذا رَاَيْتُ رَسولَ اللّٰه صلى

اللہ علیه وسلم یَفعَلُ﴾

هذا الحديث بعينه هو المذكور قبله بطوله وانما اعاده لاختلاف طريقه (عمدہ)

ترجمہ سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ پہلے جمرہ پر سات کنکریاں مارتے تھے پھر ہر کنکری پر تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے اور نرم ہموار زمین میں (یعنی نالے کے اندر) آجاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑے دعا کرتے رہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر درمیانی جمرہ یعنی دوسرے جمرہ کو مارتے اسی طرح چنانچہ بائیں جانب چل کر نرم ہموار زمین میں آجاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دیر تک کھڑے دعا کرتے رہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر جمرہ عقبہ کو نالہ کے نشیب میں پہنچ کر کنکری مارتے اور وہاں دعا وغیرہ کے لیے نہیں ٹھہرتے (بلکہ مار کر چل دیتے) اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ويرفع يديه ثم يرمى الجمرة"

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۳۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جمرتین یعنی جمرہ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں "ويرفع يديه لقوله عليه الصلوة والسلام لا ترفع الا يدى الا فى سبع مواطن وذكر من جملتها عن الجمرتين" اور رفع ایدی سے مراد دعا ہے۔

﴿بابُ ۱۱۰۳ الدُّعاءِ عندَ الجَمْرَتَيْنِ﴾

دونوں جمروں کے پاس دعا کرنا

۱۶۵۱﴿ حَدَّثَنا محمَّدٌ حَدَّثَنا عثمانُ بنُ عُمَرَ اَخبَرَنا يُونُسُ عنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كانَ اِذَا رَمَى الجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ اَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو وَكَانَ يُطِيلُ الوُقُوفَ ثُمَّ يَاْتِي الْجَمْرَةَ الثانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الشِّمَالِ مِمَّا يَلِي الوَادِيَ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ القِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو ثُمَّ يَاْتِي الجَمْرَةَ الَّتِي عندَ العَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عندَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قال الزُّهْرِيّ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عبدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ بِمثلِ هذا عن اَبِيهِ عن النبى صلى الله عليه

وسلم قال وكانَ ابنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ ﴾

ترجمہ امام زہریؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جمرے کو مارتے جو منیٰ کی مسجد کے قریب ہے تو سات کنکریاں اس کو مارتے اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھ جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور دیر تک کھڑے رہتے پھر دوسرے جمرہ پر آتے اس پر بھی سات کنکریاں مارتے ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہتے پھر نالے کے نزدیک بائیں طرف اتر جاتے اور قبلہ رخ دونوں ہاتھ اٹھائے دعا مانگتے پھر اس جمرہ پر آتے جو عقبہ پر ہے اس پر بھی سات کنکریاں مارتے ہر کنکری پر تکبیر کہتے پھر وہاں سے چلے آتے وہاں دعا کیلئے نہ ٹھہرتے۔

زہری نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا وہ ایسی ہی حدیث اپنے والد عبداللہ بن عمر سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے اور عبداللہ بن عمرؓ بھی اسی طرح کیا کرتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "رافعا يديه يدعو"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۳۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کے پاس جو گیارہویں تاریخ اور بارہویں کو کنکریاں مارتے ہیں وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا کریں اور لمبی دعا کریں۔

تشریح "قال الزهری الخ" امام بخاریؒ نے پوری سند بیان کردی اب اس کو مراسیل زہری کہنا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۱۰۴ الطِّيبِ بَعْدَ رَمْيِ الجِمَارِ وَالحَلْقِ قَبْلَ الإِفَاضَةِ ﴾

کنکریاں مارنے کے بعد خوشبو لگانا اور سر منڈانا طواف زیارت سے پہلے

۱۶۵۲﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عبدِ الله حَدَّثَنا سُفْيَانُ حَدَّثَنا عبدُ الرَّحمٰنِ ابنُ القَاسِمِ وَكانَ اَفْضَلَ اَهْلِ زَمَانِهِ اَنَّه سَمِعَ اَبَاهُ وَكانَ اَفْضَلَ اهلِ زَمَانِهِ يقولُ سَمِعْتُ عائِشَةَ تقولُ طَيَّبْتُ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِيْنَ اَحَلَّ قَبْلَ اَنْ يَطُوفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا ﴾

ترجمہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا اور وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں بزرگ تر تھے انھوں نے اپنے باپ سے سنا اور وہ اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا وہ فرماتی تھیں میں نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت (یعنی احرام

باندھنے سے پہلے) خوشبو لگائی اور احرام کھولتے وقت طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی اور حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھوں کو کھول کر بتایا (کہ اس طرح خوشبو لگائی)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة من قولها "طيبت رسول الله صلى الله عليه وسلم الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳٦ ومر الحديث ص۲۰۸ وياتى الحديث ص۸۷۷، وص۸۷۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ رمی اور حلق کے بعد طواف زیارت سے پہلے خوشبو کا استعمال جائز ہے اسی طرح سلے ہوئے کپڑے پہننا درست ہے صرف عورتوں سے صحبت کرنا درست نہیں ہوتا اور طواف افاضہ یعنی طواف زیارت کے بعد وہ بھی درست ہو جاتا ہے۔

البتہ حدیث الباب سے حلق واضح نہیں ہے مگر دوسری احادیث میں تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ ہی میں قربانی اور حلق راس فرمایا پھر مکہ جا کر طواف زیارت سے مشرف ہوئے جمہور ائمہ سے بھی منقول ہے۔ ترتیب گذر چکی ہے کہ دسویں تاریخ میں سب سے پہلے رمی پھر قربانی اس کے بعد حلق یا قصر۔ اب خوشبو اور سلے ہوئے کپڑے وغیرہ سب حلال ہے صرف عورتوں سے صحبت طواف زیارت کے بعد درست ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿بابُ طوافِ الوَداعِ﴾ ۱۱۰۵

طواف وداع کا بیان

۱۶۵۳﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا سُفْيانُ عن ابنِ طاوُسٍ عن اَبِيهِ عن ابنِ عبّاسٍ قال اُمِرَ النّاسُ اَن يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهم بالْبَيْتِ اِلّا اَنَّهُ خُفِّفَ عن الحائِضِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ اخیر وقت ان کا (یعنی مکہ مکرمہ سے واپسی کے وقت) بیت اللہ پر ہو (یعنی طواف الوداع کریں) مگر حیض والی عورت سے یہ طواف معاف ہوا۔

طواف وداع کا حکم | جمہور علماء کے نزدیک طواف وداع واجب ہے ترک پر دم واجب ہے، لیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے حیض ونفاس والی عورتوں کو طواف وداع معاف ہے بغیر طواف کیے گھر جاسکتی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ان يكون آخر عهدهم بالبيت" وهو لا يكون الا بالطواف وهو فى آخر العهد طواف الوداع.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳٦ ومر الحديث فى ص۴۷ وياتى الحديث ص۲۳۷۔

۱۶۵۴ ﴿ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بْنِ الحارِثِ عن قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ والْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فطاف بِهٖ تابَعَهُ اللَّيْثُ قال حَدَّثَنِي خالِدٌ عن سَعِيْدٍ هُوَ ابنُ اَبِي هِلالٍ عن قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

ترجمہ | قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ نے ان سے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھیں پھر محصب میں تھوڑی دیر سو گئے اس کے بعد سوار ہو کر بیت اللہ گئے اور اس کا طواف کیا۔

اس حدیث کو لیث نے بھی روایت کیا، کہا مجھ سے خالد نے بیان کیا انھوں نے سعید سے انھوں نے قتادہ سے ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثم ركب الى البيت فطاف به"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۶ تا ۲۳۷ ايضاً ص۲۳۷۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد طواف وداع کو بیان کرنا ہے اور اس کا حکم گذر چکا ہے کہ عند الجمہور طواف واجب ہے اس کے ترک پر دم لازم ہوگا یہی ہمارے نزدیک یعنی حنفیہ کا مذہب ہے۔ امام بخاریؒ جمہور کی تائید وموافقت فرمارہے ہیں۔

﴿ بابٌ [۱۱۰۶] اِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعدَ مَا اَفَاضَتْ ﴾

اگر طواف زیارت کر لینے کے بعد عورت کو حیض آجائے

۱۶۵۵ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم حاضَتْ فذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال اَحَابِسَتُنَا هِيَ قالوا اِنَّهَا قد اَفَاضَتْ قالَ فلا اِذَنْ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کو حیض آگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا (یعنی میں نے حضور ﷺ سے ذکر کر دیا کما فی ۴۷ وص ۶۳۱) آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ ہم کو روک دے گی؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ طواف زیارت کر چکی ہیں آپ ﷺ

نے فرمایا تو پھر وہ ہم کو نہیں روک سکتی۔

(اس سے پہلے گذر چکا ہے حائضہ کے لیے طواف وداع معاف ہے)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "انها افاضت قال فلا اذن"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۷ ومر الحديث ص ۴۷ وياتی ص ۶۳۱ تا ۶۳۲.

۱۶۵۶﴿ حَدَّثَنا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن اَيُّوبَ عن عِكْرِمَةَ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ سَاَلُوا ابنَ عبَّاسٍ عنِ امْرَاَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حاضَتْ قالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قالُوا لا نَاخُذُ بقولِكَ وَنَدَعُ قَولَ زَيْدٍ قال اِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِيْنَةَ فَاسألُوا فقدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَسَاَلُوا فكانَ فی مَنْ سَاَلُوا اُمُّ سُلَيْمٍ فَذَكَرَتْ حَدِيْثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خالِدٌ وَقَتَادَةُ عن عِكْرِمَةَ﴾

ترجمہ | عکرمہ سے روایت ہے کہ مدینہ والوں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایک عورت کو طواف زیارت کر چکنے کے بعد حیض آگیا تو وہ کیا کرے؟ انہوں نے کہا چل دے (یعنی طواف وداع حائضہ پر ضروری نہیں) مدینہ والوں نے کہا زید (ابن ثابت) کی بات کو چھوڑ کر ہم آپ کی بات نہیں مانیں گے ابن عباسؓ نے فرمایا اچھا جب تم مدینہ جانا تو پوچھنا وہ لوگ مدینہ آئے اور لوگوں سے پوچھا ان میں ام سلیم بھی تھیں انہوں نے حضرت صفیہؓ کی حدیث بیان کی (جو ابھی گذری) اس حدیث کو خالد اور قتادہ نے بھی عکرمہ سے روایت کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "فذكرت حديث صفية"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۷۔

۱۶۵۷﴿ حَدَّثَنا مُسْلِمٌ حَدَّثَنا وُهَيْبٌ حَدَّثَنا ابنُ طَاؤسٍ عن اَبِيْهِ عنِ ابنِ عباسٍ قال رُخِّصَ لِلْحَائِضِ اَنْ تَنْفِرَ اِذَا اَفَاضَتْ قال وسَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يقولُ اِنَّهَا لا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يقولُ بَعْدُ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه عليه وسلم رَخَّصَ لَهُنَّ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حائضہ عورت اگر طواف زیارت کر چکی ہے تو چل دینے کی اجازت ہے طاؤس نے کہا میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جب تک طواف الوداع نہ کرے کوچ نہیں کر سکتی ہے پھر میں نے ان سے سنا (ان کے انتقال سے ایک سال پہلے) فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حیض والی عورتوں کو (کوچ کرنے کی) اجازت دی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "رخص للحائض ان تنفر اذا افاضت" لان الحاصل من معناه ان الحائض اذا طافت طواف الزيارة تنفر ولاشیء عليها.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۳۷ و مر الحدیث ص ۲۴۷ و ص ۲۳۶۔

۱۶۵۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ عن ابراهيمَ عنِ الْاَسْوَدِ عن عائِشَةَ قالتْ خَرَجْنَا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَلاَ نُرىٰ اِلاَّ الحَجَّ فَقَدِمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فطافَ بالبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكانَ مَعَهُ الهَدْىُ فطافَ مَنْ كانَ مَعَهُ مِن نِسائِه وَاَصْحابِه وَحَلَّ مِنْهُمْ مَن لَم يَكُنْ مَعَهُ الهَدْىُ فحَاضَتْ هِىَ فنَسَكْنَا مَناسِكَنَا مِنْ حَجِّنا فلمَّا كانَ لَيْلَةُ الحَصْبَةِ لَيْلَةُ النَّفرِ قالتْ يا رسولَ الله كُلُّ اَصْحابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ غَيْرِى قال مَا كُنْتِ تَطُوفِى بِالبَيْتِ لَيالِىَ قَدِمْنا قلت لاَ قال فاخْرُجِى مَعَ اَخِيكِ اِلَى التَّنْعِيمِ فاَهِلِّى بِعُمْرَةٍ وَمَوْعِدُكِ مَكانَ كَذا وَكَذا فخَرَجْتُ مَعَ عبدِ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيمِ فاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَحاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فقال النبىُّ صلى الله عليه وسلم عَقْرىٰ حَلْقىٰ اِنَّكِ لَحَابِسَتُنا اَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قالتْ بَلٰى قال فلا بَاْسَ انْفِرِى فَلَقِيْتُهُ مُصْعِدًا عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ وَاَنَا مُنْهَبِطَةٌ اَوْ اَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ وَقالَ مُسَدَّدٌ قلتُ لاَ تابَعَهُ جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ فى قولِه لاَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم (مدینہ سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہماری نیت حج ہی کی تھی چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور بیت اللہ کا اور صفا و مروہ کا طواف کیا اور احرام نہیں کھولا آپ ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا آپ ﷺ کے ساتھ جتنے مرد و عورت تھے سب نے طواف کیا اور ان میں جن کے ساتھ قربانی نہ تھی ان لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور حضرت عائشہؓ کو حیض آگیا فرماتی ہیں کہ ہم حج کے سب کام کرتے رہے جب محصب کی رات یعنی کوچ کی رات آگئی تو عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے سب اصحاب تو حج اور عمرہ دونوں کر کے لوٹ رہے ہیں ایک میں ہوں جو صرف حج کر کے جا رہی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا جن راتوں میں ہم مکہ میں آئے تھے تو نے طواف نہیں کیا تھا؟ میں (یعنی عائشہؓ) نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھو اور فلاں جگہ پر مجھ سے آملنا، میں عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم گئی اور عمرہ کا احرام باندھا اور صفیہ بنت حیی کو حیض آگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ حال سن کر) فرمایا ارے بانجھ سر منڈی تو ہم کو اٹکا کر رکھے گی؟ کیا تو نے دسویں تاریخ کو طواف نہیں کیا تھا؟ وہ کہنے لگیں کیوں نہیں میں تو طواف کر چکی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر کیا غم ہے کوچ کر۔ خیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملی کہ آپ مکہ والوں کے اوپر جا رہے تھے اور میں نیچے اتر رہی تھی یا میں چڑھ رہی تھی اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم اتر رہے تھے، مسدد کی روایت میں بھی یوں ہی ہے انھوں نے کہا نہیں اور مسدد کے ساتھ جریر نے بھی لا یعنی نہیں کا لفظ روایت کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "وحاضت صفية"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۷ و مر الحديث ص ۲۱۲ ويأتي ص ۲۳۸، وص ۲۴۰، وص ۸۰۲، وص ۹۰۹۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حائض سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

بعض صحابہ کا مسلک یہ رہ چکا ہے کہ حائض اور نفساء کیلئے طواف وداع کی غرض سے ٹھہرنا واجب ہے اسلئے کہ حدیث میں ولکن آخر عهدها بالبيت وارد ہے۔ جمہور حضرت صفیہؓ کے قصہ سے اس حدیث کا ناسخ مانتے ہیں۔

تشریح | چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ بھی حائض کو طواف وداع کے لیے ٹھہرنے کا حکم دیتے تھے تو ان لوگوں نے کہا ہم تمہاری بات زید کے مقابل میں نہیں مانیں گے اسلئے کہ زید بڑے تھے جیسا کہ حدیث ۱۶۵۶ میں گذرا ہے۔

﴿بَابٌ ۱۱۰۷ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْاَبْطَحِ﴾

کوچ کے دن عصر کی نماز ابطح (محصب) میں پڑھنے کا بیان

۱۶۵۹﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنا اِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عن عبدِ العَزِيْزِ بنِ رُفَيْعٍ قال سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مالِكٍ اَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قال بِمِنًى قلتُ فَاَيْنَ صَلَّى العَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قال بِالْاَبْطَحِ اِفْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَاؤُكَ ﴾

ترجمہ | عبد العزیز بن رفیع نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے درخواست کی کہ آپ نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ رکھا ہے مجھ کو بتلا دیجئے کہ آپ ﷺ نے آٹھویں تاریخ میں ظہر کی نماز کہاں پڑھی ہے انسؓ نے فرمایا منیٰ میں، میں نے کہا کوچ کے دن (بارہویں یا تیرہویں تاریخ) عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ فرمایا ابطح میں مگر تم اپنے امیروں کی طرح کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "بالابطح" اي صلى العصر بالابطح

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۷ و مر الحديث ص ۲۲۴، وص ۲۲۴۔

۱۶۶۰﴿ حَدَّثَنَا عبدُ المُتَعَالِي بنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بنُ الحارِثِ اَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَه عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ حَدَّثَه عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهُ صَلَّى الظُّهرَ وَالعَصرَ وَالمَغرِبَ وَالعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى البَيْتِ فَطَافَ بِهٖ ﴾

ترجمہ | قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ نے ان سے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز محصب میں پڑھی پھر تھوڑی دیر وہاں سوئے اس کے بعد سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف گئے اور اس کا طواف کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "والعصر" اى صلى العصر ايضا بالمحصب وهو الابطح .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۷ ومر الحديث ص ۲۳۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ کوچ کے دن ظہر سے عشاء تک چار نمازیں ابطح یعنی محصب میں پڑھنا افضل ہے لیکن اگر کسی حاجی نے ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھ لی تو جائز ہے صرف ترک افضل ہوگا اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ الْمُحَصَّبِ ﴾ ۱۱۰۸

محصب میں نزول یعنی اترنے کا بیان

(محصب بضم الميم و فتح الحاء المهملة و تشديد الصاد وفى آخره باء موحدة، وقال النوويّ الابطح والبطحاء وخيف بنى كنانة اسم لشىء واحدة (عمده)

۱۶۶۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن هِشَامٍ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ قالتْ اِنَّما كانَ مَنْزِلاً يَنزِلُهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِيَكُونَ اَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ تَعْنِي الاَبْطَحَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک منزل تھی (ابطح یعنی محصب میں) جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (منیٰ سے کوچ کر کے) ٹھہرتے تا کہ مدینہ کے لیے نکلنا آسان ہو مراد ابطح یعنی محصب تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من معنى الحديث "قاله العينیؒ" لیکن تعنى الابطح سے بھی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ ابطح اور محصب ایک ہی ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۷۔

۱۶۶۲﴿ حَدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنا سُفيانُ قالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عن عطاءٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَيءٍ اِنّما هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَه رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ محصب میں اترنا حج کی کوئی عبادت نہیں ہے یہ تو صرف ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا تھا۔

(یعنی محصب میں اترنا کوئی حج کا رکن نہیں ہے آپ ﷺ نے صرف آرام کے لیے اس خیال سے منزل بنایا کہ مدینہ کی روانگی یہاں سے آسان ہوگی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں وہیں ادا کیں اس پر بھی آپ ﷺ وہاں ٹھہرے تو یہ ٹھہرنا مستحب ہوگیا اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی وہاں ٹھہرا کرتے، منزل بناتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه بيان حكم المحصب.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۳۷ واخرجه مسلم، ترمذی، نسائی فی الحج.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد محصب کا حکم بیان کرنا ہے کہ مناسک حج میں سے نہیں ہے صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کی وجہ سے مستحب ہے جمہور کا بھی مسلک استحباب ہی کا ہے اس کے ترک سے عندالجمہور بھی کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہوگا۔

﴿ بابٌ ۱۱۰۹ النُّزُولِ بِذِی طُوًی قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَنُزُولِ البَطْحَاءِ الَّتِي بِذِی الحُلَيْفَةِ اِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ ﴾

مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طویٰ میں (جو مکہ کے متصل ہے) اور جب مکہ سے (مدینہ کو) لوٹے تو اس کنکریلے میدان میں ٹھہرنا جو ذوالحلیفہ میں ہے۔

۱۶۶۳﴿ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنا اَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن نافِعٍ اَنَّ ابنَ عُمَرَ كانَ يَبِيتُ بِذِی طُوًی بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ ثُمّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِاَعْلَى مَكَّةَ وَكانَ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُنِخْ نَاقَتَهُ اِلاَّ عِنْدَ بابِ المَسْجِدِ ثُمّ يَدْخُلُ فَيَأتِي الرُّكْنَ الاَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِه ثُمّ يَطُوفُ سَبْعًا ثَلاثًا سَعْيًا وَاَرْبَعًا مَشْيًا ثُمّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى مَنْزِلِهِ فَيَطُوفُ بَيْنَ

الصَّفَا وَالمَرْوَةِ و كانَ إذَا صَدَرَ عنِ الحجِّ اَوِ العُمْرَةِ اَنَاخَ بِالبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِى الحُلَيْفَةِ الَّتِي كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُنِيخُ بِهَا ﴾

ترجمہ | نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (جب مکہ جاتے تو) تو رات کو ذی طوی میں دونوں گھاٹیوں کے درمیان رات بسر کرتے پھر مکہ میں اس گھاٹی سے داخل ہوتے جو مکہ کے بالائی حصہ میں ہے اور جب مکہ حج یا عمرہ کے لیے آتے تو اپنی اونٹنی مسجد کے دروازے ہی پر بٹھاتے اس کے بعد مسجد کے اندر آتے اور رکن اسود کے پاس آتے اور اسی حجر اسود سے شروع کرتے پھر سات چکر لگاتے تین سعی کے ساتھ اور چار طواف معتاد رفتار سے پھر طواف سے فارغ ہو کر دو رکعتیں پڑھتے پھر اپنے منزل پر جانے سے پہلے صفا اور مروہ کے درمیان طواف (یعنی سعی) کرتے اور جب حج یا عمرہ سے لوٹ کر مدینہ آتے تو اپنی اونٹنی ذوالحلیفہ کے اس میدان میں بٹھاتے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بٹھایا کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كان يبيت بذى طوى"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۳۷ تا ۲۳۸۔

۱۶۶۴﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الوَهَّابِ حَدَّثَنا خالِدُ بْنُ الحارِثِ قال سُئِلَ عُبَيْدُ اللهِ عنِ المُحَصَّبِ فحَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ عن نَافِعٍ قال نَزَلَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَعُمَرُ وَابنُ عُمَرَ وَ عن نافِعٍ اَنَّ ابنَ عُمَرَ كانَ يُصَلِّي بِهَا يعنى المُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالعَصْرَ اَحْسِبُهُ قال وَالمَغْرِبَ قال خالِدٌ لا اَشُكُّ فى العِشَاءِ وَيَهْجَعُ هَجْعَةً وَيَذْكُرُ ذٰلِكَ عنِ النبى صلى الله عليه وسلم﴾

ترجمہ | عبیداللہ سے محصب کے بارے میں پوچھا گیا تو عبیداللہ نے نافع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر اور ابن عمرؓ یہاں اترے اور نافع سے یہ بھی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ یہاں یعنی محصب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے تھے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اور مغرب بھی، خالد نے کہا کہ مجھکو عشاء میں کوئی شک نہیں یعنی عشاء کی نماز بھی یہاں پڑھتے تھے اور ایک نیند بھی لیتے اور فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | بظاہر اس حدیث سے ترجمۃ الباب کی مطابقت و مناسبت نہیں ہے لیکن اس سے پہلی حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہے اور یہ دوسری حدیث سابق کے مطابق ہے کہ حضرت ابن عمرؓ محصب میں نزول فرماتے تھے اور یہ دونوں نزول مناسک حج میں سے نہیں ہے یعنی ترک سے کوئی فدیہ واجب نہیں ہوگا صرف اتباع رسولؐ کی وجہ سے مستحب باعث ثواب ہے جس طرح محصب میں نزول مستحب ہے اسی طرح بطحاء ذوالحلیفہ میں بھی نزول صرف مستحب ہے پس اس قدر مناسبت کافی ہے واللہ اعلم۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۳۸۔

مقصد | اما بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع صرف نزول محصب کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ بطحار ذوالحلیفہ میں بھی حضور اقدسؐ کا نزول حدیث سے ثابت ہے اور گذر چکا ہے کہ نزول محصب مناسک حج میں سے نہیں ہے اسی طرح بطحار ذوالحلیفہ بھی مناسک حج میں سے نہیں ہے لیکن اتباع رسول بہر حال باعث ثواب و مستحب ہے واللہ اعلم۔

﴿ بَابُ ۱۱۱۰ مَن نَزَلَ بِذِی طُوًی اِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ ﴾

وَقال محمَّدُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن اَيوبَ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّه كانَ اِذَا اَقْبَلَ باتَ بِذِی طُوًی حتى اِذَا اَصبَحَ دَخَلَ وَاِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِی طُوًی وبَاتَ بِهَا حتى يُصْبِحَ وَكانَ يَذْكُرُ اَنَّ النبیَّ صلى الله عليه وسلم كانَ يَفْعَلُ ذٰلِك.

مکہ کرمہ سے لوٹتے وقت بھی ذی طوی میں اترنا

اور محمد بن عیسیٰ نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ وہ جب مدینہ سے مکہ آتے تو ذی طوی میں رات کو رہتے یہاں تک جب صبح ہوتی تو داخل ہوتے اور جب مکہ سے کوچ کرتے اور ذی طوی سے گذرتے تو رات کو وہاں ٹھہر جاتے صبح تک، اور بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

﴿ بَابُ ۱۱۱۱ التِّجَارَةِ اَيَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَيْعِ فِی اَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ ﴾

ایام حج میں تجارت کرنا اور جاہلیت کے بازاروں میں خرید وفروخت کرنا (درست ہے)

۱۶۶۵ ﴿ حَدَّثَنَا عثمانُ بنُ الْهَيْثَمِ اَخبَرَنا ابنُ جُرَيْجٍ قال عَمْرُوبْنُ دِيْنَارٍ قال ابنُ عبَّاسٍ كانَ ذُوالمَجَازِ وَعُكَاظٌ مَتجَرَ النَّاسِ فِی الجَاهِلِيَّةِ فلمَّا جَاءَ الإِسْلامُ كَاَنَّهُمْ كَرِهُوا ذٰلِك حتى نَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِن رَبِّكُمْ" فی مَوَاسِمِ الحَجِّ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ذوالمجاز اور عکاظ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی تجارت گاہیں تھیں جب اسلام (کا زمانہ) آیا تو لوگوں نے (حج کے دنوں میں) تجارت کرنا برا سمجھا یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

''حج کے ایام میں اللہ کے فضل تلاش کرنے (روپیہ پیدا کرنے) میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم في مواسم الحج"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۸ ويأتي الحديث ص ۲۷۵، و ۲۸۲ وفى تفسير البقرة ص ۶۴۸۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ حج کے سفر میں تجارت جائز اور مباح ہے استدلال آیت کریمہ سے ہے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے نصر الباری ج ۹، کتاب التفسیر ص ۶۹ تا ۷۰۔

﴿ بَابُ (۱۱۱۲) الْإِدِّلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ ﴾

محصب سے اخیر رات کو چلنا

اِدّلاج اصل میں ادتلاج تھا تا کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا۔ اس کے معنی آتے ہیں السير في آخر الليل.

۱۶۶۶ ﴿ حَدَّثَنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنا اَبِي حَدَّثَنا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عن عائِشَةَ قالتْ حاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ قالَتْ مَا اُرَانِي اِلَّا حَابِسَتَكُمْ قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم عَقْرىٰ حَلْقىٰ اَطَافَتْ يومَ النَّحْرِ قِيلَ نَعَمْ قال فانْفِرِي قال اَبُو عبدِ اللّٰهِ وزادَنِي محمَّدٌ قال حَدَّثَنا مُحَاضِرٌ قال حَدَّثَنا الاعْمَشُ عن اِبْرَاهِيمَ عنِ الْاَسْوَدِ عن عائِشَةَ قالتْ خَرَجْنَا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم لا نَذْكُرُ اِلَّا الحَجَّ فلمَّا قَدِمْنَا اَمَرَنا اَنْ نحِلَّ فلمَّا كانَتْ لَيْلَةَ النَّفْرِ حاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم حَلْقىٰ عَقْرىٰ مَا اُرَاهَا اِلَّا حَابِسَتَكُمْ ثُمَّ قال كُنْتِ طُفْتِ يومَ النَّحْرِ قالتْ نعَمْ قال فانْفِرِي قلتُ يا رسولَ اللّٰهِ اِنِّي لَمْ اَكُنْ حَلَلْتُ قال فاعْتَمِرِي مِنَ التَّنْعِيمِ فَخَرَجَ مَعَهَا اَخُوهَا فلَقِينَاهُ مُدَّلِجًا فقالَ مَوْعِدُكِ مَكانَ كَذَا وَكَذَا ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا (اتفاق سے) ام المؤمنین صفیہؓ کو اسی رات حیض آیا جو کوچ کی رات تھی وہ کہنے لگیں میں سمجھتی ہوں کہ میں تم کو اٹکائے رکھونگی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بانجھ سر منڈی کیا اس نے دسویں تاریخ طواف زیارت کیا تھا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا پھر تو چل۔ امام بخاریؒ نے کہا محمد بن سلام

نے بڑھایا کہا مجھ سے محاضر نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم نخعیؒ سے، انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) نکلے ہم صرف حج ہی کا ذکر کرتے تھے جب ہم مکہ آئے تو آپؐ نے ہم کو احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا آخر جب کوچ کی رات ہوئی تو صفیہؓ بنت حیی کو حیض آ گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر منڈی بانجھ میں سمجھتا ہوں یہ تم کو اٹکا دینے والی ہے پھر آپؐ نے پوچھا تو نے دسویں تاریخ طواف زیارت کر لیا تھا؟ انہوں نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا تو پھر چل دے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو حج سے پہلے احرام نہیں کھولا تھا (عمرہ نہیں کیا تھا) آپؐ نے فرمایا تنعیم سے عمرہ کر لے، پھر حضرت عائشہؓ کے ساتھ ان کے بھائی عبد الرحمٰن گئے۔ ہم آپؐ سے اخیر رات میں ملے (جب آپؐ طواف الوداع کے لئے نکلے تھے) آپؐ نے فرما دیا تھا (یعنی آپؐ نے ایک مقام متعین فرما دیا کہ میں طواف سے فارغ ہو کر جب لوٹوں تو) تم فلاں مقام پر مجھ سے مل لینا۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلقيناه مُدّلجا".

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۳۸ ومر الحديث ۲۱۲ و ۲۳۷ وياتي ۲۴۰ و ۹۰۲ و ۹۰۹۔

مقصد | مقصد یہ بتانا ہے کہ محصب میں رات گذار کر صبح سویرے کوچ کرنا افضل ہے۔ والحديث مر مرارًا



بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ابوابُ العُمْرَةِ

عمرہ کے ابواب

﴿ بابٌ [۱۱۱۳] وُجُوبِ العُمْرَةِ وَفَضْلِهَا ﴾

وَقال ابنُ عُمَرَ لَيْسَ اَحَدٌ اِلاّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ وقال ابنُ عبّاسٍ اِنّها لَقَرِيْنَتهَا فى كتابِ اللّٰه وَاَتِمُّوا الحَجَّ وَالعُمْرَةَ لِلّٰهِ.

عمرے کا واجب ہونا اور اس کی فضیلت

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر شخص پر ایک حج اور ایک عمرہ ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عمرہ کتاب اللہ میں حج کے ساتھ مذکور ہے (سورہ بقرہ آیت ۱۹۶) اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو مطلب یہ ہے کہ جب کسی نے حج یا عمرہ شروع کیا یعنی اس کا احرام باندھا تو اس کا پورا کرنا لازم ہو گیا بیچ میں چھوڑ بیٹھے اور احرام سے نکل جائے یہ جائز نہیں ہو سکتا۔

عمرہ کے مسائل اور احکام عمرہ کے لغوی معنی زیارت کے ہیں (فتح، عمدہ) شرعی معنی خانہ کعبہ کا قصد کرنا مخصوص شرطوں کے ساتھ۔ عمرہ کی نیت سے احرام شرط ہے اور طواف بیت اللہ وسعی بین الصفا والمروۃ عمرہ کے رکن ہیں۔

تشریح حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک عمرہ سنت ہے اور شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک فرض ہے۔ امام بخاریؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

شافعیہ وحنابلہ کے دلائل (۱) "اَتِمُّوا الحج والعمرة لِلّٰه" (۲) حضرت ابن عمرؓ کی تعلیق جس کو ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ابن خزیمہ، دار قطنی اور حاکم نے اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے من استطاع الی ذلك سبيلا فمن زاد على هذا فهو تطوع وخير یعنی جو ان کے راستے کی استطاعت رکھتا ہو پھر جو ایک سے زیادہ کرلے وہ اس کے لیے نفل اور بہتر ہے۔ (۳) حضرت ابن عباسؓ کی تعلیق "انها لقرينتها فى كتاب اللّٰه" اى ان العمرة لقرينة الحجة فى كتاب اللّٰه.

امام بخاریؒ کو جب عمرے کی فرضیت و وجوب کے لیے کوئی روایت نہیں ملی یا اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں ملی تو وجوب کی دلیل میں دو تعلیقات پیش کیں۔

ظاہر ہے کہ ان حضرات کا اجتہاد اور فتویٰ ہے جس سے فرضیت کسی کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتی سنت ہونے کے ہم بھی قائل ہیں۔

حنفیہ و مالکیہ کے دلائل (۱) آیت کریمہ سے اتمام کا وجوب بلا شبہ ثابت ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ شروع کرنے کے بعد پورا کرنا واجب ہے لہٰذا ان کو پورا کرنا ضروری ہے اس سے مطلق وجوب ثابت نہیں ہوتا ہے حنفیہ یہی کہتے ہیں کہ نفل شروع کرنے پر اتمام واجب ہے۔

(۲) قران فی الذکر سے قران فی الحکم ثابت نہیں ہوتا۔

(۳) امام شعبی نے و العمرة کو مرفوع پڑھا ہے لہٰذا قران فی الذکر نہ رہا (عمدہ)

(۴) عن جابرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن العمرة اواجبة هی قال لا و ان یعتمروا هو افضل اس حدیث میں عدم وجوب کی صراحت ہے۔ (ترمذی اول ص ۱۱۲) قال ابو عیسی هذا حدیث حسن صحیح. وفی الدر المختار سنة موکدة علی المذهب و فی الهدایة العمرة سنة.

عمرہ کا احرام آفاقی کے لیے میقات حج سے ہوگا اور حلّی کے لیے حل سے جیسے آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو محصب سے جو حد حرم میں ہے احرام کے لیے تنعیم بھیجا تھا۔

نیز عمرہ عند الجمہور سال کے تمام ایام میں جائز ہے صرف پانچ یوم نویں ذی الحجہ سے ۱۳/ ذی الحجہ تک مکروہ ہے۔ عمرہ رمضان المبارک میں افضل ہے حدیث میں ہے عمرة فی رمضان تعدل حجة رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے "حجة معی" یعنی میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

باقی عمرہ کے متعلق مزید تشریح کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی ص ۲۳۰۔

۱۶۶۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ یُوسُف اَخبَرَنا مالِکٌ عن سُمَیٍّ مَولٰی اَبِی بَکرِ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن اَبِی صَالِحِ السَّمَّانِ عن اَبِی هُرَیرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قال العُمرَةُ اِلَی العُمرَةِ کَفَّارَةٌ لِمَا بَینَهُما وَالحَجُّ المَبرُورُ لَیسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الجَنَّةُ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک جتنے گناہ ہوتے ہیں وہ سب عمرے سے اتر جاتے ہیں اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "العمرة الی العمرة کفارة لما بینهما"

اصل ترجمۃ الباب میں دو جز تھے اول وجوب عمرہ جس کے لیے ابن عمر اور ابن عباسؓ کا اثر پیش فرمایا اور

فضیلت عمرہ کے لیے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت پیش کردی۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۳۸، ومسلم، ترمذی نسائی کلھم فی الحج .

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد وجوب عمرہ کا اثبات ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے گویا امام بخاریؒ نے اس مسئلہ میں شافعیہ اور حنابلہ کی تائید وموافقت کی ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الحَجِّ ﴾

حج سے پہلے عمرہ کرنا

۱۶۶۸ ﴿حَدَّثَنا اَحْمَدُ بنُ محمّدٍ قال اَخْبَرَنا عبدُ اللّٰهِ قال اَخْبَرَنا ابنُ جُرَيْجٍ اَنَّ عِكْرِمَةَ بنَ خالِدٍ سَاَلَ ابنَ عُمَرَ عن العُمْرَةِ قَبْلَ الحَجِّ فقال لا بأسَ قال عِكْرِمَةُ قال ابنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم قبلَ اَن يَحُجَّ وَقال اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عنِ ابنِ اِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ بنُ خالِدٍ قال سَاَلْتُ ابنَ عُمَرَ مِثْلَهُ﴾

ترجمہ | عکرمہ بن خالد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حج سے پہلے عمرے کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کوئی حرج نہیں عکرمہ نے کہا کہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے عمرہ کیا۔

اور ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے روایت کی کہا مجھ سے عکرمہ بن خالد نے بیان کیا کہا میں نے ابن عمرؓ سے دریافت کیا اس نے اسی طرح حدیث بیان کی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اعتمر النبي ﷺ قبل ان يحج"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۳۸۔

۱۶۶۹ ﴿ حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ قال حَدَّثَنا اَبُو عَاصِمٍ قال اَخْبَرَنَا ابنُ جُرَيْجٍ قال عِكْرِمَةُ بنُ خَالِدٍ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهُ ﴾

ترجمہ | عکرمہ بن خالد نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا پھر یہی حدیث بیان کی۔

مقصد | حضرت امیر معاویہؓ کی روایت میں ہے کہ حج سے قبل عمرہ نہ کرے یہی ایک جماعت کا مذہب ہے، لیکن جمہور کے نزدیک حج سے قبل عمرہ کر لینا جائز ہے اور جن روایات کے اندر ممانعت ہے وہ کسی عارض کی وجہ سے ہے اس باب سے امام بخاریؒ نے جمہور کی تائید فرمائی ہے اور بتلا دیا کہ حضور اکرم ﷺ نے حج سے قبل عمرہ کیا ہے۔

﴿بابٌ ۱۱۱۵ كَمِ اعْتَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے؟

۱۶۷۰﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنا جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ عن مُجَاهِدٍ قال دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ المَسْجِدَ فاِذَا عبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ جالِسٌ اِلى حُجْرَةِ عائِشَةَ وَاِذَا اُنَاسٌ يُصَلُّونَ فِي المَسْجِدِ صَلٰوةَ الضُّحٰى قال فَسَاَلناهُ عن صَلاتِهِم فقال بِدْعَةٌ ثُمَّ قال لَه كَمِ اعْتَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم قال اَرْبَعٌ اِحْداهُنَّ في رَجَبٍ فَكَرِهْنَا اَن نَرُدَّ عَلَيْهِ قال وَسَمِعْنا اسْتِنَانَ عائِشَةَ اُمِّ المؤمِنِيْنَ في الحُجْرَةِ فقال عُرْوَةُ يَا اُمَّاهُ يا اُمَّ المُؤمِنِيْنَ اَلاَ تَسْمَعِيْنَ مَا يَقولُ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالتْ مَا يقولُ قالَ يَقولُ اِنَّ رَسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمراتٍ اِحْداهُنَّ فِي رَجَبٍ قالتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرحمٰنِ مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً اِلاَّ وَهُوَ شاهِدٌ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ ﴾

ترجمہ | مجاہدؒ نے کہا میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد نبوی میں گئے دیکھا کہ عبداللہ بن عمرؓ عائشہؓ کے حجرہ کے پاس تشریف فرما ہیں اور دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد میں نماز چاشت پڑھ رہے ہیں ہم نے عبداللہؓ سے لوگوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ بدعت ہے پھر ان سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے ہیں تو فرمایا چار، ان میں سے ایک رجب میں ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کی بات رد کردیں اور ہم نے ام المومنین عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز حجرے میں سے سنی تو عروہ نے عرض کیا اُے اماں جان اے ام المومنین آپ سنتی نہیں ابو عبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں عائشہؓ نے دریافت کیا کیا کہتے ہیں عرض کیا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں ان میں سے ایک عمرہ رجب میں کیا ہے عائشہؓ نے فرمایا ابوعبدالرحمٰن پر اللہ رحم کرے حضور ﷺ نے جو عمرہ بھی کیا ہے اس میں وہ حاضر تھے اور حضور ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اعتمر اربع عمرات"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۸ تا ۲۳۹ ويأتى فى المغازى ص ۶۱۰ واخرجه مسلم مطولا.

۱۶۷۱﴿حَدَّثَنا اَبُو عاصِمٍ قال اَخْبَرَنا ابنُ جُرَيْجٍ قال اَخْبَرَنِي عَطاءٌ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ قال سَاَلتُ عائِشَةَ قالتْ مَا اعْتَمَرَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ في رَجَبٍ﴾

ترجمہ | عروہ بن زبیر نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ؟ هذا من تعليق الحديث السابقؒ لانكار عائشةؓ على ابن عمرؓ فی کون عمرته فی رجب وهنا ايضا انكرت اعتماره صلى الله عليه وسلم في رجب بقولها وما اعتمر فی رجب قط"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۹ ویاتی ص۶۱۰۔

۱۶۷۲﴿ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ قال حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ سَأَلْتُ اَنَسًا كَمِ اعْتَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم قال اَرْبَعٌ عُمْرَةُ الحُدَيْبِيَّةِ فی ذِی القَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ المُشْرِكُونَ وَعُمْرَةٌ مِنَ العَامِ المُقْبِلِ فِی ذِی القَعْدَةِ حيثُ صَالَحَهُم وعُمْرَةُ الجِعِرَّانَةِ اِذْ قَسَمَ غَنِيْمَةَ اُرَاهُ حُنَيْنٍ قلتُ كَمْ حَجَّ قال وَاحِدَةً ﴾

ترجمہ | قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے فرمایا چار، ایک عمرۃ الحدیبیہ ذی قعدہ میں جہاں مشرکوں نے آپ ﷺ کو روک دیا تھا اور دوسرا عمرہ آئندہ سال ذی قعدہ میں جب مشرکین سے صلح کی ہے۔ اور تیسرا عمرہ عمرۂ جعرانہ ہے جب حنین کی غنیمت تقسیم فرمائی (چوتھا عمرہ حج کے ساتھ) میں نے پوچھا آپ ﷺ نے حج کتنے کیے فرمایا ایک۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۹ ویاتی ص۴۳۱، وص۵۹۷۔

۱۶۷۳﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيْدِ هِشَامُ بنُ عبدِ المَلِكِ حَدَّثَنَا هَمَّام عن قَتَادَةَ قال سَأَلْتُ اَنَسًا فقال اعْتَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم حيثُ رَدُّوهُ وَمِنَ القابِلِ عُمْرَةَ الحُدَيْبِيَّةِ و عُمْرَةً فی ذی القَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَع حَجَّتِهِ ﴾

ترجمہ | قتادہ نے کہا کہ میں نے انسؓ سے پوچھا تو انھوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو وہ عمرہ کیا تھا جس سے مشرکوں نے آپ ﷺ کو لوٹا دیا دوسرے سال آئندہ اس کی قضا کا عمرہ تیسرے ذی قعدہ میں چوتھے اپنے حج کے ساتھ (یعنی حجۃ الوداع کے ساتھ)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة هذا بعينه هو الحديث الاول .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۹۔

۱۶۷۴﴿ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بنُ خالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَقال اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ فی ذِی القَعْدَةِ اِلاَّ

الَّتِي اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَتَه مِنَ الحُدَيْبِيَّةِ وَمِنَ العامِ المُقْبِلِ وَمِنَ الجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غنائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمْرَةً مع حَجَّتِهِ ﴾

ترجمہ | ہمام نے بیان کیا (یعنی بالا سناد المذکور عن قتادہ عن انسؓ اس روایت میں یوں ہے) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں عمرے ذی قعدہ میں کیے مگر وہ عمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا (کیونکہ وہ تو ذی الحجہ میں ہوا تھا) ایک تو حدیبیہ کا عمرہ دوسرا سال آئندہ اس کی قضا کا تیسرا جعرانہ کا جہاں حنین کے اموال غنیمت تقسیم فرمائے اور ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ چونکہ (آپ ﷺ نے قران کیا تھا)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة حدیث انسؓ کی دوسری سند ہے۔

۱۶۷۵﴿ حَدَّثَنا اَحْمَدُ بنُ عُثمانَ حَدَّثَنا شُرَيْحُ بنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوْسُفَ عن اَبِيْهِ عن اَبِي اِسْحاقَ قال سَاَلْتُ مَسْرُوقًا وَعطاءً ومجاهِدًا فقالوا اعْتَمَرَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في ذِي القَعْدَةِ قَبْلَ اَن يَحُجَّ وَ قالَ سَمِعْتُ البَرَاءَ بْنَ عازِبٍ يقولُ اعْتَمَرَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم في ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَن يَحُجَّ مَرَّتَيْنِ ﴾

ترجمہ | ابواسحاق (تابعی) نے کہا میں نے مسروق اور عطاء اور مجاہد سے پوچھا تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے ذی قعدہ میں عمرہ کیا ہے اور ابواسحاق نے کہا میں نے حضرت برار بن عازبؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے دوبار ذیقعدہ میں عمرہ کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۲۳۹ و ياتي ص ۲۴۹، وص ۳۷۱، وص ۴۵۲، وص ۶۱۰۔

مقصد | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد کتنے عمرے کیے ہیں مقصد تعداد بتانی ہے۔ کہ کل عمرے چار کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے نصر الباری آٹھویں جلد، ص ۲۳۰۔

۱۱۱۶ ﴿ بابُ عُمْرةٍ في رَمضانَ ﴾

رمضان میں عمرہ کرنا

۱۶۷۶﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا يَحْيٰى عنِ ابنِ جُرَيْجٍ عن عَطاءٍ سَمِعتُ ابنَ عبّاسٍ يُخبِرُنا يقولُ قال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم لِامْرَاةٍ مِنَ الْاَنْصارِ سَمَّاهَا ابنُ عبّاسٍ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا ما مَنَعَكِ اَن تَحُجِّي مَعَنا قالتْ كانَ لَنا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ اَبُو

فُلانٍ وَابْنُهُ لِزَوجِها وَابنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنضِحُ عَلَيْهِ قال فإذَا كانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِى فيهِ فإنَّ عُمْرَةً في رَمَضَانَ حَجَّةٌ أوْ نحوًا مِمَّا قالَ ﴾

ترجمہ | عطاء سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ ہمیں خبر دیتے ہوئے فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت (ام سنان) سے فرمایا ابن عباسؓ نے اس کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا، ہمارے ساتھ حج کرنے سے کیا مانع ہوئی (یعنی کیا وجہ ہے کہ تو نے ہمارے ساتھ حج نہیں کیا؟) انھوں نے عرض کیا ہمارے پاس پانی لادنے والا ایک اونٹ تھا اس پر ابو فلاں اور اس کا لڑکا سوار ہوکر حج کے لیے گئے (انصاری خاتون نے اپنے شوہر اور اپنے لڑکے کے متعلق کہا) اور ایک اونٹ چھوڑ دیا ہے جس پر ہم پانی لاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آئے تو عمرہ کرلو اس لیے کہ رمضان میں عمرہ حج ہے (حج کے برابر ثواب ہے) یا اس کے ہم معنی کوئی اور لفظ فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اعتمرى فيه" اى فى رمضان.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۳۹ ويأتى الحديث ص ۲۵۰ واخرجه مسلم والنسائى ايضا فى الحج.

مقصد | رمضان المبارک کے مہینے میں عمرہ کرنے کی فضیلت وترغیب مقصود ہے۔ جیسا کہ حدیث باب میں "فان عمرة فى رمضان حجّة اى فى الثواب"

بعض روایت میں ہے رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

تشریح | بخاری ص ۲۵۰ کی آخری حدیث میں ام سنان کی تصریح ہے کما سیاتی انشاء اللہ

﴿ بَابٌ ۱۱۱۷ العُمْرَةِ لَيْلَةَ الحَصْبَةِ وَغَيرِهَا ﴾

حصبہ یعنی محصب کی رات میں اوراس کے علاوہ کسی وقت عمرہ کرنا

۱۶۷۷﴿ حَدَّثَنِي محمَّدٌ هو ابنُ سَلامٍ أخبَرَنا أبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنا هِشَامٌ عن أبِيهِ عن عائِشَةَ قالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم مُوَافِينَ لِهِلالِ ذِى الحِجَّةِ فقالَ لَنا مَنْ أحَبَّ مِنكُمْ أنْ يُهِلَّ بالحَجِّ فلْيُهِلَّ وَمَنْ أحَبَّ أن يُهِلَّ بالعُمْرَةِ فلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فلَولاَ أنِّي أهْدَيْتُ لأهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قالَتْ فمِنَّا مَنْ أهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أهَلَّ بِحَجٍّ وكُنْتُ مِمَّنْ أهَلَّ بِعُمْرَةٍ فأظَلَّنِي يَومُ عَرَفَةَ وَأنا حائِضٌ فشَكَوتُ إلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقالَ ارْفُضِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأسَكِ وَامْتَشِطِي وَأهِلِّي بِالحَجِّ فلمَّا كانَ لَيْلَةَ الحَصْبَةِ أرْسَلَ مَعِي

عَبْدَ الرَّحمٰنِ اِلَی التَّنعِیمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَکَانَ عُمْرَتِی ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے اس وقت نکلے جب ذی الحجہ کے چاند کا وقت آپہنچا (قریب تھا ذی قعدہ پورا ہونے والا تھا صرف پانچ دن باقی رہ گئے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھے اور جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرے کا احرام باندھے اور اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو میں بھی عمرہ ہی کا احرام باندھتا حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور میں نے بھی عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا پھر عرفہ کا دن آپہنچا اور میرا حیض ختم نہیں ہوا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنا عمرہ چھوڑ دے اور سر کھول ڈال، کنگھی کر لے اور حج کا احرام باندھ لے پھر جب محصب کی رات آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن (میرے بھائی) کو میرے ساتھ تنعیم بھیجا تو میں نے اس عمرے کا بدل (جس کو توڑ ڈالا تھا) دوسرا عمرہ کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلما كان ليلة الحصبة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۹ ومر الحديث ص ۴۵، وص ۴۶، وص ۲۱۱، وص ۲۱۲، وص ۲۲۱ ویاتی ص ۲۴۰، وص ۶۳۱، وص ۶۳۲ // // وص ۴۳۱۔

مقصد | یہ معلوم ہو چکا ہے کہ بطحاء ابطح، محصب اور حصبہ سب ایک ہی جگہ ہے۔ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمی جمار سے فراغت کے بعد مدینہ واپس ہونے کے وقت منزل کی ہے اور رات گذاری ہے اور یہیں سے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و اجازت سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے ہمراہ تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اتباع رسول میں اگر محصب میں منزل کرے اور رات گذارے تو افضل اور باعث ثواب ہے البتہ مبیت محصب حج کے فرائض و واجبات سے بالاتفاق نہیں ہے۔

﴿ بَابُ ۱۱۱۸ عُمْرَةِ التَّنعِیمِ ﴾

تنعیم سے عمرہ کرنا یعنی عمرے کا احرام باندھنا

۱۶۷۸﴿ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفیانُ عن عَمْرٍو وسَمِعَ عَمْرَوبْنَ اَوْسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ اَبِی بَکْرٍ اَخْبَرَہ اَنَّ النبیَّ ﷺ اَمَرَہٗ اَن یُرْدِفَ عائِشَةَ وَیُعْمِرَهَا مِنَ التَّنعِیمِ قال سُفیانُ مَرَّةً سَمِعتُ عَمْرًا کَمْ سَمِعتُه مِن عَمرٍو ﴾

ترجمہ | حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ حضرت عائشہؓ کو

اپنے ساتھ سواری پر سوار کرلیں اور تنعیم سے اس کو عمرہ کرائیں، سفیان بن عیینہ نے کبھی کہا سمعت عمرا (یعنی میں نے عمرو بن دینار سے سنا) اور کبھی کہا میں نے عمرو بن دینار سے اس حدیث کو کئی بار سنا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة للترجمة فی قوله "يعمرها من التنعيم"

تعددموضعہ | والحديث هنا ص ۲۳۹ وياتی الحديث ص ۴۱۹ ومسلم فی الحج .

۱۶۷۹﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنا عبدُ الوَهّابِ بْنُ عَبْدِ المَجِيْدِ عن حَبِيْبِ الْمُعَلِّمِ عن عَطاءٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بنُ عبدِ اللّٰه اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه عليه وسلم اَهَلَّ وَاَصْحَابُهُ بِالحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ اَحَدٍ مِنهُم هَدْیٌ غَيْرَ النبیِّ صلی اللّٰه عليه وسلم وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِیٌّ قَدِمَ مِنَ اليَمَنِ وَمَعَهُ الهَدْیُ فقال اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهِ رَسولُ اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم وَاَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه عليه وسلم اَذِنَ لِاَصْحَابِهِ اَن يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً يَطُوفوا بِالبَيْتِ ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا اِلاَّ مَنْ مَعَهُ الهَدْیُ فقالوا نَنْطَلِقُ اِلٰی مِنًی وَذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النبیَّ صلی اللّٰه عليه وسلم فقال لَواسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِی مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ وَلَولاَ اَنَّ مَعِی الهَدْیَ لَاَحْلَلْتُ وَاَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ المَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ اَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالبَيْتِ قَالَ فلمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رسولَ اللّٰه اَتَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَاَنْطَلِقُ بِالحَجِّ فَاَمَرَ عبدَ الرَّحْمٰنِ بنَ اَبِی بَكْرٍ اَن يَخْرُجَ مَعَهَا اِلَی التَّنْعِيمِ فاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الحَجِّ فی ذِی الحَجَّةِ وَاَنَّ سُرَاقَةَ بنَ مَالِكِ بنِ جُعْشُمٍ لقی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم بِالعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيهَا فقال اَلَكُمْ هٰذِهِ خاصَّةً يا رسولَ اللّٰهِ فقالَ لاَ بَلْ لِلاَبَدِ﴾

ترجمہ | عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور نبی اکرم ﷺ اور طلحہؓ کے سوا کسی کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا اور (انہی دنوں میں) حضرت علیؓ یمن سے تشریف لائے ان کے ساتھ قربانی بھی تھی انھوں نے کہا میں نے تو اسی کا احرام باندھا جس کا رسول اللہ ﷺ نے باندھا اور نبی اکرم ﷺ نے یہاں (مکہ پہنچ کر) اپنے اصحاب کو یہ اجازت دیدی تھی کہ حج کو عمرہ کرڈالیں بیت اللہ (اور صفا مروہ) کا طواف کرکے بال کٹوالیں اور احرام کھول دیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ احرام نہ کھولے اس پر اصحاب کہنے لگے کیا ہم (حج کے لیے) منیٰ جائیں اور ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو یہ خبر آپ ﷺ تک پہنچی آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں قربانی

ساتھ نہ لاتا اور جو قربانی میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا آخیر حضرت عائشہؓ کو حیض آ گیا انھوں نے حج کے سب کام کیے فقط خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا جب وہ حیض سے پاک ہوئیں اور طواف کر چکیں تو کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ آپ سب لوگ تو عمرہ اور حج دونوں کر کے گھر کو جا رہے ہیں اور میں فقط حج ہی کر کے؟ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا کہ تنعیم تک ان کے ساتھ جاؤ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ذی الحجہ میں حج کے بعد عمرہ کیا اور ایسا ہوا کہ سراقہ بن مالک بن جعشم آپ ﷺ سے اسی وقت ملا جب آپ عقبہ میں کنکریاں مار رہے تھے اس نے پوچھا کیا یہ یعنی حج کے مہینے میں عمرہ کرنا خاص آپ کے لیے ہے، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے یعنی زمانہ جاہلیت کا قاعدہ ٹوٹ گیا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ بعضوں نے یہ مطلب کہا ہے کہ قران یعنی حج اور عمرے کو جمع کرنا ہمیشہ کے لیے درست ہوا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فامر عبدالرحمن بن ابى بكر ان يخرج معها الى التنعيم"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۳۹ تا ۲۴۰ ويأتى الحديث ص ۴۱۹، ابوداؤد فی الحج۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مکہ مکرمہ سے کوئی عمرہ کا ارادہ کرے تو افضل یہی ہے کہ تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھے چونکہ حضور اقدس ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو تنعیم سے عمرہ کا حکم دیا ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ[۱۱۱۹] الْاِعْتِمَارِ بعدَ الحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ ﴾

بلاوجوب قربانی کے حج کے بعد عمرہ کرنا

۱۶۸۰﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنِي اَبِي اَخْبَرَتْنِي عائِشَةُ قالتْ خَرَجْنَا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِى الحِجَّةِ فقال رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ ولَوْلاَ اَنِّي اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فحِضْتُ قَبْلَ اَنْ اَدْخُلَ مَكَّةَ فَاَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فشَكَوْتُ اِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فقال دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَاْسَكِ وَامْتَشِطِي وَاَهِلِّي بِالحَجِّ ففَعَلْتُ فلمَّا كانَتْ لَيْلَةُ الحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيمِ فَاَرْدَفَهَا فَاَهَلَّتْ

بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) اس وقت نکلے جب ذی الحجہ کا چاند قریب آپہنچا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھے تو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور جس کا جی چاہے کہ وہ حج کا احرام باندھے تو وہ حج کا احرام باندھے اور میں اگر قربانی نہ لاتا تو عمرے ہی کا احرام باندھتا چنانچہ بعضوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعضوں نے حج کا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا لیکن مکہ مکرمہ پہونچنے سے پہلے مجھ کو حیض آگیا اور عرفہ کا دن آگیا اور میں حیض ہی میں تھی آخر میں نے اس کا شکوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا! تو اپنا عمرہ چھوڑ دے اور سر کی چوٹی کھول دے، کنگھی کرلے اور حج کا احرام باندھ لے چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پھر جب محصب کی رات آئی تو آپ ﷺ نے عبدالرحمٰنؓ کو میرے ساتھ تنعیم بھیجا عبدالرحمٰن نے مجھ کو اپنے پیچھے بٹھالیا تو عائشہؓ نے یعنی میں نے اپنے پہلے عمرہ کے بدل دوسرے عمرہ کا احرام باندھا اللہ نے (اپنے فضل سے) مجھ کو حج اور عمرہ دونوں پورا کرادیا اور اس سلسلے میں نہ کوئی قربانی دینی پڑی نہ صدقہ اور نہ روزے رکھنا پڑے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة "فاهلت بعمرة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۴۰ ومر الحديث ص ۴۵ و ص ۴۶، ص ۲۱۱ ص ۲۱۲ ص ۲۲۱ و یاتی ۶۳۱ و ص ۶۳۲ ///۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ حج تمتع جس میں قربانی یعنی دم تمتع واجب ہے وہ یہ ہے کہ اشہر حج میں حج سے پہلے عمرہ کرے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "قلت لان عمرتها بعد انقضاء الحج ولا خلاف بين العلماء ان من اعتمر بعد انقضاء الحج و خروج ايام التشريق انه لاهدي عليه في عمرته لانه ليس بمتمتع وانما المتمتع من اعتمر في اشهر الحج وطاف للعمرة قبل الوقوف واما من اعتمر بعد يوم النحر فقد وقعت عمرته في غير اشهر الحج الخ (عمدہ)

یہ اس صورت میں ہے جبکہ اشہر حج شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس روز ہوں۔

لیکن جو حضرت اشہر حج میں پورے ذی الحجہ کو شامل رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں حج کے بعد بھی عمرہ کرے تو وہ بھی متمتع ہے اور اس پر قربانی (یعنی دم تمتع) یا روزے واجب ہیں وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج کی طرف سے قربانی کی تھی جیسے مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے حضرت عائشہؓ کی طرف سے قربانی دی اور شاید حضرت عائشہؓ کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو۔

﴿ بَابُ ۱۱۲۰ اَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلٰی قَدْرِ النَّصَبِ ﴾

عمرے کا ثواب بقدر مشقت ہے

(یعنی جتنی تکلیف ہو اتنا ہی ثواب ہے، اجور کم علی نصبکم)

۱۶۸۱ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَاَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيْلَ لَهَا انْتَظِرِيْ فَاِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّيْ ثُمَّ ائْتِيْنَا بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰی قَدْرِ نَفَقَتِكِ اَوْ نَصَبِكِ ﴾

ترجمہ قاسم بن محمد اور اسود دونوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! سب لوگ تو دو عبادت کر کے جارہے ہیں اور میں صرف ایک ہی عبادت کر کے لوٹونگی؟ تو ان سے فرمایا گیا انتظار کرو جب پاک ہو جاؤ تو تنعیم جاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھو پھر فلاں جگہ ہمارے پاس آجانا لیکن اس کا ثواب تو خرچ کی مقدار یا مشقت کی مقدار ہے۔

تشریح مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کبھی کبھی وقت کے اختلاف سے اور جگہ کے اختلاف سے کم خرچ اور کم تکلیف پر ثواب زیادہ ہوتا ہے جیسے شب قدر کی عبادت اور مسجد حرام و مسجد نبوی میں نماز کا ثواب بہ مقابلہ ہندو پاک زیادہ ہوتا ہے اور کبھی عبادت کی نوعیت سے بھی فرق ہوگا۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "و لكنها على قدر نفقتك او نصبك"

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۴۰ و مر الحديث ص۲۱۲ و ۲۳۷ و يأتي ص۸۰۲ و ص۹۰۹ و خرجه مسلم في الحج.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ عمرے کا احرام اگرچہ مکہ سے جائز ہے لیکن حل یعنی تنعیم سے احرام افضل ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

تشریح "انتظری" سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے یہ عرض طہارت سے پہلے کی تھی گذر چکا کہ وہ یوم نحر کو پاک ہو چکی تھیں۔

"علی قدر نفقتك او نصبك" یہ شک راوی نہیں بلکہ تنویع کے لئے خود حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے مطلب یہ ہے کہ عبادت میں جتنا زیادہ جائز طریقہ پر خرچ ہوگا اور جتنی مشقت ہوگی اسی قدر ثواب ہوگا واللہ اعلم۔

باب ۱۱۲۱ المُعْتَمِرِ اِذَا طَافَ طَوَافَ العُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَل يُجْزِئُهُ مِن طَوَافِ الوَدَاعِ

(حج کے بعد) عمرہ کرنے والا عمرے کا طواف کرکے مکہ سے چل کھڑا ہوتو طواف وداع کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (هل کا جواب محذوف ہے یعنی طواف عمرہ کافی ہے طواف وداع واجب وضروری نہیں)

۱۶۸۲ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بنُ حُمَيْدٍ عنِ القَاسِمِ عن عائِشَةَ قالتْ خَرَجْنَا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مُهِلِّيْنَ بِالحَجِّ فى اَشْهُرِ الحَجِّ وَحُرُمِ الحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ فقال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم لِاَصْحَابِهِ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْىٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فلْيَفْعَلْ وَمَنْ كانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلا وَكانَ مَعَ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَرِجالٍ مِنْ اَصْحَابِهِ ذَوِى قُوةِ الهَدْىُ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةً فَدَخَلَ علىَّ النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وَاَنَا اَبْكِى فقال مَا يُبْكِيكِ قلتُ سَمِعْتُك تقولُ لِاَصْحَابِكَ مَا قُلتَ فمُنِعتُ العُمْرَةَ قال وَمَا شَانُكِ قلتُ لاَ اُصَلِّى قال فَلا يَضُرُّكِ اَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فكُونِى فى حَجَّكِ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَرْزُقَكِهَا قالتْ فكُنْتُ حتى نَفَرنا مِنْ مِنًى فَنَزَلْنَا المُحَصَّبَ فدَعَا عَبْدَ الرحمٰنِ فقال اخْرُجْ بِاُخْتِكَ الحَرَمِ فلتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِن طَوَافِكُمَا انْتَظِرْ كَمَا هٰهُنا فاَتَيْنَا فِى جَوْفِ اللَّيْلِ فقال فَرَغْتُما قلتُ نعَمْ فنادىٰ بِالرَّحِيْلِ فى اَصْحَابِه فَارْحلَ النَّاسُ وَمَن طافَ بِالبَيْتِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا اِلَى المَدِيْنَةِ

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم حج کا احرام باندھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے مہینوں میں حج کے آداب کے ساتھ مدینہ سے نکلے پھر ہم مقام سرف میں اترے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور وہ حج کو عمرہ کردینا چاہے تو کرلے اور جس کے ساتھ قربانی ہے وہ ایسا نہیں کرسکتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کئی مقدور والوں کے ساتھ قربانی تھی ان کو تو یہ نہ ہوسکا کہ حج کو عمرہ کرڈالیں، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی آپؐ نے پوچھا تو روتی

کیوں ہے؟ میں نے عرض کیا آپؐ نے جو اپنے اصحاب سے فرمایا میں نے سنا اور میں عمرہ سے روک دی گئی (یعنی آپ نے سب کو کوچ کرنے کا حکم دیا تو میں عمرہ کیونکر کرسکتی ہوں) آپؐ نے پوچھا کیوں؟ میں نے عرض کیا میں نماز نہیں پڑھتی (یہ حیض سے کنایہ ہے وہی من الطف الکنایات) آپؐ نے فرمایا کوئی نقصان نہیں تو بھی آخر آدمؑ کی بیٹی ہے جو اور بیٹیوں کے قسمت میں لکھا گیا ہے وہی تیری بھی قسمت میں، تو اپنے حج پر قائم رہ شاید اللہ تعالیٰ عمرہ بھی نصیب کرے حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب ہم حج سے فراغت کر کے منیٰ سے چلے محصب میں اترے تو آپؐ نے عبدالرحمٰنؓ کو بلایا اور فرمایا اپنی بہن کو لیکر حرم کی سرحد کے پار جاوہ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ لے گی پھر دونوں بھائی بہن طواف سے فراغت کرلو میں یہاں تمہارا منتظر ہوں ہم آدھی رات کو لوٹ کر آئے آپؐ نے فرمایا فراغت ہوگئی میں نے کہا جی ہاں، تب آپؐ نے اپنے اصحاب میں کوچ کا اعلان کیا اور لوگ چل پڑے وہ لوگ بھی چلے جو صبح کی نماز سے پہلے طواف الوداع کرچکے تھے پھر آپ ﷺ بھی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "فلتهل بعمرة"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۰ تا ۲۴۱ ومر الحديث ص۴۳ وص۴۴ وص ۲۱۱، وص۲۲۳ وياتى ص۴۱۴ مسلم فى الحج.

مقصد قال ابن بطال لاخلاف بين العلماء ان المعتمر اذا طاف فخرج الى بلده انه يجزئه من طواف الوداع كما فعلت عائشةؓ (فتح ج۳ ص۴۸۳)

چونکہ حدیث میں صراحۃً کوئی حکم نہیں تھا اس لئے بخاریؒ نے بھی حکم کی تصریح نہیں کی باب کے تحت مذکور ہوچکا ہے کہ کافی ہے طواف وداع ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

﴿بَابٌ (۱۱۲۲) يَفْعَلُ بِالْعُمْرَةِ مَا يَفْعَلُ بِالْحَجِّ﴾

عمرہ میں بھی ان ہی کاموں کا پرہیز ہے جن کا حج میں پرہیز ہے

۱۶۸۳﴿ حَدَّثَنا اَبُو نُعَيمٍ حَدَّثَنا هَمَّامٌ حَدَّثَنا عَطاءٌ حَدَّثَنِى صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ عن اَبِيهِ اَنَّ رَجُلاً اَتَى النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ اَثَرُ الخَلُوقِ اَوْ قال صُفْرَةٌ فقال كَيْفَ تَامُرُنِى اَنْ اَصْنَعَ فى عُمْرَتِى فَاَنْزَلَ اللّه عَلَى النبىِّ صلى الله عليه وسلم فَسُتِرَ بِثَوْبٍ فَقُلْتُ لِعُمَرَ وَدِدْتُ اَنِّى قَد رَاَيْتُ النبىَّ صلى الله عليه وسلم وقد اَنْزَلَ اللّه عليه الوَحىَ فقال عُمَرُ تَعَالَ

اَيَسُرُّكَ اَنْ تَنظُرَ اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَقدْ اَنْزَلَ الله عليه الوحيَ قلتُ نَعَمْ فرَفَعَ طَرَفَ الثوبِ فنظرْتُ اِلَيْهِ لَهُ غَطِيْطٌ وَاَحْسِبُه قال كَغطِيْطِ البَكْرِ فلمّا سُرِّيَ عنه قال اَيْنَ السَّائِلُ عنِ العُمْرَةِ اخلَعْ عنكَ الجُبَّةَ وَاغسِلْ اَثَرَ الخَلُوقِ عنك وَاَنْقِ الصُّفرةَ وَاصْنَعْ في عُمرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ في حَجِّكَ ﴾

ترجمہ | یعلی بن امیہ سے روایت ہے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں آیا آپؐ جعرانہ میں تھے اس شخص کے بدن پر ایک جبہ (چغہ) تھا جس پر خوشبو یا زردی کا نشان تھا اس نے پوچھا عمرے میں آپ مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں؟ میں کیا کروں؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر وحی نازل فرمائی لوگوں نے ایک کپڑا آپؐ کو اوڑھا دیا اور میری آرزو تھی کہ میں وحی اترتے وقت آپؐ کو دیکھوں حضرت عمرؓ نے مجھے بلایا اور فرمایا تم چاہتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتے وقت دیکھو! میں نے کہا ہاں انہوں نے کپڑے کا ایک کنارہ اٹھایا میں نے دیکھا آپؐ خراٹے لے رہے تھے میں سمجھتا ہوں کہ کہا جوان اونٹ کے خراٹے کی طرح، پھر جب یہ کیفیت آپؐ سے زائل ہوئی تو فرمایا! عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اپنا جبہ اتار دے اور خوشبو کا نشان دھو ڈال اور زعفران کی زردی صاف کر لے اور جیسے حج میں کرتا ہے عمرے میں بھی کر۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اصنع في عمرتك كما تصنع في حجك".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۱ و مر الحديث ص۲۰۸ و ياتي ص۲۴۹ و ص۶۲۰ و ص۷۴۵۔

۱۶۸۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيهِ قال قلتُ لِعَائِشَةَ زوجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَاَنَا يومَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ اَرَاَيْتِ قولَ اللهِ "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ الله فمَنْ حَجَّ البَيْتَ اَوِاعْتَمَرَ فلا جُنَاحَ عليهِ اَنْ يطَّوَّفَ بِهِمَا" فلا اُرٰى عَلٰى اَحَدٍ شَيْئًا اَنْ لا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فقالتْ عَائِشَةُ كَلَّا لو كانَتْ كَمَا تقُولُ كانَتْ فلا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اِنَّما اُنْزِلَتْ هذِهِ الآيَةُ في الانصارِ كانوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وكانَتْ مَنَاةُ حَذْوَقُدَيْدٍ وَكانوا يَتَحَرَّجُونَ اَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ فلمَّا جَاءَ الإِسْلامُ سَاَلُوا رَسولَ الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فاَنْزَلَ الله "اِنَّ الصَّفَا وَالمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ الله فمَنْ حَجَّ البَيْتَ اَوِاعْتَمَرَ فلا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا" زادَ سُفيَانُ وَاَبو مُعَاوِيَةَ عن هِشَامٍ قال مَا اَتَمَّ اللهُ حَجَّ امْرِءٍ وَلا عُمْرَتَهُ مَا لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ ﴾

ترجمہ عروہ بن زبیر نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ سے کہا ان ایام میں میں کم سن تھا بتلائے تو اللہ تعالیٰ جو سورہ بقرہ میں فرماتا ہے ''صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں پھر جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو ان میں پھرنے سے وہ گنہگار نہ ہوگا اس کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی صفا و مروہ کا طواف (یعنی سعی) نہ کرے تو کچھ حرج نہیں حضرت عائشہؓ نے کہا ہرگز نہیں اگر یہ مطلب ہوتا جو تو کہتا ہے تو قرآن میں یوں ہوتا کہ ان دونوں کا طواف نہ کریسے گنہگار نہ ہوگا بات یہ ہے کہ یہ آیت حضرات انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ مناۃ بت کے نام کا احرام باندھا کرتے تھے جو قدید کے مقابل رکھا تھا وہ صفا و مروہ کا طواف کرنے کو برا سمجھتے تھے جب اسلام کا زمانہ آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے وہ ان کا طواف کرنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ سفیان اور ابومعاویہ نے ہشام سے اتنا اور زیادہ کیا جو کوئی صفا و مروہ کا طوف نہ کرے اللہ اس کا حج پورا کرے گا اور نہ عمرہ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله ''فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما. یعنی سعی بین الصفار والمروہ عمرہ کی طرح حج میں بھی لازم ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۱ ومر الحديث ص ۲۰۸، ویاتی ص ۲۴۹، وص ۶۲۰ و ص ۶۷۵//۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حج میں جن چیزوں سے اجتناب و پرہیز کرنا ہے عمرہ میں بھی ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۱۱۲۳ باب مَتى يَحِلُّ المُعْتَمِرُ

وَقال عَطاءٌ عن جابرٍ اَمَرَ النبيُّ ﷺ اَصْحَابَهُ اَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا ثمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا

عمرہ کرنیوالا کب حلال ہوتا ہے (یعنی احرام سے کب نکلتا ہے)

اور عطار بن ابی رباح نے حضرت جابرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ حج کو عمرہ کرڈالیں اور (بیت اللہ کا اور صفا و مروہ کا) طواف کر کے بال کترائیں اور حلال ہو جائیں۔

۱۶۸۵ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ بنُ اِبْراهِيمَ عن جَرِيْرٍ عن اِسْمَاعِيْلَ عن عبدِ اللهِ بنِ اَبِي اَوْفَى قال اعْتَمَرَ رَسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فلمَّا دَخَلَ

مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ فَأَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَأَتَيْنَا هُمَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَرْمِيَهُ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لِي أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ فَحَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِيْجَةَ قَالَ بَشِّرُوا لِخَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ وَلَا نَصَبَ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا جب آپ مکہ پہونچے تو طواف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا پھر آپ ﷺ صفا و مروہ پر تشریف لے گئے ہم بھی آپ کے ساتھ صفا و مروہ پر گئے اور ہم مکہ والوں سے آپ پر آڑ کئے ہوئے تھے کہ کوئی مکہ والا (کافر) آپ کو تیر مارے، میرے ایک ساتھی نے عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر بھی گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا نہیں پھر اس نے کہا اچھا بیان کرو کہ آپ نے حضرت خدیجہؓ کے لئے کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا یہ فرمایا کہ خدیجہؓ کو بہشت میں ایک گھر کی خوشخبری دو جو خولدار موتی کا ہے نہ اس میں شور وغل ہے اور نہ کوئی تکلیف۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۱۔

۱۶۸۶﴿ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ﴾

ترجمہ | عمرو بن دینار نے کہا کہ ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ اگر ایک شخص عمرے میں بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کا طواف (یعنی سعی) نہ کرے تو کیا وہ اپنی عورت سے صحبت کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ سے) مکہ تشریف لائے بیت اللہ کا طواف کیا سات بار اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا و مروہ کا طواف (یعنی سعی) کیا سات مرتبہ اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نمونہ، عمل ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا ہم نے جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا انہوں نے کہا اپنی عورت سے صحبت نہیں کر سکتا جب تک صفا و مروہ کا طواف (یعنی سعی) نہ کر لے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان المعتمر لايحل حتى يطوف بين الصفا والمروة سبعاً بعد ما طاف بالبيت سبعاً".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۱، ومر الحديث ص۵۷ وص۲۲۰ وص۲۲۳۔

۱۶۸۷﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ عن طارِقِ بنِ شِهابٍ عن اَبِى مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قال قَدِمتُ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِالْبَطْحَاءِ وهو مُنِيخٌ فقال اَحَجَجْتَ قلتُ نَعَمْ قال بِمَا اَهْلَلْتَ قلتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلالٍ كَاِهْلاَلِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اَحْسَنْتَ طُفْ بالبَيْتِ وَبِالصَّفا وَالْمَرْوَةِ ثمَّ اَحِلَّ فطُفتُ بِالبَيْتِ وبِالصَّفا وَالمَرْوَةِ ثمّ اَتَيْتُ امرَاَةً مِن قَيْسٍ ففَلَتْ رَاْسِى ثمَّ اَهْلَلْتُ بِالحَجِّ فكُنْتُ اُفْتِى بِه حتى كانَ فى خِلاَفَةِ عُمَرَ فقال اِنْ اَخذْنَا بِكِتابِ اللّٰه فاِنَّه يَامُرُنا بالتَّمامِ وَاِن اَخذنَا بِقولِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فاِنَّه لَمْ يَحِلَّ حتى يَبْلُغَ الهَدْىُ مَحِلَّهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا میں حاضر ہوا آپؐ وہاں اترے ہوئے تھے آپؐ نے پوچھا کیا تو حج کے ارادے سے آیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپؐ نے فرمایا تو نے لبیک میں کیا کہا میں نے کہا لبیک اسی احرام کا جو احرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا آپؐ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اب بیت اللہ اور صفا ومروہ کا طواف کرلے اور احرام کھول ڈال میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا ومروہ کی (سعی کی) پھر قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا اور میں لوگوں کو اسی طرح کرنے کا فتوئی دیتا تھا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے فرمایا اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو وہ ہمیں حج اور عمرہ پورا کرنے کا حکم دیتی ہے اور اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو لیں تو آپؐ نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہونچ گئی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "طف بالبيت وبالصفا والمروة ثم اَحِل"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۱ مر الحديث ص۲۱۱، وص۲۱۲، وص۶۲۳، وص۶۳۱۔

۱۶۸۸﴿ حَدَّثَنا اَحْمَدُ حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ اَخبَرَنا عَمْرٌو عن اَبِى الْاَسْوَدِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى اَسماءَ بِنتِ اَبِى بَكْرٍ حَدَّثَه اَنَّهٗ كانَ يَسْمَعُ اَسْماءَ تقولُ كُلَّما مَرَّتْ بالحَجُونِ صَلَّى اللّٰه علٰى رَسُولِه لَقَد نَزَلْنا مَعَهٗ هٰهُنا ونَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفافٌ قَلِيلٌ ظَهرُنا قَلِيْلَةٌ اَزْوَادُنا فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُختِى عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلانٌ فلمَّا مَسَحْنَا

الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ﴾

ترجمہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے مولی (غلام) نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت اسماء کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب وہ حجون پہاڑ پر سے گذرتیں تو یہ کہتیں "اللہ اپنے رسول پر رحمت نازل فرمائے ہم ان کے ساتھ اس جگہ اترے ان دنوں ہم ہلکے پھلکے تھے ہمارے پاس سواریاں کم تھیں اور توشے بھی کم تھے تو میں اور میری بہن عائشہؓ اور زبیر اور فلاں فلاں نے عمرہ کیا ہم نے جب بیت اللہ کو چھولیا (یعنی طواف کرلیا) تو احرام سے نکل گئے اس کے بعد شام کو حج کا احرام باندھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلما مسحنا البيت احللنا".

یعنی جب ہم نے بیت اللہ کا طواف کرلیا تو ہم حلال ہوگئے احرام سے نکل گئے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۴۱ تا ۲۴۲، ومر مختصراً ص۲۲۲، ومسلم في الحج.

مقصد امام بخاریؒ اس باب کے تحت چار احادیث لائے ہیں اور مسئلہ مختلف فیہ تھا اس لئے بخاریؒ نے دونوں طرح کی حدیث پیش کردیں اور اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا۔ اصل مسئلہ عندالجمہور یہ ہے جو علامہ ابن بطالؒ سے منقول ہے کہ میں علماء کا اختلاف اس باب میں نہیں جانتا کہ عمرہ کرنے والا اس وقت حلال ہوتا ہے جب طواف وسعی سے فارغ ہوجائے جیسا کہ باب کی پہلی اور دوسری اور تیسری حدیث سے واضح ہے اور آج تو اسی پر اجماع ہے۔

صرف حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ صرف طواف کرنے سے حلال ہوجاتا ہے یہی اسحاق بن راہویہ شیخ بخاریؒ کا مسلک ہے بخاریؒ نے اس آخری حدیث کو لاکر ان کے مسلک کی طرف اشارہ کردیا ہے مگر اگر یہ کہدیا جائے کہ سعی بین الصفا والمروہ توابع میں سے ہے متبوع کے ذکر پر اکتفا کرلیا ہے فلا اشکال۔ بعض حضرات سے تو یہ منقول ہے کہ عمرہ کرنے والا جہاں حرم میں پہنچا وہ حلال ہوگیا گو طواف وسعی نہ کرے۔ كما نقله قاضی عیاضؒ. واللہ اعلم

﴿بَابُ [۱۱۲۴] مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ﴾

جب کوئی حج یا عمرے یا غزوہ سے واپس لوٹے تو کیا پڑھے؟

۱۶۸۹﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ

لاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُونَ تائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰه وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ سے یا حج سے یا عمرے سے واپس لوٹتے تو ہر چڑھائی پر تین تکبیریں (تین بار اللہ اکبر) کہتے پھر فرماتے ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (سفر سے) لوٹ رہے ہیں توبہ کر رہے ہیں اپنے مالک کی عبادت کر رہے ہیں سجدہ کر رہے ہیں اپنے پروردگار کی حمد کر رہے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا اس نے کافروں کی فوجوں کو شکست دی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا قفل من غزو او حج الیٰ آخرہ۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۲، ویاتی الحدیث ص ۴۲۰، و ص ۴۳۳، وفی المغازی ص ۵۹۰، و ص ۹۴۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ جب حج یا عمرہ کے سفر سے واپس ہونے لگے تو ان کلمات مبارکہ کو (جو حدیث پاک میں مذکور ہیں) پڑھے، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث پر ص ۹۴۴ میں ترجمہ قائم کیا ہے "ما يقول اذا اراد سفراً او رجع"

﴿ بَابُ ۱۱۲۵ اسْتِقْبَالِ الحَاجِّ القَادِمِيْنَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ ﴾

آنے والے حاجیوں کا استقبال کرنا (یعنی جو لوگ حج کیلئے مکہ آئیں انکا استقبال کرنا)

اور تین آدمیوں کو ایک جانور پر سوار کرنا۔

۱۶۹۰﴿ حَدَّثَنا مُعَلَّى بنُ اَسَدٍ حَدَّثَنا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنا خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال لَمَّا قَدِمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ اُغَيْلِمَةُ بَنِى عبدِ المُطَّلِب فحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخرَ خَلْفَهُ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے بچوں نے آپؐ کا استقبال کیا پھر آپؐ نے ایک کو اپنے سامنے اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة : ترجمۃ الباب دو اجزاء پر مشتمل ہے اور الثلاثہ کا عطف

استقبال پر ہے ترجمۃ الباب کے دونوں اجزاء کی مطابقت حدیث سے ظاہر ہے۔
(ترجمہ میں: القادمين بالجمع صفة للحاج لان الحاج فى معنى الجمع).

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۲، وياتى الحديث ص۸۸۲، ص۸۸۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے ظاہر ہے کہ حاجی کا استقبال جائز ہے (۲) اگر سواری کا جانور طاقتور ہے جیسے اونٹ وغیرہ تو تین آدمی کا سوار ہونا جائز ہے۔

تشریح | "اغيلمة" بضم الهمزة وفتح الغين المعجمة تصغیر غِلمة اور غِلمة غلام بمعنی نوجوان کی جمع ہے۔

﴿ بابُ ۱۱۲۶ القُدُومِ بالغَداةِ ﴾

مسافر کا صبح کو گھر آنا

۱۶۹۱﴿ حَدَّثَنا اَحْمَدُ بْنُ الحَجَّاجِ حَدَّثَنا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ كانَ اِذَا خَرَجَ اِلَى مَكَّةَ يُصَلِّى فى مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَاِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِى الحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الوَادِى وَباتَ حتى يُصْبِحَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (مدینہ سے) مکہ روانہ ہوتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھا کرتے (یہ درخت ذوالحلیفہ کے قریب تھا آپؐ اسی راستہ مکہ تشریف لے جاتے) اور جب (مکہ سے) لوٹ کر آتے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے نشیب میں نماز پڑھتے پھر رات کو صبح تک وہیں رہ جاتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة" اسلئے کہ ذوالحلیفہ میں رات گذار کر صبح کو گھر آتے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۲، ومر الحديث ص۲۰۷۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد آداب سفر کو بیان کرنا ہے مذکور ہو چکا ہے۔
ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد پنجم کا باب ۶، ۹۷۔

﴿ بابُ ۱۱۲۷ الدُّخول بِالعَشِىِّ ﴾

شام کو (یعنی دوپہر کے بعد) گھر آنا

۱۶۹۲﴿ حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن اِسْحَاقَ بْنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِى

طَلْحَةَ عن اَنَسٍ قال كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لا يَطْرُقُ اَهْلَه لَيْلا كانَ لا يَدْخلُ اِلاَّ غُدْوَةً اَوْ عَشِيَّةً ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سفر سے واپسی میں) رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہیں آتے تے آپؐ صبح کو آتے یا شام کو زوال سے لیکر غروب تک۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "او عشيّة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۲، واخرجه مسلم فى الجهاد والنسائى فى عشرة النساء.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ آپؐ رات کو گھر نہیں جاتے بس صبح کو یا شام کو تاکہ گھر والی اپنے آپ کو کنگھی وغیرہ سے سنوارے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ ۱۱۲۸ لا يَطْرُقُ اَهْلَهُ اِذَا بَلَغَ الْمَدِيْنَةَ ﴾

جب آدمی اپنے شہر میں آئے تو رات کو گھر میں نہ جائے

۱۶۹۳﴿ حَدَّثَنا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مُحَارِبٍ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللّهِ قال نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ يَطْرُقَ اَهْلَهُ لَيْلاً ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر سے) اپنے اہل کے پاس رات میں آنے سے منع فرمایا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۲، ويأتى الحديث ص ۷۸۸، مسلم فى الجهاد والنسائى فى عشرة النساء.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد باب سے بالکل ظاہر ہے کہ رات کے وقت گھر نہ جائے معلوم نہیں کہ کس حال میں سوئی ہوئی ہے البتہ دن کے وقت صبح یا شام کو جائے۔

اور یہ ممانعت مکروہ تنزیہی ہے ناجائز و حرام نہیں ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ ۱۱۲۹ مَنْ اَسْرَعَ نَاقَتَهُ اِذَا بَلَغَ الْمَدِيْنَةَ ﴾

جب مدینہ طیبہ پہنچے تو اپنی سواری تیز کردے

۱۶۹۴﴿ حَدَّثَنا سَعِيْدُ بْنُ اَبِى مَرْيَمَ اَخْبَرَنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِى حُمَيْدٌ اَنَّه سَمِعَ

اَنَسًا يقولُ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِذَا قدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَاَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ نَاقَتَه وَاِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور مدینہ منورہ کی چڑھائیاں (بلند راستے) دیکھتے تو اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے اور اگر کوئی جانور ہوتا تو اسے ایڑ لگاتے۔

(بعض روایتوں میں دوحات ہے یعنی مدینہ کے درخت اور بعض روایت میں جدرات ہے یعنی مدینہ منورہ کی دیواریں۔ (کما یاتی متصلاً)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اوضع ناقته"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۴۲، ویاتی ص۲۴۲ و ص۲۵۳۔

۱۶۹۵﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قال حَدَّثَنَا عَنْ اِسْمَاعِيْلُ حُمَيْدٍ عن اَنَسٍ قال جُدُرَاتٍ تَابَعَه الحارثُ بنُ عُمَيْرٍ وَزَادَ الحارِثُ بنُ عُمَيْرٍ عن حُمَيْدٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا ﴾

ترجمہ حمید طویل نے حضرت انسؓ سے یہی روایت کی اس میں بجائے درجات کے جدرات ہیں (جیسا کہ سابق حدیث کے تحت مذکور ہوا) اسماعیل کی طرح حارث بن عمیر نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ یہ سابق حدیث ہے دوسری سند سے۔

﴿ باب ۱۱۳۰ قولِ اللهِ تعالیٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) اور اپنے گھروں میں اسکے دروازوں سے داخل ہو

۱۶۹۶﴿ حَدَّثَنَا اَبُوا الوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن اَبِى اِسْحَاق قال سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ نَزَلَتْ هذِهِ الآيَةُ فِيْنَا كانتِ الاَنْصَارُ اِذَا حَجُّوا فَجَاءُوْا لَمْ يَدْخُلُوا مِنْ قِبَلِ اَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَلٰكِن مِن ظُهُوْرِهَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الاَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بابه فَكَاَنَّه عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ "لَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ﴾

ترجمہ ابو اسحاقؒ نے کہا کہ میں نے حضرت براءؓ سے سنا وہ فرماتے تھے یہ آیت ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے انصار جب حج کر کے واپس آتے تو اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہیں ہوتے بلکہ گھروں کی پشت کی طرف سے داخل ہوتے انصار کے ایک صاحب آئے اور گھر کے دروازے کی طرف سے داخل ہو گئے تو اس

وجہ سے اس پر طعن کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نیکی یہ نہیں کہ تم گھروں میں پشت کی طرف سے آؤ، لیکن نیکی تو اس کی ہے جو اللہ سے ڈرے اور گھروں میں اس کے دروازوں سے آؤ۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۲ ويأتي في التفسير ص ۶۴۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد آیت کریمہ کا شان نزول بیان کرنا ہے۔

﴿ باب ۱۱۳۱ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ العَذَابِ ﴾

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے

۱۶۹۷﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عن اَبِي صَالِحٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَؓ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُم طعَامَه وَشَرَابَهُ وَنَومَهُ فاِذَا قَضٰى نَهْمَتَه فلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر بھی عذاب کا ایک ٹکڑا ہے (عذاب کا ایک جز ہے) تمہیں کھانے، پینے اور سونے سے روک دیتا ہے اس لیے جب آدمی اپنا کام پورا کر لے تو (سفر سے) جلدی سے اپنے گھر والوں میں لوٹ آئے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة . اس لیے کہ ترجمہ حدیث پاک کا ایک جز ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۲ تا ۲۴۳ ويأتي ص ۴۲۱، وص ۸۱۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنے کام یعنی حج وعمرہ سے فارغ ہو اپنے گھر روانہ ہونے میں جلدی کرے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۱۳۲ المُسَافِرِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ يُعَجِّلُ اِلٰى اَهْلِهِ ﴾

مسافر جب جلد چلنے کی کوشش کر رہا ہو اور اپنے گھر میں جلدی پہنچنا چاہے (تو کیا کرے؟)

۱۶۹۸﴿ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا محمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِي زَيْدُ بنُ اَسْلَمَ عن اَبِيهِ قال كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ بطَرِيْقِ مَكَّةَ فبَلَغَهُ عن صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجعٍ فاَسْرَعَ السَّيْرَ حتى كانَ بعدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فصَلَّى المَغرِبَ

وَالعَتمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثم قال اِنى رَاَيتُ النبىّ صلى الله عليه وسلم اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيرُ اَخَّرَ المَغرب وَجَمَعَ بَيْنَهُما ﴾

ترجمہ | اسلمؒ نے بیان کیا کہ میں مکہ کے راستے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا ان کو صفیہ بنت عبید (اپنی بیوی) کی سخت بیماری کی خبر پہنچی تو وہ بہت تیز چلے یہاں تک کہ جب شفق غروب ہونے لگا تو سواری سے اترے اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھا پھر فرمانے لگے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ کو جلد چلنے کی ضرورت ہوتی تو مغرب کی نماز میں دیر کرتے اور مغرب وعشاء ملا کر پڑھ لیتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اِذَا جدّ به السير الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۳ و مر الحديث ص ۱۴۸، وص ۱۴۹ و ياتى ص ۴۲۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی سخت ضرورت کی وجہ سے جلدی چلنا منظور ہو تو جمع بین الصلوتین (جمع صوری کر لے) کیونکہ روایت مذکورہ فی الباب میں جمع صوری کی صراحت بھی ہے اور وضاحت بھی۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰنِ الرَّحِيم

﴿ بَابُ ۱۱۳۳ المُحْصَرِ وَجزاءِ الصَّيْدِ ﴾

وَقولُهُ تعالىٰ "فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الهَدْيِ وَلاَ تَحْلِقُوا رُؤُسَكُمْ حتّى يَبْلُغَ الهَدْىُ مَحِلَّهُ" وقال عطاءٌ الاِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَحْبِسُهُ قال اَبُو عبدِ اللّه حَصُورًا لاَ يَاْتِى النِّسَاء.

محصر (جو محرِم راستے میں روک دیا جائے) اور شکار کی جزا کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) پھر اگر تم روک دیئے جاؤ تو جو قربانی کا جانور میسر ہو وہ قربانی کرو اور اپنا سر اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ اور عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا کہ احصار من کل شئ ہے یعنی ہر وہ چیز جو روک دے ابو عبداللہ یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ حصور وہ جو عورتوں کے قریب نہ جائے۔

(یعنی سورہ آل عمران میں جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں حَصوراً کا لفظ آیا ہے بخاریؒ نے اس کی تفسیر کر دی چونکہ حصور اور احصار کا مادہ ایک ہی ہے اس مناسبت سے تفسیر کر دی)

تشریح | "محصر" بضم الميم وسكون الحاء وفتح الصاد المهملتين آخره راء (قس) باب افعال سے اسم مفعول ہے۔ أى الممنوع من الحج او العمرة .

احصار میں اختلاف علماء یہ مذکور ہو چکا ہے کہ احصار کے لغوی معنی روکدینے کے ہیں، یعنی کسی کو کسی کام سے روکدینا۔ یہاں شرعی معنی یہ ہیں کہ محرم جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہے اس کو روکدینا اس میں اختلاف ہے کہ احصار کس کس شے سے معتبر ہوگا۔ یہاں عطاء بن ابی رباح کا قول نقل کیا گیا ہے کہ من کل شیء یعنی روکنے والی چیز دشمن ہو کہ راستہ روکدے یا قید کردے یا مرض ہو کہ آگے بڑھے گا تو مرض شدید ہو جائے گا یا مر جائے گا یہ محصر کہلائے گا یہی حنفیہ کا مسلک ہے۔ نیز امام بخاریؒ کا بھی اسی طرف میلان ہے گویا بخاریؒ نے حنفیہ کی تائید وموافقت کی ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یختص الاحصار بالعدو یعنی صرف دشمن کا احصار معتبر ہے اس کے علاوہ مرض وغیرہ سے اگر رکاوٹ ہوئی تو وہ احصار شرعی نہیں ہے۔

محصر کا حکم محصر جہاں روکا جائے وہیں سے قربانی کا جانور حرم میں بھیج دے اور ہدی لے جانے والے سے قربانی کا وقت مقرر کرلے کہ دسویں یا گیارہویں یا بارہویں کے دن چار بجے قربانی کرنا اب چار بجے کے بعد حلق یا قصر کر کے حلال ہو جائے یعنی احرام سے باہر ہو گیا۔

اگر محصر محرم بالعمرہ ہو تو عند الحنفیہ اس عمرہ کی قضا واجب ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک قضا واجب نہیں حنفیہ کی دلیل حضور اقدس ﷺ کا عمرۃ القضا ہے جو اس نام سے مشہور ہے۔ مزید تفصیل آئے گی۔ انشاء اللہ

﴿ بَابٌ (۱۱۳۴) اِذَا اُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ ﴾

جب عمرہ کرنے والا روکا جائے؟

۱۶۹۹﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فى الفِتْنَةِ قال اِنْ صُدِدْتُ عَنِ البَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عامَ الحُدَيْبِيَةِ ﴾

ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فتنہ وفساد کے وقت (یعنی حجاج ظالم کے زمانہ میں) عمرہ کرنے کے لیے مکہ کی طرف نکلے تو فرمایا اگر میں بیت اللہ جانے سے روکا گیا تو میں ویسا ہی کروں گا جیسا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ نے عمرے کا احرام باندھا اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمرے کا احرام باندھا تھا جس سال حدیبیہ میں روکے گئے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان ابن عمرؓ صنع فی عمرته کما صنع رسول الله صلی الله علیه وسلم عام الحديبية وهی سنة ست .

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۴۳ ومر الحديث ص ۲۲۱، وص ۲۲۲، و ۲۲۹، وص ۲۳۱، وص ۲۴۳، ویاتی ص ۲۴۳، وص ۲۴۴، وص ۶۰۱، ومسلم فی الحج۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں تحلل بالا حصار حاجی یعنی حج کا احرام باندھ کر مکہ روانہ ہوا اور راستہ میں روک دیا جائے کے ساتھ خاص ہے معتمر یعنی عمرہ کرنے والوں کے لیے ایسا نہیں ہے بلکہ معتمر اپنے احرام پر رہے گا حلال نہیں ہوگا کیونکہ عمرہ کا وقت پورا سال ہے، بخلاف حج کے اس کا وقت محدود اور متعین ہے۔ واضح رہے کہ ائمہ اربعہ متبوعین میں سے کسی کی طرف اس قول کی نسبت صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۱۷۰۰﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمَّدِ بنِ اَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عن نافعٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰهِ وَسَالِمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا كَلَّمَا عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ لَيَالِيَ نَزَلَ الجَيْشُ بِابنِ الزُّبَيْرِ فقالا لا يَضُرُّكَ اَلَّا تَحُجَّ العَامَ اِنَّا نَخافُ اَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ البَيْتِ فقال خَرَجْنَا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فحالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ البَيْتِ فنَحَرَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَاْسَهُ واُشْهِدُكُمْ اَنِّي قد اَوْجَبْتُ عُمْرَةً اِنْ شاءَ اللّٰهُ اَنْطَلِقُ فاِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ البَيْتِ طُفْتُ وَاِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كما فَعَلَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَاَنَا مَعَهُ فَاَهَلَّ بالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قالَ اِنَّما شَاْنُهُمَا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلم يَحِلَّ مِنْهُمَا حتّٰى حَلَّ يومَ يَدْخُلُ مَكَّةَ ﴾

ترجمہ عبید اللہ بن عبد اللہ اور سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ان دونوں نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس زمانے میں گفتگو کی جب حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر حجاج کا لشکر آیا تو ان دونوں نے کہا اس سال حج نہ کرو تو کوئی نقصان نہیں ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں آپ بیت سے روک نہ دیئے جائیں تو انھوں نے کہا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو قریش کے کافروں نے بیت اللہ جانے سے روکا آخر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کا نحر کیا اور سر منڈا لیا، عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا میں تم کو گواہ بناتا ہوں میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا اگر خدا کو منظور ہے تو میں چلتا ہوں پھر

اگر کسی نے بیت اللہ سے نہ روکا تب تو میں طواف کرلوں گا، اور اگر مجھ کو بیت اللہ سے روکا گیا تو میں ویسا ہی کروں گا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا چنانچہ ذوالحلیفہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا پھر تھوڑی دیر چلے پھر کہنے لگے حج اور عمرہ دونوں کا حال یکساں ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج کو بھی واجب کرلیا ہے پھر ان کا احرام دسویں تاریخ ہی کو کھلا وہ قربانی لے گئے تھے اور فرماتے تھے (پورا) احرام اس وقت کھلتا ہے جب مکہ میں جا کر ایک طواف یعنی طواف زیارت کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "وان حيل بيني و بينه فعلت كما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم حل من عمرته حتى انه نحر هديه وحلق فدل ان المعتمر اذا احصر يحل كما يحل الحاج اذا احصر.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۳ و مر الحديث ص ۲۲۱ تا ۲۲۲، وص ۲۲۲، وص ۲۲۹، وص ۲۳۱، وص ۲۳۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۴، وص ۶۰۱، وص ۶۰۱، وص ۶۰۱۔

۱۷۰۱﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عن نافِعٍ اَنَّ بَعْضَ بنى عبدِ اللّٰهِ قال لَهُ لو اَقَمْتَ بِهٰذا ﴾

ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بعض بیٹوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ اس سال آپ ٹھہر جائیے تو اچھا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة هذا وجه آخر فى الحديث السابق

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۳ و مر الحديث آنفًا ص ۲۴۳ وياتى ص ۶۰۱ ////۔

۱۷۰۲﴿ حَدَّثَنا محمَّدٌ قال حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ صالِحٍ حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ سَلَّامٍ. حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ اَبِى كَثِيرٍ عن عِكْرِمَةَ قال فقالَ ابنُ عبَّاسٍ قد اُحْصِرَ رسولُ اللّٰه ﷺ فحَلَقَ رَاْسَهٗ وَجَامَعَ نِسَاءَهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ حتى اعْتَمَرَ عامًا قابلاً ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیبیہ کے سال عمرہ کرنے سے) روک دیئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈایا اور اپنی عورتوں سے صحبت کی اور اپنی قربانی کو نحر کیا پھر سال آئندہ (دوسرا) عمرہ کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قد احصر رسول الله ﷺ الى آخره"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۴۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات پر رد کرنا ہے جو تحلل بالا حصار حاجی کے ساتھ خاص کرتے ہیں بخاریؒ نے روایت پیش کر کے ان پر رد کر دیا کہ ۶ ہجری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معتمر تھے اور جب کفار قریش نے روک دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی بھی کی اور سر منڈا کر حلال ہوئے۔ واللہ اعلم

﴿بَابُ ۱۱۳۵ الاِحْصَارِ فِی الْحَجِّ﴾

حج میں احصار کا بیان (حج سے روکے جانے کا بیان)

۱۷۰۳﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَالِمٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ اَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم اِنْ حُبِسَ اَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِي اَوْ يَصُومُ اِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وعن عبدِ اللّٰه قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ ﴾

ترجمہ | سالم نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے اگر تم میں سے کوئی حج سے روکا جائے تو کیا تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں ہے؟ (کہ آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرے) بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر لے پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے پھر آئندہ سال حج کرے اور جانور قربانی کرے یا روزہ رکھے اگر قربانی کا جانور نہ پائے، اور عبداللہ بن مبارک نے کہا انھوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی زہری سے انھوں نے کہا ہم سے سالم نے بیان کیا عبداللہ بن عمرؓ سے اسی طرح۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ان حبس احدکم عن الحج" والحبس من الحج ھو الاحصار.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۴۲ ومر الحدیث ص ۲۲۱، وص ۲۲۲، وص ۲۲۹، وص ۲۳۱، وص ۲۳۳ ویاتی ص ۲۴۳، وص ۲۴۴، وص ۶۰۱، وص ۶۰۱، وص ۶۰۱۔

مقصد | قال ابن المنیر فی الحاشیۃ اشار البخاری الی ان الاحصار فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ (فتح) یعنی امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں احصار صرف عمرہ میں واقع ہوا ہے تو علماء نے اس پر حج کو قیاس کر لیا ہے۔

باب ۱۱۳۶ النَّحرِ قَبلَ الحَلْقِ فی الحَصْرِ

ای هذا باب فی بیان جواز النحر قبل الحلق فی حال الحصر (عمده)

یعنی جب آدمی روکدیا جائے تو پہلے قربانی نحر کر کے سر منڈائے تو جائز ہے

۱۷۰۴ حَدَّثَنا مَحْمُودٌ حَدَّثَنا عبدُ الرَّزَّاقِ اَخبَرَنا مَعْمَرٌ عنِ الزُّهرِیِّ عن عُروَةَ عنِ المِسْوَرِ اَنَّ رسولَ اللّٰه ﷺ نَحَرَ قَبلَ اَن یَحلِقَ وَاَمَرَ اَصحَابَه بِذٰلِكَ

ترجمہ | حضرت مسورؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے سے پہلے قربانی کی اور اپنے اصحاب کو اس کا حکم دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۴۳ ومر الحدیث ص ۲۲۹، ویاتی ص ۳۷۴، وص ۳۷۷، وص ۵۹۸، وص ۶۰۰۔

۱۷۰۵ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ عبدِ الرَّحِیمِ اَخبَرَنَا اَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الوَلِیدِ عن عُمَرَ بنِ محمَّدٍ العُمَرِیِّ قال وَحَدَّثَ نافِعٌ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ وَسالِمًا کَلَّمَا عبدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فقال خَرَجْنَا مَعَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم مُعْتَمِرِینَ فحالَ کُفَّارُ قُرَیْشٍ دُونَ الْبَیْتِ فَنَحَرَ رَسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم بُدْنَهُ وَحَلَقَ رَاْسَهُ

ترجمہ | عمر بن محمد عمری نے کہا اور نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر اور سالم بن عبداللہ دونوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بات کی (کہ امسال حج کو نہ جایئے) تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کی نیت سے نکلے تو قریش کے کافروں نے ہم کو بیت اللہ جانے سے روک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور اپنا سر منڈالیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فنحر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بُدنه وحلق راسه"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۴۳ ومر الحدیث ص ۲۲۱، وص ۲۲۲، وص ۲۲۹، وص ۲۳۱، وص ۲۳۳، ویاتی ص ۲۴۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۴، وص ۶۰۱، وص ۶۰۱۔

مقصد | مقصد باب کے تحت گذر چکا ہے کہ احصار کی حالت میں پہلے قربانی نحر کر کے سر منڈائے اس سے معلوم

ہوا کہ محصر پر قربانی ہے وقال المالکیه لا هدی علیه اذا تحلل ۔ دسویں ذی الحجہ کے اعمال اربعہ کے ترتیب میں ائمہ کا اختلاف گذر چکا ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۱۳۷ مَنْ قالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ ﴾

وَقال رَوْحٌ عن شِبْلٍ عنِ ابنِ اَبِي نَجِيحٍ عن مجاهدٍ عنِ ابنِ عباسٍ اِنّما البَدَلُ علٰی مَنْ نَقَضَ حَجَّهُ بِالتَّلَذُّذِ فَاَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَاِنَّه يَحِلُّ وَلاَ يَرْجِعُ وَاِنْ كانَ مَعَهُ هَدْىٌ وهو محصر نَحَرَهُ اِنْ كانَ لاَ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَبْعَثَ به وَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حتى يَبْلُغَ الهَدْىُ مَحِلَّهُ وَقال مَالِكٌ وَغَيْرُه يَنْحَرُ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ فى اَىِّ مَوضعٍ كانَ ولا قَضاءَ عَلَيْهِ لِاَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم وَاَصْحَابَه بِالحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوا وَحَلَقُوا وَحَلّوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوافِ وَقَبْلَ اَن يَصِلَ الهَدْىُ اِلَى البَيْتِ ثُمّ لم يُذْكَر اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم اَمَرَ اَحَدًا اَن يَقْضِىَ شَيْئًا وَلاَ يَعُودُوا لَهُ وَالحُدَيْبِيَةُ خارِجٌ مِنَ الحَرَمِ.

اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے محصر پر کوئی بدل (یعنی قضا) لازم نہیں

اور روح بن عبادہ نے شبل ابن عباد سے انھوں نے عبداللہ بن ابی نجیح سے انھوں نے مجاہد سے انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی انھوں نے فرمایا تھا بیشک بدل یعنی قضا اس پر لازم ہے جو عورت سے صحبت کر کے اپنا حج توڑ دے۔ لیکن جس کو کوئی عذر ہو جائے دشمن روکے یا اور کچھ (مثلاً بیماری) تو احرام کھول ڈالے اور قضا نہ کرے اور اگر اس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) ہو اور وہ محصر ہے (یعنی قربانی کا جانور حرم نہ بھیج سکے) تو وہیں نحر کر دے اور اگر حرم تک بھیج سکتا ہے تو جب تک قربانی وہاں نہ پہنچ جائے تو احرام نہ کھولے اور امام مالکؒ وغیرہ نے کہا جب وہ محصر (رُکا ہوا) ہے تو جہاں کہیں چاہے وہیں قربانی نحر کر دے اور سر منڈا لے اور اس پر قضا لازم نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے اصحاب نے حدیبیہ میں نحر کیا اور وہیں سر منڈایا اس سے پہلے کہ طواف کریں اور قربانی بیت اللہ پہنچے پھر کسی روایت میں اس کا ذکر نہیں کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے کسی کو قضا کا حکم دیا ہو یا اعادہ کا حکم دیا ہو اور حدیبیہ حرم سے باہر تھی۔

اختلاف ائمہ اس میں اختلاف ہے کہ محصر اپنی ہدی کہاں ذبح کرائے امام اعظمؒ کے نزدیک حرم کے اندر اور ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک حرم میں ضروری نہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے اندر

ذبح فرمایا اور حدیبیہ حل میں ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ نصف حل میں ہے اور نصف حرم میں ہے چنانچہ آج کل تحقیق بھی یہی ہے کہ ابن سعود نے جو اطراف مکہ حرم کی حد کے نشانات لگائے ہیں تو وہ مسجد حدیبیہ سے چند قدم دور پر ہے یعنی مسجد حدیبیہ حرم کے اندر ہے اور یہ مسجد اس جگہ پر بنی ہے جہاں پر سرکار دو عالم ﷺ کا خیمہ تھا یہ دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے حرم کے اندر ذبح فرمایا۔ واللہ اعلم۔

وقال مالك وغيره الخ اور امام مالکؒ وغیرہ نے کہا جب وہ رک جائے تو جہاں کہیں چاہے وہیں نحر کر دے اور سر منڈوالے اور اس پر قضا لازم نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے حدیبیہ میں نحر کیا اور وہیں سر منڈایا اس سے پہلے کہ وہ طواف کریں اور قربانی بیت اللہ پہونچے پھر کسی روایت میں اس کا ذکر نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کسی کو قضا کرنے کا حکم دیا اور نہ اس کے اعادہ کا حکم دیا اور حدیبیہ حرم سے باہر ہے۔

۱۷۰۶﴿ حَدَّثَنا اِسْمَاعِيلُ قال حَدَّثَنِي مالِكٌ عن نافِعٍ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ قال حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فى الفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ البَيْتِ صَنَعْنَا كما صَنَعْنَا مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ النبىَّ صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عامَ الحُدَيْبِيَّةِ ثُمَّ اِنَّ عبدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ نَظَرَ فى اَمْرِه فقال ما اَمْرُهُما اِلَّا وَاحِدٌ فالتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابه فقال مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قد اَوْجَبْتُ الحَجَّ مَعَ العُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَاٰى اَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِئًا عنه وَاَهْدٰى ﴾

ترجمہ نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب فساد کے وقت (حجاج کے زمانہ میں) عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا کہ اگر میں بیت اللہ جانے سے روکا گیا تو ہم ایسا ہی کریں گے جیسے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ نے عمرہ کا احرام باندھا اس خیال سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیبیہ کے سال صرف عمرے کا احرام باندھا تھا پھر عبداللہ بن عمرؓ نے سوچا اور فرمایا عمرہ اور حج دونوں کا معاملہ یکساں ہے اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا عمرہ اور حج دونوں کا معاملہ یکساں ہے میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کو بھی اپنے اوپر واجب کر لیا پھر دونوں کے لیے ایک طواف کیا اور اس کو کافی سمجھا اور قربانی بھی ساتھ لے گئے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة مضمون حدیث سے ظاہر ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ حدیبیہ کا واقعہ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ میں کفار قریش

نے روکدیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو اس عمرہ کے قضا کا حکم دیا ہو اس سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اخذ کرلیا کہ محصر پر بدل یعنی قضا لازم نہیں اور یہی ترجمۃ الباب ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۴۴ مر الحدیث ص ۲۲۱، وص ۲۲۲، وص ۲۲۹، وص ۲۳۱، وص ۲۳۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۳، وص ۲۴۳ ویاتی ص ۶۰۱۔

باب ۱۱۳۸ قولِ اللّٰہ تعالیٰ "فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْ بِہٖ اَذًی مِنْ رَّاْسِہٖ فَفِدْیَۃٌ مِنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُکٍ" وَھُوَ مُخَیَّرٌ فَامَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا اسکو تکلیف ہو سر کی تو اس پر فدیہ یعنی بدلہ لازم ہے روزے یا خیرات یا قربانی۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۶) اور وہ مختار ہے اور روزہ تین دن رکھنا ہے

مختصر تشریح "منکم" میں خطاب محرم کو ہے۔ "مریض" ایسا مرض مراد ہے جس میں سر منڈانے کی احتیاج ہو، اذی من راسہ الخ مثلاً سر میں کوئی زخم ہو یا جوئیں ہوں اور اس تکلیف سے سر منڈ الیا تو اس کے ذمہ فدیہ واجب ہے۔ اس کی تفصیل احادیث سے معلوم ہوگی۔

۱۷۰۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ لَعَلَّکَ آذَاکَ ھَوَامُّکَ ؟ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِحْلِقْ رَاْسَکَ وَصُمْ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّۃَ مَسَاکِیْنَ اَوِ انْسُکْ بِشَاۃٍ

ترجمہ حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے کعب سے فرمایا شاید جوؤں نے تجھ کو تکلیف دے رکھی ہے کعب نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تو اپنا سر منڈا ڈال اور تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری کی قربانی کر۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ای الایۃ الکریمۃ ظاھرۃ.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۴۴ وباقی ص ۲۴۴ وص ۲۴۴ و ۲۴۴ وفی المغازی ص ۵۹۸ وص ۶۰۲ و اخرجہ مسلم فی الحج و ابوداؤد ایضاً فی الحج.

مقصد | امام بخاریؒ نے آیت کریمہ نقل کرنے کے بعد ترجمہ میں یہ اضافہ کیا "وھو مخیر" اس سے مقصد یہ ہے کہ آیت کے اندر او تخییر کیلئے ہے اگر ان اعذار کی وجہ سے محصر ہوا اور اگر بلا عذر قصداً ہوا تو مسئلہ مختلف فیہ ہے

(۲) نیز امام بخاریؒ نے یہ روایت پیش کر کے امام حسن بصریؒ و دیگر تابعین جو دس روزے کہتے ہیں ان پر رد کر دیا یہ حدیث اسی صحفہ پر باختلاف الفاظ مزید تین طریقوں سے آرہی ہے۔

﴿ بَابُ [1139] قولِ اللّٰهِ "اَوْ صَدَقَةٍ" وهی اطعامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْن ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اَوْ صَدَقَةٍ" مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے

(قرآن میں مطلق صدقہ کا ذکر تھا حدیث نے اس کی تفسیر کر دی)

۱۷۰۸ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنا سَيْفٌ قال حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ سَمِعْتُ عبدَ الرَّحْمٰنِ بنَ اَبِي لَيْلٰى اَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهُ قال وَقَفَ عَلَيَّ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَاْسِي يَتَهَافَتُ قَمْلاً فقال اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نعم قال فاحْلِقْ رَاْسَكَ اَوْ احْلِق قال فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِنْ رَاْسِهٖ اِلٰى آخِرِهَا فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صُمْ ثلاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ اَوِ انْسُكْ مِمَّا تَيَسَّرَ ﴾

ترجمہ | حضرت کعب بن عجرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں میرے پاس ٹھہرے اور میرے سر سے جوئیں ٹپ ٹپ گر رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا! کیا جوئیں تم کو تکلیف دے رہی ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا سر منڈا ڈال کعبؓ نے کہا یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی فمن کان منکم مریضاً الخ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین روزے رکھ یا ایک فرق (تین صاع) اناج چھ فقیروں کا تقسیم کر دے یا جو میسر ہو قربانی کر۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "او تصدق بفرق بین ستۃ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۴۴ وباقی ص ۲۴۴۔

مقصد | امام بخاریؒ نے یہ بتا دیا کہ قرآن مجید میں مطلق صدقہ کا ذکر ہے حدیث پاک نے اسکی تفسیر کر دی۔

(۲) ممکن ہے کہ جو حضرات دس مسکین کے قائل ہیں ان پر رد مقصود ہو، واللہ اعلم۔

﴿ باب ۱۱۴۰ الإطعَامُ فِي الفِدْيَةِ نصفُ صَاعٍ ﴾

فدیہ میں ہر مسکین کو نصف صاع (آدھا صاع) غلہ دینا ہے

۱۷۰۹﴿ حَدَّثَنا أبُو الوَلِيْدِ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ الأصْبَهَانِيِّ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ مَعْقِلٍ قال جَلَسْتُ إلى كعبِ بنِ عُجْرَةَ فَسَألْتُه عنِ الفِدْيَةِ فقال نَزَلَتْ فِيَّ خاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عامَّةً حُمِلْتُ إلى رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ علىٰ وَجْهِي فقال ما كُنْتُ أرَى الوَجَعَ بَلَغَ بِكَ ما أرَى أوْ ما كُنْتُ أرَى الجَهْدَ بَلَغَ بِكَ ما أرَى تَجِدُ شاةً فَقُلْتُ لا قال فَصُمْ ثلاثةَ أيامٍ أوْ أطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ ﴾

ترجمہ عبداللہ بن معقل نے کہا کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور میں نے ان سے فدیہ کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ آیت میرے بارے میں خاص کر نازل ہوئی مگر اس کا حکم تم سب کے لئے عام ہے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ تجھے ایسی تکلیف ہے جو میں دیکھ رہا ہوں یا تیری تکلیف اس حد تک پہونچ گئی ہے جیسے میں دیکھ رہا ہوں کیا تجھکو ایک بکری کا مقدور ہے؟ میں نے عرض کیا جی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو اناج دیدے ہر مسکین کو نصف صاع (یعنی گیہوں آدھا صاع اور جو وغیرہ ایک صاع)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لكل مسكين نصف صاع"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۴ و مر آنفاً ص ۲۴۴ ويأتي ص ۵۹۸ وص ۶۰۲ وص ۶۴۸ وص ۸۴۶ وص ۸۵۰ وص ۹۹۲۔

مقصد مسئلہ مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک فدیہ مثل صدقۃ الفطر ہے گیہوں نصف صاع باقی جو، کھجور ایک صاع۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک "لکل مسکین نصف صاع من کل شیء" یعنی گیہوں بھی مثل تمر و شعیر ہے۔ امام بخاری کا مقصد غالباً ائمہ ثلاثہ کی تائید و موافقت ہے واللہ اعلم۔

﴿ بابٌ النُسُكُ شَاةٌ ﴾ ۱۱۴۱

آیت کریمہ "ففدية من صيام او صدقة او نسك" میں نسک سے مراد بکری ہے

۱۷۱۰ ﴿ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ حَدَّثَنا رَوْحٌ حَدَّثَنا شِبْلٌ عِن ابنِ اَبِی نَجِیحٍ عن مُجاهِدٍ حَدَّثَنِی عبدُ الرَّحْمٰنِ بنِ اَبِی لَیْلٰی عن کَعْبِ بنِ عُجْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم رَآهُ وَاَنَّهُ یَسْقُطُ عَلٰی وَجْهِهِ فقال اَیُوذِیْكَ هَوَامُّكَ قال نَعَمْ فَاَمَرَهُ اَنْ یَحلِقَ وَهُوَ بالحُدَیْبِیَّةِ وَلَمْ یَتَبَیَّنْ لَهُمْ اَنَّهُمْ یَحِلّونَ بهَا وَهُمْ عَلٰی طَمَعٍ اَنْ یَدْخُلُوا مَکَّةَ فَاَنْزَلَ اللّٰه الفِدْیَةَ فَاَمَرَهُ رَسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه اَنْ یُطْعِمَ فَرَقًا بَیْنَ سِتَّةٍ اَوْ یُهْدِیَ شَاةً اَوْ یَصُومَ ثلاثَةَ اَیَّامٍ وَ عن محمَّدِ بنِ یُوسُفَ حَدَّثَنا وَرْقَاءُ عنِ ابنِ اَبِی نَجِیحٍ عن مجاهِدٍ قال حَدَّثَنِی عبدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی لَیْلٰی عن کَعْبِ بنِ عُجْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم رَآهُ وَقَمْلُه یَسْقُطُ عَلٰی وَجْهِهِ مِثلَهُ ﴾

ترجمہ | حضرت کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا (ان کے سر میں اس قدر جوئیں ہوگئی تھیں کہ) کہ ان کے چہرے پر گر رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ان جوؤں سے تجھ کو تکلیف ہے؟ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سر منڈانے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے اور صحابہ کرام کو ابھی یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ حدیبیہ ہی میں احرام کھول دیں گے اس لئے کہ صحابہ اس امید پر تھے کہ مکہ میں داخل ہونگے تب اللہ تعالیٰ نے فدیہ کی آیت نازل فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک فرق (تین صاع) اناج چھ فقیروں کو دیدے یا ایک بکری کو قربانی کرے یا تین دن روزے رکھے۔

اور محمد بن یوسف سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم سے ورقاء نے بیان کیا انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے کہا ہم سے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا انہوں نے کعب بن عجرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا درانحالیکہ جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں پھر یہی حدیث بیان کی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "او يهدی شاة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۴ و مر ص۲۴۴ ویاتی ۵۹۸ وص۶۰۲ وص۸۴۶ وص۸۵۰ وص۹۹۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمہ سے ظاہر ہے کہ آیت میں ''نسک'' سے مراد بکری ہے اور اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔

﴿ باب ۱۱۴۲ قولِ اللهِ عزّ وجلّ فلا رَفثَ ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''فلا رفث ولا فسوق ولاجدال فی الحج''

حج میں شہوت کی باتیں نہیں کرنی چاہیئے

(اس آیت میں رفث کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں جماع یا دواعی جماع یعنی ایسی شہوت انگیز باتیں جو جماع پر برانگیختہ کرنے والی ہو)

۱۷۱۱ ﴿ حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ قال سَمِعْتُ اَبَا حازِمٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مَن حَجَّ هٰذَا البَيْتَ فلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّه ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج کرے اور شہوت انگیز کلام نہ کرے اور نہ گناہ کرے تو وہ ایسا پاک وصاف ہو کر لوٹے گا جیسا اس دن تھا جس دن اسکی ماں نے اس کو جنا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله ''فلم يرفث''

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۴ تا ص۲۴۵ و ياتى متصلاً ص ۲۴۵۔

﴿ باب ۱۱۴۳ قولِ اللّٰهِ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فى الحَجِّ ﴾

حج میں گناہ اور جھگڑا نہ کرنا چاہیئے

۱۷۱۲ ﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ عن اَبِى حَازِمٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قال قالَ النبىُّ صلى اللّٰه عليه وسلم مَنْ حَجَّ هٰذَا البَيْتَ فلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَومِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج کرے اور شہوت آمیز فحش کلام نہ کرے اور نہ گناہ کرے تو ایسا پاک ہو کر لوٹے گا جیسا اس دن تھا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

یہ حدیث بعینہ سابق ہے جو ابو ہریرہؓ کی روایت ہے۔

علامہ عینیؒ وغیرہ لکھتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا حاجی تمام گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے صغائر ہوں یا کبائر گرچہ اس میں کلام ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ بیت اللہ کے پاس انسان کی کیفیت ہی بدل جاتی ہے چونکہ تجلی باری کا نزول ہوتا ہے تو یقینی بات ہے کہ انسان توبہ ضرور کرتا ہے، وفی الحدیث "التائب من الذنب كمن لا ذنب له".

البتہ حقوق العباد میں کلام ہے چونکہ صاحب حق کی رضامندی چاہئے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کے دل میں ڈالدے اور وہ معاف کردے، واللہ اعلم۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿بَابُ ۱۱۴۴ جزاءِ الصَّيْدِ وَنحوه﴾

وقول الله تعالى "لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُم حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طعامُ مَسَاكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا اِلٰى قوله "عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَام" اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُم اِلٰى قوله اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ.

احرام کی حالت میں شکار اور دیگر محرمات احرام (جیسے حرم کے شکار کو بھڑکانا، جنگلی درخت کو کاٹنا) کے بدلہ (کفارہ) کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ مائدہ میں) احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور جو شخص تم میں سے (احرام کی حالت میں) قصداً شکار کو مار ڈالے تو جیسا جانور اس نے قتل کیا ہے اسی کے مثل اور مانند اس پر تاوان لازم ہے اس مماثلت کا حکم تم میں سے دو معتبر شخص لگائیں قربانی کرے جو خانہ کعبہ پہنچنے والا ہو (یعنی اس جانور کو حدود حرم پہنچایا جائے اور وہاں ذبح کرے (یعنی ذبح کر کے مسکینوں پر صدقہ کردے خود نہ کھائے) یا اس پر کفارہ واجب ہے (یعنی اس کی قیمت کے برابر غلہ لے کر مسکینوں کو دیدینا ہے یا اس غلہ کے برابر روزے ہیں۔ الی قولہ

"عزیز ذو انتقام"

"احل لکم صید البحر الخ" تمہارے لئے سمندر کا شکار کرنا اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے (یعنی احرام کی حالت میں مچھلی شکار کر کے کھانا جائز ہے نیز سمندر، دریا، تالاب کا طعام بھی حلال ہے مطلب یہ ہے کہ تم نے دریا سے شکار کیا، یا دریا سے باہر جو مچھلی مر گئی جیسے دوکان سے مچھلی خرید کر کے کھانا یہ بھی جائز ہے) تمہارے فائدے کے لئے ہے (یعنی اگر یہ حلال نہ کیا جاتا تو تمہیں تکلیف اٹھانی پڑتی)۔ الی قولہ "الیہ تحشرون".

﴿بَابٌ ۱۱۴۵ اِذَا صَادَ الحَلالُ فَاَهْدٰی لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ اَكَلَهُ﴾

وَلَمْ يَرَ ابنُ عبّاسٍ وَاَنَسٌ بِالذَّبحِ بَاسًا وَهُوَ غَيرُ الصَّيْدِ نَحْوُ الإبِلِ وَالغَنَمِ وَالبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالخَيْلِ يُقال عَدْلٌ مِثْلٌ فإذَا كَسَرْتَ قُلتَ عِدْلٌ فهو زِنَةُ ذٰلِكَ قِيامًا قِوَامًا يَعْدِلُونَ يَجْعَلُونَ لَهُ عَدْلاً.

اگر حلال (غیر محرم) نے شکار کیا اور محرم کو شکار تحفہ بھیجے تو وہ کھا سکتا ہے

اور حضرت ابن عباسؓ اور حضرت انسؓ نے کہا جو جانور شکار کا نہیں ہے مثلاً اونٹ، بکری، گائے اور مرغی اور گھوڑا تو محرم یعنی احرام والا اسکو ذبح کر سکتا ہے۔ قرآن میں جو عدل کا لفظ ہے وہ بمعنی مثل ہے، یعنی برابر، مانند۔ لیکن جب کسرہ دو گے اور عِدل کہو گے تو معنی ہوگا اسکے ہموزن۔

"قیاماً و قواماً" اس چیز کو بھی قیام اور قوام کہتے ہیں جس سے کسی شئی کی بقا وابستہ ہو "قیاماًللناس" کا معنی ہے انسان کا گزارہ۔ "یعدلون" (جو سورہ انعام میں ہے) کے معنی ہیں برابر کرتے ہیں۔

۱۷۱۳﴿ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن يحيىٰ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِى قَتَادَةَ قال انطَلَقَ اَبِى عامَ الحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُه ولَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ النبىُّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوهُ فانطَلَقَ النبىُّ صلى اللّٰه عليه وسلم فبَيْنَما اَنَا مَعَ اَصْحَابِه يَضْحَكُ بَعْضُهُم اِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فإذَا اَنَا بِحِمارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فطَعَنْتُه فَاَثْبَتُّهُ وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ فَاَبَوا اَنْ يُعِينُونِى فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا اَنْ نُقْتَطَعَ فطَلَبْتُ النبىَّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَرْفَعُ فَرَسِى شَاوًا وَاَسِيرُ شَاوًا فَلَقِيتُ رَجُلاً مِن بَنِى غِفَارٍ فى جَوفِ اللَّيْلِ قلتُ اَيْنَ تركتَ النبىَّ صلى اللّٰه عليه وسلم قالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فقلتُ يا رسولَ اللّٰهِ اِنَّ اَهْلَكَ

يَقْرَؤُنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ و انّهُمْ قَدْ خَشُوا اَنْ يَقْتَطِعُوا العَدوُّ دوْنَك فانتَظِرْ هُمْ قلتُ يا رسولَ اللّه اَصبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِىْ مِنهُ فاضِلَةٌ فقالَ لِلْقَومِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ ﴾

ترجمہ عبداللہ بن ابی قتادہ نے کہا میرے والد ابوقتادہؓ حدیبیہ کے سال چلے ابوقتادہؓ کے ساتھیوں نے احرام باندھا اور ابوقتادہ نے نہیں باندھا اور نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا گیا کہ کوئی دشمن حملہ کرنا چاہتا ہے اور نبی اکرم ﷺ چلے ابوقتادہ نے کہا میں بھی آپ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ تھا اتنے میں بعض صحابہ بعض کو دیکھ کر ہنسنے لگے پھر میں نے دیکھا کہ ایک گورخر ہے میں نے اس پر حملہ کر دیا اور نیزہ مار کر اس کو تھما دیا اور میں نے ان لوگوں سے مدد چاہی تو ان لوگوں نے مدد دینے سے انکار کر دیا پھر ہم سب نے اس کا گوشت کھایا اور ہم ڈرے کہ ہم (آنحضرت ﷺ سے) جدا نہ ہو جائیں (یعنی ہمیں اندیشہ ہوا کہ حضور اکرم ﷺ سے بچھڑ جانے کا) چنانچہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو تلاش کرنا شروع کیا کبھی اپنے گھوڑے کو تیز چلاتا اور کبھی آہستہ، آخر مجھ کو بنی غفار کا ایک شخص آدھی رات کو ملا میں نے پوچھا کہ تو نے نبی اکرم ﷺ کو کہاں چھوڑا؟ اس نے کہا میں نے آپ ﷺ کو تعہن پر چھوڑا اور حضور ﷺ کا ارادہ سقیا میں قیلولہ کرنے کا تھا (الغرض میں آپ ﷺ سے ملا) اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے اصحاب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں وہ لوگ ڈر گئے ہیں کہ آپ سے جدا نہ رہ جائیں آپ ان لوگوں کا انتظار کیجئے پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک گورخر حاصل کیا ہے اور میرے پاس اس کا بچا ہوا کچھ گوشت ہے آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا تم لوگ کھاؤ حالانکہ لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كلوا وهم محرمون"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۵ ویاتی ص ۲۴۵، وص ۲۴۶ // ص ۳۴۹ وص ۴۰۰، وص ۴۰۸، وفی المغازی ص ۵۹۷، وص ۸۱۴، وص ۸۲۵ //۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اگر غیر محرم یعنی حلال کوئی شکار کرے اور محرم اس شکار کے سلسلے میں حلال کو نہ اشارۃً نہ دلالۃً بتائے پھر اگر حلال اس کا گوشت محرم کو بطور تحفہ دے تو محرم کھا سکتا ہے، کھانا درست ہے یہی مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

تشریح یہ حدیث بخاری شریف میں تقریباً آٹھ طرق سے کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ مذکور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سن ۶ ھ میں عمرہ کی غرض سے نکلے آپ ﷺ کے ساتھ ساڑھے چودہ سو (۱۴۵۰) صحابہ کرام بھی نکلے اور چونکہ عمرہ کیلئے نکلے تھے اسلئے سب نے احرام باندھ لیا مگر حضرت ابوقتادہؓ جو صدقات کی وصولی کیلئے بحکم حضور ﷺ نکلے تھے اسلئے احرام نہیں باندھا تھا باقی تفصیل ترجمہ سے ظاہر ہے۔

باقی غزوہ حدیبیہ کی پوری تفصیل کے لئے نصر الباری جلد ہشتم کتاب المغازی ص ۲۲۰ مطالعہ کیجئے۔

﴿ باب ۱۱۳۶ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُونَ صَيْدًا فَضَحِكُوا فَفَطِنَ الْحَلَالُ ﴾

اگر احرام والے شکار دیکھ کر ہنس پڑیں اور حلال یعنی غیر محرم سمجھ جائے (پھر شکار کر کے محرم کو گوشت تحفہ میں دے تو محرم کھا سکتا ہے)

۱۷۱۴﴿ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُبَارَكٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ أَصْحَابِي بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ عَلَيْهِ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوا يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يَقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُونَكَ فَانْظُرْهُمْ فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا اصَّدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَإِنَّ عِنْدَنَا مِنْهُ فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِأَصْحَابِهِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ ﴾

ترجمہ عبداللہ بن ابی قتادہؓ سے مروی ہے کہ ان کے والد ابو قتادہؓ نے ان سے بیان کیا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے سال چلے آپ ﷺ کے اصحاب احرام باندھے تھے لیکن میں نے احرام نہیں باندھا ہم کو خبر پہونچی کہ غیقہ کے مقام پر دشمن ہے ہم ان کی طرف متوجہ ہو گئے یعنی چلے۔ میرے ساتھیوں نے ایک گورخر دیکھا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے میں نے دیکھا تو گورخر کو دیکھ لیا پھر میں نے اس پر گھوڑا لگایا اور اس کو نیزہ مار کر تھما دیا پھر میں نے ان اصحاب سے مدد چاہی تو ان لوگوں نے مجھ کو مدد دینے سے انکار کر دیا، خیر ہم سب نے اس کا گوشت کھایا پھر میں رسول اللہ ﷺ سے مل گیا ہمیں اندیشہ ہو گیا تھا بچھڑ جانے کا کبھی اپنا گھوڑا تیز چلاتا اور کبھی آہستہ پھر نصف رات میں بنی غفار کے ایک شخص سے میری ملاقات ہو گئی تو میں نے پوچھا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو

کہاں چھوڑا اس نے کہا میں نے آپ ﷺ کو تعہن میں چھوڑا آپ ﷺ دوپہر کو مقام سقیا میں قیلولہ کا ارادہ کر رہے تھے خیر میں جا کر آپ ﷺ سے ملا، میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے اصحاب نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض کرا کر بھیجا ہے اور وہ ڈر رہے ہیں کہ دشمن ان کو آپ کے پیچھے اچک لیں اس لئے آپ ان کا انتظار کیجئے آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک گورخر شکار کیا اس کا بچا ہوا گوشت ہمارے پاس ہے آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ سب احرام باندھے ہوئے تھے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فبصر اصحابى بحمار وحش فجعل بعضهم يضحك الى بعض فنظرت"

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۴۵، و مر آنفاً ص ۲۴۵، ويأتى ص ۲۴۶ // / ص ۳۴۹، ص ۴۰۰، وص ۴۰۸، وص ۵۹۷، وص ۸۱۴، وص ۸۲۵ ////۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ محرم احرام کی حالت میں اگر شکار دیکھ کر ہنس پڑیں غیر محرم شکار کر کے گوشت بطور تحفہ محرم کو دے تو محرم کھا سکتا ہے بشرطیکہ محرم نے کسی طرح نہ اشارۃً نہ دلالۃً بتایا ہو جیسا کہ مذکورہ روایت سے ظاہر ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۱۴۷ لا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الحَلالَ فى قَتْلِ الصَّيْدِ ﴾

احرام والا شخص بے احرام والے کی شکار مارنے میں مدد نہ کرے

۱۷۱۵﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ محمّدٍ حَدَّثَنا سُفْيَانُ حَدَّثَنا صالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عن اَبى محمّدٍ سَمِعَ اَبَا قَتَادَةَ قال كُنّا مَعَ النبىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم بِالقَاحَةِ مِنَ المَدِيْنَةِ على ثَلَاثٍ ح و حَدَّثَنا عَلِىُّ بْنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنا سُفيانُ عن صالحِ ابنِ كَيْسَانَ عن اَبِى محمّدٍ عن اَبِى قَتَادَةَ قال كُنّا مَعَ النبىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم بِالقَاحَةِ وَمِنّا المُحْرِمُ ومِنّا غيرُ الْمُحْرِمِ فرَاَيْتُ اَصْحَابِى يَتَرَا اَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمارُ وَحْشٍ يعنى وَقَعَ سَوْطُهُ فقالوا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَىْءٍ اِنّا مُحْرِمُوْنَ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاَخَذْتُهُ ثُمّ اَتَيْتُ الحِمَارَ مِنْ وَرَاءِ اَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهُ فَاَتَيْتُ بِهِ اَصْحَابِى فقال بَعْضُهُمْ كُلُوا وَقال بَعْضُهُمْ لَا تَاكُلوا فَاَتَيْتُ بِهِ النبىَّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَهُوَ اَمَامَنا فَسَاَلْتُهُ فقال كُلُوْ حَلالٌ قال لَنا عَمْرٌو اِذْ هَبُوا اِلَى صالِحٍ

فاسئلوہ عن ھذا وَغَیرِہ وَقَدِمَ عَلَینَا ھٰھُنا ﴾

ترجمہ | حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مقام قاحہ میں تھے (قاحة بقاف وحاء مهملة خفيفة على ثلاثة مراحل من المدينة قبل السقيا عمدہ) جو مدینہ سے تین منزل پر ہے۔ دوسری سند:۔ امام بخاریؒ نے کہا ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے صالح بن کیسان نے انہوں نے ابومحمد نافع سے (جو ابوقتادہ مدنیؓ کے غلام تھے) انہوں نے ابوقتادہؓ سے، ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قاحہ مقام میں تھے ہم میں سے کچھ لوگ احرام باندھے تھے اور کچھ بے احرام تھے میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا وہ کس چیز کو آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں میں نے جو دیکھا کہ گورخر ہے (میں گھوڑے پر سوار ہوا اور برچھا اور کوڑا سنبھالا) لیکن کوڑا گر گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ذرا کوڑا اٹھا دو انہوں نے کہا ہم نہیں اٹھا سکتے ہم احرام باندھے ہوئے ہیں پھر میں نے ہی اس کو اٹھا لیا اور مضبوط سنبھالا پھر ایک ٹیلے کی آڑ میں گورخر کے پاس آیا اور میں نے اس کو زخمی کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس لایا، بعضوں نے کہا کھاؤ اور بعضوں نے کہا مت کھاؤ پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہونچا آپ ﷺ ہمارے سامنے آگئے میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسکو کھاؤ وہ حلال ہے سفیان نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا تم صالح بن کیسان کے پاس جاؤ ان سے یہ حدیث اور اس کے علاوہ دوسری حدیثیں پوچھو وہ یہاں ہمارے پاس آئے تھے۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فقالوا لانعينك عليه بشیء"

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۴۵ تا ص ۲۴۶، ومر الحديث ص ۲۴۵، ويأتی ص ۲۴۶، وص ۳۴۹، وص ۴۰۰، وص ۴۰۸، وص ۵۹۷، وص ۸۱۴، وص ۸۲۵ // //۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ محرم شکار کرنے والوں کی کسی طرح سے شکار پر رہنمائی نہ کرے نہ فعل سے اور نہ قول سے، وفی الهداية "واذا قتل المحرم صيداً او دلّ عليه من قتله فعليه الجزاء".

﴿ بَابُ ۱۱۴۸ لا يُشِيرُ المُحْرِمُ اِلَى الصَّيْدِ لِكَیْ يَصْطَادَهُ الحَلالُ ﴾

احرام والا اس غرض سے شکار نہ بتلائے کہ بے احرام والا شکار کر لے

۱۷۱۶ ﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنا عثمانُ هُوَ ابنُ مَوْهَبٍ اَخْبَرَنِی عبدُ اللّٰهِ بنُ اَبِی قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيهِمْ اَبُو قَتَادَةَ فقال

خُذُوا ساحِلَ البَحْرِ حتى نَلْتَقِيَ فَاَخَذُوا سَاحِلَ البَحْرِ فلمَّا انْصَرَفُوا اَحْرَمُوا كُلُّهُمْ اِلَّا اَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَما هُم يَسِيْرُونَ اِذْ رَاَوا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ اَبُو قَتَادَةَ عَلَى الحُمُرِ فَعَقَرَ مِنهَا اَتَانًا فنزَلُوا فاَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا وَقالوا اَنَاكُلُ لَحْمَ الصَّيْدِ وَنحْنُ مُحْرِمُونَ فحَمَلْنَا ما بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْاَتَانِ فلمَّا اَتَوا رسولَ اللّٰهِ صلي الله عليه وسلم قالوا يَا رسولَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنا وَقَدْ كانَ اَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثمَّ قلنا اَنَاكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فحَمَلْنَا مَا بَقِي مِنْ لَحْمِهَا قال اَمِنكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهُ اَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قالوا لا قال فكُلُوا ما بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا ﴾

ترجمہ عبداللہ بن ابی قتادہؓ کا بیان ہے کہ ان کے والد ابوقتادہؓ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ حج کے ارادہ سے نکلے (حج سے مراد حج اصغر یعنی عمرہ ہے کیونکہ یہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہے) تو لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلے پھر آپ ﷺ نے ایک گروہ کو راستے سے پھیر دیا اس میں ابوقتادہؓ بھی تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم سمندر کے کنارے کا راستہ لو اور ہم سے ملو، چنانچہ ان لوگوں نے سمندر کے کنارے کا راستہ پکڑا پھر جب وہ لوگ واپس لوٹے تو سب نے احرام باندھا مگر ابوقتادہؓ نے احرام نہیں باندھا یہ لوگ چل رہے تھے کہ چند گورخر کو ان لوگوں نے دیکھا تو ابوقتادہؓ نے ان پر حملہ کیا تو اس میں سے ایک مادہ کو زخمی کیا پھر سب لوگ اتر پڑے اور اس کا گوشت کھایا اور کہنے لگے کیا ہم شکار کا گوشت کھائیں درانحالیکہ ہم احرام والے ہیں پھر مادہ کے گوشت میں سے جو بچا تھا ہم نے اٹھا لیا جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم احرام باندھے تھے اور ابوقتادہؓ نے احرام نہیں باندھا تھا ہم نے کئی گورخر دیکھے ابوقتادہؓ نے ان پر حملہ کیا تو ان میں سے ایک مادہ کو زخمی کیا پھر ہم اترے اور اس کا گوشت کھایا اس کے بعد ہم نے سوچا کہ ہم لوگ احرام کی حالت میں ہیں اور شکار کا گوشت کھائیں؟ تو ہم بچا ہوا گوشت اٹھالائے آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہؓ کو حملہ کرنے کے لئے کہا تھا یا ان کی طرف اشارہ کیا تھا لوگوں نے کہا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر بچا ہوا گوشت کھاؤ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "او اشار اليها" والمفهوم منه ان اشارة المحرم للحلال الى الصيد لاتجوز. یعنی محرم کے لئے کھانا جائز نہیں۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۶ ومر ص ۲۴۵، ویاتی ص ۳۴۹، وص ۴۰۰، وص ۴۰۸، وص ۵۹۷، وص ۸۱۴، وص ۸۲۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ہی واضح ہے کہ محرم کے لئے جائز نہیں ہے کہ شکاری کو شکار کی طرف قولاً یا فعلاً اشارہ کرے کسی طرح کی رہنمائی اشارۃً یا دلالۃً جائز نہیں۔

﴿ باب ۱۱۴۹ اِذَا اَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ ﴾

. اگر محرم کو کوئی زندہ گورخر (یا اور کوئی شکار) ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے

۱۷۱۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ ابنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عبّاسٍ عنِ الصَّعْبِ بنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُمْ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِي وَجْهِهِ قال اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ ﴾

ترجمہ | حضرت صعب بن جثامہ لیثیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہ ابوار یا ودان میں تھے کہ انہوں نے ایک گورخر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا پھر جب آپ ﷺ نے ان کے چہرے پر ملال کا اثر دیکھا تو فرمایا! ہم نے صرف اس وجہ سے واپس کیا ہے کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اهدىٰ لرسول الله صلى الله عليه وسلم حماراً وحشياً الى قوله فردّ عليه"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۶ ويأتى ص ۳۵۰، وص ۳۵۳، واخرجه مسلم والترمذى والنسائى فى الحج.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی غیر محرم زندہ گورخر یا اور کوئی جنگلی جانور ہدیہ پیش کرے، محرم کو لینا، قبول کرنا درست نہیں ہے اس لئے کہ یہ احتمال ہے کہ اس نے محرم ہی کو دینے کے لئے شکار کیا ہے البتہ ذبح کر کے کچھ گوشت دے تو قبول کرنا جائز ہے، كما مر.

﴿ باب ۱۱۵۰ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ ﴾

محرم کن جانوروں کو مار سکتا ہے؟

۱۷۱۸﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن نافعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ

رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِى قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ ح و عن عبدِ اللّٰه بنِ دِينَارٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم قال ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں جن کے مار ڈالنے میں محرم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

دوسری سند:۔ (عن عبدالله عطف على نافع اى قال مالك عن عبدالله بن دينار عن ابن عمر " یعنی اور امام مالکؒ نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (مطلب یہ ہے کہ ان پانچ جانوروں کے مار ڈالنے میں نہ گناہ ہے اور نہ بدلہ)۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه ما قتله من الدواب. (یعنی ان جانوروں کو مار سکتا ہے)۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۶ /// وياتى ص ۴۶۷۔

۱۷۱۹﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا اَبُو عَوَانَةَ عن زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قال سَمِعْتُه ابنَ عُمَرَ يقول حَدَّثَتْنِي اِحْدٰى نِسْوَةِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم عنِ النَّبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ ﴾

ترجمہ | زید بن جبیر نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک بیوی نے نبی اکرم ﷺ سے مجھ سے بیان کیا کہ محرم (ان پانچ جانوروں کو) مار سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يقتل المحرم"

جیسا کہ دوسری حدیث میں تفصیل وتصریح آرہی ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۶، ومر آنفا ص۲۴۶، وياتى ص ۴۶۷۔

۱۷۲۰﴿ وَحَدَّثَنِي اَصْبَغُ بنُ الفَرَجِ اَخْبَرَنِي عبدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ عن ابنِ شِهَابٍ عن سالِمٍ قال قال عبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ قالتْ حَفْصَةُ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لا حَرَجَ على مَنْ قَتَلَهُنَّ الغُرابُ وَالحِدَأَةُ وَالفَارَةُ وَالعَقْرَبُ والكَلْبُ العَقُور ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں جن کے مار ڈالنے میں کوئی حرج نہیں کوا، چیل، چوہا، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "خمس من الدواب لاحرج علی من قتلهن" الی آخره۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۶ والحديث مر مراراً.

۱۷۲۱﴿ حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عن عائِشَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قال خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الحَرَمِ الغُرَابُ وَالحِدَاءَةُ وَالعَقْرَبُ والفَارَةُ وَالْكَلْبُ العَقُورُ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ سب فاسق (بدذات) ہیں انہیں حرم میں بھی قتل کر دیا جائے۔ کوا، چیل، بچھو، چوہا، اور کٹکھنا (کاٹنے والا) کتا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۶ ویاتی ص ۴۶۷۔

۱۷۲۲﴿ حَدَّثَنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنا اَبِي حَدَّثَنا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيمُ عنِ الْاَسْوَدِ عن عَبْدِ اللّٰه قال بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فی غارٍ بِمِنًى اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلاتِ وَاِنَّه لَيَتْلُوهَا وَاِنِّي لَاَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا قال اَبُو عَبدِ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرَدْنَا بِهٰذَا اَنَّ مِنًى مِنَ الحَرَمِ وَاَنَّهُمْ لَمْ يَرَوا بِقَتْلِ الحَيَّةِ بَاْسًا﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ کے ایک غار میں تھے اتنے میں آپ ﷺ پر سورہ "والمرسلات عرفاً" نازل ہوئی آپ ﷺ اس کی تلاوت کر رہے تھے اور میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے سیکھ رہا تھا اور آپ ﷺ کا دہن مبارک اس سے تر تھا کہ اچانک ہم پر ایک سانپ کودا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے مار ڈالو ہم لوگ اس کی طرف بڑھے کہ وہ بھاگ گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسے تم اس کے شر سے بچ گئے۔ ابو عبداللہ یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ اس حدیث کے ذکر سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ منیٰ حرم سے ہے اور ان لوگوں نے وہاں سانپ مار ڈالنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اقتلوها"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۴۶ تا ۲۴۷، ویاتی ص ۴۶۷، وفی التفسیر ص ۳۴۷۔

۱۷۲۳﴿ حَدَّثَنا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عن عائِشَةَ زوجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قالَ لِلْوَزَغِ فُوَيْسِقٌ وَلَمْ اَسْمَعْهُ اَمَرَ بِقَتْلِهِ ﴾

ترجمہ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپکلی بدکار (موذی) ہے اور میں نے یہ نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فويسق" لان تسميته صلى الله عليه وسلم اياه فويسقاً يقتضي ان يكون قتله مباحاً.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۴۷۔

مقصد | امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں جس میں حدیث نمبر ۱۷۱۸ سے حدیث ۱۷۲۱ تک پانچ جانوروں کے قتل کی اجازت ہے اور حدیث ۱۷۲۲ میں سانپ کے قتل کا حکم ہے اور چونکہ سانپ کا قصہ عرفہ کی رات منیٰ کے غار کا ہے ظاہر ہے سب محرم ہونگے اور آخری حدیث نمبر ۱۷۲۳ میں چھپکلی کو فاسق فرمایا گیا اور جن جانوروں کے مارنے کا حکم آنحضرت ﷺ نے دیا ہے ان کے بارے میں ارشاد ہے "کلھن فاسق".

پس معلوم ہوا کہ مقصد یہ ہے کہ ہر موذی و مہلک جانور کو حالت احرام میں بھی مار سکتے ہیں خواہ حل میں ہو یا حرم میں مارنا جائز ہے۔

"لم اسمعه امر بقتله" وزغ کے قتل کا حکم دوسری حدیثوں سے ثابت ہے خود بخاری ہی میں حدیث آرہی ہے "عن ام شريك ان رسول الله ﷺ امر بقتل الوزغ" الخ. (بخاری اول ص ۴۷۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں ایک برچھی رکھی ہوئی تھی حضرت سائبہ نے پوچھا اے ام المؤمنین! آپ اس سے کیا کرتی ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس سے وزغ مارتی ہوں اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تو روئے زمین کے سارے جانور آگ بجھانے کی کوشش میں تھے سوائے وزغ کے یہ وزغ آگ کو پھونکتا تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ جلد ثانی باب قتل الوزغ ص ۲۴۰)۔

"وزغ" کے معنی امام نوویؒ فرماتے ہیں قال اهل اللغة "الوزغ وسام ابرص جنس فسام ابرص هو كباره" بہرحال وزغ گرگٹ اور چھپکلی دونوں کو کہتے ہیں اور دونوں کا مارنا موجب اجر وثواب ہے۔

﴿ باب ۱۱۵۱ لا يُعْضَدُ شَجَرُ الحَرَمِ وقال ابنُ عباسٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم لا يُعْضَدُ شَوكُهُ ﴾

حرم کا درخت نہ کاٹا جائے، اور حضرت ابن عباسؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ وہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے

۱۷۲۴ ﴿ حَدَّثَنا قُتَيبَةُ حَدَّثَنا اللَّيثُ عن سَعِيدِ بنِ اَبِی سَعِيد المَقبُرِیِّ عن اَبِی شُرَيحٍ العَدَوِیِّ اَنَّه قال لِعَمرِو بنِ سَعِيدٍ وَهُو يَبعَثُ البُعُوثَ اِلٰی مَكَّةَ اِیذَنْ لِی اَیُّهَا الاَمِيرُ اُحَدِّثْكَ قَولاً قَامَ بِه رَسولُ اللّٰه ﷺ الغَدَ مِن يَومِ الفَتحِ فَسَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلبِی وَاَبصَرَتْهُ عَينَایَ حِينَ تَكَلَّمَ بِه اِنَّه حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثنٰی عَلَيهِ ثُمَّ قالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَم يُحَرِّمهَا النَّاسُ فلا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَاليَومِ الآخِرِ اَن يَسفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعضُدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رسولِ اللّٰهِ فَقُولوا لَه اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُولِه وَلَم يَاْذَنْ لَكُم وَاِنَّما اَذِنَ لِی سَاعَةً مِن نَهارٍ وقد عادَتْ حُرمَتُهَا اليَومَ كَحُرمَتِهَا بِالاَمسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغائِبَ فقيل لِاَبِی شُرَيحٍ ما قالَ لَكَ عَمرٌو قال اَنَا اَعلَمُ بِذٰلك مِنكَ يا اَبا شُرَيحٍ اِنَّ الحَرَمَ لا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلا فَارًّا بِدَمٍ وَلا فَارًّا بِخَربَةٍ قال ابو عبدِ اللّٰه خُربَةٌ بَلِيَّةٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید سے کہا جبکہ عمرو بن سعید (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے) مکہ کی جانب فوجوں کو بھیج رہا تھا اے امیر مجھے اجازت دیجئے تو میں آپ سے وہ بات بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے قلب نے اس کو محفوظ رکھا ہے اور جب حضور اقدس ﷺ ارشاد فرما رہے تھے میری دونوں آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں حضور اقدس ﷺ نے (اول) اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا بلاشبہ مکہ کو اللہ نے حرم بنایا لوگوں نے نہیں بنایا ہے اس لئے کسی شخص کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہیں ہے کہ وہاں خونریزی کرے اور نہ کوئی اس سرزمین کا درخت کاٹے پس اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے (فتح مکہ کے موقع پر) جنگ سے اپنے لئے بھی رخصت نکالے تو تم لوگ اس سے کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول کو (تھوڑی دیر کے لئے) اس کی اجازت دی ہے اور تمہارے لئے اجازت نہیں ہے اور مجھے بھی اس کی اجازت دن کے تھوڑے سے حصے

(یعنی صبح سے عصر تک) کے لئے تھی اور آج پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جیسی اس کی حرمت کل تھی پس جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ (میری بات) ان کو پہونچادیں جو موجود نہیں ہیں پھر ابوشریح سے پوچھا گیا کہ عمرو نے آپ کو کیا جواب دیا تھا انہوں نے کہا کہ عمرو نے کہا اے ابوشریح میں اس کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہوں بیشک حرم مکہ کسی مجرم یا خون کر کے بھاگنے والوں کو اور کسی فتنہ فساد کر کے بھاگنے والوں کو پناہ نہیں دیتا۔

قال ابو عبدالله، امام بخاریؒ نے کہا "خربة" (بضم الخاء المعجمة و فتحها و سکون الراء و فتح الباء الموحدة) کے معنی "بلیّة" یعنی چوری، فتنہ وفساد۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولا يعضد بها شجرة"

تعدد مرجعه | والحديث هنا ص ۲۴۷ ومرفي العلم ص ۲۱، ویاتی ص ۶۱۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمة الباب سے ظاہر ہے کہ حرم پاک کے خودرو درخت وگھاس نہ کاٹے جائیں۔

اس حدیث کی مزید تشریحات کیلئے دیکھئے نصر الباری جلد اول ص ۴۶۴، ملاحظہ فرمائیے۔ (کتاب العلم)

﴿ بَابٌ ۱۱۵۲ لا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ ﴾

حرم کے شکار کو (اس کی جگہ سے) ہانکا نہ جائے

۱۷۲۵﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِي وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ اَنْ يُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرمت والا بنایا وہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے بھی دن کے گھڑی بھر (صبح سے عصر تک) حلال ہوا وہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے، وہاں کا درخت نہ کاٹا جائے وہاں کا شکار نہ ہانکا جائے وہاں کا لقطہ (پڑی ہوئی چیز) نہ اٹھایا جائے مگر وہ اٹھا سکتا ہے جو اعلان وتشہیر کرے، اس پر حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ اذخر گھاس کی اجازت دیجئے وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اذخر مستثنیٰ ہے یعنی کاٹ سکتے ہو۔

اور خالد سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کیا تم جانتے ہو "لا ینفر صیدھا" کا کیا مطلب ہے؟ یہ ہے کہ شکار کو سایہ سے بھگائے اور خود وہاں اترے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولا ينفّر صيدها"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۷، ومر الحديث ص ۱۸۰، وص ۲۱۶، ويأتي ص ۲۸۰، وص ۳۹۰، وص ۳۹۶ وص ۴۳۳ وص ۴۵۲ وص ۶۱۵۔

مقصد | بعض نے فرمایا ہے کہ لا ینفر کنایہ ہے شکار سے یعنی شکار کرنے کی ممانعت مقصود ہے خواہ اسی جگہ پر کرے یا اس کو اپنی جگہ ہانک کر، بھڑکا کر کرے اگر صرف ہنکایا مگر جانور محفوظ رہا تو گناہ ہوگا مگر تاوان وضمان لازم نہ ہوگا، لیکن اگر جانور تلف ہوا تو ضمان و بدل لازم ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ [۱۱۵۳] لا يَحِلُّ القِتَالُ بِمَكَّةَ وَقَالَ اَبُو شُرَيْحٍ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم لا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا ﴾

مکہ مکرمہ میں قتال جائز نہیں اور حضرت ابو شریح نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ وہاں خون نہ بہائے

۱۷۲۶﴿ حَدَّثَنا عثمانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنا جَرِيْرٌ عن مَنْصورٍ عن مجاهدٍ عن طاؤسٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم يومَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لا هِجْرَةَ وَلٰكِن جِهَادٌ وَنِيَّةٌ فاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فانْفِرُوا فاِنَّ هذا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰهُ يومَ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ وهو حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يومِ القِيَامَةِ واِنَّهُ لا يَحِلُّ القِتَالُ فِيْهِ لِاَحدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِي اِلَّا سَاعَةً مِن نَهارٍ فهو حرامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يومِ القِيَامَةِ لا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَها وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قال العباسُ يا رسولَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فاِنَّه لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قال قال اِلَّا الْاِذْخِرَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس دن مکہ فتح ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب (فتح مکہ کے بعد) ہجرت نہیں، لیکن جہاد اور نیت باقی رہے گی اور جب تم جہاد کے لیے بلائے جاؤ تو نکل پڑو، یہ وہ شہر ہے کہ اللہ نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا اس دن سے اس کو حرمت دی اور اللہ کی یہ حرمت قیامت تک قائم رہے گی اور

وہاں مجھ سے پہلے کسی کو لڑنا جائز نہیں ہوا اور میرے لیے بھی دن کے ایک گھڑی بھر جائز ہوا پھر اس کی حرمت قیامت تک قائم ہوگئی وہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے اور وہاں کا شکار نہ ہانکا جائے اور وہاں کا لقطہ کوئی نہ اٹھائے مگر وہ شخص جو (مالک تک پہنچانے کے لیے) اعلان وتشہیر کرے اور وہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ حضرت عباسؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ اذخر کی اجازت دیدیجئے وہ لوہاروں اور گھروں کے لیے کام آتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو اذخر کی اجازت ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ تعالیٰ فھو حرام بحرمۃ اللہ الی یوم القیامۃ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۴۷ ومر الحدیث ص ۱۸، وص ۲۱۶، وص ۲۸۰، وص ۳۹۰، وص ۳۹۶، وص ۴۳۳، وص ۴۵۲، وص ۶۱۷۔

مقصد | مکہ حرم ہے، واجب الاحترام ہے۔ مکہ میں قتل وقتال جائز نہیں۔ حنفیہ تو یہاں تک کہتے ہیں اگر کوئی شخص حدود حرم سے باہر قتل کرے اور پھر حرم میں پناہ لے تب بھی اس شخص سے حرم میں قصاص نہ ہوگا البتہ اس کو حرم سے نکالنے کی سعی کی جائے گی، کھانا پانی بند کرکے پھر باہر نکلنے پر قصاص لیا جائے گا۔ مر مرارًا۔

﴿بَابُ ۱۱۵۴ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ وَكَوٰى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَيَتَدَاوٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ﴾

محرم کو پچھنا لگانا؟ (یعنی کیا حکم ہے؟ کیا محرم کیلئے پچھنا لگوانا علی الاطلاق جائز ہے یا صرف ضرورت کے وقت جائز ہے؟ مراد محجوم ہے حاجم نہیں) اور حضرت ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے (واقد) کو داغا احرام کی حالت میں اور محرم ایسی دوا لگا سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو

۱۷۲۷﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو اَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ حَدَّثَنِي طَاؤُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا ﴾

ترجمہ | سفیان (ابن عیینہ) نے کہا کہ عمرو بن دینار نے کہا پہلی حدیث جو میں نے عطاء (ابن ابی رباح) سے سنی وہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

احرام کی حالت میں پچھنی (یعنی سینگی) لگوائی پھر سفیان نے کہا پھر میں نے عمرو سے یوں سنا وہ کہتے تھے مجھ سے طاؤس نے ابن عباسؓ سے روایت کی شاید عمرو نے یہ حدیث عطاء اور طاؤس دونوں سے سنی ہوگی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو محرم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۸ وباقی ص ۲۶۰، وص ۲۸۳، وص ۳۱۴، وص ۸۴۹ // //۔

۱۷۲۸﴿ حَدَّثَنَا خالِدُ بنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ بلالٍ عن عَلْقَمةَ بنِ اَبِي عَلْقَمَةَ عن عبدِ الرَّحمٰنِ الاَعْرَجِ عنِ ابنِ بُحَيْنَةَ قال احْتَجَمَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَاْسِهِ ﴾

ترجمہ | عبداللہ بن بحینہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں لحی جمل میں سینگی لگوائی اپنے وسط راس میں۔ (لحی جمل مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "احتجم النبي ﷺ الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۸ وباقی ص ۸۴۹ ومسلم في الحج ايضا نسائي و ابن ماجة.

مقصد | ضرورت کے وقت پچھنی (سینگی) لگانا جائز و درست ہے۔ اب اگر بال نکالنے کی ضرورت ہو تو ضرورت کے وقت بال نکالنا بھی جائز ہے مگر فدیہ لازم ہوگا۔

اگر محرم کو بے ضرورت پچھنی لگانے میں بال کترنے یا مونڈنے کی حاجت ہو تو ایسی صورت میں پچھنی لگانا درست نہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ تَزْوِيجِ المُحْرِمِ ﴾ (۱۱۵۵)

محرم کا نکاح کرنا (یعنی احرام کی حالت میں شادی کرنا درست ہے البتہ جماع کرنا جائز نہیں)

۱۷۲۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُو المُغِيرَةِ عبدُ القُدُّوسِ بنُ الحَجَّاجِ حَدَّثَنَا الاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَطاءُ بنُ اَبِي رَبَاحٍ عن ابنِ عبَّاسٍ اَنَّ النبيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہؓ سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "تزوج ميمونة وهو محرم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۸ وباقی الحديث في المغازی ص ۶۱۱ وفي نكاح المحرم

ص۷۶۶ واخرجه مسلم و ابو داؤد، نسائی و طحاوی وغیره.

مقصد | حالت احرام میں نکاح جائز ہے یعنی امام بخاریؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ فقہاء کوفہ کی تائید وموافقت کر رہے ہیں۔

نکاح محرم | مفصل اور مدلل بحث کیلئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی، ص ۳۱۸ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿باب ۱۱۵۶ ما يُنهٰى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ وقالت عَائِشَةُ لا تَلْبَسُ المُحْرِمَةُ ثوبًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ﴾

محرم مرد اور عورت کے لیے خوشبو لگانا منع ہے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا محرم عورت ورس اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے

۱۷۳۰﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يَزِيدَ حَدَّثَنا اللَّيْثُ حَدَّثَنا نافِعٌ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ قال قامَ رَجُلٌ فقال يا رسولَ اللّٰهِ ماذا تامُرُنا اَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيابِ فِى الْاِحْرَامِ فقال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم لا تَلْبَسُوا القُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيْلاتِ وَلَا العَمَائِمَ وَلَا البَرَانِسَ اِلَّا اَن يكونَ اَحَدٌ لَيسَتْ له نَعْلانِ فلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ اَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبِ المَرْأَةُ المُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ القُفَّازَيْنِ تابَعَه موسَى بنُ عُقْبَةَ واسماعِيلُ بنُ اِبْرَاهِيمَ بنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابنُ اِسحَاقَ فِى النِّقَابِ وَالقُفَّازَيْنِ وَقال عبيدُ اللّٰهِ وَلَا وَرْسٌ وكان يقول ولا تَنْتَقِبِ المُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ القُفَّازَيْنِ وقال مَالِكٌ عن نافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ لا تَنْتَقِبِ المُحْرِمَةُ وَتابَعَه ليثُ بنُ اَبِى سُلَيْمٍ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ احرام میں آپ ہم کو کونسے کپڑے پہننے کی اجازت دیتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے نہ پہنو نہ پائجامے نہ عمامہ نہ ٹوپی، اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ خفین کو کعبین سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے اور ایسا کوئی کپڑا نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس لگی ہو اور محرم عورت چہرے پر نقاب نہ ڈالے نہ دستانے پہنے، لیث کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ اور اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ اور جویریہ اور ابن اسحاق نے بھی روایت کیا ان کی روایت میں نقاب اور دستانوں کا ذکر ہے اور عبید اللہ نے کہا ولا ورس اور یہ کہتے تھے محرمہ عورت نقاب نہ ڈالے اور نہ دستانے پہنے، اور امام مالکؒ نے نافعؒ سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ محرمہ عورت نقاب نہ ڈالے اور لیث بن ابی سلیم نے بھی اس کی

متابعت کی۔(یعنی امام مالک کی متابعت لیث بن ابی سلیم نے کی)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولا تلبسوا شيئا مسه زعفران ولا الورس"

تعدد موضع | والحديث هنا ص ۲۴۸ ومر الحديث ص ۲۵، وص ۵۳، وص ۵۳، وص ۲۰۹، ويأتي ص ۸۶۲، وص ۸۶۳، وص ۸۶۴، وص ۸۶۹، وص ۸۷۰۔

۱۷۳۱﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ عَنِ الحَكَمِ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابنِ عباسٍ قال وَقَصَتْ بَرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ به رسولَ اللهِ ﷺ فقال اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تُغَطُّوا رَأسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک احرام والے شخص کو اس کی اونٹنی نے گردن توڑ کر مار ڈالا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو غسل اور کفن دو لیکن اس کا سر نہ چھپاؤ اور نہ اس کو خوشبو لگاؤ کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ولا تقربوه طيبا فانه يبعث يهل"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۸ مر الحديث ص ۱۶۹، //// ويأتي ص ۲۴۹۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے اور خوشبو کا استعمال جائز نہیں۔

باقی "برنس" اور "ورس" کے لیے نصر الباری جلد اول کا آخری باب، ص ۵۳۸ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿ باب ۱۱۵۷ الاغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ وَقال ابنُ عباسٍ يَدْخُلُ المُحْرِمُ الحَمَّامَ وَلَمْ يَرَ ابنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ بِالحَكِّ بَأسًا﴾

محرم کا غسل کرنا، اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ محرم حمام (غسل خانہ) میں جا سکتا ہے اور حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نے کھجلانے میں کوئی حرج نہیں سمجھا

۱۷۳۲﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ أخْبَرَنَا مَالِكٌ عن زَيْدِ بنِ أسْلَمَ عن إبْرَاهِيمَ بنِ عبدِ الله بنِ حُنَيْنٍ عن أبِيْهِ أنَّ عبدَ اللهِ بنَ عباسٍ وَالمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالأبْوَاءِ فقال عبدُ اللهِ بنُ عباسٍ يَغْسِلُ المُحْرِمُ رَأسَهُ وَقال المِسْوَرُ لا يَغْسِلُ المُحْرِمُ رَأسَه فَأرْسَلَنِي عبدُ اللهِ بنُ عباسٍ إلَى أبِي أيُّوبَ الأنصارِيِّ فَوَجَدْتُه

يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هذا فَقُلْتُ انا عبدُ اللهِ بنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِي اِلَيْكَ عبدُ اللهِ بنُ عباسٍ يَسْأَلُكَ كيف كانَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يَغْسِلُ رَاسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أبو أيوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوبِ فَطَأْطَأَهُ حتى بَدَا لِي رَاْسُهُ ثُمَّ قال لِإِنسانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَاسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَاسَه بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ فقال هكَذَا رَأَيْتُهُ صلى الله عليه وسلم يَفْعَلُ ﴾

ترجمہ | عبداللہ بن حنین سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور مسور بن مخرمہ نے ابواء میں اختلاف کیا عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھوسکتا ہے اور مسور نے کہا کہ محرم اپنا سر نہیں دھوسکتا ہے تو عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ کو حضرت ابوایوب انصاریؓ کی خدمت میں بھیجا پس میں نے ان کو پایا کہ کنویں کے دوستونوں کے درمیان ایک کپڑے سے پردہ کیے ہوئے غسل فرمارہے ہیں میں نے ان کو سلام کیا تو انھوں نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں عبداللہ بن حنین ہوں مجھ کو عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ دریافت کررہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر اقدس کیسے دھوتے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اپنا ہاتھ پردے پر رکھ کر اسے نیچا کیا اتنا کہ ان کا سر ظاہر ہوگیا (یعنی میں دکھنے لگا) پھر اس شخص سے فرمایا جو پانی ڈال رہا تھا پانی ڈال اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو ہلایا دونوں ہاتھ آگے لائے پھر پیچھے لے گئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۴۸۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ محرم کے لیے غسل کرنا جائز ہے اگر جنبی ہوگیا تو بلا اختلاف جائز ہے۔
عند الجمہور جنبی ہو یا غیر جنبی غسل کرنا جائز ہے۔ امام بخاریؒ جمہور کی موافقت فرمارہے ہیں۔

﴿ باب ۱۱۵۸ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ ﴾

محرم کا جب جوتیاں نہ پائے تو موزے پہن لینا

۱۷۳۳﴿ حَدَّثَنَا أبو الوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قال سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قال سَمِعْتُ ابنَ عبّاسٍ قال سَمِعْتُ النبي صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ

بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ عرفات میں خطبہ سنا رہے تھے کہ جس شخص کو احرام کی حالت میں جوتیاں نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور جس شخص کو تہبند نہ ملے وہ پائجامہ پہن لے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فليلبس الخفين"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ٢٤٨ مر الحديث ص ٢٣٤ يأتى ص ٢٤٩، وص ٨٦٣، وص ٨٧٠۔

١٧٣٤﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عن سالِمٍ عن عبدِ اللّٰهِ سُئِلَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فقال لا يَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَاِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حتى يكونا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے تو آپ ﷺ نے فرمایا قمیص نہ پہنے اور پگڑی نہ باندھے نہ پاجامہ پہنے اور نہ سلی ہوئی ٹوپی پہنے اور نہ وہ کپڑا جس کو زعفران یا ورس لگی ہو اور اگر جوتیاں نہ پائے تو موزے پہن لے اور ان دونوں کو کاٹ کر کعبین سے نیچے کر دے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وان لم يجد نعلين فليلبس الخفين الى آخره"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ٢٤٨ ومر الحديث ص ٢٥، وص ٥٣، وص ٢٠٩ ويأتى ص ٨٦٢، وص ٨٦٣، وص ٨٦٤، وص ٨٦٩، وص ٨٧٠۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ جوتیوں کے رہتے ہوئے خفین نہ پہنے نیز خفین کے جواز کے لیے کعبین سے نیچے تک کاٹنا شرط ہے۔ صرف امام احمدؒ بغیر قطع کی بھی اجازت دیتے ہیں۔ امام بخاریؒ جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

﴿ بابٌ ١١٥٩ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْاِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ ﴾

جو شخص تہبند (لنگی) نہ پائے وہ پائجامہ پہن لے

١٧٣٥﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عن جابِرِ بنِ زَيْدٍ عَنِ ابنِ

عبّاسٍ قال خَطَبَنا النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِعَرَفَاتٍ فقال مَنْ لَمْ يَجِدِ الإزَارَ فلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عرفات میں خطبہ سنایا تو فرمایا جو کوئی تہبند نہ پائے تو پائجامہ پہن لے اور جوتیاں نہ پائے تو خفین (موزے) پہن لے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من لم يجد الازار فليلبس السراويل"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۹ و مر الحديث ص ۲۳۴، ويأتي ص ۸۶۳، وص ۸۷۰۔

﴿ باب ۱۱۶۰ لُبْسِ السِّلاحِ لِلْمُحْرِمِ وقال عِكْرِمَةُ إذَا خَشِيَ العَدُوَّ لَبِسَ السِّلاحَ وَافْتَدٰى وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ فِي الفِدْيَةِ ﴾

محرم کا ہتھیار باندھنا (یعنی عند الضرورت جائز ہے) اور عکرمہ نے کہا محرم کو جب دشمن کا ڈر ہو تو ہتھیار پہن لے اور فدیہ دے۔ فدیہ کے بارے میں انکی متابعت نہیں کی گئی ہے (یعنی فدیہ کے بارے میں عکرمہ کے سوا اور کسی سے منقول نہیں)

۱۷۳۶﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰہ عن إسْرَائِيْلَ عن أبِي إسْحَاق عنِ البَرَاءِ قال اعْتَمَرَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فِي ذِي القَعْدَةِ فَأَبٰى أهْلُ مَكَّةَ أنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلَ مَكَّةَ حتى قَاضَاهُمْ لا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلاحًا إلَّا فِي القِرَابِ ﴾

ترجمہ حضرت براءؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ میں عمرے کا ارادہ فرمایا تو اہل مکہ نے حضور اقدس ﷺ کے مکہ میں داخل ہونے سے انکار کردیا آخر آپ ﷺ نے مکہ والوں سے اس شرط پر صلح کی کہ (آئندہ سال) مکہ میں ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں گے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تظهر من قوله "لا يدخل مكة سلاحا" لانه لو كان حمل السلاح للمحرم غير جائز مطلقا عند الضرورة وغيرها لما قاضى اهل مكة بهذا"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۴۹ و مر الحديث ص ۲۳۹ ويأتي ص ۳۷۱، وص ۴۵۲، وص ۶۱۰۔

مقصد مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ ضرورت کے وقت محرم کے لیے ہتھیار باندھنا جائز ہے۔

﴿ بَابُ ۱۱۶۱ دُخولِ الحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيرِ اِحْرَامٍ ﴾

وَدَخَلَ ابنُ عُمَرَ حَلالاً وَاِنَّما اَمَرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْاِهْلالِ لِمَنْ اَرَادَ الحَجَّ وَالعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَطّابِيْنَ وَغَيرِهِمْ.

حرم اور مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا

اور حضرت ابن عمرؓ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کا حکم انہی لوگوں کو دیا جو حج اور عمرہ کے ارادے سے آئیں اور لکڑ ہاروں وغیرہ کو ایسا حکم نہیں دیا۔

۱۷۳۷﴿ حَدَّثَنا مُسْلِمٌ حَدَّثَنا وُهَيبٌ حَدَّثَنا ابنُ طاؤسٍ عن اَبِيهِ عن ابنِ عبّاسٍ اَنَّ النبيَّ ﷺ وَقَّتَ لِاَهْلِ المَدِيْنَةِ ذَا الحُلَيفَةِ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ المَنَازِلِ وَلِاَهْلِ اليَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ اَتىٰ عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيرِهِنَّ مَنْ اَرَادَ الحَجَّ وَالعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَأَ حتّى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا اور نجد والوں کے لیے قرن المنازل کو اور یمن والوں کے لیے یلملم کو یہ مقام ان کے لیے ہیں جو وہاں رہتے ہوں یا اور ملکوں سے وہاں آئیں جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں اور جو ان مقاموں کے ادھر رہتے ہوں وہ جہاں سے چلیں یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے حج کے لیے احرام باندھیں گے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من اراد الحج والعمرة"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۴۹ ومر الحديث ص ۲۰۶، وص ۲۰۶، وص ۲۰۷۔

۱۷۳۸﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عامَ الفَتْحِ و علىٰ رَاْسِهِ المِغْفَرُ فلمَّا نَزَعَه جَاءَهُ رَجُلٌ فقال اِنَّ ابنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الكَعْبَةِ فقال اقْتُلُوهُ ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سر اقدس پر خود تھا جب آپ ﷺ نے اس خود کو اتارا تو آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا ابن خطل کعبے کے پردوں سے چپکا ہوا ہے ارشاد فرمایا اس کو قتل کردو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث "ان النبي صلى الله عليه وسلم

دخل مکة وعلیٰ راسہ المغفر فلو کان محرما لکان یدخل و ھو مکشوف الراس والترجمة فی دخول مکة بغیر احرام"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۴۹ ویاتی الحدیث ص ۴۲۷، وص ۶۱۴، وص ۸۶۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صرف تفریح کے لئے تفریح کی نیت سے مکہ مکرمہ جائے تو بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے۔ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

اقوال ائمہ | (۱) امام اعظمؒ کے نزدیک ہر شخص کے لئے احرام لازم ہے بغیر احرام کے ممنوع ہے مطلقاً۔ (۲) امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تفریح کے نیت سے جائے تو بغیر احرام کے جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ اس مسئلے میں حضرات شوافع کی تائید و موافقت فرما رہے ہیں۔ (۳) مالکیہ و حنابلہ کی ایک روایت شوافع کے ساتھ اور ایک روایت احناف کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۱۱۶۲ اِذَا اَحْرَمَ جاهِلاً وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ وقال عطاءٌ اِذَا تَطَيَّبَ اَوْ لَبِسَ جَاهِلاً اَوْ نَاسِيًا فلا كفارَةَ عَلَيْهِ ﴾

اگر کوئی لاعلمی میں کرتا پہنے ہوئے احرام باندھ لے؟ (تو کیا حکم ہے؟)

اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر لاعلمی کی وجہ سے یا بھول کر احرام کی حالت میں خوشبو مل لے یا کپڑا پہن لے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

۱۷۳۹ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطاءٌ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى عن اَبِيْهِ قال كُنْتُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَاَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهَا اَثَرُ صُفْرَةٍ اَوْ نَحوُهُ وَكَانَ عُمَرُ يقولُ لِي تُحِبُّ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الوَحْيُ اَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فقال اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ ما تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ وَعَضَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِي فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَاَبْطَلَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم ﴾

ترجمہ | حضرت یعلی بن امیہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا اتنے میں آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اس کے جبہ پر زرد خوشبو کا نشان تھا اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے تم آنحضرت ﷺ کو وحی اترتے وقت دیکھنا چاہتے ہو؟ پھر آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی پھر وہ کیفیت جاتی رہی تو آپ ﷺ نے فرمایا عمرے میں بھی وہی کر جو حج میں کرتا ہے اور ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹا اس نے ہاتھ کھینچا تو دوسرے کا دانت نکل گیا تو نبی

اکرم ﷺ نے اس کو باطل کر دیا (یعنی اس کا بدلہ کچھ نہیں دلایا)

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الرجل كان قد احرم بالعمرة وعليه جبة و كان جاهلا بامر الاحرام.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۴۹۔ المتن مشتمل على حديثين مر الاول منهما فى ۲۰۸، وص ۲۴۱، ويأتى ص ۶۲۰، وص ۷۴۵، والحديث الثانى واوله "عض رجل يد رجل الخ يأتى ص ۳۰۱، وص ۴۱۷، وفى المغازى ص ۶۳۴، وص ۱۰۱۸، و مسلم فى الحج.

مقصد امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں کوئی صاف حکم نہیں بیان کیا لیکن عطاء بن رباح کا قول نقل کر کے اپنا رجحان و میلان ظاہر فرمادیا کہ اگر بھول کر یا مسئلہ احرام سے لاعلمی کی بنا پر سلا ہوا کپڑا یا خوشبو استعمال کر لیا تو اس پر کوئی کفارہ یعنی فدیہ واجب نہیں ہوگا۔

یہی قول امام شافعیؒ کا بھی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر فوراً اسی وقت اتار ڈالے یا خوشبو دھوڈالے تو کفارہ نہ ہوگا ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔

حنفیہ کہتے ہیں ہر حال میں کفارہ لازم ہوگا۔ حدیث کا جواب علامہ ابن منیر نے یہ دیا ہے کہ حکم فدیہ کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حنابلہ سے دونوں روایتیں ہیں ایک حنفیہ کے مطابق اور دوسری روایت شافعیہ کے موافق۔

امام بخاریؒ شوافع کی تائید و موافقت فرمارہے ہیں واللہ اعلم۔

باب ۱۱۶۳ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَامُرِ النبىُّ صلى الله عليه وسلم اَن يُؤَدّٰى عنهُ بَقِيَّةُ الحَجّ

محرم اگر عرفات میں مرجائے؟ اور نبی اکرم ﷺ نے یہ حکم نہیں کیا کہ حج کے باقی ارکان اس کی طرف سے ادا کئے جائیں

۱۷۴۰ حَدَّثَنا سُلَيمانُ بنُ حَرْبٍ حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن عَمْرِو بنِ دِيْنارٍ عن سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال بَيْنا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النبيّ صلى الله عليه وسلم بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ عن رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ اَوْ قال فَاَقْعَصَتْهُ فقال النبيُّ صلى الله عليه وسلَمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فى ثَوبَيْنِ اَوْ قال فى ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا

رَاسَهُ وَلَا تُحَنِّطُوهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک شخص عرفات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا اتنے میں وہ اپنی اونٹنی پر سے گرا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی، یا کہا اونٹنی نے اسکی گردن توڑ ڈالی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتے سے غسل دو اور اس کو احرام ہی کے دونوں کپڑوں میں کفن دو اور اس کا سر نہ ڈھانکو اور اس کے خوشبو مت لگاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم لم يامر فيه بان يودى عن هذا المحرم الذى وقصته دابته بقية الحج و انما امر بغسله و تكفينه و نهٰى عن تحنيطه وتخمير راسه و ذالك لانه مات على احرامه ولهٰذا اخبر صلى الله عليه وسلم بانه يبعث يوم القيامة و هو يلبى.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۹، ومر الحديث ص ۱۶۹،/ / / / / وص ۲۴۸۔

۱۷۴۱﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمَسُّوهُ طِيْبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَاسَهُ وَلَا تُحَنِّطُوهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا اتنے میں وہ اپنی اونٹنی پر سے گرا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی یا بجائے "وقصته اوقصته" کہا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتے سے غسل دو اور (احرام ہی کے) دونوں کپڑوں کا کفن دو اور نہ اس کا سر ڈھانکو نہ اس کو خوشبو لگاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔

مطابقۃ للترجمۃ | هٰذا الطريق الثانى عن سليمان بن حرب ايضاً.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۴۹، ومر الحديث ص ۱۶۹، / / / وص ۲۴۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص پر حج فرض ہو گیا اور وہ اسی سال حج کیا لیکن حج کے پورے ارکان ادا نہ کر سکا درمیان ہی میں انتقال کر گیا تو اب اس پر بقیہ ارکان کی وجہ سے اتمام حج کی وصیت واجب نہیں بلکہ اسکا حج پورا ہو گیا حنفیہ کا یہی مذہب ہے۔ واللہ اعلم

﴿بابُ سُنَّةِ المُحْرِمِ اِذَا مَاتَ﴾ ۱۱۶۴

محرم جب (احرام کی حالت میں) مرجائے تو اس کا کفن دفن کیونکر سنت ہے؟

۱۷۴۲﴿ حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنا اَبُو بِشْرٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابنِ عباسٍ اَنَّ رَجُلاً كانَ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اغْسِلوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فى ثَوْبَيْهِ وَلا تَمَسُّوهُ بِطِيْبٍ وَلا تُخَمِّرُوا رَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَومَ القِيَامَةِ مُلَبِّيًا ﴾

ترجمہ ترجمہ وغیرہ کے لئے سابق باب نمبر ۱۱۶۳ کی حدیثیں ملاحظہ فرمایئے۔

﴿بابُ الحَجِّ وَالنُّذُورِ عنِ المَيِّتِ وَالرَّجُلِ يَحُجُّ عنِ المَرْاَةِ﴾ ۱۱۶۵

میت کی جانب سے حج اور میت کی نذر پوری کرنا اور مرد کا عورت کی طرف سے حج کرنا

۱۷۴۳﴿ حَدَّثَنا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيْل حَدَّثَنا اَبُو عَوَانَةَ عن اَبِى بِشْرٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عن ابنِ عبّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جاءَ تْ اِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقالَتْ اِنَّ اُمِّي نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حتى ماتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْها قال حُجِّي عَنْها اَرَاَيْتِ لَوكَانَ على اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قاضِيَةً اقضُوا اللّٰهَ فاللّٰهُ اَحَقُّ بِالوَفَاءِ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی لیکن وہ حج پورا کرنے سے پہلے مرگئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی طرف سے حج کر، بتاؤ اگر تیری ماں پر کسی کا قرض ہوتا تو تو ادا کرتی؟ (اسنے کہا ضرور) تو اللہ کا قرض ادا کرو اللہ سب سے زیادہ حقدار ہے حق پورا کرنے کا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ؟ ترجمۃ الباب دو جز پر مشتمل ہے (۱) میت کی جانب سے حج کرنا اور میت کی نذر (منت) پوری کرنا۔ (۲) مرد عورت کی جانب سے حج کرے۔ حدیث کی مطابقت پہلے جز کے ساتھ تو ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک عورت کو متوفی ماں کی طرف سے حج کرنے کی بھی اور نذر پوری

کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔

البتہ دوسرے جز کے ساتھ مطابقت ظاہر نہیں ہے باعث اشکال ہے علامہ ابن بطالؒ نے جواب دیا کہ جب عورت عورت کی طرف حج کر سکتی ہے تو مرد بدرجہ، اولیٰ کر سکتا ہے۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ عورت کے سوال کا جواب حضور اقدس ﷺ نے دیا ہے "اقضوا الله" جو جمع مذکر کا صیغہ ہے معلوم ہوا کہ عورت کا حج بدل مذکر بھی کر سکتا ہے پس "والرجل یحج عن المرأة" ثابت ہو گیا۔

(۳) امام بخاریؒ کبھی کبھار مطابقت کے لئے دوسرے طریق کی حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو یہاں کتاب النذور کی ایک روایت کی طرف اشارہ ہے جس میں تصریح ہے کہ ایک مرد کو اپنی بہن کی طرف سے حج کی اجازت ملی۔

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص ۲۴۹ تا ص ۲۵۰۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے جبکہ دوسرا قادر نہ ہو معذور ہو تو جیسے حدیث الباب سے ثابت ہوا کہ عورت عورت کی طرف سے حج کر سکتی ہے مرد کی طرف سے بھی کر سکتی ہے اور علی هذا القیاس مرد عورت کی طرف سے اور مرد کی طرف سے بھی کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

﴿بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لا يَسْتَطِيعُ الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ﴾ ۱۱۶۶

جو شخص اتنا ضعیف ہو کہ اونٹ پر بیٹھ نہ سکے اس کی طرف سے حج کرنا

۱۷۴۴﴿ حَدَّثَنا اَبُو عاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ عن ابنِ عبَّاسٍ عنِ الفَضْلِ بنِ عبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةً قالَتْ ح وَحَدَّثَنا مُوسَى بنُ اِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنا عبدُ العَزِيْزِ بنُ اَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنا ابنُ شِهابٍ عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال جاءَتْ امْرَأَةٌ مِن خَثْعَمَ عامَ حَجَّةِ الوَدَاعِ فقالَتْ يَا رَسولَ اللّٰه اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا لا يَسْتَطِيعُ اَن يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنهُ اَنْ اَحُجَّ عنهُ قال نَعَمْ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال خثعم قبیلے کی ایک عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا وہ ایسے وقت پر کہ میرا باپ اتنا بوڑھا ہے کہ اونٹنی پر تھم نہیں سکتا کیا اس کا حج ادا ہو جائے گا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں"

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۰، و مر الحديث ص ۲۰۵، و ياتي ص ۶۳۱، وص ۹۲۰۔

مقصد | امام بخاری کا مقصد یہ بتانا ہے کہ زندہ آدمی کی طرف سے بھی جبکہ وہ لنجا، کمزور ہو جو حرکت بھی نہ کر سکے تو اس کی طرف سے دوسرا آدمی حج کرسکتا ہے "وبه قال ابوحنيفةؒ واصحابهؒ والشافعیؒ و احمدؒ وقال مالكؒ والليث وغيره لايحج احد عن احد إلا عن ميت" الخ۔

یعنی امام بخاریؒ جمہور حنفیہ وشافعیہ کی تائید وموافقت فرمارہے ہیں۔ واللہ اعلم

البتہ جو شخص حج کرنے پر خود قادر ہے اس کی طرف سے تو فرض حج بالا جماع دوسرے کو کرنا درست نہیں لیکن نفل حج میں اختلاف ہے۔

﴿ باب ۱۱۶۷ حَجِّ المَرأَةِ عنِ الرَّجُلِ ﴾

مرد کی طرف سے عورت کا حج کرنا

۱۷۴۵﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن سُلَيْمانَ ابنِ يَسارٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عباسٍ قال كانَ الفَضْلُ رَدِيفَ النبيِّ ﷺ فجاءَتْ امْرَأَةٌ مِن خَثْعَمَ فجَعَلَ الفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْها وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجعَلَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَصْرِفُ وَجْهَ الفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الآخَرِ فقالتْ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا لا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قال نَعَمْ وَذٰلِكَ فی حَجَّةِ الوَدَاعِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ فضل بن عباسؓ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی فضل اس کو دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو دیکھنے لگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا وہ عورت کہنے لگی یا رسول اللہ اللہ کا فرض (حج) ایسے وقت پر فرض ہوا کہ میرا باپ بوڑھا ہے اونٹنی پر تھم نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "افاحج عنه قال نعم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۰، ومر الحديث ص ۲۰۵، وياتي ص ۶۳۱، وص ۹۲۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ مرد کی طرف سے عورت حج کرسکتی ہے۔

﴿ باب ۱۱۶۸ حَجّ الصِّبْيَانِ ﴾

بچوں کا حج کرنا

۱۷۴۶﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ اَبِي يَزِيْدَ قال سَمِعْتُ ابنَ عبّاسٍ يقولُ بَعَثَنِي اَوْ قَدَّمَنِي النبيُّ صلى الله عليه وسلم فى الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمار ہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سامان کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو منیٰ بھیج دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان ابن عباس كان مع النبى صلى الله عليه وسلم فى حجه وهو ما دون البلوغ فدخل تحت قوله "باب حجة الصبيان".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۰، و مر الحديث ص ۲۲۷۔

۱۷۴۷﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اِبْنُ اَخِي اِبْنِ شِهَاب عن عَمِّهِ قال اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ عباسٍ قال اَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الحُلْمَ اَسِيْرُ عَلٰى اَتَانٍ لِي ورسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قائِمٌ يُصَلِّي بِمِنٰى حتى سِرتُ بَيْنَ يَدَى بَعضِ الصَّفِّ الاوَّلِ ثمّ نَزَلْتُ عَنها فَرَتَعَتْ فصَفَفْتُ مَعَ الناسِ وَرَاءَ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وقال يُونُسُ عنِ ابنِ شِهَاب بِمِنٰى فى حَجَّةِ الوَدَاعِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر سامنے سے آیا میں اس وقت بالغ ہونے کے قریب تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہے تھے میں صف اول کے بعض حصوں کے آگے سے گذرا پھر سواری سے اترا پھر وہ چرنے لگی اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف میں شریک ہو گیا۔ اور یونس نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں منیٰ میں ہوا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى مثل ما ذكرنا فى الحديث السابق.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۰، و مر الحديث ص ۱۷، وص ۷۱، وص ۱۱۹، ويأتى ص ۶۳۳۔

۱۷۴۸﴿ حَدَّثَنَا عبدُ الرحمٰنِ بنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عن محمدِ بْنِ

يُوسُفَ عنِ السَّائِبِ بنِ يَزِيْدَ قال حُجَّ بِي مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَاَنَا اِبنُ سَبْعِ سِنِيْنَ ﴾

ترجمہ | حضرت سائب بن یزیدؓ نے فرمایا کہ مجھکو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا اور میں سات سال کا تھا۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۵۰۔

۱۷۴۹ ﴿ حدَّثَنا عَمْرُو بنُ زُرَارَةَ اَخبَرَنا القاسِمُ بنُ مَالِكٍ عنِ الجُعَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ قال سمِعْتُ عُمَرَ بْنِ عبدِ العَزِيْزِ يقولُ لِلسَّائِبِ بنِ يَزِيْدَ وَكانَ السَّائِبُ قد حُجَّ بِه في ثَقَلِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ﴾

ترجمہ | حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ حضرت سائب بن یزیدؓ سے کہہ رہے تھے اور حضرت سائبؓ کو نبی اکرم ﷺ کے سامان کے ساتھ حج کرایا گیا تھا۔ (اس روایت میں یہ بیان نہیں کیا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے سائب سے کیا کہا اور سائب نے کیا جواب دیا اس کا بیان دوسری روایت میں ہے کہ سائب سے مد کی مقدار پوچھی تھی جیسا کہ ص ۹۹۳، اور ص ۱۰۹۰ میں آرہا ہے۔

مطابقته للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وكان السائب قد حج به"

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۵۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نابالغ بچوں کا حج صحیح ہے، مشروع ہے، امام بخاریؒ اس باب میں وہ صریح حدیث نہیں لائے جس کو امام مسلمؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھایا اور پوچھنے لگی یا رسول اللہ اس کا بھی حج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور ثواب تجھ کو ملیگا۔

اور اس کے قائل حنفیہ ہیں مگر نابالغ کا حج حج فرض نہ ہوگا اگر بالغ ہونے کے بعد اس پر حج فرض ہو جائے تو پھر حج کرنا ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿ بابُ حَجِّ النِّسَاءِ ﴾ ۱۱۶۹

عورتوں کا حج کرنا

وقال لِي اَحْمَدُ بْنُ محمَّدٍ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عن اَبِيْهِ عن جَدِّهِ قال اَذِنَ عُمَرُ لِاَزْوَاجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم في آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فبَعَثَ مَعَهُنَّ عثمانَ بْنَ عَفَّانَ وعبدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوفٍ

امام بخاریؒ نے فرمایا ''اور مجھ سے احمد بن محمد نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم کے دادا ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے آخری حج میں نبی اکرم ﷺ کے ازواج مطہرات کو حج کرنے کی اجازت دی اور ان کے ساتھ عثمانؓ بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بھیجا۔

تشریح آنحضرت ﷺ کی تمام ازواج مطہرات نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج کرلیا تھا یعنی فرض ادا کرچکی تھیں اور احرام کی حالت میں عورت کو بھی چہرہ کھولے رکھنا واجب ہے پھر کثرت ہجوم و بھیڑ کی وجہ سے مردوں کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے ازواج مطہرات کی عظمت و تقدس کے پیش نظر سیدنا فاروق اعظمؓ کو تردد ہوا کہ ازواج مطہرات کو حج کے لئے نکلنے کی اجازت دیں یا نہ دیں پھر انہوں نے اجازت دی اور حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو نگہبانی کے لئے ساتھ کردیا پھر حضرت معاویہؓ کی خلافت میں بھی ازواج مطہرات نے حج کیا ہودوں پر سوار تھیں اور ان پر چادریں پڑی ہوئی تھیں۔

اشکال: کسی بھی عورت کے لئے مدت مسافرت کا سفر بغیر کسی محرم اور شوہر کے جائز نہیں۔ کما مر فی الحدیث "لاتسافر المرأة لیس معها زوجها او ذو محرم" (عمدہ) اور ان دونوں حضرات میں سے کوئی محرم نہیں تھے۔

جواب: ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں کما فی القرآن "وازواجهم امهتهم" (احزاب) اور محرم کا مطلب یہ ہے کہ جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو پس ساتھ جانے والے دونوں حضرات محرم ہوئے۔

۱۷۵۰﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنا حَبِيْبُ بنُ اَبِى عَمْرَةَ قال حَدَّثَتْنَا عائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عن عائِشَةَ اُمِّ المُؤْمِنِيْنَ قالتْ قُلْتُ يارسولَ اللّٰهِ اَلاَ نَغزُو اَوْ نُجاهِدُ مَعَكُمْ فقال لٰكِنَّ اَحْسَنَ الجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ الحَجُّ حَجٌّ مَبْرُورٌ فقالتْ عائِشَةُ فَلاَ اَدَعُ الحَجَّ بَعْدَ اِذْ سَمِعْتُ هذا مِنْ رَسولِ اللّٰه ﷺ ﴾

ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم (ازواج مطہرات) آپ لوگوں کے ساتھ غزوہ یا کہا (شکِ راوی) جہاد میں نہ جایا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم عورتوں کے لئے اچھا اور عمدہ جہاد حج ہے وہ حج جو مقبول ہو یہ سنکر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سننے کے بعد میں حج کبھی نہیں چھوڑوں گی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۵۰، و مر الحديث ص۲۰۶، و یاتی ۳۹۰، و ص۴۰۲، و ص۴۰۳، //۔

۱۷۵۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمانِ حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عَمْرٍو عن اَبِي مَعْبَدٍ مَولَى ابنِ عباسٍ عن ابنِ عبّاسٍ قال قال النبيُّ ﷺ لا تُسَافِرِ المَرْاَةُ اِلّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ ولا يَدْخلُ عَلَيْها رَجُلٌ اِلّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فقال رَجُلٌ يَا رسولَ اللّٰه اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اَخرُجَ في جَيْشٍ كَذَا وَكَذَا وَامْرَاَتِي تُرِيْدُ الحَجَّ فقال اخرُجْ مَعَهَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے اور اس کے پاس کوئی مرد نہ جائے مگر اس وقت جبکہ اس کے پاس کوئی محرم موجود ہو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں فلاں فلاں لشکر میں نکلنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور میری عورت حج کو جانا چاہتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورت کے ساتھ جاؤ۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اخرج معها" لانه يدل على جواز حج النساء وخروجهن الى الحج مع زوج او محرم.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۰، ويأتي الحديث ص ۴۲۱، وص ۴۳۰ مختصراً وص ۷۸۷۔

۱۷۵۲﴿ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخبَرَنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ قال حَدَّثَنا حَبِيْبٌ المُعَلِّمُ عن عَطاءٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال لَمَّا رَجَعَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم مِنْ حَجَّتِهِ قال لِاُمِّ سِنَانٍ الاَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكِ مِنَ الحَجِّ قالتْ اَبُو فُلانٍ تَعْنِي زَوْجَهَا وكانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلَى اَحَدِهِمَا وَالآخرُ يَسْقِي اَرْضًا لَنا قال فَاِنَّ عُمْرَةً في رَمَضانَ تَقْضِي حَجَّةً اَوْ حَجَّةً مَعِي رواهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن عَطاءٍ قال سَمِعْتُ ابنَ عبّاسٍ عن النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَ قال عُبَيْدُ اللّٰهِ عن عبدِ الكَرِيْمِ عن عَطاءٍ عن جابِرٍ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ جب حج کر کے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے ایک انصاری عورت ام سنان سے پوچھا کہ تو حج کرنے کیوں نہیں گئی یعنی حج سے کس نے روکا؟ کہنے لگی فلاں کا باپ یعنی میرا خاوند، اس کے پاس پانی لانے کے دو اونٹ تھے ایک پر تو خود حج کرنے گیا اور دوسرا ہماری زمینوں کو سیراب کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا ایک حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے (یعنی حج کا ثواب ملیگا) اس حدیث کو ابن جریج نے بھی عطار سے روایت کیا ہے عطار نے کہا میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اور عبید اللہ نے عبد الکریم سے روایت کی انہوں نے عطار سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہی حدیث۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ما منعك من الحج" فانه يدل على ان للنساء ان يحججن و الترجمة فی حج النساء.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۰ تا ص۲۵۱، ومر الحديث ص۲۳۹۔

۱۷۵۳﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عبدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ عن قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قال سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ وقَدْ غَزَا مَعَ النبيّ صلى الله عليه وسلم ثِنْتَى عَشْرَةَ غَزْوَةً قال اَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِن رَسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اَوْ قالَ يُحَدِّثُهُنَّ عنِ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم فَاَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي اَن لا تُسَافِرَ امْرَأةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ العَصْرِ حتى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ المَسْجِدِ الحَرامِ وَمَسْجِدِي وَالْمَسْجِدِ الاَقْصٰى ﴾

ترجمہ | زیاد کے مولی (غلام) قزعہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے سنا اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بارہ غزوہ کئے تھے ابوسعیدؓ نے فرمایا چار باتیں ہیں جنہیں میں نے رسول اللہ ﷺ نے سنی ہیں یا چار باتیں حضرت ابوسعیدؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے یہ باتیں مجھ کو پسند آئیں اور بھلی لگیں ایک یہ کہ کوئی عورت دودن کا سفر بغیر محرم رشتہ دار یا خاوند کے ساتھ ہوئے نہ کرے، دوسرے یہ کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو روزہ نہ رکھنا چاہئے، تیسرے عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کے بعد سورج نکلنے تک نماز نہ پڑھنا چاہئے، چوتھا کجاوے صرف تین مسجدوں کی طرف باندھے جاویں ایک مسجد حرام، دوسری میری مسجد یعنی مسجد نبوی، تیسرے مسجد اقصیٰ کی طرف۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "لاتسافر امرأة مسيرة يومين ليس معها زوجها او محرم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۱، حديث ابی سعيدؓ قال سمعتهن من رسول الله صلى الله عليه وسلم ، مرالحديث فی ص۱۵۸، وص۱۵۹، ويأتی ص۲۶۷، وقوله عليه السلام لاصوم يومين الفطر والاضحیٰ يأتی ص۲۶۷، ايضاً قوله عليه السلام لاصلوة بعد الصلاتين بعد العصر الخ مر ص۸۲۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حج عورتوں پر بھی لازم وفرض ہے جس طرح مردوں پر فرض

ہے مگر عورتوں کو حج کرنے کے لئے ایک شرط زائد ہے کہ خاوند ساتھ ہو یا محرم رشتہ دار میں سے کوئی رشتہ دار ساتھ ہو اس کے بغیر حج نہیں کرسکتی یہی حنفیہ کا بھی مسلک ہے۔

﴿ بَابُ ۱۱۷۰ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ اِلَى الْكَعْبَةِ ﴾

جس نے کعبہ تک پیدل جانے کی منت مانی

(یعنی اس پر منت کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں؟)

۱۷۵۴﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عن حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ قال حَدَّثَنِي ثابتٌ عن اَنَسٍ اَنَّ النبيَّ ﷺ رَآى شَيْخًا يُهادٰى بَيْنَ اِبْنَيْهِ قال ما بالُ هذا قالوا نَذَرَ اَنْ يَمْشِيَ قال اِنَّ اللّٰه عن تَعْذِيْبِ هذا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَاَمَرَهُ اَنْ يَرْكَبَ ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے سہارے ان کے درمیان چل رہا ہے آپ ﷺ نے پوچھا اس کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اس نے (کعبہ) پیدل جانے کی منت مانی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ بے نیاز ہے کہ یہ اپنے تیئں عذاب (تکلیف) دے اور آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ سوار ہو جائے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نذر ان يمشي الخ"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۱، ويأتي ص ۹۹۱۔

۱۷۵۵﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قال اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ اَبِي اَيُّوْبَ اَنَّ يَزِيْدَ بنَ اَبِي حَبِيْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا الخَيْرِ حَدَّثَهُ عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال نَذَرَتْ اُخْتِي اَنْ تَمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَاَمَرَتْنِي اَنْ اَسْتَفْتِيَ لَهَا النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم فاسْتَفْتَيْتُ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم فقال لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قال وَكَانَ اَبُو الْخَيْرِ لا يُفَارِقُ عُقْبَةَ ﴾

ترجمہ عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ میری بہن نے منت مانی کہ بیت اللہ تک پیدل جائے گی اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کے لئے نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ معلوم کروں چنانچہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو، یزید نے کہا کہ ابوالخیر عقبہ کے ساتھ رہتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نذرت اختي ان تمشي الى بيت الله الخ"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۵۱۔

۱۷۵۶﴿ قَالَ اَبُو عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ عن يَحْيَى بنِ اَيُّوبَ عن يَزِيْدَ بنِ اَبِي حَبِيْبٍ عن اَبِي الخَيْرِ عن عُقْبَةَ فَذَكَرَ الحَدِيْثَ ﴾

ترجمہ | امام بخاریؒ نے کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے یحیٰ بن ایوب سے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عقبہ سے یہی حدیث ذکر کی۔

تشریح | امام بخاریؒ نے اس حدیث کو نقل کرکے اشارہ کیا ہے ابن جریج کے یہاں دو شیخ ہیں، ایک یحیٰ بن ایوب اور دوسرے سعید بن ابی ایوب۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی نے کعبہ تک پیدل جانے کی منت مانی تو پیدل چلے مگر جب تھک جائے، تکلیف ہو تو سوار بھی ہو جائے جیسا کہ بوڑھے کو جب حضور ﷺ نے دیکھا کہ بہت تکلیف سے سہارا لیکر چل رہا ہے تھک گیا ہے تو آپ ﷺ نے سوار ہونے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائلُ المَدینةِ

﴿ باب ۱۱۷۱ حَرَمِ المَدِينَةِ ﴾

مدینہ کے حرم ہونے کا بیان

۱۷۵۷﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ اَبُو عبدِ الرحمٰنِ الاَحْوَلُ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِن كَذَا اِلَى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيهَا حَدَثٌ مَنْ اَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مدینہ یہاں سے وہاں تک حرم ہے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس میں کوئی بدعت نہ کی جائے جو اس میں کوئی بدعت پیدا کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "المدينة حرم من كذا الى كذا"

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۵۱، ویاتی ص ۱۰۸۶۔

۱۷۵۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ عن اَبِی التَّیَّاحِ عن اَنَسٍ قال قَدِمَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم المَدِینَةَ وَاَمَرَ بِبِنَاءِ المَسْجِدِ فقال یا بَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُونِی قالوا لا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَی اللّٰه فَاَمَرَ بِقُبُورِ المُشْرِکِینَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالخَرِبِ فَسُوِّیَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ المَسْجِدِ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور مسجد بنانے کا حکم دیا تو بنی النجار سے فرمایا تم اپنے باغ کی قیمت مجھ سے لے لو، انہوں نے کہا ہم تو صرف اللہ تعالیٰ سے اس کی قیمت لیں گے پھر آپ ﷺ نے حکم دیا چنانچہ مشرکوں کی قبریں جو وہاں تھیں اکھاڑ کر پھینک دی گئیں اور کھنڈر کو برابر کیا گیا اور درخت کاٹ ڈالے گئے اور مسجد میں قبلے کی طرف رکھ دیئے گئے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة ! مطابقت بطور دلالت التزامی ہے سابق حدیث میں تھا کہ درخت نہ کاٹا جائے اور اس حدیث میں ہے کہ درخت کاٹ ڈالے گئے معلوم ہوا کہ مدینہ کے درخت مثل درخت مکہ نہیں ہے بلکہ مدینہ حرم ہے باعتبار عزت واحترام کے کیونکہ اگر مدینہ مکہ مکرمہ کی طرح حرم ہوتا تو درخت کاٹے نہیں جاتے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۵۱، ومر الحدیث ص ۳۷، وص ۶۱، ویاتی ص ۲۸۳، وص ۳۸۸، وص ۳۸۹،//، وص ۵۵۹۔

۱۷۵۹﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیلُ بْنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِی اَخِی عن سُلَیمانَ عن عُبَیْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ عن سَعِیْدِ المَقْبُرِیِّ عن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال حُرِّمَ ما بَیْنَ لَابَتَیِ المَدِیْنَةِ عَلٰی لِسَانِی قال وَاَتَی النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم بَنِی حَارِثَةَ فقال اَرَاکُمْ یَا بَنِی حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الحَرَمِ ثُمَّ التَفَتَ فقال بَلْ اَنْتُم فیه﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں جو زمین ہے وہ میری زبان پر حرام ٹھہرائی گئی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی حارثہ کے پاس آئے اور فرمایا میں سمجھتا ہوں بنی حارثہ تم حرم کے باہر ہو گئے پھر جائے وقوع کو غور سے دیکھا تو فرمایا نہیں تم حرم کے اندر ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "حرم ما بین لابتی المدینة"

تعددموضعہ والحدیث ھنا ص ۲۵۱، ویاتی ص ۲۵۲۔

۱۷۶۰﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عن اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عن اَبِيْهِ عن عَلِيٍّ قال مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ اِلٰى كَذَا مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَال ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ قال اَبُو عبدِ اللّٰهِ عَدْلٌ فِدَاءٌ ﴾

ترجمہ ابراہیم تیمی اپنے باپ یزید بن شریک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس تو بس اللہ کی کتاب ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ صحیفہ ہے جس میں یہ بھی ہے کہ مدینہ عائر پہاڑ سے لیکر یہاں تک حرم ہے جو شخص اس میں کوئی بدعت پیدا کرے یا بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کا نفل قبول ہوگا اور نہ فرض، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ سب مسلمانوں کا ایک ذمہ ہے (یعنی مسلمانوں میں سے کسی کا بھی عہد کافی ہے) جو کسی مسلمان کے ذمے (عہد) کو توڑے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کا نفل قبول ہوگا نہ اس کا فرض، اور جو کوئی اپنے مولیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کو مالک بنائے اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کا نفل قبول ہوگا نہ فرض۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ "عدل" سے مراد فدیہ ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "المدينة حرم ما بين عائر الىٰ كذا"

تعددموضعہ والحدیث ھنا ص ۲۵۱ تا ص ۲۵۲۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد مدینہ منورہ کی حرمت واحترام کو ثابت کرنا ہے لیکن امام بخاریؒ نے کوئی حکم صریح نہیں بیان کیا ہے کہ کیا یہ حرمت واحترام حرمت مکہ کے مساوی ہے یا کچھ فرق ہے چونکہ اس میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے اس لئے شاید بخاریؒ نے تصریح نہیں کی۔

مالکیہ وشافعیہ کے نزدیک جیسے مکہ مکرمہ حرم ہے کہ کوئی درخت نہ کاٹا جائے اور نہ ہی شکار کرنا جائز ہے۔ البتہ ان بزرگوں کے نزدیک بھی حرم مدینہ میں ضمان وتاوان نہیں "لكن لاضمان فى ذلك لان حرم المدينة

لیس محلا للنسك بخلاف حرم مكة". (قس)

حنفیہ کے نزدیک حرم مدینہ مکہ کی طرح نہیں ہے بلکہ درخت کاٹنا، شکار کرنا جائز ہے ورنہ ہجرت کے پہلے سال آنحضرت ﷺ بنی نجار کے باغ کے درختوں کو نہ کٹواتے، البتہ مدینہ نہایت محترم ہے اس لئے اس کے زینت کو برقرار رکھنا چاہئے اجاڑ ویران کرنے کی ممانعت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا میلان ور حجان مالکیہ وشافعیہ کی طرف ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ۱۱۷۲ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ ﴾

مدینہ کی فضیلت اور یہ کہ مدینہ (برے) لوگوں کو نکال پھینکتا ہے

۱۷۶۱ ﴿ حَدَّثَنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخبَرَنا مَالِكٌ عن يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قال سَمِعْتُ أَبَا الحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يقولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ قال رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأكُلُ القُرىٰ يَقولونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الحَدِيْدِ ﴾

ترجمہ | ابوالحباب سعید بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ایسی بستی میں جانے (اس کی طرف ہجرت کرنے) کا حکم ہوا ہے جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (یعنی ان پر غالب ہوگی) منافق لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے برے لوگوں کو اس طرح نکال پھینکے گا جیسے بھٹی لوہے کے میل کو نکال پھینکتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة اى فى قوله " المدينة تنفى الناس كما ينفى الى آخره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۲، ومسلم و نسائى فى الحج.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ مدینہ کی فضیلت کا اثبات ہے جو حدیث پاک سے ثابت ہے "امرت بقرية تاكل القرىٰ" يعنى يغلب اهل المدينة اهل سائر البلاد وهو كناية عن الغلبة. چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت بالکل صحیح اور پوری ہوئی کہ مدینہ ایک مدت تک ایران وعرب، مصر اور شام وغیرہ کا پائے تخت رہا اور خلفاء راشدینؓ نے مدینہ میں رہکر خلافت کی حتی کہ مکہ مکرمہ کو بھی شرک وکفر سے طہارت مدینہ سے ہوئی۔

﴿ بابٌ ۱۱۷۳ المَدِيْنَةُ طَابَةٌ ﴾

مدینہ کا ایک نام طابہ ہے

مدینہ طیبہ کے مختلف ناموں کا ذکر محدثین کرام نے کیا ہے حتی کہ بعض روایتوں سے دس ہیں جس کی تفصیل حافظ نے کی ہے اور بعض روایتوں سے ناموں کی تعداد چالیس تک منقول ہے (فتح الباری، عمدۃ القاری)

۱۷۶۲﴿ حَدَّثَنا خالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عن عباسِ بنِ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ عن اَبِى حُمَيْدٍ قال اَقْبَلْنَا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مِن تَبُوكَ حتى اَشْرَفْنَا عَلَى المَدِيْنَةِ فقالَ هٰذِهِ طَابَةٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک سے لوٹ کر آئے جب مدینہ کے قریب پہونچے تو آپ ﷺ نے فرمایا! یہ طابہ ہے (یعنی مدینہ آ گیا)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان الترجمة متن الحديث .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۵۲، ومر الحديث ص۲۰۰ بطوله، وياتى مقطعاً ص ۴۴۸، وص ۵۳۵ وص ۶۳۷۔

مقصد مدینہ طیبہ کے سلسلے میں بہت سے تراجم قائم فرمائے ہیں جس سے اظہار محبت مقصود ہے کیونکہ ناموں کی کثرت مسمّٰی کی عظمت وشرف پر دلالت کرتی ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین کا مسکن اور مدفن ہے۔

﴿ بابُ ۱۱۷۴ لابَتَى المَدِيْنَةِ ﴾

مدینہ کے دو پتھریلے میدان

۱۷۶۳﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عنِ شِهَابٍ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّه كانَ يَقولُ لَو رَاَيْتُ الظِّبَاءَ بِالمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ ما ذَعَرْتُهَا قَال رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ اگر میں مدینے میں ہرنوں کو چرتے دیکھوں تو اسے نہیں بھڑکاؤں گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے دونوں پتھریلے میدانوں کا درمیانی حصہ حرم ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ما بين لابتيها حرام".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۲، ومر الحديث ص۲۵۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ مثل مکہ حرم ہے وہاں شکار جائز نہیں۔

بعض حنفیہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے (۱) یہاں ہے "مابين لابتيها" اور بعض روایت میں ہے "ما بين جبليها" كما في مسلم، اور بعض میں ہے "بين حرتيها" اور بعض میں ہے ما بين مازميها" پس معلوم ہوا کہ حدیث مضطرب ہے اور مضطرب سے استدلال جائز نہیں۔ واللہ اعلم

(۲) اتنا تو حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کی زیب وزینت باقی رکھنے کے لئے درخت نہ کاٹے جائیں، گھاس نہ صاف کی جائے تاکہ ہریالی باقی رہے، مدینہ سرسبز و شاداب رہے مدینہ کے جنگلی جانوروں کو بھڑکایا نہ جائے اس معنی کے اعتبار سے مدینہ حرم ہے مگر مکہ کی طرح درخت کاٹنے پر دم واجب نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ ۱۱۷۵ مَنْ رَغِبَ عنِ المَدِيْنَةِ﴾

جو شخص مدینہ سے اعراض کرے (یعنی نفرت کرے)

۱۷۶۴﴿ حَدَّثَنا اَبُو اليَمَانِ اَخبَرَنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهْرِيِّ اَخبَرَنِي سَعِيْدُ بنُ المُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقولُ تَتْرُكُونَ المَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لا يَغْشَاهَا اِلَّا العَوَافِي يُرِيْدُ عَوَافِيَ الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوشًا حتى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوهِهِمَا﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم لوگ مدینہ کو ایسے وقت چھوڑ جاؤ گے جب وہ بہترین حالت میں ہوگا (پھر ایسا اجاڑ ہو جائیگا) وہاں وحشی جانور، پرندے اور درندے بسنے لگیں گے (یہ حالت اخیر زمانے میں قیامت کے قریب ہوگی) اور اخیر میں مدینہ کے دو چرواہے اپنی بکریوں کو آواز دیتے ہوئے مدینہ آئیں گے تو وہاں جنگلی جانور پائیں گے جب ثنیۃ الوداع پر پہونچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "تتركون المدينة".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۲، ومر الحديث ص۲۵۱۔

۱۷۶۵﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ الزُّبَيْرِ عن سُفيانَ بنِ اَبِى زُهَيْرٍ اَنَّه قال سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليهِ وسلم يَقولُ يُفتَحُ اليَمَنُ فيَاتِى قومٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لوكَانوا يَعْلَمُونَ وَيُفتَحُ الشَّامُ فيَاتِى قومٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُم لو كانوا يَعْلَمُونَ وَيُفتَحُ العِرَاقُ فيَاتِى قومٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَو كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴾

ترجمہ | حضرت سفیان بن ابی زہیرؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ سواری کا جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور پیروکاروں کو لاد کر مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ لوگ جانتے، اور شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ سواری کا جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات سنیں گے ان کو لاد کر لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اگر وہ سمجھتے اور عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ آئیں گے اور اپنے اہل کو اور پیروکاروں کو سوار کرا کے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اگر وہ جانتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان هٰؤلاء القوم المذكورين تفرقوا فى البلاد بعد الفتوحات ورغبوا عن الاقامة فى المدينة ولو صبروا على الاقامة فيها لكان خيراً لهم والترجمة فيمن رغب عن المدينة و هٰؤلاء رغبوا عنها واختاروا غيرها.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۲، واخرجه مسلم والنسائى فى الحج.

مقصد | مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ مدینہ سے اعراض مذموم ہے۔ من خرج لحاجة كجهاد او تجارة فليس داخلاً فى معنى الحديث. (قس)

﴿ بابٌ [۱۱۷۶] الاِيْمَانُ يَارِزُ اِلَى المَدِيْنَةِ ﴾

ایمان مدینہ کی طرف سمٹ کر آئے گا

۱۷۶۶﴿ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ حَدَّثَنا اَنَسُ بنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنِى عُبَيْدُ اللّٰهِ عن خُبَيْبِ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن حَفْصِ بنِ عَاصِمٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ

اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم قال اِنَّ الاِيْمَانَ لَيَارِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَارِزُ الْحَيَّةُ اِلَى جُحْرِهَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان سمٹ کر مدینہ میں اس طرح آئے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں داخل ہو جاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ان الايمان ليارز الى المدينة".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۲، واخرجه مسلم فى الايمان وابن ماجه فى الحج.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مومن کا ایمان اور حضور اقدس ﷺ کی محبت مدینہ منورہ کی طرف کھینچ لے گی۔ وقال القرطبى "و فيه تنبيه على صحة مذهبهم و سلامتهم من البدع و ان عملهم حجة كما رواه مالكؒ (قلت) هذا انما كان فى زمن النبى صلى الله عليه وسلم والخلفاء الراشدين الى انقضاء القرون الثلاثه وهى تسعون سنة واما بعد ذلك فقد تغيرت الاحوال وكثرت البدع خصوصاً فى زماننا هذا على مالايخفى (عمدہ).

﴿ بَابُ ۱۱۷۷ اِثْمِ مَنْ كَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ﴾

مدینہ والوں کے ساتھ مکر کرنے والوں کا گناہ

(یعنی جو مدینہ والوں کے ساتھ برا ارادہ یعنی ستانے کا ارادہ کرے گا اس پر کیسا وبال پڑے گا)

۱۷۶۷﴿ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ عن جُعَيْدٍ عن عائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ قالَتْ سَمِعْتُ سَعْدًا قال سَمِعْتُ النبىَّ صلى اللّٰه عليه وسلم يقولُ لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فى الْمَاءِ ﴾

ترجمہ | عائشہ بنت سعد سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ مدینہ والوں سے جو کوئی مکر وفریب کرے گا وہ اس طرح پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لايكيد اهل المدينة احد الا انماع كما ينماع الملح فى الماء".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۲ ومسلم اول ص۴۴۵۔

مقصد | ابواب سابقہ میں مدینہ کے فضائل کا بیان تھا اب اس کے مخالف کا ذکر کرنا مقصود ہے کہ جو لوگ مدینہ والوں کے ساتھ مکر وفریب اور انہیں ایذا پہنچانے کا ارادہ کریں گے اس پر اس کا وبال پڑے گا۔
مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے قال ابو القاسم صلى الله عليه وسلم من اراد اهل هذه البلدة بسوء يعنى المدينة اذابه الله كما يذوب الملح فى الماء۔ (مسلم شریف ص ۴۴۵)

﴿ بابٌ ۱۱۷۸ آطامِ المَدِينَةِ ﴾

مدینہ کے اونچے محلوں کا بیان

''آطام'' بالمد جمع ہے اُطُم بضمتین کی ''وهى الحصون التى تبنى بالحجارة'' پتھر سے بنے ہوئے قلعے، نیز اونچے محل بلند مکان۔

۱۷۶۸﴿ حَدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ عبدِ اللهِ حَدَّثَنا سُفيَانُ حَدَّثَنا ابنُ شِهَابٍ اَخبَرَنِى عُروَةُ قال سمِعْتُ اُسَامَةَ قال اَشْرَفَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم على اُطُمٍ مِنْ آطامِ المَدِينَةِ فقال هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى اِنِّى لَاَرٰى مَوَاقِعَ الفِتَنِ خِلالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ القَطْرِ تابعَهُ مَعْمَرٌ وَسُلَيمانُ بْنُ كَثِيرٍ عنِ الزُّهْرِيِّ ﴾

ترجمہ | حضرت اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک اونچے محل پر چڑھے پھر (صحابہ سے) فرمایا کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ تم لوگ دیکھ رہے ہو؟ میں تمہارے گھروں میں فتنے کے مقام اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے بارش گرنے کے مقام، سفیان کے ساتھ اس حدیث کو معمر اور سلیمان بن کثیر نے بھی زہری سے روایت کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۲، ويأتى ص ۳۳۴، وص ۵۰۸، وص ۱۰۴۶۔

مقصد | بخاریؒ کا مقصد مدینہ طیبہ کی بعض خصوصیت کو بیان کرنا ہے جیسا کہ حدیث الباب سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بلند وبالا اونچی جگہ پر چڑھ کر ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں اور یہ پیشین گوئی بطور کشف والہام تھا جو بلاشبہ پورا ہوا جیسے حضرت عثمانؓ کی شہادت مدینہ ہی میں ہوئی اسی طرح یزید کا مدینہ پر حملہ، واقعہ حرہ میں کیا کیا آفتیں پیش آئیں جو بیان سے باہر ہیں۔

﴿ بَابٌ ۱۱۷۹ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ ﴾

دجال مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہوگا

۱۷۶۹﴿ حَدَّثَنَا عبدُ الْعَزِيْزِ بنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عن اَبِيْهِ عن جَدِّهِ عن اَبِي بَكْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بابٍ مَلَكَانِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ میں مسیح دجال کا رعب (کچھ خوف) نہیں داخل ہوگا اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے ہونگے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان رعب الدجال اذا لم يدخل المدينة فعدم دخوله بنفسه بالطريق الاولىٰ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۲، ويأتي الحديث ص ۱۰۵۵۔

۱۷۷۰﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مالِكٌ عن نُعَيْمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ میں داخل ہونے کے تمام راستوں پر فرشتے ہیں اس میں نہ طاعون داخل ہوسکتا ہے نہ دجال۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۲، ويأتي الحديث ص ۸۵۳ و ص ۱۰۵۶، واخرجه مسلم في الحج والنسائي في الطب.

۱۷۷۱﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قال حَدَّثَنَا رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم حَدِيْثًا طَوِيْلًا عنِ الدَّجَّالِ فكانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا بِهِ اَنْ قال يَاْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ يَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُولُ اَشْهَدُ اَنَّكَ

الدَّجَّالُ الَّذِی حَدَّثَنا عَنْكَ رسولُ اللّٰهِ صلي الله عليه وسلم حَدِيْثَه فيقولُ الدَّجَّالُ اَرَاَيتَ اِنْ قَتَلْتُ هذا ثُمَّ اَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّونَ فِی الْاَمْرِ فيقولون لا فَيَقْتُلُه ثُمَّ يُحْيِيْهِ فيقولُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّى الْيَومَ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ اَقْتُلُه فَلا يُسلَّط عَلَيْهِ ﴾

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے دجال کے بارے میں ایک لمبی حدیث بیان فرمائی ہے اس کے بارے میں ہم سے جو بیان فرمایا ہے اس میں یہ بھی تھا کہ دجال آئے گا مدینہ کے راستوں میں داخل ہونا اس پر حرام ہوگا مدینہ کے قریب جو شور زمین ہے ان میں سے بعض پر اترے گا پھر (مدینہ سے) ایک شخص جو اس زمانہ کے سب لوگوں میں نیک ہوگا یا سب نیک لوگوں میں سے ہوگا دجال کے پاس جائے گا اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کا حال رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کر دیا تھا پھر دجال اپنے لوگوں سے کہے گا بتاؤ تو اگر میں اسے قتل کر ڈالوں اور پھر زندہ کر دوں تو کیا تم لوگ میرے بارے میں (یعنی میری خدائی میں) شک کرو گے؟ تو لوگ کہیں گے نہیں، دجال اس شخص کو قتل کر ڈالے گا پھر اس کو زندہ کر دے گا تو وہ نیک شخص زندہ ہو کر کہے گا خدا کی قسم آج کی طرح تیری معرفت کبھی نہ تھی (یعنی اب تو مجھ کو پورا معلوم ہو گیا کہ تو وہی دجال ہے) دجال کہے گا اسے قتل کروں گا لیکن ان پر قابو نہیں دیا جائے گا (یعنی مار نہ سکے گا)۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يدل على ان الدجال ينزل على سبخة من سباخ المدينة ولايقدر على الدخول الى المدينة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۵۲ تا ۲۵۳۔

۱۷۷۲﴿ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيْمُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنا الوَلِيْدُ حَدَّثَنا اَبُو عَمْرٍو حَدَّثَنا اِسْحَاقُ حَدَّثَنِي اَنَسُ بنُ مالِكٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالمَدِيْنَةَ لَيْسَ مِنْ نِقَابِهَا نَقبٌ اِلَّا عَلَيْهِ المَلائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُونَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ المَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مکہ اور مدینہ کے سوا دنیا کے ہر شہر کو دجال روندے گا ان کے ہر راستے پر فرشتے صف باندھے پہرہ دیتے ہوں گے پھر مدینہ اپنے رہنے والوں پر تین بار لرزے گا (یعنی تین زلزلے آئیں گے) اور اللہ تعالیٰ مدینہ سے ہر کافر و منافق کو نکال دیگا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "والمدينة" يعنى لايدخلها.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۵۳، ویاتی الحدیث ص ۱۰۵۶، واخرجه النسائی فی الحج ومسلم فی الفتن.

مقصد | امام بخاریؒ نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں سب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضور اقدس ﷺ کو خبر دیدی ہے کہ مدینہ طیبہ میں دجال نہیں داخل ہو سکے گا اور نہ اس کا کوئی رعب۔

﴿ بَابٌ ۱۱۸۰ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ ﴾

مدینہ خبیثوں (برے لوگوں) کو دور کرتا ہے

۱۷۷۳﴿ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عبدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن محمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ عن جابِرٍ قال جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَى النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَبَايَعَهُ عَلَى الْاِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُومًا فقالَ اَقِلْنِی فَاَبٰی ثَلَاثَ مِرَارٍ فقال الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وتَنْصَعُ طَيِّبَهَا ﴾

ترجمہ | حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اسلام پر بیعت کی پھر دوسرے دن بخار میں مبتلا ہو کر آیا اور کہنے لگا "اقلنی" میری بیعت توڑ دیجئے آپ ﷺ نے تین بار انکار کیا اور فرمایا مدینہ بھٹی کے مثل ہے میل کچیل کو نکال دیتی ہے اور خالص باقی رکھتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "المدينة كالكير تنفی خبثها".

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۵۳، ویاتی الحدیث ص ۱۰۷۰ // وص ۱۰۷۱، وص ۱۰۸۹۔

۱۷۷۴﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَدِیِّ بنِ ثابِتٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ يَزِيْدَ قال سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثابِتٍ يقولُ لَمَّا خَرَجَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم اِلٰی اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فقالَتْ فِرْقَةٌ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُم فَنَزَلَتْ فَمَالَكُمْ فِی الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وقال النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم اِنَّهَا تَنْفِی الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِی النَّارُ خَبَثَ الحَدِيْدِ ﴾

ترجمہ | عبداللہ بن یزید نے کہا میں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جب نبی اکرم ﷺ (غزوہ احد میں) احد کی طرف نکلے تو آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ (تین سو منافقین) لوٹ گئے ایک گروہ نے کہا ہم ان کو قتل کریں گے اور ایک گروہ نے کہا قتل نہیں کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی "فما لکم

فی المنافقین فئتین" (سورہ نساء) تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہوگئے) اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مدینہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے جیسے آگ لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انها تنفى الرجال كما تنفى النار خبث الحديد"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۵۳، وياتي الحديث في المغازي ص۵۸۰، وفي التفسير ص۶۶۰، واخرجه الترمذي في التفسير.

مقصد اصل مقصد تو اثبات فضیلت وخصوصیت ہے کہ مدینہ خبیث وخباثت کو دور کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ ومیل کو دور کر دیتی ہے۔

تشریح مزید تفصیل کے لئے نصر الباری کتاب المغازی ص ۱۰۱/ کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿ بابٌ ۱۱۸۱ ﴾ یعنی باب بلا ترجمہ

۱۷۷۵﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنا اَبِى قال سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ ابنِ شِهَابِ الزُّهْرِيِّ عن اَنَسٍ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَى مَا جَعَلتَ بِمَكَّةِ مِنَ الْبَرَكَةِ تَابَعَهُ عُثمانُ بْنُ عُمَرَ عن يُونُسَ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اللهم اجعل بالمدينة" الخ (اے اللہ مکہ مکرمہ میں جو برکت تو نے رکھی ہے مدینہ طیبہ میں اس سے دوگنی برکت عطا فرما) جریر کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر نے یونس سے روایت کیا۔

تشریح یعنی کھانے، پینے، روزی روٹی میں مکہ سے بھی زیادہ برکت عطا فرما۔ یہ ایک خاص دعا ہے مدینہ طیبہ کے لئے یہ ایک جزئی فضیلت ہے اس سے مکہ پر فضیلت لازم نہیں آتی اگرچہ علماء کرام کی ایک جماعت اس کی بھی قائل ہے کہ چونکہ سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین کا جسد مبارک مدینہ میں ہے اس لئے مدینہ افضل ہے لیکن اس سے صرف اس مقام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ کہ پورے مدینہ کی بلاشبہ عام مشاہدہ و تجربہ ہے کہ کھانے، پینے، رہنے، سہنے میں بے پناہ برکت مدینہ میں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث ؟ یہ باب بلا ترجمہ ہے "كالفصل من الباب السابق" ظاہر ہے ابواب سابقہ مدینہ کی فضیلت پر ہے اور یہ دعا بھی فضیلت کو مقتضی ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۵۳، واخرجہ مسلمؒ فی الحج.

۱۷۷۶﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن حُمَيْدٍ عن اَنَسٍ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اس کی محبت سے اونٹنی تیز چلاتے اور اگر کسی اور جانور پر ہوتے تو اس کو بھی مدینہ کی محبت کی وجہ سے حرکت دیتے (یعنی ایڑ لگاتے)۔

تشریح | جدرات بضمتین جمع ہے جدار بمعنی دیوار، اوضع ای حملها علی السیر السریع.

﴿ بَابُ ۱۱۸۲ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ ﴾

مدینہ کو ویران کرنا نبی اکرم ﷺ کو نا گوار تھا

۱۷۷۷﴿ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عن حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عن اَنَسٍ قال اَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ اَنْ يَتَحَوَّلُوا اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم اَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ وقال يَابَنِى سَلِمَةَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ فَاَقَامُوا ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ بنی سلمہ (انصار کے ایک قبیلے) نے اپنا مکان چھوڑ کر مسجد نبوی کے قریب آجانا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو خالی (ویران) کرنا پسند نہ کیا اور فرمایا! اے بنی سلمہ تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے؟ چنانچہ وہ لوگ وہیں رہ گئے۔

(آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ کی آبادی سب طرف سے قائم رہے اور اس میں ترقی ہوتی جائے تا کہ کافروں اور منافقوں پر رعب پڑے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فكره رسول الله صلى الله عليه و سلم ان تعرى المدينة".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۵۳، ومر الحدیث فی ص۹۰۔

مقصد | امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو مدینہ طیبہ کی بھرپور آبادی محبوب تھی کسی طرف سے خالی کرنا، ویران کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ واللہ اعلم

باب ۱۱۸۳

بغیر ترجمہ ۔ وهو كالفصل من الباب السابق.

۱۷۷۸﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عن يَحْيى عن عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عبدِ الرَّحمٰنِ عن حَفصِ بنِ عاصِمٍ عن اَبِی هُرَيْرَةَ عنِ النبیِّ صلى الله عليه وسلم قال مَابَيْنَ بَيْتِی وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰى حَوضِی ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور منبر میرا (قیامت کے دن) میرے حوض پر ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ | یہ باب بغیر ترجمہ ہے كالفصل من الباب السابق. اور باب سابق میں مدینہ خالی کرنے کی ناپسندیدگی وکراہیت کا ذکر تھا اس باب کی حدیث میں اقامت کی ترغیب ہے۔ وهٰذا تعلق قوی مناسب لايخفى على من تفكر و تدبر.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۲، ومر الحديث ص۱۵۹، ويأتی ص۹۷۵، وص۱۰۹۰۔

مقصد | اقامت مدینہ کی ترغیب ہے۔

۱۷۷۹﴿ حَدَّثَنا عُبَيْدُ بْنُ اِسمَاعِيْلَ حَدَّثَنا اَبُو اُسَامَةَ عن هِشامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ قالتْ لَمَّا قَدِمَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم المَدِينَةَ وُعِكَ اَبُو بَكرٍ وَبِلالٌ فكانَ اَبُو بَكرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الحُمّٰى يقولُ :

كُلُّ امْرِیءٍ مُصَبَّحٌ فِی اَهْلِهِ ☆ وَالمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وكانَ بِلالٌ اِذَا اُقْلِعَ عنهُ الحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ يقولُ :

اَلَا لَيْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ☆ بِوَادٍ وَحَوْلِی اِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ

وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ☆ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِی شَامَةٌ وَطَفِيْلُ

قال اَللّٰهُمَّ العَنْ شَيْبَةَ بنَ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا اَخْرَجُونا مِنْ اَرْضِنَا اِلٰى اَرْضِ الوَبَاءِ ثُمَّ قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا المَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ اَللّٰهُمَّ بارِكْ لَنا فی صَاعِنَا وفی مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنا وَانْقُلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ قالتْ وَقَدِمْنَا المَدِيْنَةَ وهِیَ اَوْبَا اَرْضِ اللهِ قالتْ فكانَ بُطْحَانُ يَجْرِی نَجْلا تَعْنِی مَاءً آجِنًا﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ بخار میں مبتلا ہو گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بخار چڑھتا تو یہ شعر پڑھتے :۔ ترجمہ: ہر شخص اپنے گھر میں صبح کرتا ہے، اور موت اس کی چپل کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور حضرت بلالؓ کا جب بخار اترتا تو رو کر بلند آواز سے یہ پڑھتے :۔ ترجمہ:

کاش کہ ایک رات میں ایسی وادی میں گذارتا کہ اردگرد اذخر اور جلیل ہوتی

اور کیا کسی دن مجنہ کے پانی پر گذر سکوں گا، اور کیا میری نظروں کے سامنے شامہ اور طفیل ہوں گے؟

اے اللہ شیبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت کر جنہوں نے ہمیں ہمارے ملک سے نکال کر وبا کی زمین میں کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ مدینہ کو مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ محبوب و پسندیدہ بنا دے اے اللہ ہمارے اور ہمارے مد میں برکت دے اور مدینہ کو ہمارے لئے صحت افزا بنا دے اور مدینہ کا بخار جحفہ منتقل فرما دے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہم جب مدینہ آئے تو اللہ کی سب زمینوں سے زیادہ وہاں وبا تھی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بطحان نالہ سے بدبودار پانی بہتا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم لما فهم من الذين قدموا القلق بسبب نزولهم فيها وهي وبيئة دعا الله تعالىٰ ان يحبهم المدينة كحبهم مكة وان يبارك في صاعهم وفي مدهم وان ينقل الحمىٰ منها الى الجحفة لئلا تعرى المدينة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۳، وياتي ص ۵۵۸، وص ۸۴۴، وص ۸۴۷، وص ۹۴۳۔

مقصد آنحضرت ﷺ کے دعائیہ کلمات کے نقل سے بخاریؒ کا مقصد اقامت مدینہ پر ترغیب ہے۔ نیز باب کی آئندہ حدیث حضرت فاروق اعظمؓ کی جس سے مقصد ترغیب ہے۔

۱۷۸۰﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن خالِدِ بنِ زَيْدٍ عن سَعِيْدِ بنِ اَبِي هِلالٍ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن اَبِيْهِ عن عُمَرَ قال اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُوْلِكَ وَقال ابنُ زُرَيْعٍ عن رَوْحِ بنِ القاسِمِ عن زَيْدِ بنِ اَسْلَمَ عن اُمِّهِ عن حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قالتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهُ وقال هِشَامٌ عن زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عن اَبِيْهِ عن حَفْصَةَ سَمِعْتُ عُمَرَ قال اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قالَ رَوْحٌ عن اُمِّهِ ﴾

ترجمہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھکو

اپنے رسول ﷺ کے شہر میں (مدینہ میں) مرنا نصیب کر۔
اور یزید بن زریع نے اس حدیث کو روح بن قاسم سے روایت کیا انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنی ماں سے انہوں نے ام المومنین حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ سے، حضرت حفصہؓ نے فرمایا میں نے حضرت عمرؓ سے سنا پھر ایسی ہی حدیث بیان کی۔ اور ہشام نے زید بن اسلم سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سنا پھر یہی حدیث روایت کی۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاریؒ نے کہا اسی طرح روح نے اپنے باپ سے روایت کی۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۲۵۳ تا ۲۵۴۔

مقصد | سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دعائیہ کلمات کے ذکر سے مدینہ کی فضیلت وعظمت ثابت ہوتی ہے اس کا مقصد بخاریؒ کا اقامت مدینہ کی ترغیب ہے۔ واللہ اعلم

براعة اختتام | حضرت عمرؓ کا ارشاد "واجعل موتی فی بلد رسولك" سے ظاہر ہے۔



بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

کتابُ الصَّوم

هذا كتاب في بيان احكام الصيام (یہ کتاب روزے کے احکام کے بیان میں)

صوم کے معنی صوم کے لغوی معنی الامساك مطلقا على اى شیء كان یعنی مطلقاً کسی چیز سے رکنا صام یصوم صوما و صیاما کھانے پینے، اور بات چیت سے رکنا فی القرآن المجید کہ حضرت مریمؑ نے فرمایا:

اِنّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَومًا فلَنْ اُکَلِّمَ الیوم اِنسِیًّا (سورہ مریم)

میں نے اللہ کے لیے روزے کی نذر مانی ہے آج کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔

انکے دین میں یہ بات درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے تھے ہماری شریعت میں ایسی نیت درست نہیں۔

شرعی معنی طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے، پینے اور جماع سے رکنے کو شریعت میں صوم کہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ایک مخصوص وقت میں نیت کے ساتھ کھانے، پینے اور جماع سے رکنا صوم ہے۔

بیان ارکان میں بخاری کی ترتیب ارکان اسلام چار ہیں نماز، زکوۃ، حج اور صوم یعنی روزہ۔ امام بخاریؒ نے ان ارکان کے مباحث کو جس ترتیب سے صحیح بخاری میں ذکر فرمایا ہے وہ صحیح بخاری ہی کی ترتیب بیان سب سے اعلیٰ اور بالا ہے جس کی تفصیل نصر الباری جلد پنجم کتاب الزکوۃ میں مذکور ہو چکی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ارکان اربعہ میں صلوۃ، زکوۃ اور حج تینوں وجودی ہیں بخلاف صوم کے کہ یہ ترکی ہے یعنی کھانا پینا اور جماع کو بہ نیت عبادت ترک کرنا ہے اس لیے سارے وجودی کے بعد ترکی کو ذکر فرمایا۔

١١٨٤
﴿بابُ وُجوبِ صَومِ رَمَضَان﴾

وقولِ اللّٰهِ تعالٰی یا اَیُّها الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیکُمُ الصِّیامُ کَما کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ

رمضان کے روزے کا واجب یعنی فرض ہونا

اور ارشاد الٰہی (سورہ بقرہ میں) اے ایمان والو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح فرض تھے ان پر جو تم سے پہلے تھے

امام بخاریؒ نے روزے کی فرضیت کو آیت کریمہ سے ثابت کر دیا معلوم ہوا کہ رمضان کا روزہ اسلام کے ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے اس کا منکر کافر ہے اور بلا عذر تارک فاسق۔

روزہ کب فرض ہوا؟ ہجرت کے دوسرے سال دس شعبان کو رمضان کا روزہ فرض ہوا، اس سے پہلے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ عاشورہ اور ایام بیض (قمری مہینے کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ) کے روزے رکھتے تھے پھر اس میں اختلاف ہے کہ یہ روزے اس وقت فرض تھے یا نہیں؟ حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ روزے اس وقت فرض تھے جب کہ حضرات شوافع کا مشہور قول یہ ہے کہ صیام رمضان سے قبل اس امت پر کوئی روزہ فرض نہ تھا بلکہ عاشورہ وغیرہ کے روزے پہلے بھی سنت تھے اور اب بھی سنت ہیں۔

حنفیہ کے دلائل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے جس کے الفاظ ہیں فلما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة صامه و امر بصيامه الحديث

(ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۳۱ باب فی صوم یوم عاشورا)

اس حدیث کے امر بصیامه سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ (۲) ایک روایت ص ۳۳۲ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کے روزے کے قضا کا حکم دیا اور قضا فرض و واجب ہی کی ہوتی ہے۔ پھر شافعیہ کا بھی ایک قول مثل حنفیہ ہے۔

رمضان کی وجہ تسمیہ رمضان کے وجہ تسمیہ میں ایک قول یہ ہے کہ یہ مشتق ہے رمض یرمض رَمضاً از باب سمع دن کا سخت گرم ہونا رمضان کے معنی ہوئے سخت گرمی میں جلنا تو چونکہ اس مہینہ میں روزہ رکھنا ہوتا ہے اور بھوک کی گرمی برداشت کرنی پڑتی ہے جو ایک عبادت قدیمہ تھی۔

روزوں کیلئے ماہِ رمضان کا تعین اسی مہینے میں قرآن مجید کا نزول ہوا، ملت اسلامیہ مستحکم ہوئی اس میں لیلۃ القدر ہونے کا غالب گمان ہے، یہ مہینہ رحمت و برکت کے نزول کا خاص زمانہ ہے روزہ اس کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

۱۷۸۱۔ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنا اِسْمَاعِيْلُ بنُ جَعْفَرٍ عن اَبِى سُهَيْلٍ عن اَبِيْهِ عن طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جاءَ اِلَى رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم ثائِرَ

الرَّاسِ فقال یا رسولَ اللّٰہِ اَخبِرْنِی مَاذَا فَرَضَ اللّٰہُ علیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فقال الصَّلَوَاتُ الخَمسُ اِلاَّ اَنْ تَطَوَّعَ شَیْئًا فقال اَخبِرْنِی مَاذَا فَرَضَ اللّٰہُ عَلیَّ مِنَ الصِّیَامِ فقال شَہرُ رَمَضَانَ اِلاَّ اَنْ تَطَوَّعَ شَیْئًا فقال اَخبِرْنِی مَاذَا فرضَ اللّٰہُ عَلیَّ مِنَ الزکٰوۃِ فقال فَاَخْبَرَہٗ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِشَرَائِعِ الاِسْلَامِ فقال وَالَّذِی اَکرَمَکَ بالحَقِّ لَا اَتَطَوَّعُ شَیْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰہُ عَلیَّ شَیْئًا فقال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الجَنَّۃَ اِنْ صَدَقَ ﴾

ترجمہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا درانحالیکہ پراگندہ سر تھا (یعنی اس کے بال منتشر و بکھرے ہوئے تھے) عرض کیا یا رسول اللہ بتلایئے کہ اللہ نے ہم پر کونسی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں (فرض ہیں) مگر یہ کہ تم نفل پڑھو پھر اس نے عرض کیا بتلایئے کہ اللہ نے مجھ پر روزے کون سے فرض کیے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''ماہ رمضان کے'' مگر یہ کہ تم کچھ نفل رکھو پھر اس نے عرض کیا بتلایئے یا رسول اللہ! اللہ نے مجھ پر زکوٰۃ میں سے کیا فرض کیا ہے؟ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شرائع اسلام کو بیان فرمادیا تو اس اعرابی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ عزت بخشی اللہ نے جو فرض کیا ہے میں نہ اس میں زیادہ کروں گا اور نہ گھٹاؤں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے تو کامیاب ہوگیا یا فرمایا اگر سچا ہے تو بہشت میں داخل ہوگا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اخبرنی ماذا فرض اللہ علی من الصیام فقال شہر رمضان"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۲۵۴ ومر الحدیث ص۱۱ ویاتی ۳٦۸، وص۱۰۲۹، ومسلم کتاب الایمان ص۳۰، اس حدیث کی مفصل و مدلل بحث گذر چکی دیکھئے نصر الباری جلد اول ص۳۱۴ سے ۳۲۰ تک۔

۱۷۸۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اِسمَاعِیلُ عن اَیُّوبَ عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال صَامَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یومَ عاشورَاءَ وَ اَمَرَ بِصِیَامِہٖ فلمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِکَ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰہ لا یَصُومُہ اِلاَّ اَن یُّوَافِقَ صَومَہٗ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر جب رمضان فرض ہوا تو عاشوراء کا روزہ (فرض کی حیثیت سے) موقوف ہوگیا اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ عاشورے کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے مگر جب ان کے روزے کا دن پڑ جاتا مثلاً ان کی

عادت تھی کہ ہر دوشنبہ کو روزہ رکھتے یا ہر جمعرات کو روزہ رکھتے تھے اور اتفاق سے عاشورہ کا دن دوشنبہ کو پڑ گیا تو روزہ رکھتے مگر دسویں محرم کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے معمول کے مطابق روزہ رکھتے۔ واللہ اعلم

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلما فرض رمضان"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۴ وياتي الحديث ص۲٦۸، وص٦۴٦۔

۱۷۸۳﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيْدَ بنِ اَبِي حَبِيْبٍ اَنَّ عِرَاكَ بْنَ مالِكٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عُرْوَةَ اخبرَهُ عن عائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا كانَتْ تَصُومُ يومَ عاشوراءَ في الجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ اَمَرَ رسولُ اللّٰه ﷺ بِصِيَامِهِ حتى فُرِضَ رَمَضانُ فقال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قریش جاہلیت کے زمانے میں عاشورے کے دن روزہ رکھا کرتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزے کا حکم دیا یہاں تک کہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے وہ عاشورے کے دن روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "حتى فرض رمضان"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۴ ومر الحديث ص۲۱۷ وياتي ص۲٦۸، وص۵۴۰، وص٦۴٦۔

مقصد | امام بخاریؒ نے اس باب میں تین حدیثیں ذکر فرمائی ہیں جس میں پہلی حدیث حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کی ہے اس میں تصریح ہے کہ سوائے رمضان المبارک کے کوئی روزہ اللہ نے فرض نہیں کیا ہے، اس روایت کے ذکر سے امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان جمہور کی طرف معلوم ہوتا ہے یعنی حضرات شوافعؒ وغیرہ کی موافقت مقصود ہے۔ مگر صوم رمضان کی فرضیت کے بعد صوم عاشوراء وغیرہ کی عدم فرضیت پر اجماع ہے۔

مزید تفصیل کے لیے نصر الباری جلد اول ص۳۱۴ کا مطالعہ کیجئے۔

۱۱۸۵

﴿ بابُ فضلِ الصَّوم ﴾

روزے کی فضیلت

۱۷۸۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن اَبِي الزِّنَادِ عنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال الصِّيَامُ جُنَّةٌ فلا يَرْفُثْ وَلا يَجْهَلْ فاِنِ امْرُؤٌ قاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عندَ اللّٰه مِن رِيْحِ المِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَه وَشَرَابَهٗ

وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِي الصِّيَامُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ (دوزخ سے) ڈھال ہے روزے میں فحش باتیں نہ کرے نہ جہالت کی باتیں کرے (یعنی لغو بیہودہ نہ کرے) اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا گالی دے تو کہہ دے دو مرتبہ میں روزہ دار ہوں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے روزہ دار اپنا کھانا، پینا اور اپنی خواہش میری وجہ سے ترک کر دیتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا اور نیکی دس دس گنے تک ہے (یعنی ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك الى آخره .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۵۴ ویاتی ص ۲۵۵، وص ۸۷۸، وص ۱۱۱۶، وص ۱۱۲۵، مسلم ص ۳۶۳۔

مقصد مقصد اس باب سے روزے کی فضیلت بیان کرنا ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔

تشریحات "جُنَّة" بضم الجيم، وهو الترس یعنی ڈھال ایک حدیث میں ہے الصيام جنة من النار (ابن ماجہ) وانما كان الصوم جنة من النار لانه امساك عن الشهوات والنار محفوفة بالشهوات كما في الحديث الصحيح حفت الجنة بالمكاره وحفت النار بالشهوات. (عمدہ) قاضی عیاض نے فرمایا ہے معنی عام بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ جہنم سے بھی ڈھال ہے اور گناہوں سے بھی ڈھال ہے۔

"لخلوف فم الصائم" بضم الخاء المعجمة لا غير هذا هو المعروف في كتب اللغة والحديث قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ بہت سے مشائخ فتحہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ علامہ خطابی نے کہا یہ غلط ہے (عمدہ، فتح)

"الصوم لی" نماز، زکوۃ اور حج ایسی عبادتیں ہیں کہ دوسرے لوگ دیکھ کر معلوم کر لیتے ہیں، نماز ہے کہ اصل حکم تو جماعت کا ہے پھر اگر تنہا پڑھے تب بھی مخصوص ارکان رکوع، سجدہ وغیرہ دیکھ کر ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ فلاں نماز پڑھ رہا ہے۔ اسی طرح زکوۃ ہے کہ فقراء و مساکین کو دی جاتی ہے، اس پر بھی دوسرے کا مطلع ہونا لازم ہے۔ حج کا بھی یہی حال ہے کہ لاکھوں کے مجمع عام میں مخصوص ایام میں ادائیگی ہے مگر روزہ ایسی عبادت ہے جس میں کوئی ایسا فعل نہیں جس کی وجہ سے دوسرے لوگ مطلع ہوں پھر تنہائی میں اگر آدمی کھا پی لے تو کسی کو خبر نہ ہوگی اس لیے بہ نسبت اور عبادتوں کے اس میں ریا کا شائبہ نہیں ہے جو بندہ روزہ رکھتا ہے تو صرف اللہ کی رضا کے لیے رکھتا ہے اسی کو فرمایا الصيام لي وانا اجزي به (روزہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ میں دونگا) ایک حدیث قدسی میں ہے

قال الله تعالیٰ کل عمل ابن آدم له الا الصیام فانه لی وانا اجزی به الحدیث بادشاہ جب کسی پسندیدہ کام پر خوش ہو کر کسی کو دیتا ہے تو اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

مزید کے لیے مسلم شریف ص ۳٦۳، وص ۳٦۴ دیکھئے۔

۱۱۸٦ باب الصَّومُ كَفَّارَةٌ

روزہ (گناہوں کا) کفارہ ہے

۱۷۸۵ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنا سُفْيَانُ حَدَّثَنا جامِعٌ عن اَبِي وَائِلٍ عن حُذَيْفَةَ قال قال عُمَرُ مَن يَحْفَظُ حَدِيْثًا عنِ النبِيِّ صلى الله عليه وسلم فى الفِتنَةِ قال حُذَيْفَةُ اَنَا سَمِعْتُهُ يقولُ فِتنَةُ الرَّجُلِ فى اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيامُ وَالصَّدَقَةُ قال لَيسَ اَسْاَلُ عن ذِهِ اِنَّمَا اَسْاَلُ عنِ الَّتِى تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ البَحْرُ قال وَاِنَّ دُونَ ذٰلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قال فَيُفتَحُ اَوْ يُكسَرُ قال يُكسَرُ قال ذاكَ اَجْدَرُ اَن لاَ يُغْلَقَ اِلٰى يومِ القِيامَةِ فقُلنا لِمَسْرُوقٍ سَلْهُ اَكانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ البَابُ فقال نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُونَ غدٍ اللَّيْلَةَ

ترجمہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ فتنہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے آدمی کا فتنہ جو اہل و عیال (بال بچوں) اور مال وہمسایہ کی وجہ سے ہوتا ہے نماز، روزہ اور صدقہ اس کو مٹادیتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس فتنہ کے متعلق نہیں پوچھتا ہوں میں تو اس فتنہ کے بارے میں پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح امنڈ آئے گا حضرت حذیفہؓ نے کہا اس کے ادھر تو ایک بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ بند دروازہ کھل جائے گا یا توڑا جائے گا؟ حذیفہؓ نے کہا توڑا جائے گا انھوں نے فرمایا پھر تو قیامت تک بند ہونے کے لائق نہیں رہے گا ابووائل کہتے ہیں کہ ہم نے مسروق سے کہا کہ تم حضرت حذیفہؓ سے پوچھو کہ حضرت عمرؓ کو معلوم ہے کہ وہ دروازہ کون ہے؟ تو حذیفہ نے کہا ہاں وہ ایسا جانتے تھے جیسے آج کی رات کل کے نزدیک ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "تكفرها الصلوة و الصيام"

تعدد موضعہ والحدیث هنا ص۲۵۴ و مر الحدیث ص۷۵، وص۱۹۳ ویاتی ص۵۰۷، وص۱۰۵۱۔

مقصد روزے کی ایک عظیم فضیلت بیان فرمارہے ہیں کہ روزہ اتنی عظیم ترین فضیلت کی چیز ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں قال الله تعالیٰ ان الحسنات یذهبن السیئات .

باقی تشریح کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد سوم، ص ۱۲۳۔

۱۱۸۷
﴿ بابٌ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِيْنَ ﴾

بہشت کا دروازہ ریان روزہ داروں کے لیے ہے

۱۷۸۶﴿ حَدَّثَنا خالِدُ بنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ حَدَّثَنِي اَبُو حَازِمٍ عن سَهْلٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اِنَّ فى الجَنَّةِ بابًا يقالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يومَ القِيَامَةِ لا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ يقالُ اَيْنَ الصَّائِمُونَ فيَقُومُونَ لا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فإذَا دَخَلُوا اُغْلِقَ فلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ ﴾

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے روز اس دروازے سے صرف روزے دار داخل ہونگے روزے داروں کے سوا اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں تو یہ لوگ اٹھ کھڑے ہونگے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا جب روزے دار لوگ داخل ہو چکیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا چنانچہ اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۵۴ وياتى الحديث ص۴۶۱ واخرجه مسلم ايضا فى الحج .

۱۷۸۷﴿ حَدَّثَنا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي مَعْنٌ حَدَّثَنى مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن حُمَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنّ رسولَ اللّه صلى اللّه عليه وسلم قال مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فى سَبِيْلِ اللّه نُودِىَ مِنْ اَبْوابِ الجَنَّةِ يا عبدَ اللّهِ هذا خَيْرٌ فمَنْ كانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِىَ مِنْ بابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كانَ مِنْ اَهْلِ الجِهَادِ دُعِىَ مِن بابِ الجِهَادِ وَمَنْ كانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِىَ مِنْ بابِ الرَّيَّانِ وَمَن كانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِىَ مِنْ بابِ الصَّدَقَةِ فقال اَبُو بَكرٍ بِاَبِى اَنْتَ وَاُمِّى يا رسولَ اللّه مَا عَلٰى مَنْ دُعِىَ مِنْ تِلْكَ الاَبْوابِ مِن ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِن تِلْكَ الاَبْوابِ كُلِّهَا قال نَعَمْ وَاَرْجُو اَنْ تكونَ مِنْهُمْ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی

راہ میں جوڑا (دو روپئے دو درہم، دو دینار، دو کپڑے، دو اونٹ یا اور کوئی دو چیزیں) خرچ کیا اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا (یعنی فرشتے پکاریں گے) اے بندۂ خدا یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو ان میں سے نمازی ہوگا اس کو باب الصلوۃ سے پکارا جائے گا اور جو مجاہد ہوگا وہ باب الجہاد سے پکارا جائے گا اور جو روزہ دار ہوگا وہ باب الریان سے بلایا جائے گا اور جو صدقہ دینے والا ہوگا وہ باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ جو ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے پکارا جائے گا اسے دوسرے دروازے کی کیا ضرورت؟ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان سب دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسے لوگ بھی ہونگے اور مجھے امید ہے کہ تم ایسے لوگوں میں سے ہوگے۔

حضرت ابوبکرؓ اس حدیث سے حضرت ابوبکرؓ کی عظیم ترین فضیلت ثابت ہوئی ان کا جنتی ہونا تو قطعی ہے اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جنتیوں میں سے بھی وہ سب سے اعلیٰ درجہ کے ہیں کہ فرشتے ہر ایک دروازے سے ان کو بلائیں گے۔

یا اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تصدق میں ہم کو ایک ہی دروازہ سے جنت میں داخل ہونے کا فیصلہ فرمالے گو ہمارے اعمال اس لائق نہیں ہیں مگر اس امید پر ہم زندگی بسر کررہے ہیں۔

شنیدم کہ در روز امید وبیم	✿	بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "من كان من اهل الصيام دعى من باب الريان".

تعددموضعہ والحديث هنا ص۲۵۴ تا ۲۵۵، ويأتى الحديث ص ۳۹۸ وص ۴۵۷ وص ۵۱۷۔ واخرجه مسلم فى الزكوة واخرجه الترمذى فى المناقب والنسائى فى الزكوة.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ جنت کے مشہور دروازے جو آٹھ ہیں ان میں سے ایک دروازہ کا نام باب الریان ہے یہ دروازہ روزہ داروں کے لئے مخصوص ہے اس دروازے سے سوائے روزہ داروں کے دوسرا کوئی داخل نہ ہوگا۔

مزید تفصیل کتاب "بدء الخلق فى باب صفة ابواب الجنة" میں آئے گی انشاء اللہ الرحمٰن۔

﴿بابٌ ۱۱۸۸ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ اَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَآى كُلَّهُ وَاسِعًا﴾

وَقال النبىُّ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وقال لا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ

رمضان یا ماہ رمضان کیا کہا جائے اوران لوگوں کی دلیل جنہوں نے سب کو یعنی دونوں بلا اضافت رمضان اور اضافت کے ساتھ شہر رمضان جائز و درست جانا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور فرمایا رمضان سے آگے روزے نہ رکھو۔

۱۷۸۸﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنا اِسْماعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن اَبِى سُهَيْلٍ عن اَبِيْهِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قال اِذَا جَاءَ رَمَضانُ فُتِحَتْ اَبوابُ الجَنّةِ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنة".

یعنی آپ ﷺ نے بغیر شہر کے صرف رمضان فرمایا۔ تو ترجمۃ الباب میں جو ابہام تھا کہ رمضان بغیر اضافت شہر کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ درست ہے اس لئے کہ آپ ﷺ نے "اذا جاء شهر رمضان" نہیں فرمایا۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۵، ويأتى ص ۴۶۳۔

۱۷۸۹﴿ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ قال حَدَّثَنِي ابنُ اَبِى اَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَه اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ قال رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا دَخَلَ رَمَضانُ فُتِحَتْ ابوابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ اَبوابُ جَهَنَّمَ وسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے (یعنی جنت کے) دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذا دخل رمضان".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۵، ومر الحديث ص ۲۵۵، ويأتى ص ۴۶۳۔

مقصد | امام بخاریؒ نے اگر چہ ترجمہ میں کسی حکم کی تصریح نہیں فرمائی مگر باب کے تحت دو روایات ذکر کر کے اپنا رجحان و میلان ظاہر کر دیا ہے کہ دونوں طرح یعنی صرف رمضان بلا اضافت بھی جائز ہے۔

علامہ عینیؒ نے لکھا ہے امام مجاہدؒ و امام عطاءؒ صرف رمضان کہنے کو بغیر اضافت مکروہ جانتے تھے، اضافت کے ساتھ شہر رمضان کو ضروری سمجھتے تھے اس سلسلے میں کامل ابن عدی کی ایک حدیث بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان نہ کہو کیونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے ہاں شہر رمضان کہو۔ مگر وہ ضعیف ہے جمہور محققین کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں، امام بخاریؒ بھی جمہور کے ساتھ ہیں۔ واللہ اعلم

باب ۱۱۸۹ رُوِيَةِ الهِلَالِ

چاند دیکھنے کا بیان

۱۷۹۰ حَدَّثَنا يَحيَى بنُ بُكَيرٍ حَدَّثَنا اللَّيثُ عن عُقَيلٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ اَخبَرَنِي سَالِمٌ اَنَّ ابنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ اِذَا رَاَيتُمُوهُ فَصُومُوا وَاِذَا رَاَيتُمُوهُ فَاَفطِرُوا فَاِن غُمَّ عَلَيكُم فَاقدُرُوا لَهُ وقال غَيرُهُ عن اللَّيثِ قال حَدَّثَنِي عُقَيلٌ وَ يُونُسُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (شوال کا) چاند دیکھو تو کھاؤ، پیو (یعنی روزہ موقوف کردو) اور اگر تم پر چاند مستور ہو جائے (یعنی ابر وغیرہ کی وجہ سے ۲۹ کو چاند نہ نظر آئے) تو چاند کے لئے اندازہ کرلو (یعنی تیس دن پورے کرلو) اور یحیٰ بن بکیر کے علاوہ ایک شخص نے لیث سے روایت کرتے ہوئے کہا مجھ سے عقیل اور یونس نے بیان کیا کہ رمضان کے چاند کے لئے تیس دن پورے کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا رأيتموه اى الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۵، ويأتى ص ۲۵۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے رمضان المبارک کے چاند دیکھنے کی ترغیب ہے فقہاء نے لکھا ہے مستحب ہے اور بعض نے واجب علی الکفایہ فرمایا ہے۔

﴿ باب ۱۱۹۰ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاِحتِسَابًا وَنِيَّةً وَقالتْ عَائِشَةُ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم يُبْعَثُونَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ ﴾

جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ، ثواب کی امید سے نیت کر کے رکھے، اور حضرت عائشہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ لوگ اپنی نیتوں کے موافق اٹھائے جائیں گے۔

۱۷۹۱﴿ حَدَّثَنا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنا هِشَامٌ حَدَّثَنا يَحْيٰى عن اَبِى سَلَمَةَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ ﷺ قال مَنْ قَامَ لَيْلَةَ القَدْرِ اِيْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تقدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی شب قدر میں ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو اس کے اگلے گناہ یعنی گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو کوئی رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من صام رمضان ايماناً واحتساباً" الخ یعنی ترجمہ حدیث ہی کا ایک جز ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۵، ومر الحديث ص ۱۰، ويأتى ۲۷۰۔

مقصد بلاشبہ روزۂ رمضان اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے، فرض ہے اس روزہ کے لئے نیت شرط ہے بغیر نیت تقرب روزہ صحیح نہ ہوگا "بقول النبى صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات" الخ

تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد اول ص ۲۹۶۔

﴿ باب ۱۱۹۱ اَجْوَدُ مَا كَانَ النبيُّ ﷺ يَكُونُ فى رَمَضَانَ ﴾

نبی اکرم ﷺ رمضان میں سب دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

۱۷۹۲﴿ حَدَّثَنا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنا ابْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنا ابْنُ شِهَابٍ عن عُبَيْدِ اللّٰه بنِ عبدِ اللّٰه بنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابنَ عبّاسٍ قال كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَجْوَدَ النّاسِ بِالخَيْرِ وَكان اَجْوَدَ ما يَكونُ فى رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرَئِيْلُ ، كان جِبْرئيلُ يَلقاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فى رَمَضَانَ حتى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عليهِ النبيُّ ﷺ

القُرآنَ فاِذا لَقِيَهُ جبرَئِيلُ كانَ اَجوَدَ بالخَيرِ مِنَ الرِّيحِ المُرسَلَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے بھلائی پہنچانے میں اور رمضان میں جب جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تو آپ ﷺ اور دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے اور جبرئیلؑ رمضان میں ہر رات آپ ﷺ سے ملاقات کرتے، ماہ رمضان کے ختم تک، وہ آپ ﷺ سے قرآن کا دور کیا کرتے تو جن دنوں میں جبرئیل آپ ﷺ سے ملتے آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جاتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وكان اجود ما يكون في رمضان"
یعنی ترجمہ حدیث پاک ہی کا ایک ٹکڑا ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۵، ومر الحديث ص ۳، وياتي ص ۴۵۷، وص ۵۰۲، وص ۷۴۸، واخرجه مسلم ايضاً.

مقصد | امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ صدقات وخیرات کا ثواب اسی طرح سارے اعمال وعبادات کا ثواب چند گونہ بڑھ جاتا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جود وسخا بہت بڑھ جاتا تھا بالخصوص رمضان المبارک میں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لاتے تو اور تیز تر ہو جاتا جیسے تیز ہوا آندھی خس وخاشاک کو اڑا لے جاتی ہے اسی طرح آپؐ کی سخاوت اتنی تیز تر ہو جاتی کہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے۔

اللهم صلى على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم كما تحب وترضى عدد ما تحب و ترضى.

باقی جود وسخا کے معنی، دونوں میں فرق وغیرہ کی مفصل تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد اول ص ۱۴۵ تا ص ۱۵۰۔

﴿ بابٌ [۱۱۹۲] مَنْ لَمْ يَدَعْ قولَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فى الصَّومِ ﴾

جو شخص روزے میں جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا (یعنی فریب دینا، دغابازی کرنا) نہ چھوڑے

۱۷۹۳﴿ حَدَّثَنا آدَمُ بْنُ اَبِى اِيَاسٍ حَدَّثَنا ابنُ اَبِى ذِئبٍ حَدَّثَنا سَعِيْدُ المَقْبُرِىُّ عن اَبِيهِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قال قال النبىُّ صلى الله عليه وسلم مَنْ لَمْ يَدَعْ قولَ الزُّوْرِ

وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا (یعنی دغا بازی وفریب) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں کہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

مختصر تشریح روزہ رکھنے کی صرف یہ غرض نہیں کہ آدمی بھوکا پیاسا رہے بلکہ روزے سے اصل غرض ومقصد یہ ہے کہ آدمی گناہوں سے بچے، زیادہ سے زیادہ عبادت وریاضت کرے، اللہ کی خوشنودی حاصل کرے مطلب یہ ہے کہ روزہ کی روح بھی پیدا کرے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة من حيث نصف حديث الباب.

تعدد موضعه والحديث هنا ص ۲۵۵، ويأتي الحديث ص ۸۹۵، واخرجه الترمذي، والنسائي وابن ماجه كلهم في الصوم.

مقصد یہ بتانا مقصود ہے کہ روزہ رکھنے کی غرض صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی بھوکا پیاسا رہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ نفس امارہ کو توڑ کر نفس مطمئنہ کے تابع کرے، گناہوں سے بچ کر اللہ کی رضا وخوشنودی مطلوب ہو معلوم ہوا کہ "ليس لله حاجة" سے مراد مجاز ہے عدم قبول وعدم ثواب ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۱۹۳ هَل يقولُ اِنّي صائِمٌ اِذَا شُتِمَ ﴾

جب روزہ دار کو گالی دی جائے تو کیا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں روزہ دار ہوں

۱۷۹۴ ﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عطاءٌ عن اَبِي صَالِحِ الزَّيَّاتِ اَنَّه سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال اللّٰه كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّه لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّه اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی کا ہر (نیک) عمل اس کے (فائدہ) کے لئے ہے (یعنی آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی نیک عمل سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ لوگ اس کو نیک کہتے

ہیں، عزت کرتے ہیں اس کی تعریف کرتے ہیں) مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ (گناہوں کی) ڈھال ہے اور جب تم میں کوئی روزہ دار ہو تو فحش باتیں نہ کرے اور نہ غل مچائے اور اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو کہدے میں روزہ دار ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے روزہ دار کے لئے دو (موقعہ) فرحت ہیں جن سے روزہ دار خوش ہوگا ایک تو روزہ کھولتے وقت وہ خوش ہوتا ہے، اور (دوسرے) جب اپنے پروردگار سے ملاقات کریگا تو وہ اپنے روزے (کے ثواب) سے خوش ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فان سابه احد او قاتله فليقل انى امرؤ صائم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۵، ومر الحديث ص ۲۵۴، ويأتى ص ۸۷۸، وص ۱۱۱۶، وص ۱۱۲۵۔

مقصد | امام بخاریؒ اس باب سے اس وہم کو دور کرنا چاہتے ہیں کہ اپنی طاعت وعبادت کو ظاہر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ نیت ریاء وشہرت کی نہ ہو۔

۱۱۹۴ ﴿ بَابُ الصَّومِ لِمَنْ خافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزُوْبَةَ ﴾

اس کیلئے روزے کا حکم جو مجرد (بے زوجہ) ہونے کی وجہ سے زنا سے ڈرے

۱۷۹۵ ﴿ حدَّثَنا عَبْدَانُ عن ابِى حَمْزَةَ عنِ الْاَعْمَشِ عن اِبْرَاهِيْمَ عن عَلْقَمَةَ قال بَيْنَا اَنَا اَمْشِى مَعَ عبدِ اللّٰهِ فقال كُنا مَعَ النبىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم فقال مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَ ةَ فلْيَتزوَّج فانّه اَغضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِع فعَلَيْهِ بِالصَّومِ فاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ قال اَبو عَبْدِ اللّٰه البَاءَ ةُ النّكَاحُ ﴾

ترجمہ | علقمہؒ نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ جا رہا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچے رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے، اور جو نکاح کی استطاعت نہ رکھے وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ شہوت توڑنے والا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فعليه بالصوم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۵، ويأتى الحديث فى النكاح ص ۷۵۸، // واخرجه مسلم، ابو داؤد، وابن ماجه فى النكاح والنسائى فى الصوم.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی مجرد ہے یعنی غیر شادی شدہ ہے اور بدکاری (زنا یا غیر فطری فعل) میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے تو اس پر نکاح لازم ہے۔

العزوبۃ: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں بضم العین والزاء، بعض نسخوں میں ہے العزبۃ بضم العین وسکون الزاء وحذف الواواز باب نصر، عَزبۃ وعُزوبۃ مجرد رہنا، بے بیوی ہونا۔

بعض صورت میں نکاح کرنا واجب ہے (۱) کہ مہر، نان ونفقہ پر قادر ہو اور غالب گمان ہو کہ اگر نکاح نہیں کیا تو زنا میں مبتلا ہو جائے گا۔ (۲) لیکن اگر شہوت کا اتنا غلبہ نہیں ہے اور نہ نامرد ہے تو ایسی صورت میں نکاح کرنا سنت ہے اگر اس نیت سے نکاح کرے کہ گناہ سے محفوظ رہے گا تو ثواب ملے گا۔ واللہ اعلم

﴿بابُ ۱۱۹۵ قولِ النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذا رَاَیتُمُ الھِلالَ فصُومُوا وَاِذا رَاَیتُمُوہُ فَافطِرُوا﴾

وَقال صِلَۃُ عن عَمّارٍ مَن صَامَ یَومَ الشَّکِّ فقَدْ عَصٰی اَبَا القَاسِمِ ﷺ

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد جب (رمضان کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (شوال کا) چاند دیکھو تو افطار کرو (یعنی کھاؤ، پیو، روزہ چھوڑ دو)

اور صلہ (بکسر الصاد المھملہ وفتح اللام وھو ابن زفر من کبار التابعین) نے کہا کہ حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ جس نے یوم شک میں روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

۱۷۹۶﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰہِ بنُ مَسلَمَۃَ عن مالِکٍ عَنْ نافِعٍ عن عبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذَکَرَ رَمَضَانَ فقال لا تصُومُوا حتی تَرَوُا الھِلاَلَ وَلا تُفطِرُوا حتّٰی تَرَوہُ فاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فاقدِرُوا لَہٗ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا تم اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو اور روزہ موقوف بھی نہ کرو جب تک عید کا چاند نہ دیکھ لو پھر اگر ابر چھا جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرلو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان معنی الترجمۃ یؤول الی معنی ھذا الحدیث وحاصلھا سواء" مطلب یہ ہے کہ مفہوم حدیث سے ترجمہ کی مطابقت ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۲۵٦، ومر الحدیث ص ۲۵۵۔

۱۷۹۷﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنا مالِكٌ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ دِيْنَارٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً فلا تَصُومُوا حتى تَرَوْهُ فاِنْ غُمَّ عَلَيْكُم فاَكْمِلُوا العِدَّةَ ثَلاثِيْنَ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے تو جب تک چاند نہ دیکھو روزہ نہ رکھو اور اگر ابر ہو جائے تو تیس دن شمار پورا کرلو۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث المفهوم.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵٦، ومر آنفاً.

۱۷۹۸﴿ حَدَّثَنا اَبُو الوَلِيْدِ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن جَبَلَةَ بنِ سُحَيْمٍ قال سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يقولُ قال النبيُّ ﷺ الشَّهْرُ هكذا وهكذا وَخَنَسَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ﴾

ترجمہ | جبلہ بن سحیم نے کہا میں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا وہ فرمار ہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مہینہ ایسے ہے اور ایسے ہے اور تیسری مرتبہ انگوٹھا سمیٹ لیا۔

مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دس ہیں دو مرتبہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر اوپر سے نیچے کر کے اشارہ فرمایا جس سے بیس ہوئے اور تیسری بار ایک ہاتھ کا انگوٹھا موڑ کر اشارہ فرمایا تو نو ہوئے مجموعہ انتیس ہوئے یہ تفصیل مسلم شریف میں ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان معنى الترجمة يدل على ان الصوم يجب برؤية الهلال والهلال تارة يكون تسعاً وعشرين يوماً فهذا الحديث يبين ذالك.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵٦، ويأتي الحديث ص ۲۵٦، وص ۷۹۹، واخرجه مسلم في الصوم.

۱۷۹۹﴿ حَدَّثَنا آدَمُ حَدَّثَنا شُعْبَةُ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قال سَمِعْتُ اَبا هُرَيْرَةَ يقولُ قال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَوْ قال قال اَبُو القاسِمِ صلى اللّٰه عليه وسلم صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فاِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فاَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاثِيْنَ ﴾

ترجمہ | محمد بن زیاد نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یا کہا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو اب اگر ابر چھا

جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۶، واخرجه مسلم في الصوم.

۱۸۰۰ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو عاصِمٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ عن يَحْيَى بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ صَيْفِيٍّ عن عِكْرِمَةَ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم آلىٰ مِنْ نِسَائِه شَهْرًا فلمّا مَضٰى تِسْعَةٌ وعِشْرُونَ يَومًا غدًا اَوْ رَاحَ فقِيلَ لهُ اِنَّكَ حَلَفْتَ اَلَّا تَدْخُلَ شَهْرًا فقال اِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةٌ و عِشْرِيْنَ يومًا ﴾

ترجمہ | ام المؤمنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ کا ایلا کیا (یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے) جب انتیس دن گزر گئے تو صبح یا شام (ازواج مطہرات کے پاس) آگئے تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے ایک مہینہ الگ رہنے کی قسم کھائی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ (یہ ایلا بمعنی قسم کھانا ہے شرعی ایلا مراد نہیں ہے)۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان الشهر يكون تسعة وعشرون يوماً".

مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب تھا چاند دیکھ کر روزہ رکھوالخ تو یہاں بتایا کہ چاند کبھی انتیس دن میں نمودار ہوتا ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۶، ویاتی فی النکاح ص۷۸۳، واخرجه مسلم في الصوم واخرجه النسائي في عشرة النساء واخرجه ابن ماجه في الطلاق.

۱۸۰۱ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ العَزِيزِ بْنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ عن حُمَيْدٍ عن اَنَسٍ قال آلىٰ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ نِسَائِهِ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ في مَشْرَبَةٍ تِسْعًا وعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فقالوا يا رسولَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فقال اِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وعِشْرِيْنَ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلا کیا (یعنی نہ جانے کی قسم کھائی) اور آپ ﷺ کے قدم مبارک میں موچ آگئی چنانچہ آپ ﷺ انتیس راتوں تک ایک بالا خانے میں رہے پھر وہاں سے اترے تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپنے ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان الشهر يكون تسعا وعشرين".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۶، ومر الحديث ص ۵۵، ص ۹۶، ص ۱۰۱، ص ۱۱۰، ص ۱۵۰، وياتي

ص ۲۳۵، ص ۸۳۷، ص ۹۷۷، ص ۹۸۹، ترمذی ص ۸۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یوم شک کے روزہ کی ممانعت بتلانی ہے یوم شک سے مراد شعبان کی وہ تیس تاریخ ہے کہ نہ یہ معلوم ہو کہ یہ شعبان ہے اور نہ یہ یقین ہو یہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے۔ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ۳۰/ شعبان کو اگر چاند نہیں دیکھا گیا تو رمضان کا روزہ رکھنا ممنوع و مکروہ ہے۔

تشریح افضل یہ ہے کہ تیس تاریخ کا شک ہو تو چاشت کے وقت تک تحقیق چاند کا انتظار کرے کہ شاید دوسرے مقامات سے چاند کی خبر آجائے اگر تحقیق ہو جائے تو اب روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لے ورنہ کھا، پی لے۔

اس حدیث کی تفصیل وتشریح کے لئے ضرور دیکھئے نصر الباری جلد دوم ص ۴۰۱۔

﴿ بَابٌ [۱۱۹۶] شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ ﴾

عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے

بعض نسخوں میں اتنی عبارت زائد ہے جیسا کہ عمدۃ القاری اور فتح الباری نیز حاشیہ بخاری میں ہے

﴿ قال اَبُو عبدِاللهِ قال اِسْحَاقُ: وَاِنْ كَانَ نَاقِصاً فَهُوَ تَمَامٌ وقالَ محمَّدٌ لَايَجْتَمِعَانِ كِلَاهُمَا نَاقِصٌ ﴾.

امام بخاریؒ نے کہا اسحاق بن راہویہ نے کہا اگر وہ انتیس دن کے ہوں تب بھی پورے تیس دن کا ثواب ملتا ہے اور محمد بن سیرین نے کہا کہ دونوں انتیس دن ہوں یہ نہیں ہوتا۔

مختصر تشریح "شهرا عيد" عید کے دو مہینے سے مراد شہر رمضان اور ذی الحجہ ہے جیسا کہ ترمذی ابواب الصوم میں تصریح ہے "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا عيد لاينقصان رمضان وذى الحجة" امام ترمذیؒ نے اس پر مستقل ترجمہ قائم کیا ہے "باب ماجاء شهرا عيد لاينقصان" (ترمذی ص ۸۷) نیز امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت حضرت ابو بکرؓ سے یہی حدیث نقل فرمائی ہے اس لئے اس کی تشریح حدیث کے تحت ہوگی انشاء اللہ الرحمٰن۔

۱۸۰۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قال سَمِعْتُ اِسْحَاقَ يعنى ابنَ سُوَيْدٍ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ اَبِى بَكْرَةَ عن اَبِيهِ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ح و حَدَّثَنِى مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عن خالِدِ الحَذَّاءِ قال حَدَّثَنِى عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ اَبِى بَكْرَةَ عن اَبِيهِ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال شَهْرَانِ لا يَنْقُصَانِ شَهْرَا عِيْدٍ

رَمَضَانُ وَذُو الحَجَّةِ قال ابو عبدِ اللّٰهِ وقال اَحْمَدُ بنُ حَنبَلٍ اِنْ نَقَصَ رَمَضَانُ تَمَّ ذُو الحَجَّةِ وَاِنْ نَقَصَ ذُو الحَجَّةِ تَمّ رَمَضَانُ وَقال اَبُو الحَسَن كانَ اِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ يقولُ لا يَنقُصَانِ فِي الفَضِيْلَةِ اِنْ كانَ تِسْعَةً وّ عِشْرِيْنَ اَوْ ثَلٰثِيْنَ ﴾

ترجمہ حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو مہینے ناقص نہیں ہوتے وہ عید کے دو مہینے رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ اگر رمضان ناقص (یعنی انتیس کا ہوا تو ذوالحجہ پورا ہوگا (یعنی پورے تیس کا ہوگا) اور اگر ذوالحجہ ناقص ہوگا تو رمضان پورا ہوگا، اور ابوالحسن نے کہا اسحاق بن راہویہؒ کہتے تھے کہ دونوں فضیلت میں کم نہ ہوں گے خواہ انتیس کے ہوں، خواہ تیس کے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "شهران لاينقصان شهرا عيد رمضان وذوالحجة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ٢٥٦، واخرجه مسلم في الصوم واخرجه ابوداؤد في الصوم والترمذي وغيره.

مقصد اس کے مطلب میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جن میں سے امام بخاریؒ نے صرف دو کا تذکرہ کیا ہے

(۱) امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں اگر رمضان ناقص ہوا الخ مطلب یہ ہے کہ ایک سال میں رمضان اور ذوالحجہ دونوں انتیس کے نہیں ہو سکتے ان دونوں میں سے ایک اگر انتیس کا ہوگا تو دوسرا تیس کا ضرور ہوگا۔ (چونکہ یہ قول مشاہدہ کے خلاف ہے اس لئے اس کا مطلب یہ لیا جائے تو صحیح ہوسکتا ہے کہ "لاينقصان معا في سنة واحدة على طريق الاكثر الاغلب وان ندر وقوع ذلك" اب اگر کبھی دونوں مہینے ناقص یعنی انتیس کے ہوں گے تو اشکال نہیں، چونکہ اکثر واغلب کے اعتبار سے فرمایا گیا ہے فلا اشکال۔

(۲) امام بخاریؒ نے دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ اسحاق بن راہویہؒ فرماتے ہیں کہ دونوں مہینے فضیلت میں کم نہیں ہوں گے خواہ انتیس دن کا مہینہ ہو یا تیس دن کا، اجر وثواب کے اعتبار سے کم نہ ہوں گے یعنی ۲۹/ دن روزہ رکھنے پر اگر عید کا چاند ہوگیا تو ثواب اتنا ہی ملے گا کہ اگر تیس دن پر چاند ہوتا اور ظاہر ہے کہ روزہ ایک مہینہ فرض ہے اور مہینہ کبھی ۲۹ دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے فلا اشکال۔ تمام اقوال میں یہی قول راجح ہے۔

(۳) **تیسرا قول:** تیسرا قول یہ ہے کہ "لاينقصان في الاحكام" یعنی باعتبار احکام کے کم نہیں ہونگے یعنی مہینہ اگرچہ انتیس دن کا ہوا احکام اس پر مکمل تیس دن کے جاری ہونگے، امام طحاویؒ اور امام بیہقیؒ نے یہی قول اختیار کیا ہے۔ مثلاً ملازمین کی تنخواہ ساٹھ روپے ماہانہ ہیں تو دونوں صورتوں میں ساٹھ ہی ملیں گے یہ نہیں کہ اگر انتیس دن کا مہینہ ہو تو اٹھاون روپے ملیں گے دونوں صورتوں کا حکم ایک ہوگا اور روپے ساٹھ ہی دیئے جائیں گے۔

(۴) **چوتھا قول:** ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی سال کے متعلق بطور پیشین گوئی فرمایا تھا۔

﴿ بابُ ۱۱۹۷ قولِ النبيِّ ﷺ لا نكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ ﴾

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد کہ ہم نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں (یعنی حساب کتاب نہیں جانتے ہیں)

۱۸۰۳﴿ حَدَّثَنا آدَمُ حَدَّثَنا شُعْبَةُ حَدَّثَنا الْاَسْوَدُ بنُ قَيْسٍ حَدَّثَنا سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّه قال اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لا نَكْتُبُ وَلا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هكذا وَهكذا يعني مَرَّةً تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَمرَّةً ثَلاثِيْنَ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہم اُمی (ان پڑھ) لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں مہینہ ایسا ہے اور ایسا یعنی کبھی انتیس کا اور کبھی تیس کا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الترجمة بعض الحديث.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۶، وياتى ص۷۹۹، واخرجه مسلم فى الصوم وابوداؤد والنسائى ايضا فى الصوم.

مقصد امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ روزے کا دارومدار رویت ہلال (چاند دیکھنے) پر ہے شریعت نے علم نجوم، پر علم نجوم کے حساب پر نہیں رکھا ہے بلکہ اس پر مدار کی نفی ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۷۹۶/ میں حضرت ابن عمرؓ ہی کی حدیث گذر چکی ہے "لاتصوموا حتى تروا الهلال ولاتفطروا حتى تروه" الحدیث
یعنی اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو الخ اور اگر ابر وغیرہ کی وجہ سے ۲۹/ شعبان کو رمضان المبارک کا چاند نہ دیکھ سکو تو شعبان کے تیس دن پورے کرلو" آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر انتیس کا چاند نہ معلوم ہو تو "فاسالوا اهل الحساب" بلکہ آپ ﷺ نے فرمادیا "اكملوا العدة ثلاثين".

﴿ بابُ ۱۱۹۸ لا يُتَقَدَّمُ رَمَضَانُ بِصَومِ يومٍ اَوْ يَوْمَيْنِ ﴾

رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھے (یعنی روزہ مقدم نہ کیا جائے ایک یا دو دن)

۱۸۰۴﴿ حَدَّثَنا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنا هِشامٌ عن يَحيى بنِ اَبِى كَثِيْرٍ عن اَبِى سَلَمَةَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال لا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُم رَمَضَانَ

بِصَومِ یَومٍ اَوْ یَوْمَیْنِ اِلاَّ اَنْ یَّکُونَ رَجُلٌ کَانَ یَصُومُ صَومَہٗ فَلْیَصُمْ ذٰلِکَ الْیَومَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر ہاں کسی شخص کے روزہ رکھنے کا دن آجائے جس دن وہ ہمیشہ روزہ رکھتا تھا تو اس دن روزہ رکھ لے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لايتقدمن احدكم رمضان بصوم" الخ

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۶، واخرجه مسلم وابوداؤد فى الصوم.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد مثل باب سابق ہے یعنی آپ ﷺ کا ارشاد ہے ہم امی قوم ہیں ہم حساب کتاب نہیں جانتے ہیں بس چاند دیکھ کر روزہ رکھو چاند نہ دیکھنے پر احتیاط کے خیال سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو کہ وہ روزہ یوم شک کا روزہ ہوگا ہاں صبح چاشت کے وقت تک چاند کی تحقیق کا انتظار کرو اگر ہو گیا تو روزہ کی نیت سے روزہ رکھ لو ورنہ کھا، پی لو۔

﴿ باب [۱۱۹۹] قَولِ اللّٰہِ جَلَّ ذِکْرُہٗ "اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَاءِ کُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُونَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوھُنَّ وَابْتَغُوا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ. (سورہ بقرہ آیت ۱۸۷)﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تمہارے لئے روزے کی رات میں اپنی عورتوں کے پاس جانا (صحبت کرنا) حلال جائز کر دیا گیا ہے وہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس، اللہ کو معلوم ہے کہ تم خیانت کرتے تھے اپنی جانوں سے اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کر دیا اب (روزے کی رات میں) ان سے مجامعت کرو اور جو اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھدیا ہے اسے تلاش کرو (یعنی لوح محفوظ میں جو اولاد تمہارے لئے مقدر فرمادی ہے عورتوں سے مباشرت کر کے وہ مطلوب ہونا چاہئے صرف شہوت رانی مقصود نہ ہو اس میں عزل کی کراہت اور لواطت کی ممانعت کی طرف بھی اشارہ ہے)۔

۱۸۰۵﴿ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوسٰی عن اِسْرَائِیْلَ عن اَبِی اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قال کَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْاِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ اَنْ یُّفْطِرَ لَمْ یَاْکُلْ لَیْلَتَہٗ وَلَا یَومَہٗ حتی یُمْسِیَ وَاِنَّ قَیْسَ بْنَ صِرْمَۃَ

الْاَنْصَارِیَّ کَانَ صَائِمًا فلمَّا حَضَرَ الإِفْطَارُ اَتٰی امْرَاَتَهُ فقال لَهَا اَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِن اَنْطَلِقُ وَاَطْلُبُ لَكَ وكَانَ يومَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فجَاءَتْهُ امْرَاَتُهُ فلَمَّا رَاَتْهُ قالتْ خَيْبَةً لَكَ فلمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فنزلَتْ هذِهِ الآيَةُ "اُحِلَّتْ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ" ففَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا وَنَزَلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حتى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الفَجْرِ ﴾

ترجمہ حضرت براءؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کے اصحاب میں سے جب کوئی روزہ دار ہوتا اور افطار کے وقت افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو اس رات اور دن کچھ نہ کھاتا یہاں تک کہ شام ہوتی تو کھا سکتا اور حضرت قیس بن صرمہ انصاریؓ روزہ دار تھے جب افطار کا وقت ہوا تو اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کیا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور کہیں سے تمہارے لئے لاتی ہوں اور قیس دن بھر کام کیا کرتے تھے (یعنی محنت مزدوری کرتے تھے) اس لئے ان کی آنکھ لگ گئی اب ان کی بیوی ان کے پاس آئی جب ان کو دیکھا (کہ سو گئے ہیں) تو کہنے لگی تیرے لئے محرومی ہے جب دوپہر ہوئی تو (بھوک کے مارے) ان پر بیہوشی طاری ہوگئی تو اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی "روزے کی رات میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال (جائز) کردیا گیا" اس پر صحابہؓ بہت زیادہ خوش ہوئے اور یہ آیت بھی نازل ہوئی "جب تک فجر کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر نہ ہو جائے کھاتے پیتے رہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ یبین سبب نزولہا.

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲۵۶، تا ص ۲۵۷، ویاتی الحدیث فی التفسیر ص ۶۴۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اس آیت کریمہ "احل لکم لیلۃ الصیام" الآیۃ. کے نازل ہونے سے پہلے مسلمانوں کا کیا حال تھا؟ آیت کریمہ کے شان نزول کو بیان کرکے اشارہ کردیا کہ مسلمان افطار کے بعد جب سو جاتے یا عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو روزہ شروع ہو جاتا اب نہ کھانے پینے کی اجازت تھی اور نہ بیوی سے جماع کرنے کی اور اسی طرح پوری رات اور اگلا دن غروب آفتاب تک گذارنا پڑتا تھا "کان الناس علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلوا العتمۃ حرم علیہم الطعام والشراب والنساء وصاموا الی القابلۃ". (عمدہ ج ۱۰ ص ۲۹۰)

اور ظاہر ہے کہ یہ حکم دشوار کن اور سخت تھا اور تو اور خود حضرت عمر فاروقؓ نے عشاء کی نماز کے بعد بیوی سے ہمبستری کرلی پھر خوب روئے اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر معذرت کرنے لگے۔

لیکن حدیث الباب میں دوسرا واقعہ مذکور ہے پھر نام میں بھی گڑبڑ ہے صاحب واقعہ صحابی کا نام صرمہ (بکسر الصاد) ہے جن کی کنیت ابوقیس تھی۔ (قالہ الحافظ)

مفصل تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر ص ۶۴۔

﴿بَابُ [۱۲۰۰] قولِ اللّٰهِ "وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حتّى يَتبيّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الاَسْوَدِ مِنَ الفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ فِيْهِ البَرَاءُ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جب تک صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر نہ ہو جائے کھاتے پیتے رہو پھر رات تک روزہ پورا کرو (سورہ بقرہ) اس باب میں حضرت براءؓ کی حدیث ہے نبی اکرم ﷺ سے۔

۱۸۰۶﴿ حَدَّثَنا حَجَّاجُ بْنُ مِنهَالٍ حَدَّثَنا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنا حُصَيْنُ بْنُ عبدِ الرَّحمٰنِ عنِ الشَّعْبِيِّ عن عَدِيِّ بنِ حاتِمٍ قال لَمَّا نَزَلَتْ "حتّى يَتَبيَّنَ لكمُ الخَيْطُ الاَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الاَسْوَدِ عَمَدْتُ اِلَى عِقَالٍ اَسْوَدَ وَاِلَى عِقَالٍ اَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِى اللَّيْلِ فَلا يَسْتَبِيْنُ لِي فَغَدَوْتُ علٰى رَسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فذكرتُ ذٰلك لَهُ فقال اِنَّما ذٰلِك سَوَادُ اللَّيْلِ وبياضُ النَّهارِ﴾

ترجمہ | حضرت عدی بن حاتمؓ نے فرمایا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یہاں تک کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے تم پر ظاہر ہو جائے تو میں نے ایک کالا دھاگہ اور ایک سفید دھاگہ لیا اور ان دونوں کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات کو دیکھتا رہا مگر وہ دونوں واضح نہ ہوئے تو میں صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی ہے (یعنی خیط اسود سے مراد رات کی تاریکی اور خیط ابیض سے مراد دن کی روشنی ہے)۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة جداً.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۷، ويأتي في التفسير ص ۶۴۷، واخرجه مسلم وابوداؤد في الصوم والترمذي في التفسير.

۱۸۰۷﴿ حَدَّثَنا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنا ابنُ اَبِي حَازِمٍ عن اَبِيهِ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنِي سَعِيْدُ بنُ اَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنا اَبُو غَسَّانَ محمَّدُ بنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِي اَبُو

حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال اُنْزِلَتْ "وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حتّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الْاَسْوَدِ وَلَمْ يَنْزِلْ مِنَ الفَجْرِ فكانَ رِجَالٌ اِذَا اَرَادُوا الصَّومَ رَبَطَ اَحَدُهُم فى رِجْلَيْهِ الخَيْطَ الْاَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْاَسْوَدَ وَلَا يَزالُ يَاكُلُ حتى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُوِيَتُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ "مِنَ الفَجْرِ" فَعَلِمُوا اَنَّهُ اِنَّمَا يعنى اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴾

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا یہ آیت نازل ہوئی "کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے تم پر ظاہر ہو جائے اور (لفظ) "من الفجر" نازل نہیں ہوا تھا تو لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگہ باندھ لیتے اور کھاتے پیتے رہتے یہاں تک کہ دونوں کی رویت ظاہر ہو جاتی (یعنی دونوں جدا جدا نظر آنے لگتے) پھر اللہ نے "من الفجر" نازل فرمایا اب لوگوں نے سمجھا کہ سفید دھاگے اور سیاہ دھاگے سے مراد رات اور دن ہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۷، ويأتى الحديث ص ۶۴۷، واخرجه مسلم فى الصوم.

مقصد آیت کریمہ کی تفسیر کر کے امام بخاریؒ کا مقصد سحری کھانے کے انتہائی وقت کو بتانا ہے۔

فائدہ: باب کی اسی روایت میں ہے کہ حضرت عدیؓ سفید اور سیاہ دھاگہ تکیہ کے نیچے رکھ لیتے، اور دوسری روایت میں ہے کہ پاؤں میں باندھ لیتے دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کچھ لوگ یہ کرتے اور کچھ لوگ پاؤں میں باندھ لیتے۔

﴿ بابُ قولِ النبيِّ ﷺ لا يَمْنَعَنَّكُمْ مِن سُحُورِكُمْ اَذانُ بِلالٍ ﴾ (۱۲۰۱)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد:- کہ بلالؓ کی اذان تم کو سحری کھانے سے نہ روکے

۱۸۰۸﴿ حَدَّثَنا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ عن اَبِى اُسَامَةَ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ وَالقَاسِمِ بنِ محمّدٍ عن عائِشَةَ اَنَّ بِلالاً كانَ يُؤَذِّنُ بلَيْلٍ فقال رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم كُلُوا وَاشْرَبُوا حتى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ فانَّهُ لا يُؤَذِّنُ حتى يَطْلُعَ الفَجْرُ قال القاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ اَذانِهِمَا اِلَّا اَنْ يَرْقَى ذا وَيَنْزِلَ ذا ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بلالؓ رات کو اذان دیتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان دینے لگے وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے جب تک کہ

صبح نہیں ہوتی۔ قاسم نے کہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ام مکتومؓ دونوں کے اذان میں اتنا ہی فرق ہوتا کہ یہ اترتا وہ چڑھتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان معناه ومعنى الترجمة واحد وان اختلف اللفظ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۷، مر الحديث ص ۸۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتانا ہے کہ صبح صادق تک سحری کھانا جائز و درست ہے البتہ جب صبح صادق ہو جائے تو سحری کھانا بند کر دے جیسا کہ "حتى يطلع الفجر" سے ظاہر ہے۔

﴿ بَابُ تَعْجِيلِ السُّحُورِ ﴾ ۱۲۰۲

سحری کھانے میں جلدی کرنا

۱۸۰۹﴿ حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيْزِ بنِ اَبِي حَازِمٍ عن اَبِيْهِ اَبِي حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِي اَهْلِي ثم تَكُوْنُ سُرْعَتِي اَنْ اُدْرِكَ السُّجُوْدَ مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا میں اپنے گھر میں سحری کھاتا پھر مجھ کو جلدی ہوتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پالوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كنت اتسحر في اهلي ثم تكون سرعتي" الخ یعنی سحری میں جلدی کرتے تھے تاکہ حضور ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ سکیں۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۷، ومر الحديث ص ۸۲۔

مقصد یہاں ترجمۃ الباب۔ کے دو نسخے ہیں (۱) "باب تاخير السحور" یہی نسخہ اکثر شروح معتبرہ میں ہے مثلاً عمدۃ القاری، فتح الباری و کرمانی۔ (۲) ہندوستانی نسخہ "تعجيل السحور".

تو اگر تاخیر السحور کا نسخہ لیا جائے تو مقصد استحباب بتانا ہے کہ افضل و مستحب یہ ہے کہ صبح صادق کے قریب سحری کھایا جائے۔ (۲) اور تعجیل کا نسخہ لیا جائے تو مقصد جواز بیان کرنا ہے کہ احتیاطاً جلدی کھالیا جائے تاکہ صبح صادق کا خطرہ نہ رہے۔ بعض بزرگوں نے اس کا مطلب یہ بھی لیا ہے کہ یہ تعجیل تاخیر کے مقابل نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ سحری کھانے میں جلدی کی جائے طول نہ دیا جائے یعنی سرعۃ الاکل مراد ہے۔

باب ۱۲۰۳ قَدرِ کَم بَینَ السَّحُورِ وَصَلٰوۃِ الفَجرِ

سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا

۱۸۱۰ حَدَّثَنَا مُسلِمُ بنُ اِبرَاهِیمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن اَنَسٍ عن زَیدِ بنِ ثَابِتٍ قال تَسَحَّرنَا مَعَ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثُمَّ قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قلتُ کَم کَانَ بَینَ الاَذَانِ وَالسُّحورِ قال قَدرُ خَمسِینَ آیَةً

ترجمہ | حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ ﷺ فجر کی نماز کے لئے کھڑے ہوگئے حضرت انسؓ نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ سحری اور اذان کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا؟ انہوں نے فرمایا! پچاس آیت پڑھنے کے مقدار۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كم كان بين الاذان والسحور قال قدر خمسين آية".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۷، ومر الحديث ص ۸۱ وص ۸۲ وص ۱۵۲۔

مقصد | تاخیر سحری کا انتہائی وقت واستحباب تاخیر بتانا مقصود ہے واللہ اعلم۔

باب ۱۲۰۴ بَرَکَةِ السُّحُورِ مِن غَیرِ اِیجَابٍ لِاَنَّ النَّبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم وَاَصحَابَهٗ وَاصَلُوا وَلَم یُذکَرِ السُّحُورُ

سحری کی برکت بغیر وجوب کے اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے صوم وصال رکھا اور ان میں سحری کھانے کا ذکر نہیں ہے۔

۱۸۱۱ حَدَّثَنَا مُوسَی بنُ اِسمَاعِیلَ حَدَّثَنَا جُوَیرِیَةُ عن نَافِعٍ عن عبدِ اللّٰه اَنَّ النَّبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَیهِم فَنَهَاهُم قَالُوا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قال لَستُ کَهَیئَتِکُم اِنِّی اَظَلُّ اُطعَمُ وَاُسقٰی

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صوم وصال رکھا تو لوگوں نے بھی صوم وصال رکھا تو لوگوں پر (یعنی صحابہؓ پر) شاق ہوا اس لئے حضور ﷺ نے انہیں منع فرمایا لوگوں نے عرض کیا آپ تو صوم

وصال رکھتے ہیں ارشاد فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں تو برابر کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "أن النبي صلى الله عليه وسلم واصل فواصل الناس.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۷، ويأتي الحديث ص ۲۶۳۔

۱۸۱۲﴿ حَدَّثَنا آدَمُ بنُ اَبِي اِياسٍ حَدَّثَنا شُعْبَةُ حَدَّثَنا عبدُ العَزِيزِ بنُ صُهَيبٍ قال سَمِعتُ اَنَسَ بنَ مَالِكٍ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم تَسَحَّرُوا فَاِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری میں برکت ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فإن في السحور بركة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۷، وهذا الحديث اخرجه مسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ سحری کھانا مستحب ہے واجب نہیں ہے اور صوم وصال سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صوم وصال رکھا اور درمیان میں سحری کھانے کا تذکرہ کوئی نہیں ہے اگر سحری کھانا واجب ہوتا تو حضور ﷺ اور صحابہؓ ضرور کھاتے اور اگر صحابہ کرامؓ سحری کھاتے تو پھر صحابہ پر شاق نہ گذرتا بعض روایتوں میں ہے کہ صحابہؓ کو چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تھا اس لئے حضور اکرم ﷺ نے شفقۃ منع فرمادیا مگر یہ ممانعت تنزیہی تھی تحریمی نہیں تھی۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۲۰۵ اِذَا نَوٰى بِالنَّهَارِ صَوْمًا ﴾

وَقَالَتْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ كَانَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يقولُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَاِنْ قُلْنا لَا قالَ فَاِنِّي صَائِمٌ يَوْمِي هذا وَفَعَلَهُ اَبُو طَلْحَةَ وَاَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عباسٍ وَحُذَيْفَةُ

جب کوئی شخص دن کو روزہ کی نیت کرلے؟ (تو درست ہے)

اور امّ الدرداءؓ نے کہا ابوالدرداءؓ ہم سے پوچھتے تھے "تمہارے پاس کھانا ہے؟ اگر ہم کہتے نہیں تو وہ کہتے میں آج روزے سے ہوں اور ایسا ہی کیا ہے ابوطلحہ، ابو ہریرہ، ابن عباس اور حذیفہ رضی اللہ عنہم نے۔

۱۸۱۳﴿ حَدَّثَنا اَبُو عاصِمٍ عن يَزِيْدَ بنِ اَبِي عُبَيْدٍ عن سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ رَجُلًا يُنادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اَنَّ مَنْ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ اَوْ

فَلْيَصُمْ وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فلا يَأْكُلْ ﴾

ترجمہ | حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عاشوراء کے دن ایک شخص کو بھیجا کہ لوگوں میں یہ اعلان کردے کہ جس نے کھالیا ہے وہ پورا کرے (یعنی اب شام تک کچھ نہ کھائے) یا روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ (اب سے) شام تک نہ کھائے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في جواز نية الصوم بالنهار لأن قوله "فليتم" وقوله "فلاياكل" يدلان على جواز نية الصوم بالنهار. (عمدۃ)۔

تشریح | امام بخاریؒ نے اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں فرمائی ہے کہ دن کے اندر نیت کرنے سے روزہ ہوتا ہے یا نہیں؟ امام بخاریؒ اکثر مختلف فیہ مسائل میں اظہار رائے صراحۃً نہیں کرتے ہیں۔

مذاہب ائمہ | امام مالکؒ کے نزدیک روزہ کی نیت رات سے ضروری ہے یعنی صبح صادق سے پہلے۔ اور استدلال کرتے ہیں "لاصيام لمن لم يعزم الصيام من الليل" سے۔

یہ حدیث مطلق ہے ہر روزہ کو شامل ہے۔ جمہور کے نزدیک یہ حدیث مؤول ہے چنانچہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے فرائض پر، اور نوافل کی نیت ان لوگوں کے نزدیک دن سے ہوسکتی ہے متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے متعلق سوال کیا اور اگر گھر کے اندر کھانا نہ ہوا تو روزے کی نیت فرمالی۔

احنافؒ کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ روزہ رات سے معتبر ہوگا یہ نہیں کہ ظہر کے وقت کھانا کھا کر نیت کرلے کہ میرا اس وقت سے مغرب تک روزہ ہے۔

حنفیہ کے نزدیک رمضان المبارک اور نذر معین کے روزوں میں دن کی نیت کافی ہے البتہ نذر غیر معین اور کفارہ کے روزے اور قضاء رمضان یعنی فرائض غیر معینہ کے اندر رات سے نیت ضروری ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۷، ویاتی ص ۲۶۸، وص ۱۰۷۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد مطلقاً جواز ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۲۰۶ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا ﴾

روزہ دار نے جب حالت جنابت میں صبح کی؟ (یعنی کیا حکم ہے؟)

۱۸۱۴ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِي بَكْرِ بْنِ عبدِ

الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشَامِ بنِ المُغِيْرَةِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا بَكْرِ بنَ عبدِ الرَّحمٰنِ قال كُنتُ اَنا وَاَبِي حتى دَخَلْنَا عَلٰى عائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنا اَبُو اليَمانِ قال اَخبَرَنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهْرِيِّ اَخبَرَنِي اَبُو بَكْرِ بْنُ عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشَامٍ اَنَّ اَبَاهُ عبدَ الرَّحمٰنِ اَخبَرَ مَرْوَانَ اَنَّ عائِشَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ اَخبَرَتاهُ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ يُدْرِكُهُ الفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ اَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ وَقال مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانُ يومَئِذٍ عَلَى المَدِيْنَةِ فقال اَبُو بَكْرٍ فكَرِهَ ذٰلِكَ عبدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَلَنا اَنْ نَجْتَمِعَ بِذِى الحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِاَبِي هُرَيْرَةَ هُنالِكَ اَرْضٌ فقال عبدُ الرَّحمٰنِ لِاَبِي هُرَيْرَةَ اِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ اَمْرًا وَلَوْلا اَنَّ مَرْوَانَ اَقْسَمَ عَلَيَّ فِيْهِ لَمْ اَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قولَ عائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ فقال كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الفَضْلُ بنُ عبّاسٍ وَهُوَ اَعْلَمُ وَقال هَمَّامٌ وَابنُ عبدِ اللّٰه بنِ عُمَرَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ كانَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَاْمُرُ بِالفِطْرِ وَالاَوَّلُ اَسْنَدُ ﴾

ترجمہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے بیان کیا کہ ان کے والد عبدالرحمٰن نے مروان سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اہلیہ کے ساتھ قربت کی وجہ سے فجر کے وقت جنب ہوتے اس کے بعد غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ اور مروان نے عبدالرحمٰن بن حارث سے کہا میں تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ یہ روایت بتا کر ابوہریرہؓ کو گھبراہٹ میں ضرور ڈالنا اور اس وقت مروان مدینہ کا حاکم تھا ابوبکر نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے اس بات کو پسند نہیں کیا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ہم سب ذوالحلیفہ میں اکٹھا ہوئے اور وہاں حضرت ابوہریرہؓ کی زمین تھی تو عبدالرحمٰن نے ابوہریرہؓ سے کہا میں تم سے ایک بات بیان کرتا ہوں اور اگر مروان نے مجھ کو قسم نہ دی ہوتی تو میں اس کو تم سے بیان نہ کرتا پھر انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی حدیث بیان کی ابوہریرہؓ نے کہا (میں کیا کروں؟) فضل بن عباس نے مجھ سے حدیث بیان کی اور وہ خوب جانتے ہیں۔ اور ہمام اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ ایسی صورت میں افطار (یعنی روزہ نہ رکھنے کا حکم دیتے تھے والاول اسند یعنی پہلی حدیث حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کی حدیث باعتبار سند زیادہ قوی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان يدركه الفجر وهو جنب من اهله ثم يغتسل ويصوم".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۵۸، ویاتی ص ۲۵۸، وص ۲۵۸ تا ۲۵۹۔

مقصد | اگر کوئی شخص صبح صادق تک جنبی رہا یعنی رات کو بیوی سے وطی کی پھر سوگیا جب صبح کی اذان ہوئی تو اٹھا اور غسل کر کے صبح کی نماز پڑھی اب سوال یہ ہے کہ اس کا روزہ درست ہوگا یا نہیں؟ یا فرض روزہ اور نفل روزہ میں کوئی فرق ہے؟ سلف میں کچھ اختلاف رہا، علامہ عینیؒ نے مختلف اقوال نقل کئے ہیں مگر ائمہ اربعہ اور جمہور کا اتفاق ہے کہ روزہ صحیح ہے یعنی روزہ کے لئے طہارت شرط نہیں واللہ اعلم

اور حضرت ابوہریرہؓ کو جب ام المؤمنین عائشہؓ کی حدیث معلوم ہوئی تو رجوع فرمالیا ہے اس سے پہلے حضرت ابوہریرہ فضل بن عباسؓ سے سنکر یہ فتوی دیتے تھے "من ادرکہ الفجر جنباً فلایصم" (عمدہ)

"فرجع ابوھریرۃؓ عما کان یقول من ذلک. امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید وموافقت ہے۔

﴿ بَابُ (۱۲۰۷) الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا ﴾

روزہ دار کے لئے مباشرت (یعنی بوسہ ومساس) کا بیان اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا روزہ دار پر عورت کی شرمگاہ حرام ہے۔

۱۸۱۵﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قال عن شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عن عائِشَةَ قالَتْ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صائِمٌ وَكانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ قال ابنُ عبّاسٍ اِرْبٌ حاجَةٌ وقال طاؤسٌ غَيْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ الاَحْمَقُ لا حَاجَةَ لَهُ فی النِسَاءِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے (یعنی جسم کو جسم سے چپکاتے تھے) اور آپ ﷺ اپنی حاجت کے تم سب سے زیادہ مالک تھے (اپنی خواہش پر اختیار رکھتے تھے) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ "ارب" کے معنی حاجت کے ہیں اور طاؤس نے کہا (سورہ نور میں) "غیر اولی الاربۃ" کے معنی وہ احمق جسے عورتوں کی رغبت نہ ہو۔ (یعنی "اربۃ" کے معنی نکاح کی حاجت)۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ویباشر".

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۲۵۸، ویاتی فی الباب الآتی متصلاً ص ۲۵۸۔

مقصد | مقصد یہ ہے کہ سوائے جماع ووطی کے ایک ساتھ سونے، بوسہ لینے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اگرچہ مباشرت جماع کے معنی میں بھی مستعمل ہے لیکن اصل میں مباشرت جسم سے جسم چپکانا۔ چونکہ جوانوں کے لئے

روزہ کے حالت میں مباشرت اور بوسہ کے بعد نفس پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے ممنوع ہے پھر اگر جماع کرلے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر قضاء کے ساتھ کفارہ بھی ہوگا۔

﴿ بَابُ ١٢٠٨ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ وقال جابرُ بْنُ زَيْدٍ اِنْ نظَرَ فَاَمْنٰى يُتِمُّ صَوْمَهٗ ﴾

روزہ دار کے لئے بوسہ لینے کا بیان

اور حضرت جابر بن زید نے کہا اگر عورت کو دیکھا اور منی نکل آئی تو بھی روزہ پورا کرلے (یعنی روزہ نہیں ٹوٹا روزہ پورا کرے)۔

١٨١٦﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنا يَحْيٰى عن هِشَامٍ اَخْبَرَنِى اَبِى عن عائِشَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ح وحَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن هِشَامٍ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ قالتْ اِنْ كانَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم لَيُقَبِّلُ بَعْضَ اَزْوَاجِهٖ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَتْ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں اپنے بعض ازواج کا بوسہ لیتے پھر وہ ہنس پڑیں۔ ("ثم ضحکت" سے معلوم ہوا کہ بعض ازواج سے خود حضرت عائشہؓ مراد ہیں)

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ليقبل بعض ازواجه وهو صائم".

تعدد موضعه والحديث هنا ص ٢٥٨، ومر آنفاً ص ٢٥٨۔

١٨١٧﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا يَحْيٰى عن هِشَامِ بنِ اَبِى عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنا يَحْيٰى بنُ اَبِى كَثِيْرٍ عن اَبِى سَلَمَةَ عن زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عن اُمِّهَا قالتْ بَيْنما اَنا مَعَ رسولِ اللّٰهِ ﷺ فى الخَمِيْلَةِ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِى فقال مَا لَكِ اَنُفِسْتِ قلتُ نَعَمْ فَدَخَلْتُ مَعَهٗ فى الخَمِيْلَةِ وكَانَتْ هِىَ وَرسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَغْتَسِلانِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ﴾

ترجمہ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی اچانک مجھ کو حیض آ گیا تو میں چپکے سے نکل گئی اور اپنے حیض کے کپڑے لے لئے آپ ﷺ نے پوچھا "کیا ہوا کیا حیض آ گیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں پھر میں چادر میں آپ ﷺ کے ساتھ گھس گئی، اور حضرت ام سلمہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ روزے کی حالت میں ان کا بوسہ لیتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وكان يقبلها وهو صائم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۸، ومر الحديث ص۴۴، وص۴۶، مسلم اول ص۱۴۲، نسائی ص۴۳۔

مقصد | چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا اس لئے امام بخاریؒ نے حسب عادت کوئی صریح حکم نہیں بیان کیا مگر باب کے تحت جو حدیث ذکر فرمائی اس سے بخاریؒ کا رجحان ومیلان معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار اگر اپنی زوجہ کو بوسہ لیلے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ جوان کے لئے مکروہ ہے اور بوڑھے کے لئے مباح ہے (عمدہ)

تفصیل مذاہب کے لئے عمدۃ القاری کا مطالعہ فرمایئے۔

﴿بابُ ۱۲۰۹ اغتِسالِ الصّائِمِ﴾

وَبَلَّ ابنُ عُمَرَ ثوبًا فالْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الحَمَّامَ وَهُو صائِمٌ وقال ابنُ عبّاسٍ لا بأسَ اَن يَتطَعَّمَ القِدْرَ اَوِ الشَّيءَ وَقال الحَسَنُ لا بَاسَ بالمَضْمَضَةِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصّائِمِ وقال ابنُ مَسْعودٍ اذا كانَ صَومُ اَحَدِكُمْ فلْيُصْبِحْ دَهِينًا مُتَرَجِّلاً وَقال اَنَسٌ اِنّ لِي اَبْزَنَ اَتَقَحَّمُ فِيهِ وَاَنا صائِمٌ وَكانَ ابنُ عُمَرَ يَسْتاكُ اَوَّلَ النَّهارِ وَآخِرَهُ وقال ابنُ سِيرِيْنَ لا باسَ بِالسِّواكِ الرَّطْبِ قِيلَ لَهُ طَعْمٌ قال وَالمَاءُ لَهُ طَعْمٌ وَاَنْتَ تُمَضْمِضُ بِهِ وَلَمْ يَرَ اَنَس وَالحَسَنُ وَاِبْرَاهِيمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَاسًا .

روزے دار کے غسل کرنے کا بیان

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کپڑا بھگویا اور اپنے بدن پر ڈالا اور شعبیؒ (تابعی) روزے کی حالت میں حمام میں گئے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ روزہ دار ہانڈی یا اور کوئی چیز چکھے اور حسن بصریؒ نے فرمایا روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھنے والا ہو تو صبح کرے تیل لگایا ہوا، کنگھی کیا ہوا، اور حضرت انسؓ نے فرمایا میرا ایک حوض ہے میں روزے کی حالت میں اس میں غوطہ مارتا ہوں، اور حضرت ابن عمرؓ دن کے اول حصے اور آخری حصے (یعنی صبح وشام) مسواک کرتے تھے، اور ابن سیرینؒ نے کہا کہ کچی مسواک (تر وتازہ مسواک) میں کوئی حرج نہیں ان سے کہا گیا کہ اس میں مزہ ہے فرمایا مزہ تو پانی میں بھی ہے حالانکہ تم اس سے کلی

کرتے ہو۔ اور حضرت انسؓ اور امام حسن بصریؒ اور ابراہیم نخعیؒ روزے دار کے لئے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

۱۸۱۸﴿ حَدَّثَنا اَحْمدُ بنُ صالِحٍ حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ حَدَّثَنا يُونُسُ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُرْوَةَ وَاَبِي بَكرٍ قالا قالَتْ عائِشَةُ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُدْرِكُهُ الفجرُ في رَمَضَانَ من غيرِ حُلُمٍ فيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کو غسل کی ضرورت ہوتی اور احتلام سے نہیں (بلکہ جماع سے) اور صبح ہو جاتی آپ ﷺ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فيغتسل ويصوم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۸، ويأتي ص ۲۵۸۔

۱۸۱۹﴿ حَدَّثَنا اِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عن سُمَيٍّ مَولىٰ اَبِي بَكرِ بنِ عبدِ الرحمٰنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشَامِ بنِ المُغِيْرَةِ اَنّه سَمِعَ اَبَا بَكرِ بْنَ عبدِ الرّحمٰنِ قال كنتُ اَنَا وَاَبِي فذَهَبْتُ مَعَهُ حتى دَخَلْنا على عائِشَةَ قالتْ اَشهَدُ على رسولِ الله صلى الله عليه وسلم اِنْ كانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غيرِ احْتِلامٍ ثمّ يَصُومُهُ ثمّ دَخَلْنا على اُمِّ سَلَمَةَ فقالتْ مِثْلَ ذٰلِك قال اَبُو جَعْفَر سالتُ اَبا عبدِ الله اِذَا اَفْطَرَ يُكَفِّرُ مِثْلَ المُجَامِعِ قال لا اَلاَ تَرَى الاَحَادِيْثَ لَمْ يَقْضِهِ وَاِنْ صَامَ الدَّهْرَ﴾

ترجمہ | ابو بکر بن عبد الرحمٰن نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ مل کر حضرت عائشہؓ کے پاس گیا حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں شہادت (گواہی) دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو جماع سے جنابت ہوتی نہ کہ احتلام سے پھر صبح ہو جاتی اور آپ ﷺ اس دن روزہ رکھتے، پھر ہم حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے تو انھوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

ابو جعفر نے کہا میں نے ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) سے پوچھا اگر (کوئی) روزہ توڑ دے (یعنی کھا پی لے) تو وہ جماع کرنے والوں کی طرح کفارہ دے گا؟ بخاری نے فرمایا نہیں، کیا تم حدیثوں میں نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی ایک روزہ توڑ دے تو زمانے بھر کا روزہ اس کا عوض نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: یہ عبارت یعنی "قال ابو جعفر الخ" کا "إغتسال الصائم" سے کوئی تعلق و مناسبت نہیں ہے یہاں بے محل یہ عبارت آ گئی ہے چنانچہ شروح بخاری فتح الباری، عمدۃ القاری، کرمانی وغیرہ میں نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ؟ یہ روایت اسی صفحہ میں اوپر گذر چکی ہے جس میں تصریح

ہے "ثم يغتسل ويصوم".

امام بخاریؒ نے اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ "فالمطابقة ظاهرة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۵۸ تاص ۲۵۹، ومر الحديث ص ۲۵۸۔

مقصد بعض علماء سلف کے نزدیک روزہ کی حالت میں غسل مکروہ ومفسد صوم ہے امام بخاریؒ نے ان پر رد کرنے کے لئے باب منعقد فرما کر جمہور کی تائید فرمائی ہے جمہور کے نزدیک غسل کرنے میں روزہ فاسد نہیں ہوگا بلا کراہت جائز ہے۔

تشریح جن حضرات کے نزدیک غسل منہی عنہ ہے وہ یہ علت بیان کرتے ہیں کہ پانی مسامات کے ذریعہ بدن کے اندر پہنچتا ہے امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب کے تحت چند صحابہ کرامؓ اور بعض تابعینؒ کے آثار پیش فرما کران کا جواب دیا ہے کہ صحابہ سے پانی کا استعمال ثابت ہے۔ واللہ اعلم

۱۲۱۰ ﴿ بَابُ الصَّائِمِ اِذَا اَكَلَ اَوْ شَرِبَ نَاسِيًا ﴾

وَقال عطاءٌ اِن اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الماءُ فى حَلْقِهِ لا بَأسَ اِن لَمْ يَمْلِك رَدَّهُ وَقال الحَسَنُ اِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فلا شَيءَ عليهِ وَقال الحَسَنُ وَ مُجَاهِدٌ اِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فلا شَيءَ عليهِ .

روزہ دار جب بھول کر کھالے یا پی لے؟

(یعنی اس کا حکم کیا ہے؟ قضا واجب ہوگی یا نہیں؟) اور عطاء (ابن ابی رباح) نے کہا اگر روزہ دار ناک میں پانی ڈالے اور پانی حلق میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اگر اس کو نکال نہ سکے (یعنی روزہ نہیں جائے گا) اور امام حسن بصریؒ نے کہا اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی گھس جائے تو اس پر کچھ نہیں (یعنی روزہ نہیں جاتا) اور حسن بصریؒ اور مجاہدؒ نے کہا اگر بھول کر جماع کر لیا تو اس پر کچھ نہیں (یعنی روزہ نہیں جاتا)۔

۱۸۲۰ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلي الله عليه وسلم قال اِذَا نَسِىَ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بھول کر کھالے یا پی لے تو اپنا روزہ پورا کرلے اس لئے کہ اللہ نے اس کو کھلایا اور پلایا۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۲۵۹، ویاتی الحدیث ص۹۸۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر بھول کر کھالیا یا پی لیا تو روزہ پورا کرلے اس کا روزہ ہوجائے گا اس پر قضا لازم نہیں یہی جمہور حنفیہ، شافعیہ حنابلہ وغیرہ کا مذہب ہے صرف امام مالکؒ سے منقول ہے کہ اس پر قضا لازم ہے اس کا روزہ باطل ہوگیا امام بخاری کا مقصد جمہور کی تائید وموافقت ہے۔

﴿ بَابُ (۱۲۱۱) السِّوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ ﴾

وَيُذْكَرُ عن عامِرِ بنِ رَبِيْعَةَ قال رأَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لا أُحْصِي اَوْ اَعُدُّ وقال اَبو هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم لَوْلاَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عندَ كُلِّ وُضُوْءٍ وَيُرْوٰى نَحْوُهُ عن جابِرٍ وَزَيْدِ بنِ خالِدٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ وقالتْ عائِشَةُ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ وقال عَطاءٌ وقتادَةُ يَبْتَلِعُ رِيْقَهُ .

روزہ دار کوتر وخشک (گیلی اور سوکھی) مسواک کرنا (یعنی درست ہے)

اور حضرت عامر بن ربیعہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے اتنی بار دیکھا کہ میں شمار نہیں کرسکتا، اور حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی کہ اگر میں اپنی امت پر شاق و دشوار نہ سمجھتا تو ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور اسی کے مثل حضرت جابرؓ اور حضرت زید بن خالدؓ سے بھی نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے روزے دار کو غیر روزے دار سے خاص نہیں فرمایا، اور حضرت عائشہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسواک منھ کو صاف کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی ہے (یعنی پسند ہے) اور عطاء اور قتادہ نے کہا روزہ دار اپنا تھوک نگل سکتا ہے۔

۱۸۲۱﴿ حَدَّثَنا عَبْدانُ قال اَخْبَرَنا عبدُ اللّٰهِ قال اَخْبَرَنا مَعْمَرٌ قال حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عن عَطاءِ بنِ يَزِيْدَ عن حُمْرانَ قال رأَيْتُ عثمانَ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ ثَلاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا ثُمَّ غسلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرأسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى

ثَلاثًا ثمَّ غَسَلَ اليُسْرىٰ ثلاثًا ثمَّ قال رَاَيْتُ رَسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَوَضَّاَ نحوَ وُضُوئِي هذَا ثمَّ قال مَن توَضَّاَ نحوَ وُضُوئِي هذا ثمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لا يُحدِّثُ نَفْسَهُ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ غفرله ما تقدم من ذنبه ﴾

ترجمہ | حمران (مولی عثمان رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کیا تو اپنے ہاتھ پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر داہنا ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤں تین بار دھویا پھر بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جیسے میں نے کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضو کی) پڑھے جس میں اپنے آپ سے کوئی بات نہ کرے (یعنی دنیا کا واہی تباہی خیال نہ لائے بلکہ خشوع خضوع سے نماز پڑھے) تو اگلے گناہ جو کر چکا بخش دیئے جائیں گے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "توضا" فان معناه توضأ وضوءاً كاملاً جامعاً للسنن ومن جملته السواك.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۵۹، ومر الحديث ص ۲۷ تا ص ۲۸، وص ۲۸، وياتي ۹۵۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مسواک علی الاطلاق سنت ہے خواہ روزے دار ہو یا بغیر روزہ ہو نیز روزے کی حالت میں زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد علی الاطلاق مسواک سنت ہے یہی امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں گویا بخاریؒ نے حنفیہ کی تائید و موافقت کی ہے۔

(۲) اور ان لوگوں پر رد ہے جو لوگ روزہ کی حالت میں مکروہ کہتے ہیں۔

تفصیل کے لئے مطالعہ کیجئے نصر الباری جلد دوم ص ۵۶۔

﴿ بابٌ ۱۲۱۲ قولِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم اِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ المَاءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ ﴾

وَقالَ الحَسَنُ لا بَاسَ بِالسعُوطِ لِلصَّائِمِ اِنْ لَمْ يَصِلْ اِلَى حَلْقِهِ وَيَكْتَحِلُ وَقال عَطاءٌ اِنْ مَضْمَضَ ثمَّ اَفرَغَ ما في فِيْهِ مِنَ المَاءِ لا يَضِيْرُهُ اِنْ لَمْ يَزْدَرِدْ رِيقَهُ وَمَا ذَا بَقِيَ في فِيْهِ وَلا يَمْضَغُ العِلْكَ فِان ازْدَرَدَ رِيْقَ العِلْكِ لاَ اَقُولُ اِنَّه يُفطِرُ وَلٰكِن يُنْهىٰ عَنهُ فِاِن اسْتَنْثَرَ فَدَخلَ المَاءَ حَلْقَهُ لا بَاسَ لِاَنَّه لَمْ يَمْلِكْ.

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد جب کوئی وضو کرے تو اپنے نتھنے میں پانی ڈالے اور آپ ﷺ نے روزہ دار اور بے روزہ دار میں کوئی فرق نہیں کیا۔

(البتہ روزہ کی حالت میں مبالغہ سے منع فرمایا ہے) اور امام حسن بصریؒ نے کہا روزہ دار کو ناک میں دوا ڈالنے میں کوئی حرج نہیں اگر اس کے حلق تک نہیں پہونچے اور سرمہ لگا سکتا ہے اور عطاءؒ نے کہا اگر کلی کیا پھر منہ سے سارا پانی نکال دیا تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا اگر وہ اپنا تھوک نگل جائے اور وہ (تری) جو اس کے منہ میں باقی رہ گئی اور روزہ دار گوند نہ چبائے پھر اگر گوند کا تھوک نگل گیا تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا روزہ جاتا رہے گا لیکن اس سے منع کیا جائے گا اور اگر ناک میں پانی ڈالا اور وہ اس کے حلق میں بے اختیار داخل ہوگیا تو کوئی حرج نہیں (یعنی روزہ نہیں ٹوٹا) اس لئے کہ بے اختیار ہوا ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۲۱۳ اِذَا جَامَعَ فِی رَمَضَانَ ﴾

وَيُذْكَرُ عن اَبِی هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ اَفْطَرَ يَومًا فِی رَمَضَانَ مِن غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَاِنْ صَامَهُ وَبِه قال ابنُ مَسْعُودٍ و قال سَعِيْدُ بنُ الْمُسَيَّبِ والشَّعْبِیُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَاِبْرَاهِيْمُ وَقَتَادَةُ وحَمَّادٌ يَقْضِی يَومًا مَكَانَهُ.

اگر رمضان میں جان بوجھ کر کسی نے جماع کیا

(یعنی رمضان میں روزہ رکھ کر ہمبستری کرلی تو کیا حکم ہے؟ صرف قضا یا صرف کفارہ واجب ہوگا یا دونوں واجب ہوگیں؟) اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعا روایت کی جاتی ہے (یعنی آپ ﷺ نے فرمایا) جس نے رمضان میں ایک دن بلا عذر و بغیر مرض کے روزہ نہیں رکھا تو ساری عمر کے روزے اس کا بدل نہیں ہوسکتے (یعنی فضیلت کے لحاظ سے) اور یہی ابن مسعودؓ نے بھی فرمایا ہے اور سعید بن مسیب اور شعبی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قتادہ اور حماد نے کہا ایک روزہ اس کے عوض میں قضا رکھے۔

۱۸۲۲﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ هَارُونَ حَدَّثَنا يَحْيٰی هُوَ ابنُ سَعِيْدٍ اَنَّ عبدَ الرَّحمٰنِ بنَ القاسِمِ اَخْبَرَهُ عن محمّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ بنِ العَوَّامِ بنِ خُوَيْلِدٍ عن عَبَّادِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ اَنَّه سَمِعَ عَائِشَةَ تقولُ اِنَّ رَجُلًا اَتَی النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقال اِنّه احْتَرَقَ قال مَالَكَ قال اَصَبْتُ اَهْلِی فِی رَمَضَانَ فَاُتِیَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم بِمِكْتَلٍ يُدْعَی العَرَقَ فقال اَيْنَ

المُحتَرِق قال اَنَا قال تَصَدَّقْ بهذا ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں (دوزخ میں) جل چکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا؟ عرض کیا میں نے رمضان میں (دن کو) اپنی اہلیہ سے صحبت کرلی ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا ایک تھیلا (یعنی بورا) لایا گیا جسے عرق کہا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں ہے جل جانے والا؟ اس نے عرض کیا میں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے خیرات کردے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اصبت اهلي في رمضان".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۵۹، وياتي ص۱۰۰۷، واخرجه مسلم، وابوداؤد، ونسائي في الصوم.

مقصد مسئلہ مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے امام بخاریؒ نے اپنی طرف سے کوئی حکم صریح نہیں بیان کیا ہے مگر باب آئندہ میں جو حدیث لا رہے ہیں اس سے مقصد معلوم ہوتا ہے کہ وجبت عليه الكفارة.

مذاہب ائمہ اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں بلا عذر شرعی جماع کے ذریعہ روزہ فاسد کردے تو اس پر جمہور ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ کفارہ مع القضاء واجب ہے۔

البتہ اگر جماع کے علاوہ کھا کر یا پی کر روزہ فاسد کرے تو ائمہ کے اندر اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک اس پر بھی کفارہ مع القضاء واجب ہے یعنی افساد صوم جماع سے ہو یا اکل وشرب سے ہو کوئی فرق نہیں کفارہ مع القضاء تینوں صورتوں میں واجب ہوگا۔

(۲) امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک کفارہ صرف جماع کی صورت میں ہے مزید تفصیل آئے گی انشاء اللہ۔

تشریح ام المومنین حضرت عائشہؓ کی یہی حدیث کتاب المحاربین میں ص ۱۰۰۷/ پر اس طرح ہے کہ ایک شخص مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں جل گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کس وجہ سے؟ عرض کیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کرو کہنے لگا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے پھر بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص گدھا ہانکتا ہوا آیا اس پر کھانا تھا عبدالرحمٰن راوی حدیث کہتے ہیں کہ معلوم نہیں اس پر کونسا کھانا یعنی غلہ تھا؟ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تھا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جل جانے والا کہاں ہے اس نے عرض کیا میں حاضر ہوں یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسم نے فرمایا اسے لے اور صدقہ کردے انہوں نے عرض کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر؟ میرے گھر والوں کے پاس ذرا بھی کھانا نہیں ہے ارشاد فرمایا تم ہی لوگ اس کو کھالو۔

اس مسئلے پر مزید ابواب آرہے ہیں۔

باب ۱۲۱۴ اِذَا جَامَعَ فِی رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَیْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ

جب کوئی رمضان میں قصداً جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو پھر اس کو کہیں سے خیرات مل جائے تو وہی کفارہ میں دیدے۔

۱۸۲۳ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی حُمَيْدُ بْنُ عَبدِ الرَّحمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَما نحنُ جُلُوسٌ عندَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فقال یا رسولَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قال مالَكَ قال وَقَعْتُ عَلٰی امْرَاَتِی وَاَنا صَائِمٌ فقال رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قال لا قال فهلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قال لا قال فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قال لا قال فَمَكَثَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِك اُتِیَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم بِعَرَقٍ فِيهَا تمرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قال اَيْنَ السَّائِلُ فقال اَنا قال خُذْ هذا فتصدَّقْ بِهِ فقال الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّی یا رسولَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِی فَضَحِكَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم حتی بَدَتْ اَنْيَابُهُ ثم قال اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا "کیا بات ہے؟ اس شخص نے عرض کیا میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ کو آزاد کرنے کے لئے ایک غلام مل سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا تو دو مہینے مسلسل روزے رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں یہ سن کر نبی اکرم ﷺ ٹھہرے رہے ہم لوگ بھی اسی طرح رہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس زنبیل پیش کی گئی جس میں کھجوریں تھیں اور عرق مکتل یعنی بڑی زنبیل ہے (جو بڑا تھیلا کھجور کے پتوں سے بنتا ہے اس کو بورا بھی کہہ سکتے ہیں) آپ ﷺ نے دریافت فرمایا وہ سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں حاضر ہوں آپ ﷺ نے فرمایا یہ زنبیل یعنی تھیلا لے اور صدقہ کر دے اس پر وہ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صدقہ تو اس پر کروں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو، خدا کی قسم مدینہ کے دونوں کناروں حرہ (پتھریلے میدانوں) کے درمیان کوئی گھر والا میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج نہیں ہے اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس

پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے انیاب (نوکیلے دانت) ظاہر ہو گئے پھر فرمایا اپنے اہل وعیال کو کھلا دے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لأن قوله وقعت على امرأتي وانا صائم عبارة عن الجماع.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۵۹ تا ۲۶۰، ويأتي الحديث ص ۲۶۰، وص ۳۵۴، وص ۸۰۸، وص ۸۹۹۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر روزۂ رمضان کی حالت میں جماع کرلے لیکن کفارہ ادا کرنے کے لئے نہ غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہے اور نہ دو مہینے روزہ کی قدرت ہے بالکل معذور ومجبور ہے نیز ایسا مفلس ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھلانا ممکن نہیں اگر ایسے شخص کو اگر اس مقدار میں صدقہ دے تو فليكفر به لانه صار واجداً حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "وفيه اشارة الىٰ ان الاعسار لايسقط الكفارة عن الذمة" (فتح) یعنی مفلسی کی وجہ سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا یہی حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک ہے بعد میں استطاعت ہونے پر ادا کرنا واجب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفارہ مرتب ہے کفارۂ ظہار کی طرح جیسا کہ حنفیہ اور جمہور کہتے ہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک اختیار ہے غلام آزاد کرے یا روزہ رکھے وغیرہ۔

۱۲۱۵ باَبُ الْمُجَامِعِ فِى رَمَضَانَ هَلْ يُطْعِمُ اَهْلَهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ اِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ

رمضان میں قصداً جماع کرے تو کیا کفارے کا کھانا اپنے گھر والوں کو کھلا سکتا ہے؟ جب وہ محتاج ہوں

۱۸۲۴ حَدَّثَنِى عثمانُ بنُ اَبى شَيْبَةَ حَدَّثَنا جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن حُمَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قال جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النبيِّ ﷺ فقالَ اِنَّ الاَخِرَ وَقَعَ عَلَى امْرَاَتِهِ فِى رَمَضَانَ فقال اَتجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قال لا قال اَفَتَسْتَطِيْعُ اَن تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قال لا قال اَفَتَجِدُ ما تُطْعِمُ بِهِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قالَ لا قال فَأُتِيَ النبيُّ ﷺ بعَرَقٍ فِيهِ تمرٌ وهُوَ الزَّبِيْلُ قال اَطْعِمْ هذا عَنْكَ قال عَلىٰ اَحْوَجَ مِنَّا وَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا قال فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اس بدنصیب نے رمضان میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرلی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کرسکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ ﷺ

نے فرمایا کیا تو دو مہینے لگا تار روزے رکھ سکتا ہے اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے اس نے کہا نہیں پھر آپ ﷺ کے پاس ایک عرق (یعنی تھیلا) لایا گیا جس میں زبیل (بفتح الزاء وکسر الباء اور بعض نسخہ بزیادۃ النون زنبیل ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اس کو تو اپنی طرف سے فقیروں کو کھلادے اس نے عرض کیا مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں ہم سے زیادہ محتاج نہیں (یعنی پورے مدینہ میں سب سے زیادہ محتاج میں ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا خیر اپنے گھر والوں ہی کو کھلادے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاطعمه اهلك".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۰، ومر الحديث ص ۲۵۹، وياتي ص ۳۵۴، وص ۸۰۸، وص ۸۹۹، وص ۹۱۰، وص ۹۹۲، وص ۹۹۳، // ص ۱۰۰۷۔

مقصد امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے کہ کفارے کا کھانا اپنے گھر والوں کو کھلا سکتا ہے یا نہیں؟ مسئلہ مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے حکم کی وضاحت نہیں فرمائی۔

باب سابق میں گذر چکا ہے کہ مفلسی کی وجہ سے کفارہ ساقط نہیں ہوگا اب رہا ان صاحب کا معاملہ؟ تو یہ کہا جائے گا کہ رحمت عالم ﷺ نے اس شخص پر خصوصی کرم فرمایا کہ کفارہ جو صدقہ واجبہ ہے جو اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر صرف نہیں کر سکتے لیکن رحمت عالم ﷺ نے اس کو خود کھانے اور اہل وعیال کو کھلانے کی اجازت دی یہ خصوصیت پر محمول ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ﴾ ۱۲۱۶

وَقَالَ لِي يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَن عُمَرَ بنِ الحَكَمِ بنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا قَاءَ فَلَا يُفْطِرُ اِنَّمَا يَخْرُجُ وَلَا يُولِجُ وَيُذْكَرُ عَن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ يُفْطِرُ وَالاَوَّلُ اَصَحُّ وَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ وَعِكرِمَةُ الصَّومُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ اَبُو مُوسَى لَيْلًا وَيُذْكَرُ عَن سَعْدٍ وَزَيْدِ بنِ اَرْقَمَ وَ اُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيْرٌ عَن اُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِندَ عَائِشَةَ فَلَا تَنْهَى وَيُرْوَى عَنِ الحَسَنِ عَن غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا اَفْطَرَ الحَاجِمُ وَالمَحْجُومُ وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبدُ الاَعْلَى حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الحَسَنِ مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَعَم ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ.

روزہ دار کا پچھنی لگوانا اور قے کرنا؟

عمر بن حکم بن ثوبان نے سنا حضرت ابوہریرہؓ سے کہ جب کوئی قے کرے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ قے باہر نکلتی ہے داخل نہیں کرتی اور حضرت ابوہریرہؓ سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قی روزہ توڑ دیتی ہے امام بخاریؒ فرماتے ہیں "والاول اصح" ای عدم الافطار اصح وقال الکرمانی "اوالاسناد الاول اصح. وقال ابن عباسؓ" الخ اور حضرت ابن عباسؓ اور عکرمہؒ نے کہا روزہ اس سے ٹوٹتا ہے جو چیز اندر جائے اور اس سے نہیں جاتا جو باہر نکلے اور حضرت ابن عمرؓ روزے کی حالت میں پچھنا (سینگی) لگاتے تھے پھر چھوڑ دیا (یعنی روزہ کی حالت میں دن کو پچھنا لگانا چھوڑ دیا) اور رات کو لگانے لگے اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے رات کو پچھنی لگوائی۔ اور حضرت سعد اور حضرت زید بن ارقم اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ ان حضرات نے روزے کی حالت میں پچھنی (سینگی) لگوائی، اور بکیر نے ام علقمہ سے روایت کی کہ ام علقمہ نے کہا کہ ہم نے حضرت عائشہؓ کے سامنے (روزے میں) پچھنی لگواتے تھے اور وہ منع نہیں کرتیں، اور حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک سے زائد راویوں سے مرفوعاً روایت کیا ہے (یعنی آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا) پچھنی لگانے والے اور جس نے پچھنی لگوائی دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا اور مجھ سے عیاش نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے یونس نے بیان کیا انہوں نے حسن بصریؒ سے اسی کے مثل روایت کی امام حسن بصریؒ سے پوچھا گیا یہ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے تو انہوں نے کہا ہاں پھر کہا اللہ خوب جانتا ہے۔

۱۸۲۵﴿ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيبٌ عن اَيُّوبَ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں پچھنی لگوئی اور روزے کی حالت میں پچھنی (سینگی) لگوائی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "احتجم وهو صائم".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۰، مر الحديث ص ۲۴۸، ويأتى ص ۲۸۳، وص ۳۰۴، // وص ۸۴۹ // // //

۱۸۲۶﴿ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوب عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ صَائِمٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے روزہ کی حالت میں پچھنی لگ.ائی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه | والحدیث هنا ص۲۶۰، ومر الحدیث ص۲۶۰۔

۱۸۲۷﴿ حدَّثنا آدَمُ بْنُ اَبِی اِیَاسٍ حدَّثَنا شُعْبَةُ قال سَمِعْتُ ثابِتًا البُنَانِیَّ قال سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قال لا اِلَّا مِنْ اَجْلِ الضُّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَلٰی عَهْدِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم ﴾

ترجمہ | ثابت بنانی نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کیا آپ لوگ روزہ دار کے لئے پچھنی لگانا مکروہ سمجھتے تھے انہوں نے فرمایا نہیں صرف ضعف کے خیال سے ہم اس کو ناپسند کرتے تھے۔ اور شبابہ نے شعبہ سے اس روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعه | والحدیث هنا ص۲۶۰۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اگر قے ہو جائے یا روزہ دار پچھنی لگوائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ اصل ہے کہ روزہ مما دخل سے ٹوٹتا ہے مما خرج سے فاسد نہیں ہوتا۔

تشریح | اس باب میں امام بخاریؒ نے دو الگ الگ مستقل مسئلے حجامت اور قے کو ایک باب میں صرف اس وجہ سے جمع کر دیا ہے کہ دونوں علت کے اعتبار سے ایک حکم میں ہیں یعنی مما دخل سے ٹوٹتا ہے اور مما خرج سے نہیں ٹوٹتا اگر کسی روزہ دار کو قے ہوئی تو قے کم ہو یا زیادہ بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا البتہ اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے قصداً قے کرے اور منہ بھر قے کرے تو روزہ فاسد ہوگا۔

﴿ بَابُ الصَّومِ فِی السَّفَرِ وَالْاِفْطَارِ ﴾ ۱۲۱۷

سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا یعنی روزہ چھوڑنا؟

۱۸۲۸﴿ حَدَّثَنا عَلِیُّ بْنُ عبدِ اللّٰه حَدَّثَنا سُفْیَانُ عن اَبِی اِسْحَاقَ الشَّیْبَانِیِّ سَمِعَ ابْنَ اَبِی اَوْفٰی قال كُنَّا مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فی سَفَرٍ فقال لِرَجُلٍ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِی قال یا رسولَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قال اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِی قال یَارسول اللّٰهِ الشَّمْسُ قال اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِی فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰی بِیَدِهٖ هٰهُنَا ثُمَّ قال اِذَا رَاَیْتُمُ اللَّیْلَ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ تابعه جَرِیْرٌ وَاَبُوبَكْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنِ ابنِ اَبِی اَوْفٰی قال كُنْتُ مَعَ النبیِّ ﷺ فی سَفَرٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (بلالؓ) سے فرمایا سواری سے اتر اور میرے لیے ستو گھول وہ کہنے لگے یا رسول اللہ سورج (کی روشنی) ہے آپ ﷺ نے فرمایا اتر اور ستو گھول انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابھی تو سورج (کی روشنی) ہے آپ ﷺ نے فرمایا اتر اور میرے لیے ستو گھول آخر وہ اترے اور آپ ﷺ کے لئے ستو گھولا آپ ﷺ نے پی لیا پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس (پورب کی) طرف اشارہ کیا اور فرمایا جب تم دیکھو کہ رات ادھر سے سامنے آرہی ہے تو روزہ دار کے افطار کا وقت آ گیا ہے۔ سفیان کے ساتھ اس حدیث کو جریر اور ابو بکر بن عیاش نے بھی شیبانی سے روایت کیا انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے فرمایا میں ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم كان صائماً في سفره هذا وهو مطابق للجزء الاول من الترجمة".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۰، ويأتي الحديث ص۲۶۲، ايضاً ص۲۶۲، وص۲۶۳، وفي الطلاق ص۷۹۸، واخرجه مسلم في الصوم واخرجه ابو داؤد والنسائي في الصوم.

تشریح | "فقد افطر الصائم" کا مطلب ہے "دخل الصائم في وقت الفطر" "افطر الصائم" اگرچہ لفظاً خبر ہے لیکن معنی کے اعتبار سے امر ہے "فليفطر الصائم".

۱۸۲۹﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عن هِشَامٍ حَدَّثَنِي اَبِي عن عائِشَةَ اَنَّ حَمْزَةَ بنَ عَمرٍو الاَسْلَمِيَّ قال يا رسولَ اللّٰه اِنِّي اَسْرُدُ الصَّومَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں لگاتار روزے رکھتا ہوں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ان سرد الصوم يتناول الصوم في السفر ايضا كما هو الاصل في الحضر.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۰، ومسلم ص۳۵۷۔

۱۸۳۰﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ زَوجِ النبيِّ ﷺ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الاَسْلَمِيَّ قال لِلنَّبِيِّ ﷺ ءَ اَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فقال اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ ﴾

ترجمہ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ وہ روزے بہت رکھا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا

اگر تم چاہو تو روزہ رکھو اور اگر دل چاہے تو افطار کرو (مطلب یہ ہے کہ تجھ کو اختیار ہے رکھ بھی سکتے ہو اور قضا بھی کر سکتے ہو)۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة : هذا طريق آخر.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۰۔ دیکھیے سابق حدیث۔

مقصد | مقصد یہ ہے مسافر کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے باقی اگر تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے کہ بعد کے قضا میں یہ انوار و برکات کہاں؟ واللہ اعلم

﴿ بَابٌ ۱۲۱۸ اِذَا صَامَ اَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ ﴾

جب رمضان کے کچھ دنوں میں روزہ رکھا پھر سفر کیا؟

۱۸۳۱﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ عَنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فى رَمَضَانَ فصَامَ حتى بَلَغَ الكَدِيْدَ اَفْطَرَ فَاَفْطَرَ النَّاسُ قال اَبُو عبدِ اللّٰهِ وَالْكَدِيْدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ نے روزہ رکھا جب کدید پہنچے تو روزہ افطار کر دیا اور لوگوں نے بھی افطار کر دیا۔

امام بخاریؒ نے کہا اور کدید عسفان اور قدید کے درمیان پانی کا ایک چشمہ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج الى مكة فصام اياما ثم افطر .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۰ تا ۲۶۱ وياتى ص ۲۶۱، وص ۴۱۵ وفى المغازى ص ۶۱۲، وص ۶۱۳//۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات پر رد ہے جو لوگ اس بات کے قائل تھے کہ اگر رمضان المبارک کا پہلا دن حضر میں پالیا تو پورے رمضان کا روزہ فرض ہوگا یعنی سفر میں بھی افطار جائز نہیں۔

بخاریؒ نے حدیث پیش کر کے بتلا دیا کہ مسافر کے لیے سفر میں افطار جائز ہے۔ بخاری جلد ثانی کتاب المغازی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کر کے امام زہریؒ نے فرمایا "انما يوخذ من امر رسول الله صلى الله عليه وسلم الاخر فالاخر" جس سے معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ جائز ہے۔ یعنی من شهد منكم الشهر فليصمه کا عموم فمن كان منكم مريضا او على سفر فعدة من ايام

اخر سے منسوخ ہے۔ واللہ اعلم۔

﴿ باب ۱۲۱۹ ﴾

۱۸۳۲﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ عن عبدِ الرّحمٰنِ بنِ يَزِيْدَ بنِ جابِرٍ اَنَّ اِسْماعِيْلَ بنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَه عن اُمِّ الدَّرْدَاءِ عن اَبِى الدَّرْدَاءِ قال خَرَجْنَا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فِى بَعْضِ اَسْفَارِهِ فِى يَوْمٍ حَارٍّ حتى يَضَعَ الرجُلُ يَدَهُ عَلٰى رَاْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الحَرِّ وَمَا فِيْنا صَائِمٌ اِلاَّ مَا كَانَ مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَابنِ رَوَاحَةَ ﴾

ترجمہ حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے ایسی سخت گرمی تھی کہ آدمی اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور ہم میں کوئی روزہ دار نہیں تھا صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابن رواحہؓ روزہ دار تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهى ان الصوم والافطار فى السفر لو لم يكونا مباحين لما صام النبى صلى الله عليه وسلم ابن رواحةؓ وافطر الصحابة رضى الله تعالى عنهم.

(باب بلاترجمہ ہے گذر چکا ہے کہ اکثر کالفصل من الباب السابق ہے نیز بعض نسخوں میں تو یہاں باب بھی نہیں ہے اس صورت میں یہ حدیث باب سابق کے تحت ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۱، اخرجه مسلم وابوداؤد فى الصوم.

مقصد ملاحظہ فرمایئے اس باب یعنی باب ۱۲۱۸/ کی حدیث ۱۸۳۱/ کا مقصد۔

تشریح مسلم ص ۳۵۷ میں ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں سخت گرمی میں نکلے، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یہ سفر غزوہ فتح کا سفر نہیں تھا اس لئے اس سفر میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے جو غزوہ فتح سے پہلے موتہ میں شہید ہو چکے تھے صاحب تلویح نے کہا کہ احتمال ہے کہ یہ سفر غزوہ بدر کا سفر رہا ہو اس لئے کہ ترمذی میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں بدر اور فتح مکہ کا غزوہ کیا ہے اور ان دونوں میں ہم نے روزہ نہیں رکھا تھا الخ (عمدہ ج ۱۰ ص ۴۷)

باب ۱۲۲۰ قولِ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَیْہِ وَاشْتَدَّ الحَرُّ لَیْسَ مِنَ البِرّ الصَّومُ فی السَّفَرِ

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد اس شخص کے بارے میں جس پر سایہ کیا گیا تھا اور گرمی سخت تھی فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی (یعنی عبادت) نہیں

۱۸۳۳ حَدَّثَنا آدَمُ حَدَّثَنا شُعْبَۃُ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ عبدِ الرَّحمٰنِ الاَنْصارِیُّ قال سَمِعتُ محمَّدَ بنَ عَمْرِو بنِ الحَسَنِ بنِ عَلِیٍّ عن جابِرِ بنِ عبدِ اللّٰہ قال کانَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی سَفَرٍ فرآی زِحَامًا وَرَجُلاً قد ظُلِّلَ علیہِ فقال مَا ھذا فقالوا صائِمٌ فقال لَیْسَ مِنَ البِرِّ الصَّومُ فی السَّفَرِ

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑ دیکھی اور ایک شخص کو دیکھا کہ اس پر سایہ کیا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ یعنی کیا حال ہے لوگوں نے کہا یہ روزہ دار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر میں روزہ عبادت نہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ليس من البر الصوم فی السفر" ای الترجمة قطعة من الحديث.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۱، اخرجه مسلم وابو داؤد.

مقصد ارشاد نبوی "لیس من البر الصوم فی السفر" کا سبب بتانا چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کی تکلیف و مشقت دیکھ کر فرمایا تھا اب اس کا حاصل یہ نکلا کہ جس کو سفر میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو مشقت و تکلیف کا ظن غالب ہو اس کے لئے افطار افضل ہے نیز جو شخص باری تعالیٰ کی رخصت سے اعراض کرے اس کیلئے بھی افطار افضل ہے اسی طرح اگر بیمار پڑنے یا مرجانے کا اندیشہ ہو تو سفر میں روزہ جائز نہیں جیسا کہ ترمذی ص ۸۹/ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے والوں کے بارے میں فرمایا "اولئك العصاة" یہ لوگ نافرمان ہیں، گنہگار ہیں۔

لیکن اگر کوئی قوی ہے تکلیف و مشقت کا اندیشہ نہیں ہے تو روزہ رکھنا افضل ہے اگرچہ افطار بھی جائز ہے اگر روزہ نہ رکھے تو گناہ نہیں واللہ اعلم۔

﴿ بَابٌ ۱۲۲۱ لَمْ يَعِبْ اَصْحَابُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم بَعْضُهُمْ بَعْضًا فى الصَّومِ وَالإِفْطَارِ ﴾

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے ایک دوسرے کو سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے پر عیب نہیں لگایا

۱۸۳۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ حُمَيْدِ الطَّوِيْل عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ قال كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى المُفطِرِ وَلاَ المُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے تو روزہ رکھنے والا روزہ نہ رکھنے والے پر عیب نہیں لگاتا اور روزہ نہ رکھنے والا روزہ دار پر۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فلم يعب الصائم على المفطر الى آخره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ایک مسلمان کو مسلمان کے ادب واحترام کی طرف رہنمائی کرنا ہے کہ باوجودیکہ سفر میں بھی اگر مشقت کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے لیکن افضل کے ترک پر کوئی صحابی عیب نہیں لگاتا تھا چونکہ شرعاً اجازت ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۲۲۲ مَنْ اَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ ﴾

جس نے سفر میں اس لئے روزہ افطار کیا کہ لوگ دیکھیں

(یعنی جو کوئی لوگوں کا مقتدی و پیشوا ہو وہ ایسا کرے تاکہ اور لوگ بھی اس کو دیکھ کر روزہ کھول ڈالیں اور تکلیف نہ اٹھائیں)۔

۱۸۳۵﴿ حَدَّثَنا مُوسَى بنُ اِسماعِيْلَ حَدَّثَنا اَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ عن مُجاهِدٍ عن ابنِ عباسٍ قال خَرَجَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ المَدِيْنَةِ الىٰ مَكَّةَ فصامَ حتى بَلَغَ عُسْفانَ ثمَّ دَعَا بِمَاءٍ فرَفَعَهُ اِلَى يَدِهِ لِيُرِيَهُ الناسَ فَافطَرَ حتى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ في رَمَضَانَ فكانَ ابنُ عباسٍ يقولُ قَدْ صامَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَاَفطَرَ فمَنْ شَاءَ صامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان پہونچے تو پانی منگوایا اور پانی کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا تا کہ لوگوں کو دکھائیں پھر افطار کیا یہاں تک کہ مکہ پہونچے اور یہ واقعہ رمضان کا ہے، حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ بھی رکھا ہے اور افطار بھی کیا ہے اب جس کا جی چاہے سفر میں روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم دعا بماء فرفعه الى يده ليريه الناس فافطر".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۱۔ مر الحديث ص ۲۶۰ ويأتى ص ۴۱۵، وص ۶۱۲، وص ۶۱۳، اخرجه مسلم وابوداؤد والنسائى فى الصوم.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد تحت الباب مذکور ہو چکا ہے۔

﴿ باب ۱۲۲۳ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ﴾

قال ابنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بنُ الاَكوَعِ نَسَخَتْهَا "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيهِ القُرآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الهُدىٰ وَالفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ" الى قوله "تَشْكُرُوْنَ" وقالَ ابنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الاَعْمَشُ حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مُرَّةَ حَدَّثَنا ابنُ اَبِى لَيْلٰى حَدَّثَنا اَصْحَابُ محمَّدٍ صلىّ اللّٰه عليه وسلم نَزَلَ رَمَضانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فكانَ مَنْ اَطْعَمَ كُلَّ يَومٍ مِسْكِيْنًا تَرَكَ الصَّومَ مِمَّنْ يُطِيْقُهُ وَرُخِّصَ لَهُمْ فى ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا وَاَنْ تَصُوْمُوا خَيْرٌ لكُمْ فَاُمِرُوا بِالصَّومِ.

اوران لوگوں پر جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں

ایک مسکین کا کھانا فدیہ دینا ہے (سورہ بقرہ)

اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے فرمایا کہ یہ آیت اس کے بعد والی آیت "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيهِ القُرْآنُ .... الى قوله .... وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ" سے منسوخ ہے۔

(ترجمہ: رمضان کا مہینہ ایسا ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں کھلی کھلی ہدایت کی باتیں اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی دلیلیں موجود ہیں پھر جو کوئی تم میں سے رمضان کا مہینہ پائے ضرور اس مہینہ کا روزہ رکھے اور جو مریض ہو یا مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرلے (یعنی اتنے دنوں کی قضا کرلے) الی قولہ تشکرون۔ (بقرہ آیت ۱۸۵)

اور عبداللہ بن نمیر نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن مرّہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت محمد ﷺ کے اصحاب نے بیان کیا کہا کہ رمضان کے روزں کا حکم اترا تو ان پر شاق ہوا تو پہلے ان لوگوں کو جو روزے کی طاقت رکھتے تھے یہ اجازت دی گئی کہ اگر وہ چاہیں تو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں پھر اس آیت "وان تصوموا خیراً لکم" نے اس اجازت کو منسوخ کر دیا اس کے بعد لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ روزہ ہی رکھیں۔

۱۸۳۶﴿ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ حَدَّثَنَا عبدُ الاَعْلیٰ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قَرَأَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ قال هِيَ مَنْسُوخَةٌ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے پڑھا "فدية طعام مساكين" اور فرمایا کہ یہ منسوخ ہے۔ ناسخ کیا ہے یہاں نہیں ہے مگر دوسری روایت میں تفصیل ہے کہ "علی الذین یطیقون" الخ کو اس کے بعد والی آیت "فمن شهد منكم الشهر فليصمه" نے منسوخ کر دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قرأ فدية طعام مساكين".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۱، وفى التفسير ص ۶۴۷۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ آیت "وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مساكين" منسوخ ہے۔

ملاحظہ فرمائیے نصر الباری کتاب التفسیر ص ۶۰۔

﴿ بَابٌ [۱۲۲۴] مَتٰى يُقْضٰى قَضَاءُ رَمَضَانَ ﴾

وَقَالَ ابنُ عبّاسٍ لا بَأسَ اَن يُفَرَّقَ لِقولِ اللّٰهِ "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ" وَقَال سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فى صَومِ العَشْرِ لا يَصْلُحُ حتى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِي اِذَا فَرَّطَ حتى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ يَصُومُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طعامًا وَيُذْكَرُ عن اَبِي هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَابنِ عبّاسٍ اَنَّهُ يُطْعِمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ الإطعامَ انّما قال فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ.

رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کب کی جائے؟

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ متفرق طور پر رکھے (یعنی پے در پے مسلسل رکھنا ضروری نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فعدة من ایام اخر" یعنی دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلو اور سعید بن مسیبؒ نے کہا جس پر رمضان کے روزوں کی قضا ہو اس کے لئے ذی الحجہ کے دس نفل رکھنا بہتر نہیں، اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا اگر کسی نے رمضان کی قضا میں کوتاہی کی یہاں تک کہ دوسرا رمضان آ گیا تو دونوں کے روزے رکھے اور اس پر کھانا کھلانا (یعنی فدیہ) واجب نہیں جانا۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مرسلا اور حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ وہ فقیروں کو کھانا کھلائے اور اللہ تعالیٰ نے کھانا کھلانے کا ذکر نہیں فرمایا صرف یہ فرمایا کہ یہ روزے دوسرے دنوں میں رکھے۔

۱۸۳۷﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عن اَبِى سَلَمَةَ قال سَمِعْتُ عائِشَةَ تقولُ كانَ يكونُ عَلَيَّ الصَّومُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِىَ اِلاَّ فِى شَعْبَانَ قال يَحْيىٰ الشُّغْلُ مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَوْ بِالنَّبِى صلى الله عليه وسلم ﴾

ترجمہ | ابو سلمہ نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا وہ فرماتی تھیں کہ مجھ پر رمضان کا روزہ باقی ہوتا یعنی فوت ہو جاتا اور میں اس کو رکھ نہ سکتی یہاں تک کہ شعبان آ جاتا یحییٰ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے۔

(مطلب یہ ہے کہ عارضہ نسوانی کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روزہ چھوٹ جاتا تھا چونکہ حیض کی حالت میں روزہ جائز نہیں اور گیارہ ماہ تک موقعہ نہیں ملتا تھا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے بڑی محبت تھی گو ان کی باری نہ ہوتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جاتے بوسہ، مساس کرتے اگرچہ دوسرے کی باری میں صحبت نہ کرتے۔

اس سے یہ اشکال ہوتا ہے پھر روزہ رکھنے میں کوئی مانع نہ تھا کیونکہ روزے کی حالت میں بوسہ و مساس درست ہے شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی غرض یہ ہو کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر روزے نہیں رکھتی تھیں شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحبت کی ضرورت ہو، شعبان میں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافی روزے رکھتے تھے اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی روزہ رکھنے کا موقع مل جاتا تھا۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان کی قضا علی الفور واجب نہیں اور تاخیر میں گناہ نہیں۔

﴿ باب ۱۲۲۵ الحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّومَ وَالصَّلٰوةَ ﴾

وقال اَبُو الزِّنَادِ اِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوهَ الحَقِّ لَتَاتِي كَثِيْرًا عَلٰى خِلَافِ الرَّاىِ فَمَا يَجِدُ المُسْلِمُونَ بُدًّا مِن اتباعِهَا مِن ذلك اَنَّ الحَائِضَ تَقْضِى الصِّيَامَ وَلاَ تَقْضِى الصَّلٰوةَ .

حیض والی عورت روزہ اور نماز چھوڑ دے گی (نہ روزے رکھے گی نہ نماز پڑھے گی)

اور ابوالزناد نے کہا کہ سنتیں اور حق باتیں بسا اوقات رائے کے خلاف ہوتی ہیں پھر بھی مسلمانوں پر ان کی اتباع ضروری ہے انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حیض والی عورت روزے کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہ کرے۔

۱۸۳۸﴿ حَدَّثَنا ابْنُ اَبِى مَرْيَمَ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِى زَيْدٌ عن عِيَاضٍ عن اَبِى سَعِيْدٍ قال قال النبىُّ صلى الله عليه وسلم اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذلِكَ نُقْصَانُ دِيْنِهَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت کو جب حیض آتا ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله"اذا حاضت لم تصل ولم تصم"والترجمة فى ترك الصوم والصلوة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۱، ومر الحديث ص ۴۴، وص ۱۹۴، ويأتى ص ۳۶۳۔

﴿ باب ۱۲۲۶ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَومٌ ﴾

وَقَالَ الحَسَنُ اِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلاثُونَ رَجُلًا يومًا وَاحِدًا جَازَ.

اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں (تو کیا کیا جائے؟)

امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اگر تیس آدمی اس کی طرف سے ایک دن روزہ رکھ لیں تو بھی کافی ہوگا۔

۱۸۳۹﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ خالِدٍ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ اَعْيَنَ حَدَّثَنا اَبِى عن عَمرِو بنِ الحارِثِ عن عُبَيْدِ الله بنِ اَبِى جَعْفَر اَنَّ محمَّدَ بنَ جعْفَر حَدَّثَه عن

عُرْوَةَ عن عائِشَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قالَ مَن ماتَ وعَلَيْهِ صِيامٌ صَامَ عَنهُ وَلِيُّهُ تابَعَهُ ابنُ وَهبٍ عن عَمرٍو وَرَوَاهُ يَحيَى بنُ اَيُّوبَ عنِ ابنِ اَبِی جَعْفَرٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے درانحالیکہ اس کے ذمے پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔ موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو ابن وھب نے بھی عمرو سے روایت کیا اور یحییٰ بن ایوب نے بھی ابن ابی جعفر سے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يبين الابهام الذی فيها.

مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب ہے "من مات وعليه صوم" حدیث پاک نے اس کی وضاحت کردی "صام عنه وليّه".

تعدد موضعه | والحديث هنا ص۲۶۱ تا ص۲۶۲، وهذا الحديث اخرجه مسلم وابوداؤد والنسائی فی الصوم.

۱۸۴۰﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عبدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ عَمرٍو حَدَّثَنا زَائِدَةُ عنِ الاَعْمَشِ عن مُسْلِمٍ البَطِينِ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عباسٍ قال جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یا رسولَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّی مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَومُ شهرٍ اَفَاَقضِيهِ عَنهَا قال نَعَمْ فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَن يُقضٰى قال سُلَيمانُ فقالَ الحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنحنُ جَمِيعًا جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الحَدِيثِ قالا سَمِعْنَا مُجاهِدًا يَذْكُرُ هذا عنِ ابنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عن اَبِی خَالِدٍ الاَحْمَرِ قالَ حَدَّثَنا الاَعْمَشُ عنِ الحَكَمِ ومُسْلِمٍ البَطِينِ وَسَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ وَعَطاءٍ وَ مُجَاهِدٍ عنِ ابنِ عباسٍ قال قالَتْ امْرَاَةٌ لِلنَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اِنَّ اُختِی مَاتَتْ وَقال يَحْيٰى وَاَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنا الاَعْمَشُ عن مُسْلِمٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قالتِ امْرَاَةٌ لِلنبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اِنَّ اُمِّی مَاتَتْ وَقال عُبَيْدُ اللّٰهِ عن زَيْدِ بنِ اَبِی اُنَيْسَةَ عنِ الحَكَمِ عن سَعِيدٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قالَتِ امْرَاَةٌ لِلنبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم ماتَتْ اُمِّی وَعَلَيْهَا صَومُ نَذْرٍ وَقال اَبُو حَرِيزٍ حَدَّثَنِی عِكْرِمَةُ عنِ ابنِ عبّاسٍ قالَتِ امْرَاَةٌ لِلنَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم مَاتَتْ اُمِّی وَعَلَيْهَا صَومُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَومًا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور

عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں مرگئی ہیں اور اس پر ایک مہینے کے روزے ہیں کیا میں اس کی طرف سے ادا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ کا دین ادا کرنے کے زیادہ لائق ہے (یعنی ضرور ادا کرنا چاہئے) سلیمان اعمشؒ نے کہا پس حکم اور سلمہ نے کہا اور ہم سب بیٹھے ہوئے تھے جب مسلم نے یہ حدیث بیان کی ان دونوں (یعنی حکم اور سلمہ) نے کہا ہم نے بھی مجاہد سے سنا وہ اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے تھے اور ابو خالد احمر سے منقول ہے کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے حکم اور مسلم بطین اور سلمہ بن کہیل سے انہوں نے سعید بن جبیر اور عطاء اور مجاہد سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری بہن مرگئی ہے (پھر یہی قصہ بیان کیا) اور یحییٰ بن سعید اور ابو معاویہ نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے مسلم سے انہوں نے سعید سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں مرگئی۔

اور عبید اللہ نے زید بن ابی انیسہ سے انہوں نے حکم سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں مرگئی اور اس پر نذر کا ایک روزہ تھا اور ابو جریر نے کہا ہم سے عکرمہ نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں مرگئی ہے اور اس پر پندرہ دن کا روزہ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان أمي ماتت وعليها صوم شهر أفاقضيه عنها قال نعم".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۶۲، ومر الحديث من طريق اخرى عن سعيد بن جبير ص۲۴۹ تا ص۲۵۰، واخرجه مسلم في الصوم واخرجه ابوداؤد في الايمان والنذور واخرجه الترمذي في الصوم والنسائي في الصوم واخرجه ابن ماجه ايضاً في الصوم.

مقصد چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا اس لئے امام بخاریؒ نے کسی حکم کی تعیین نہیں کی۔

علامہ عینیؒ نے فقہاء اسلام کے چھ اقوال نقل کئے ہیں خلاصہ یہ ہے:

مذاہب ائمہ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ والشافعیؒ فی القول الجدید لا یصام عن المیت، یعنی روزے کی قضا نہیں رکھ سکتا بلکہ فدیہ دینا پڑیگا۔

امام احمدؒ کے نزدیک نذر کے اندر تو قضاء رکھ سکتا ہے اس کے علاوہ اور میں نہیں (الابواب والتراجم)

﴿ بَابٌ ۱۲۲۷ مَتیٰ یَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ ﴾

وَاَفْطَرَ اَبُو سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ حِیْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ

روزہ دار کو افطار (یعنی روزہ کھولنا) کب جائز ہے؟ (یعنی کس وقت افطار کرے؟)

اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے افطار کیا جب سورج غروب ہوگیا

۱۸۴۱﴿ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِی یَقُولُ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ﴾

ترجمہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رات ادھر سے (یعنی پورب سے) رخ کرے (یعنی آگے بڑھے) اور دن ادھر سے (پچھم سے) پیٹھ موڑے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت آگیا (یعنی سورج ڈوبتے ہی روزہ کھول دینا چاہئے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يوضح الابهام الذى فيها بالاستفهام.
(یعنی "متی یحل" سے جو ابہام تھا کہ روزہ کب کھولے اس کی وضاحت حدیث نے کردی کہ جب سورج ڈوب جائے بس افطار کا وقت ہوگیا بلا تاخیر روزہ کھولدے)۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۶۲، اخرجه مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی فی الصوم.

۱۸۴۲﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی اَوْفٰی قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فِی سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ یَا فُلَانُ قُمْ فَاَجْدَحْ لَنَا فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَیْتَ قَالَ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ اِنَّ عَلَیْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ﴾

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں (غزوہ فتح میں جو رمضان میں ہوا) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ روزہ دار تھے جب سورج ڈوبا تو آپ ﷺ نے بعضے لوگوں (بلالؓ) سے فرمایا اے بلال اٹھ اور ہمارے لئے ستو گھول انہوں نے کہا شام تو ہونے دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا اتر اور ہمارے لئے ستو

گھول پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ شام تو ہونے دیجئے انہوں نے کہا ابھی تو دن ہے آپ ﷺ نے فرمایا اتر ستو گھول آخر وہ اترے اور لوگوں کے لئے ستو گھولے آپ ﷺ نے پیا پھر فرمایا جب تم دیکھو رات کی تاریکی ادھر پورب سے آپہونچی تو روزہ دار کے افطار کا وقت آگیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا رأيتم الليل" الى آخره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۲، ومر الحديث ص ۲۶۰، ويأتي ص ۲۶۲، وص ۷۹۸، وص ۲۶۳۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے جب سورج غروب ہوجائے تو رات کے کسی جز کا انتظار کئے بغیر بلا تاخیر افطار کرنا مستحب ہے۔

﴿ بَابٌ ۱۲۲۸ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْمَاءِ وَغَيْرِهِ ﴾

پانی وغیرہ میں سے جو میسر آجائے افطار کرے۔

۱۸۴۳﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنا الشَّيْبَانِيُّ قال سَمِعْتُ عبدَ اللّٰهِ بنَ اَبِي اَوْفٰى قال سِرْنَا مَعَ رسولِ اللّٰه ﷺ وَهُوَ صائِمٌ فلمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قال اِنْزِل فاجْدَحْ لَنا قال يا رسولَ اللّٰه لو اَمْسَيْتَ قال اِنْزِلْ فاجْدَحْ لنا قال يا رسولَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيْكَ نَهاراً قال اِنزِلْ فاجْدَحْ لَنا قال فَنزَلَ فجَدَحَ ثمَّ قال اِذَا رَاَيْتُم اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنا فقد اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَاَشارَ بِاِصْبَعِهِ قِبَلَ المَشْرِقِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر میں) چل رہے تھے اور آپ ﷺ روزہ دار تھے جب سورج ڈوب گیا تو آپ ﷺ نے (ایک شخص سے) فرمایا اتر ہمارے لئے ستو گھول اس نے کہا یا رسول اللہ شام تو ہونے دیجئے آپ ﷺ فرمایا اتر ہمارے لئے ستو گھول اس نے کہا یا رسول اللہ ابھی تو دن ہے آپ ﷺ نے فرمایا اتر ہمارے لئے ستو گھول آخر وہ اترا اور ستو گھولا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تم دیکھو رات کی تاریکی ادھر پورب کی طرف سے آپہونچی تو روزے کے افطار کا وقت آگیا اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے پورب کی طرف اشارہ کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الجدح تحريك السويق بالماء وتخويضه وفيه الماء وغيره والترجمة بالماء وغيره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۲، ومر آنفاً ص ۲۶۲، ويأتي ص ۲۶۳ وص ۷۹۸۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بعض روایت میں جو آیا ہے "من وجد تمراً فليفطر

علیہ" یہ امر وجوب کے لئے نہیں ہے اس لئے اس باب کو قائم کر کے بتا دیا کہ افطار پانی وغیرہ سے بھی درست ہے کھجور ہی ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

الجزء الثامن (آٹھواں پارہ)

۱۲۲۹ ﴿بَابُ تَعْجِيْلِ الْاِفْطَارِ﴾

روزہ کھولنے میں جلدی کرنے کا بیان

مختصر تشریح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "قال اللہ عز وجل احب عبادی الیّ اعجلھم فطراً (ترمذی اول ص ۸۸) (یعنی ارشاد باری تعالیٰ ہے میرے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے افطار میں جلدی کرتا ہے)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "لایزال الدین ظاھراً ما عجل الناس الفطر لان الیھود و النصاری یؤخرون" (ابوداؤد اول کتاب الصیام ص ۳۲۱)
(یعنی دین اسلام ہمیشہ غالب رہے گا اس وقت تک جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اس لیے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں)

مطلب ہے کہ وقت ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنا چاہئے۔ ان احادیث سے اتباع سنت کی ترغیب اور یہود و نصاریٰ کے طریقوں سے نفرت دلاتا ہے۔ نیز اس حدیث سے شیعوں پر بھی رد ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ افطار کو مؤخر کرتے ہیں ظہور نجوم تک۔

۱۸۴۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مَالِكٌ عن اَبِی حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لا یَزَالُ النّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الفِطْرَ ﴾

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (میری امت کے) لوگ ہمیشہ اچھے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر"

تعدد موضعہ و الحدیث ھنا ص ۲۶۳، واخرجه مسلم و ابن ماجه.

۱۸۴۵﴿ حَدَّثَنا اَحْمَدُ بنُ يُونُس حَدَّثَنا اَبُو بَكْرٍ عن سُلَيمانَ عنِ ابنِ اَبِی اَوْفٰی قال كُنْتُ مَعَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فی سَفَرٍ فَصَام حتی اَمْسٰی ثمَّ قال لِرَجُلٍ اِنْزِلْ فاجْدَحْ لِی قال لَوِ انْتَظَرتَ حتی تُمْسِیَ قال اِنْزِل فاجْدَحْ لِی اِذا رَاَيْتَ

اللَّيْلَ قد اَقْبَلَ مِن هٰهُنا فقد اَفْطَرَ الصَّائِمُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن ابی اوفیؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ ﷺ نے روزہ رکھا جب شام ہوئی تو ایک شخص (حضرت بلالؓ) سے فرمایا اونٹ سے اتر اور میرے لئے ستو گھول انہوں نے عرض کیا اگر شام تک انتظار کر لیتے تو اچھا ہوتا آپ ﷺ نے فرمایا اتر اور میرے لئے ستو گھول جب تم دیکھو رات ادھر (پورب) سے آئے تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت آ گیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه ﷺ قال للرجل المذكور فيه انزل فاجدح لی لانه لما تحقق غروب الشمس عجل الافطار والترجمة تعجيل الافطار".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۳، ومر الحديث ص ۲۶۰، وص ۲۶۲، ویاتی ص ۷۹۸۔

مقصد | امام بخاری کا مقصد تعجیل افطار کی صحیح حدیث پیش کر کے اتباع سنت کی ترغیب اور یہود و نصاری کے طریقوں سے نفرت دلانا ہے اور تاخیر افطار کے سلسلے میں جو بھی روایات واقوال ہیں سب کی تردید بھی داخل مقصد ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ (۱۲۳۰) اِذَا اَفْطَرَ فی رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ﴾

جب ایک شخص نے (یہ سمجھ کر کہ سورج ڈوب گیا) افطار کر لیا پھر سورج نکل آیا؟

(یعنی رمضان میں کثرت بادل کی وجہ سے سورج کا صحیح اندازہ نہیں ہوا اور ظن غالب ہوا کہ سورج ڈوب گیا اور جب روزہ کھول ڈالا تو سورج دکھائی دینے لگا؟ تو کیا حکم ہے؟)

عند الجمہور صحیح تر قول یہ ہے کہ قضا لازم ہوگی البتہ کفارہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۸۴۶ ﴿حَدَّثَنِي عبدُ اللهِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنا اَبو اُسَامَةَ عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عن فاطِمَةَ بنتِ المُنْذِرِ عن اَسْمَاءَ بنتِ اَبِي بَكْرٍ رضی اللهُ عنهما قالتْ اَفْطَرْنا عَلٰى عَهْدِ النبيِّ ﷺ فی يَومِ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيْلَ لِهِشَامٍ فاُمِرُوا بِالقَضَاءِ قال بُدٌّ مِن قَضَاءٍ وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ هِشَامًا لا اَدْرِیْ اَقَضَوا اَمْ لَا ﴾

ترجمہ | حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں بدلی کے دن روزہ کھول لیا پھر (بادل کھل گیا اور) سورج نکل آیا ہشام سے کہا گیا پھر لوگوں کو قضا کا حکم دیا گیا انہوں نے کہا اور کیا علاج ہے؟ (هو استفهام انکاری محذوف الاداة والمعنى لابد من قضاء. یعنی قضاء ضروری ہے) اور معمر نے کہا میں نے ہشام سے سنا "معلوم نہیں ان لوگوں نے قضاء کی یا نہیں۔

مختصر تشریح اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ ایسی صورت میں قضا لازم ہے چونکہ حدیث میں صاف ہے "فامروا بالقضاء" یعنی آنحضرت ﷺ کی طرف سے ان لوگوں کو قضا کا حکم دیا گیا البتہ کفارہ لازم نہ ہوگا مگر یہ بھی ضروری ہے کہ جب تک آفتاب غروب نہ ہو امساک کرے یعنی کچھ نہ کھائے اور نہ کچھ پیئے فاذا هي لم تغرب امسك بقية يومه وعليه القضاء ولا كفارة عليه . (عمدہ)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة "فامروا بالقضاء" مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں اذا کا جواب مقدر ہے عبارت ہوگی، "اذا افطر فی رمضان ثم طلعت الشمس عليه القضاء لان مقتضى قوله "فامروا بالقضاء" عليهم القضاء.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۶۳، واخرجه ابو داؤد وابن ماجه في الصوم.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ صورت فی الترجمہ میں قضاء واجب ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے جیسا کہ اوپر مختصر تشریح میں بیان کر دیا گیا یہ سیدنا عمر بن خطابؓ سے صحیح روایت ہے کہ قضا واجب ہے۔

﴿ بَابُ صَومِ الصِّبْيَانِ ﴾ ۱۲۳۱

وَقَالَ عُمَرُ لِنَشْوَانَ فِي رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ .

بچوں کے روزہ رکھنے کا بیان

اور حضرت عمرؓ نے ایک رمضان میں نشہ خور سے فرمایا تیرے لئے خرابی ہو (ارے کمبخت) ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں پھر اسے مارا

۱۸۴۷﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَآءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَلِكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعِهْنُ الصُّوفُ ﴾

ترجمہ حضرت ربیع بنت معوذؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے عاشورہ کے دن صبح کو انصار کی بستیوں میں کہلا بھیجا کہ جس نے صبح اس حالت میں کی ہے کہ وہ روزہ دار نہیں تو وہ بھی بقیہ دن روزہ دار کی طرح پورا کرے (یعنی باقی دن کچھ نہ کھائے) اور جس نے صبح اس حال میں کی ہے کہ وہ روزہ دار ہے وہ روزہ سے رہے حضرت ربیعؓ کہتی ہیں

اس (حکم) کے بعد ہم عاشورے کے دن روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی رکھاتے اور ان کے لئے اون کا کھلونا بنا دیتے جب ان میں کوئی کھانے کے لئے رونے لگتا تو ہم ان کو یہ کھلونا دیدیتے (وہ بہل جاتا) یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔ ابو عبداللہ یعنی بخاریؒ نے کہا عِھن اون ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ونُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا".

تعدد موضعه والحديث هنا ص۲۶۳، اخرجه مسلم في الصوم.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ثابت کرنا ہے کہ نابالغ بچے کو تمرین و مشق کے لئے روزہ رکھانا مشروع اور جائز ہے۔

وقال عمر: ایک شخص نے رمضان المبارک میں شراب پی لی جب اس کو سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت مین لایا گیا تو حضرت عمرؓ نے اس کی ناک اور منہ سونگھا جب شراب کی بو معلوم ہوئی تو فرمایا "ارے کمبخت تو نے یہ کیا حرکت کی ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں پھر اس پر حد جاری کی یعنی اسی کوڑے مارے اور ملک شام کی طرف جلاوطن کر دیا (فتح)۔

۱۲۳۲ ﴿بابُ الوِصَالِ﴾

وَمَنْ قال لَيْسَ في اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقوله تعالىٰ "ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ" وَنَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْهُ رَحْمَةً لهُمْ وَاِبْقَاءً عَلَيْهِمْ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ.

صوم وصال کا بیان

اور جس نے کہا کہ رات میں روزہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "پھر تم لوگ رات تک روزے پورا کرو (سورہ بقرہ) اور نبی اکرم ﷺ نے لوگوں پر مہربانی کی اور انہیں باقی رکھنے کے لئے (یعنی امت کی طاقت باقی رکھنے کے لئے) صوم وصال سے منع فرمایا اور تعمق (سختی) مکروہ ہے۔

۱۸۴۸﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا يَحْيىٰ عن شُعْبَةَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عن اَنَسٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال لا تُوَاصِلُوا قالوا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قال لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ اِنِّي اُطْعَمُ وَاُسْقَىٰ اَوْ اِنِّي اَبِيْتُ اُطْعَمُ وَاُسْقَىٰ ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صوم وصال مت رکھو لوگوں نے عرض کیا آپ تو رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں تم میں سے کسی کے مثل نہیں مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے یا یہ فرمایا میں رات گذارتا ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فانه يوضح جواب الترجمة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۳، ويأتي الحديث ص۱۰۷۵، واخرجه مسلم في الصوم ص۳۵۱۔

۱۸۴۹﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قال نهى رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عنِ الوِصَالِ قالوا اِنّكَ تُواصِلُ قال اِنّي لَسْتُ مِنكُمْ اِنّي اُطْعَمُ وَاُسْقى ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا لوگوں نے عرض کیا آپ تو رکھتے ہیں فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۳، ومر الحديث ص۲۵۷۔

۱۸۵۰﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ الهَادِ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ خَبَّابٍ عن اَبِي سَعِيْدٍ اَنّه سَمِعَ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم يقولُ لا تُواصِلُوا فاَيُّكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُواصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حتّى السَّحَرِ قالوا فاِنّكَ تُوَاصِلُ يا رَسولَ اللّٰهِ قال اِنّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنّي اَبِيْتُ لِي مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِيْنِي ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ صوم وصال مت رکھو اگر تم میں سے کوئی صوم وصال رکھنا چاہے تو سحر تک رکھے (یعنی سحر تک کچھ نہ کھائے پھر سحری کھالے) لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں ارشاد فرمایا میں تمہارے مثل نہیں ہوں (یعنی تم میرے مثل نہیں ہو) میں رات گذارتا ہوں تو میرے لئے ایک کھلانے والا ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو پلاتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۳، ويأتي الحديث ص۲۶۴۔

۱۸۵۱﴿ حَدَّثَنا عثمانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ محمَّدٌ قالا حَدَّثَنا عَبْدَةُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ قالَتْ نهى رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم عنِ الوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فقالوا اِنّكَ تُوَاصِلُ قال اِنّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي قال ابو عبدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ عثمانُ رَحْمَةً لَهُمْ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ پر مہربانی کی بنا پر صوم وصال سے منع فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا حضور تو صوم وصال رکھتے ہیں فرمایا میں تمہارے جیسا نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔

ابوعبداللہ بخاریؒ نے کہا کہ عثمان کی روایت میں یہ لفظ "رحمة لهم" نہیں ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۶۳، واخرجه مسلم في الصيام ص۲۵۶۔

صوم وصال صوم وصال کی معنی ہیں دو دن یا اس سے زائد روزوں کو ملانا اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) دو دن مسلسل روزہ اس طرح رکھے کہ درمیانی رات میں دن کی طرح کچھ نہ کھائے نہ پیے یعنی بغیر افطار کئے اور بغیر سحری کھائے دوسرا دن روزہ رکھ لیا جائے یہ وصال تام ہے۔ چنانچہ علامہ کاسائیؒ فرماتے ہیں "فسر ابويوسف ومحمد رحمهما الله الوصال بصوم يومين لايفطر بينهما" (بدائع الصنائع مطبوعہ زکریا بکڈپو دیوبند ج۲ ص۲۱۷)

(۲) دوسری صورت وصال ناقص کی ہے کہ پورا دن روزہ رکھ کر افطار کے وقت کھا پی لے اور ساری رات کچھ کھائے پیے بغیر اگلے دن روزہ رکھے۔ یا افطار کے وقت کچھ نہ کھائے اور سحری کے وقت کھالے۔

مقصد امام بخاریؒ نے صوم وصال کے سلسلے میں دو باب قائم کئے ہیں پہلا باب وصال تام اور دوسرے باب سے وصال ناقص کی طرف اشارہ ہے لیکن مسئلہ مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا۔

شرعی حکم وصال ناقص تو عند الجمہور بلا کراہت جائز ہے لیکن خلاف افضل ہے صرف بعض ظاہریہ ناجائز کہتے ہیں وصال تام کے بارے میں صرف شوافع کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے لیکن حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے، ممانعت بنا بر شفقت ہے بنا بر حرمت نہیں صحابہ کرام سے صوم وصال ثابت ہے تفصیل کے لئے کتب فقہ دیکھئے

﴿ بَابُ[۱۲۳۳] التَّنْكِيلِ لِمَنْ اَكْثَرَ الْوِصَالَ رَوَاهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴾

اس شخص کے لیے سزا کا بیان جو صوم وصال بکثرت رکھے۔

اس کو حضرت انسؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے

۱۸۵۲﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِي اِنِّي اَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ

بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا ﴾

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا تو آپ ﷺ سے ایک مسلمان شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون میرے مثل ہے؟ میں اس حالت میں رات بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے جب لوگ صوم وصال سے باز نہیں آئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ ایک دن پھر ایک دن یعنی دو دن صوم وصال رکھا پھر لوگوں نے (عید کا) چاند دیکھ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاند پیچھے رہتا یعنی چاند نہ ہوتا تو میں مزید صوم وصال رکھتا آپ ﷺ کا یہ ارشاد ان لوگوں پر عتاب کے لئے تھا (گویا ان کو سزا دینے کے لئے فرمایا) جب وہ صوم وصال سے باز نہ آئے۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لو تاخر لزدتكم" الى آخره.

تعدد موضعہ: والحديث هنا ص۲۶۳، ویاتی الحدیث ص۲۶۴۔

۱۸۵۳﴿ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ ﴾

ترجمہ: ہمام سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے دو بار فرمایا کہ صوم وصال سے بچو، عرض کیا گیا کہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے تم اتنے ہی اعمال کی مشقت اٹھاؤ جتنی کی تم کو طاقت ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اياكم والوصال".

تعدد موضعہ: والحدیث هنا ص۲۶۴، ومر الحدیث ص۲۶۳، ویاتی ص۱۰۱۲، وص۱۰۷۵، وص۱۰۸۴۔

مقصد: امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اکثر کی قید لگا مقصد کی طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ کبھی کبھار صوم وصال رکھ سکتا ہے بشرطیکہ تکلیف نہ ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ امت پر نہایت شفیق تھے آپ ﷺ نہیں پسند کرتے تھے کہ اتنی تکلیف اٹھائے جس سے کمزور ہو جائے۔

﴿ بَابُ الْوِصَالِ اِلَى السَّحَرِ ﴾ ۱۲۳۴

سحری تک صوم وصال رکھنے کا بیان

۱۸۵۴﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

خَبَّاب عن اَبِی سَعِیْدِ الخُدرِیّ اَنّہٗ سَمِعَ رسولَ اللّٰہِ ﷺ یقولُ لا تُواصِلُوا فأیُّکُم اَرَادَ اَن یُواصِلَ فلیُواصِلَ حتّٰی السَّحَرِ قالوا فاِنّکَ تُواصِلُ یا رسولَ اللّٰہِ قال لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنّی اَبِیْتُ لِی مُطْعِمٌ یُطْعِمُنِی وَسَاقٍ یَسْقِیْنِی ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے صوم وصال مت رکھو اگر کوئی تم میں سے صوم وصال رکھنا چاہے تو سحری تک نہ کھائے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات بسر کرتا ہوں میرے لئے ایک کھلانے والا ہے جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھ کو پلاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فايكم اراد ان يوصل فاليواصل حتى السحر"۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۴، ومر الحديث ص۲۶۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس سے صوم وصال کی دوسری صورت وصال ناقص کا جواز بیان کرنا ہے جو امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب ہے یعنی امام بخاریؒ امام احمدؒ کی تائید وموافقت کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس باب کے تحت علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "باب جواز الوصال الى السحر، اطلق عليه وصالاً لمشابهته له فى الصورة" الخ (ارشاد الساری) یعنی دراصل یہ صوم وصال نہیں ہے مگر صورۃً مشابہت کی وجہ سے اسکو صوم وصال کہتے ہیں کیونکہ صوم وصال تو یہ ہے کہ دن کی طرح پوری رات کچھ نہ کھائے نہ کچھ پئے اور یہ صرف دعوی نہیں ہے کہ صوم وصال کی حقیقت امساک جمیع اللیل ہے "فقد ورد انه صلى الله عليه وسلم كان يواصل من سحر الى سحر" رواه احمد وعبدالرزاق عن علیؓ (ارشاد الساری)۔

﴿ بَابٌ [۱۲۳۵] مَنْ اَقْسَمَ عَلٰی اَخِیْہِ لِیُفْطِرَ فِی التَّطَوُّعِ وَلَمْ یَرَ عَلَیْہِ قَضَاءً اِذَا کَانَ اَوْفَقَ لَہٗ ﴾

اگر کوئی اپنے بھائی کو نفل روزہ توڑنے کیلئے قسم دے اور وہ روزہ توڑ ڈالے تو اس پر قضا نہیں ہے جبکہ روزہ توڑنا اس کے لئے مناسب ہو (مثلاً کمزور ہے)

یہ شافعیہ وحنابلہ کا مذہب ہے لیکن حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک نفل روزہ قصداً توڑنے پر قضا واجب ہے تفصیل گذر چکی ہے

۱۸۵۵ ﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَونٍ حَدَّثَنَا اَبُو العُمَیْسِ عن عَونِ بنِ اَبِی جُحَیْفَۃَ عن اَبِیْہِ قال آخَی النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بَیْنَ سَلْمَانَ

وَاَبِی الدَّرْدَاءِ فزارَ سَلمَانُ اَبَا الدَّرْدَآءِ فرآی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتبَذِّلَةً فقال لَهَا مَا شَانُكِ قالتْ اَخُوكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فی الدُّنْیا فجاءَ اَبُو الدَّرْدَاء فصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فقال كُلْ فاِنِّی صَائِمٌ قال مَا اَنَا بآكِلٍ حتّی تَاكُلَ فَاَكَلَ فلمّا كانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ قال نَمْ فنامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقومُ فقال نَمْ فلمّا كانَ مِن آخِرِ اللَّيْلِ قال سَلمَانُ قُمِ الآنَ فصَلَّيَا فقال لَهٗ سَلمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًا وَلِنَفسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَاَتَی النبیَّ صلى الله عليه وسلم فذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فقال النبیُّ صلى الله عليه وسلم صَدَقَ سَلْمَانُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو جحیفہؓ (وھب بن عبداللہ سوائیؓ) نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارگی کا رشتہ قائم فرمایا ایک مرتبہ سلمانؓ حضرت ابوالدرداءؓ سے ملاقات کرنے گئے تو امّ الدرداء کو خستہ حال دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء کو دنیا کی کوئی رغبت نہیں ہے پھر حضرت ابوالدرداء آگئے اور سلمانؓ کے لئے کھانا تیار کیا اور کہا آپ کھائیے میں روزے سے ہوں سلمانؓ نے کہا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا تو ابوالدرداء نے کھایا جب رات ہوئی تو ابوالدرداءؓ نماز کے لئے اٹھنے لگے پھر سلمانؓ نے کہا سو جائیے جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمانؓ نے کہا اب اٹھئے پھر دونوں نے نماز پڑھی اور سلمانؓ نے ابوالدرداءؓ سے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے اہل (تمہاری اہلیہ) کا بھی تم پر حق ہے اس لئے ہر ایک حق والے کا حق دو اس کے بعد حضرت ابوالدرداءؓ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے یہ سب بیان کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سلمانؓ نے سچ کہا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان ابا الدرداءؓ صنع لسلمانؓ طعاماً وكان سلمانؓ صائماً فافطر بعد محاورة ثم لما اتى النبى صلى الله عليه وسلم واخبره بذلك لم يامره بالقضاء.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۴، وياتى ص۹۰۶ واخرجه الترمذى فى الزهد عن محمد بن بشار.

مقصد | مقصد یہ ہے کہ نفل روزہ اگر کوئی توڑ دے تو قضا لازم نہیں یہی مذہب حضرات شوافع اور حنابلہ کا ہے گویا امام بخاریؒ شوافع اور حنابلہ کی تائید وموافقت کر رہے ہیں تفصیل گذر چکی ہے کہ حنفیہ کے نزدیک قضا لازم ہوگی۔
مدلل تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد اول ص ۳۱۷ تا ص ۳۱۹۔

﴿ بابُ ۱۲۳۶ صَومِ شَعْبَانَ ﴾

ماہ شعبان کے روزے کا بیان

۱۸۵۶﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عن اَبِى النَّضْرِ عن اَبِى سَلَمَةَ عن عائِشَةَ قالتْ كانَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يَصُومُ حتى نقولَ لا يُفطِرُ وَيُفطِرُ حتى نقولَ لا يَصُومُ وَمَا رَاَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُه اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فى شَعْبَانَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (نفل) روزہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزہ نہیں چھوڑیں گے اور روزہ رکھنا چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے سوا کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے آپ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ومارأيته اكثر صياماً منه من شعبان".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۴، ومسلم، ابوداؤد، نسائى كلهم فى الصوم والترمذى فى الشمائل.

۱۸۵۷﴿ حَدَّثَنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنا هِشَامٌ يَحْيٰى عن اَبِى سَلَمَةَ اَنَّ عائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قالَتْ لَمْ يَكُنِ النبىُّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَصُومُ شَهْرًا اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّه كانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكانَ يَقولُ خُذُوا مِنَ العَمَلِ ما تُطِيْقُونَ فَاِنَّ اللّٰهَ لا يَمَلُّ حتى تَمَلُّوا وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى النبىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَاِنْ قَلَّتْ وكانَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً دَاوَمَ عَلَيْهَا ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزہ نہیں رکھتے تھے آپ ﷺ پورے شعبان میں روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے اتنا ہی (نیک) عمل اختیار کرو جتنے کی تم طاقت رکھتے ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکے گا یہاں تک کہ تم ہی (عمل کرنے سے) تھک جاؤ گے اور نبی اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ وہ نماز پسند تھی جب پر مداومت ہو (ہمیشہ پڑھی جائے) اگرچہ تھوڑی ہو اور آپ ﷺ جب کوئی (نفل) نماز پڑھنا شروع کرتے تو اس پر مداومت کرتے (ہمیشہ اس کو پڑھتے)۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فانه كان يصوم شعبان كله".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۶۴، ويأتي ص۹۵۷، ومسلم والنسائي في الصوم.

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ نفل روزوں کا بیان شروع کر رہے ہیں یوں تو آپ ﷺ دوسرے مہینوں میں بھی روزے رکھتے تھے مگر شعبان میں زیادہ روزے رکھتے تھے جس کی وجہ میں مختلف اقوال منقول ہیں مگر سب سے وجیہ اور اعلیٰ وجہ یہ ہے کہ شعبان میں بندوں کے اعمال اللہ رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں چنانچہ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "والاولى في ذالك ماجاء في حديث اصح مما مضى اخرجه النسائي وابو داؤد وصححه ابن خزيمه عن اسامة بن زيد قال قلت يا رسول الله لم ارك تصوم من شهر من الشهور ما تصوم من شعبان قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب و رمضان وهو شهر ترفع فيه الاعمال الى رب العالمين فاحب ان يرفع عملي و انا صائم". (فتح ج۴،ص۱۷۴)۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے حضور اقدس سے دریافت کیا یا رسول اللہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کسی مہینے میں اتنا روزہ نہیں رکھتے جتنا شعبان میں رکھتے ہیں ارشاد فرمایا یہ وہ مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے رہوں۔

"يصوم شعبان كله" یہاں کل سے مراد اکثر ہے کہ آپ ﷺ شعبان میں اکثر روزہ رکھتے تھے اسے تغلیباً کل سے تعبیر کر دیا ورنہ روایات میں تعارض ہوگا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اذا انتصف شعبان فلا تصوموا" (ابوداؤد اول ص۳۱۹)۔

(۲) ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کبھی شعبان کے اول عشرہ میں روزہ رکھتے تھے اور کبھی وسط عشرہ میں اور کبھی آخری عشرہ میں، اس کو پورے شعبان سے تعبیر کر دیا گیا۔

(۳) آئندہ باب میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث آرہی ہے جس سے مزید وضاحت ہوگی۔

﴿بابٌ ۱۲۳۷ مَا يُذكَرُ مِن صَومِ النبيِّ ﷺ وَاِفطارِهٖ﴾

نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے بارے میں جو منقول ہے

۱۸۵۸﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عن اَبِى بِشْرٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عباسٍ قال مَا صَامَ النبيّ صلى الله عليه وسلم شهرًا كامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمضانَ وَيَصُومُ حتى يقولَ القائِلُ لا وَاللّٰهِ لا يُفطِرُ وَيُفطِرُ حتى يقولَ القائِلُ لا وَاللّٰهِ لا يَصُومُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے علاوہ پورے مہینہ کا روزہ کبھی نہیں رکھا اور آپ ﷺ جب (نفل) روزے رکھنا شروع کرتے تو اتنے رکھتے کہ کہنے والا کہتا بخدا روزہ نہیں چھوڑیں گے اور روزہ چھوڑ دیتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا بخدا اب روزہ نہیں رکھیں گے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يبين صومه وفطره.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۴، واخرجه مسلم في الصوم والترمذي في الشمائل.

۱۸۵۹﴿ حَدَّثَنا عبدُ العَزِيزِ بْنُ عبدِ اللّهِ حَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن حُمَيْدٍ اَنَّه سَمِعَ اَنَسًا يقولُ كانَ رسولُ اللّه ﷺ يُفطِرُ مِنَ الشَّهرِ حتّى نَظُنَّ اَن لا يَصُومَ مِنهُ وَيَصُومُ حتى نَظُنَّ اَن لا يُفطِرَ مِنه شيئًا وكانَ لا تَشاءُ تَراهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلاّ رَاَيْتَهُ وَلا نَائِمًا اِلاّ رَاَيْتَهُ وَقال سُلَيمانُ عن حُمَيْدٍ اَنَّهُ سَاَلَ اَنَسًا فِي الصَّومِ ﴾

ترجمہ | حمید سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ مہینے میں اتنے دنوں افطار کرتے کہ ہم سمجھتے کہ اس مہینہ میں روزہ نہیں رکھیں گے اور روزہ رکھتے تو اتنے دنوں تک کہ ہم سمجھتے کہ اب افطار نہیں کریں گے (یعنی روزہ نہیں چھوڑیں گے) اور رات کو اگر کسی کو منظور ہوا کہ آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھے تو اسی طرح دیکھ لیتا اور اگر منظور ہوتا کہ آپ ﷺ کو سوتا ہوا دیکھے تو اسی طرح دیکھ لیتا اور سلیمان نے حمید سے یوں روایت کی انہوں نے اس سے روزے کے بارے میں پوچھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يذكر عن صومه صلى الله عليه وسلم وعن افطاره على الوجه المذكور فيه.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۴، ومر الحديث ص۱۵۳۔

۱۸۶۰﴿ حَدَّثَنا محمَّدٌ اَخبَرَنا اَبو خالِدٍ الاَحْمَرُ اَخبَرَنا حُمَيْدٌ قال سَاَلْتُ اَنَسًا عن صِيَامِ النَّبيِّ صلى اللّه عليه وسلم فقال مَا كُنْتُ اُحِبُّ اَن اَرَاهُ مِنَ الشَّهرِ صائِمًا اِلاّ رَاَيْته وَلاَ مُفطِرًا اِلاّ رَاَيْتُهُ وَلا مِنَ اللَّيْلِ قائِمًا اِلاّ رَاَيْتُهُ وَلاَ نَائِمًا اِلاّ رَاَيْته وَلا مَسِسْتُ خَزَّةً وَلاَ حَرِيْرَةً اَلْيَنَ مِن كَفِّ رَسولِ اللّه ﷺ وَلاَ شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلاَ عَبِيْرَةً اَطْيَبَ رَائِحَةً مِن رَائِحَةِ رَسولِ اللّه ﷺ ﴾

ترجمہ | حمید نے کہا میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے نبی اکرم ﷺ کے روزے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا مہینہ میں جب میں چاہتا کہ آپ ﷺ کو روزہ دار دیکھوں تو روزہ دار دیکھ لیتا اور جب میں چاہتا کہ آپ ﷺ کو افطار کی حالت میں (یعنی بے روزہ) دیکھوں تو دیکھ لیتا اور رات میں جب نماز میں کھڑا دیکھنا چاہتا تو

نماز پڑھتے دیکھتا اور جب سوتے ہوئے دیکھنا چاہتا تو سوتے ہوئے دیکھ لیتا اور میں نے کسی ریشم اور ریشمی کپڑے کو بھی رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور میں نے کسی مشک یا عنبر کو نہیں سونگھا جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوشبودار ہو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة مثل ما تقدم في الحديث السابق.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۴ تا ص ۲۶۵، و مر الحديث ص ۱۵۳، و ص ۲۶۴۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ آنحضرت ﷺ کے روزے کی کثرت ذکر کر کے امت کو روزے کی ترغیب دینا ہے آنحضرت ﷺ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی روزہ رکھتے لیکن آپ ﷺ نے کبھی رمضان کے علاوہ پورے مہینے روزہ نہیں رکھا اور نہ صوم دھر رکھا بلاشبہ آپ ﷺ کو قوت تھی لیکن امت کی آسانی کے لئے آپ ﷺ نے ایسا کیا روزہ بھی ہے افطار بھی، قیام بھی ہے اور اہل حق کے حقوق کی ادائیگی بھی۔

﴿ بابُ ۱۲۳۸ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ ﴾

روزہ کے بارے میں مہمان کا حق (یعنی مہمان کی خاطر نفل روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا)

۱۸۶۱﴿ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ اَخْبَرَنا هَارُوْن بنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنا يَحْيى حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بنُ عَمْرِوبنِ العَاصِ قال دَخَلَ عَلَيَّ رَسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ الحَدِيثَ يَعْنِي اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَومُ دَاوُدَ قال نِصْفُ الدَّهْرِ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پھر حدیث بیان کی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے پھر میں نے عرض کیا اور صوم داؤد کا کیا مطلب؟ (یعنی حضرت داؤد کیونکر روزے رکھتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان لزورك عليك حقاً" والزور هو الضيف.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۵، و مر الحديث ص ۱۵۴، و ياتي ص ۲۶۵ ، // // // و ص ۲۶۶، و ص ۲۸۰ و ص ۲۸۶، و ص ۷۵۵، و ص ۷۵۶، و ص ۷۸۳، و ص ۹۰۵، و ص ۹۲۸، واخرجه مسلم في الصوم والنسائي في الصوم.

مقصد | امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اتنا ہی نفل روزہ رکھنا چاہئے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو یہاں یہ حدیث مختصر ہے اسی صفحہ میں مفصل حدیث آرہی ہے۔ نیز صوم داؤد کی تشریح بھی آئے گی انشاء اللہ۔

﴿باب ۱۲۳۹ حَقِّ الْجِسْمِ فِی الصَّوْمِ﴾

روزہ کے بارے میں جسم کا بھی حق ہے

۱۸۶۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عبدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیَی بنُ اَبِی کَثِیرٍ حَدَّثَنِی اَبُو سَلَمَةَ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ حَدَّثَنِی عبدُ اللّٰهِ بنُ عَمْرِو بنِ العَاصِ قال قال لِی رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم یا عبدَ اللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُومُ النَّهارَ وَتقومُ اللَّیْلَ فقلتُ بَلیٰ یارسولَ اللّٰهِ قال فلا تفعَلْ صُمْ وَاَفطِرْ وَقُمْ و نَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَیْنَیْکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ بِحَسْبِکَ اَنْ تَصُومَ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ ثَلاثَةَ اَیَّامٍ فَاِنَّ لَکَ بِکُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرُ اَمْثَالِهَا فَاِذًا ذٰلِکَ صِیَامُ الدَّهْرِ کُلِّهٖ فَشَدَّدْتُ عَلَیْهِ فَشُدِّدَ عَلَیَّ قلتُ یا رسولَ اللّٰهِ اِنِّی اَجِدُ قُوَّةً قال فَصُمْ صِیَامَ نَبِیِّ اللّٰهِ دَاوُدَ وَلَا تَزِدْ عَلَیْهِ قلتُ وَمَا کَانَ صِیَامُ نَبِیِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قال نِصْفَ الدَّهْرِ قال فکان عبدُ اللّٰهِ یقولُ بَعْدَ مَا کَبِرَ یا لَیْتَنِی قَبِلْتُ رُخْصَةَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی ہے؟ (یعنی مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے) کہ تم (ہمیشہ) دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات میں کھڑے نماز پڑھتے ہو میں نے عرض کیا ہاں سچ ہے یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو ایسا مت کر روزہ رکھ اور افطار بھی کر، رت کو قیام لیل بھی کر اور سویا بھی کر اس لئے کہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے اور بلاشبہ تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور بیشک تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور بیشک تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے لئے یہ کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین دن کا روزہ رکھ لے کیونکہ ہر نیکی (کا بدلہ) دس گنا ہے (تو تین کے تیس ہوئے) تو یہ صیام الدہر ہوگیا (تو گویا ساری زندگی روزہ رکھا) حضرت عبداللہؓ نے کہا پھر میں اپنے اوپر سختی چاہی تو مجھ پر سختی کی گئی میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں اپنے اندر اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ اور اس پر زیادہ مت کر میں نے عرض کیا اللہ کے نبی داؤد علیہ

السلام کا روزہ کیا تھا؟ فرمایا آدھے زمانے کا (یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار) راوی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ معمر ہونے کے بعد کہا کرتے تھے اے کاش کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کرلی ہوتی۔

(یعنی بوڑھا ہونے کے بعد قوت کمزور ہوگئی تو افسوس کرتے کہ کاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کرلی ہوتی۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اتنا روزہ نہ رکھنا چاہئے کہ بے طاقت ہوجائے اور دوسرے فرائض ادا نہ کرسکے)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فان لجسدك عليك حقاً".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲٦۵، ومر الحديث ص ۱۵۴، ويأتي ص ۲٦۵، // // //ص ۲٦٦، وص ۴۸۵، وص ۴۸٦، وص ۷۵۵، وص ۷۵٦، // وص ۷۸۳ وص ۹۰۵، وص ۹۲۸، //۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ نفل روزے اتنے نہ لازم کرلے کہ طاقت کمزور ہوجائے اور نباہ نہ سکے نفل روزے یا نفل نماز اتنی ہی اپنے اوپر لازم کرے کہ مداومت کرسکے۔ واللہ اعلم

﴿بابٌ [۱۲۴۰] صَومِ الدَّهْرِ﴾

ہمیشہ (یعنی تمام عمر) روزے رکھنے کا بیان

۱۸٦۳﴿ حَدَّثَنا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ وَاَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبدِ الرَّحمٰنِ اَنَّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عَمرٍو قال اُخبِرَ رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اَنّي اَقولُ وَاللّٰهِ لَاَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فقلتُ لَهُ قد قُلتُهُ بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي قال فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قلتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِك قال فصُمْ يَومًا وَاَفْطِر يَومَيْنِ قلتُ اني اطيق افضل من ذلك قال فصم يوما و افطر يوما وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فقال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم لا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ میں یہ کہتا

ہوں "خدا کی قسم میں تو دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو عبادت میں کھڑا رہوں گا جب تک زندہ رہوں گا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا) تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بیشک میں نے یہ کہا ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تجھ سے نہ ہو سکے گا تو ایسا کر کہ روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر، اور قیام لیل بھی کر اور سو یا بھی کر اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کر اس لئے کہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور صیام دہر کے مانند ہوگا (کیونکہ تین روزے کا ثواب تیس ہوگا تو گویا ساری عمر روزہ ہوگا) میں نے عرض کیا کہ مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایک دن روزہ رکھ اور دو دن افطار کر میں نے عرض کیا مجھ کو اس سے زیادہ قوت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور سب روزوں سے افضل ہے میں نے عرض کیا مجھ کو تو اس سے زیادہ طاقت ہے اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وذلك مثل صيام الدهر".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۵، ومر الحديث ص۱۵۴،// // ویاتی ص ۲۶۵، // وص ۲۶۶، ص ۴۸۵، وص ۴۸۶، وص ۷۵۵، وص ۷۵۶، وص ۷۸۳، وص ۹۰۵، وص ۹۲۸۔

مقصد امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ صوم دہر مشروع ہے یا نہیں؟ جائز ہے یا نہیں؟ مگر تعارض ادلہ کی وجہ سے حکم کی تصریح نہیں کی۔

صوم الدہر کا مفہوم صوم الدہر یعنی پورے سال کا روزہ رکھنا جس میں ایام منہیہ خمسہ بھی داخل ہوں یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

(۲) ایام منہیہ کو چھوڑ کر باقی دنوں میں روزے رکھنا عند الجمہور جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے یہ صورت صوم الدہر کی امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے بشرطیکہ عیدین اور ایام تشریق میں افطار کرے روزہ چھوڑ دے اور فرائض وحقوق واجبہ میں خلل پیدا نہ ہو اگر خلل واقع ہو تو ممنوع ہے۔

یعنی صوم دہر سے ممانعت کی حدیث میں خطاب ان لوگوں کی طرف ہے جو ایام ممنوعہ کو بھی روزں میں داخل کرلیں علامہ نوویؒ فرماتے ہیں "اختلف العلماء فيه فذهب اهل الظاهر الى منع صيام الدهر وذهب جماهير العلماء الى جوازه اذا لم يصم الايام المنهى عنها وهى العيدان والتشريق ومذهب الشافعیؒ واصحابه ان سرد الصيام اذا افطر العيدين والتشريق لاكراهة فيه بل هو مستحب بشرط ان لايلحقه به ضرر ولايفوت حقاً فان تضرر او فوت حقاً فمكروه. الخ (شرح نووی مسلم ج اول ص ۳۶۵)۔

باب ۱۲۴۱ حَقِّ الْاَهْلِ فِی الصَّوْمِ رَوَاهُ اَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

روزے میں اہل وعیال کا حق، اس کو ابو جحیفہ وہب بن عبداللہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے

۱۸۶۴ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً اَنَّ اَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اَنِّي اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَاُصَلِّي اللَّيْلَ فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَيَّ وَاِمَّا لَقِيْتُهُ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي وَلَا تَنَامُ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَاِنَّ لِنَفْسِكَ وَاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَظًّا قَالَ اِنِّي لَاَقْوٰى لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ قَالَ فَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَكَانَ لَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى قَالَ مَنْ لِي بِهٰذِهٖ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا اَدْرِيْ كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْاَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ مَرَّتَيْنِ

ترجمہ ابو العباس شاعر نے بیان کیا انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے سنا کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ خبر پہونچ گئی کہ میں لگاتار روزے رکھا کرتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہوں اب یا تو آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا یا میں خود آپ ﷺ سے ملا آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو یہ خبر پہونچی ہے کہ تو روزے رکھتا ہے اور افطار نہیں کرتا اور نماز پڑھتا ہے اور سوتا نہیں تو روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر اور عبادت بھی کر اور آرام بھی کر کیونکہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان اور تیری بیوی، بال بچوں کا تجھ پر حق ہے میں نے عرض کیا مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ میں نے پوچھا "وہ کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے اور دشمن کے مقابلہ میں نہ بھاگتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بات کی میری طرف سے کون ذمہ داری کرسکتا ہے عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا میں نہیں جانتا کہ صیام ابد یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کی نسبت کیا فرمایا اتنا جانتا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار یہ فرمایا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ نہیں رکھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "واهلك عليك حظاً"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۵، قوله رواه ابوجحيفة تقدم موصولاً قبل خمسة

ابواب ص۲۶۴ وحدیث عبداللہ بن عمروؓ مر الحدیث فی ص۱۵۴، ویاتی ص۲۶۵، // وص۲۶۶، وص۴۸۵، وص۴۸۶۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان شرائط کے ساتھ صوم دہر جائز ہے کہ ایام منہیہ میں روزہ نہ رکھے بلکہ افطار کرے اور فرائض وحقوق واجبہ میں خلل پیدا نہ ہو تو صوم الدہر جائز ہے یعنی بخاریؒ جمہور کی تائید وموافقت فرما رہے ہیں۔

"لاصام من صام الابد" اس سے ان حضرات نے دلیل لی جنہوں نے صوم الدہر کو مکروہ جانا ہے ابن عربی نے کہا جب آنحضرت ﷺ نے صائم الدہر کی نسبت یہ فرمایا کہ اس نے روزہ نہیں رکھا اب اس کو ثواب کی کیا توقع ہے؟ بعضوں نے اس حدیث میں صوم دہر سے یہ مراد لیا ہے کہ ایام ممنوعہ میں بھی افطار نہ کرے اور اسکی ممانعت متفق علیہ ہے اگر ایام ممنوعہ میں روزہ نہ رکھے اور باقی دنوں میں روزہ رکھے بشرطیکہ اہل حقوق کے حقوق میں خلل پیدا نہ ہو تو جواز میں کوئی شبہ نہیں، صحابہ کرام سے صوم دہر ثابت ہے مگر ہر حال میں افضل یہی ہے کہ صوم داؤد رکھے جو اگلے باب میں آرہا ہے۔

﴿باب ۱۲۴۲ صَومِ يَومٍ وافطَارِ يَومٍ﴾

ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کا بیان

۱۸۶۵ ﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنا غُنْدَرٌ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنِ المُغِيْرَةِ قال سمِعْتُ مُجَاهِدًا عن عبدِ اللّهِ بنِ عَمْرٍو عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلاثَةَ اَيَامٍ قال اُطِيْقُ اَكْثَر مِنْ ذلِك فمَازَالَ حتى قال صُمْ يومًا وَاَفْطِرْ يومًا وَقالَ اقْرَءِ القُرآنَ في كُلِّ شَهْرٍ قال اِنّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ فمَا زَالَ حتى قال في ثَلاثٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو حضرت عبداللہ نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں پھر ہمیشہ رہا یعنی یہی سوال وجواب ہوتا رہا آخر آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھ ایک دن افطار کر اور فرمایا ہر مہینہ میں ایک ختم قرآن کر عبداللہ نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں پھر یونہی گفتگو رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین روز میں ختم کر۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "صم يوماً وافطر يوماً".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۵، ومر الحديث ص۱۵۴، // // ويأتي ص۲۶۵ تا ص۲۶۶،

وص ۷۵۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کی فضیلت بیان کرنا ہے "قاله العينى و اليه ميل الحافظ كما سياتى فى الباب الآتى.

﴿بابٌ ۱۲۴۳ صَومِ داوُدَ عليه السلامُ﴾

حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ

۱۸۶۶﴿ حَدَّثَنا آدَمُ حَدَّثَنا شُعْبَةُ حَدَّثَنا حَبِيبُ بْنُ اَبِى ثابِتٍ قال سَمِعْتُ اَبا العَبَّاسِ المَكِّيَ وَكانَ شَاعِرًا وكانَ لا يُتَّهَمُ فى حَدِيْثِهٖ قال سَمِعْتُ عبدَ اللّٰهِ بنَ عَمْرِو بنِ العَاصِ قال قال لِى النبىُّ ﷺ اِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ وَتقومُ اللَّيْلَ فقُلتُ نعَمْ فقال اِنَّكَ اِذا فَعَلتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ العَيْنُ وَنَفِهَتْ لَه النَّفسُ لا صَامَ مَن صَامَ الدَّهرَ صَومُ ثَلاثَةِ اَيَّامٍ صَومُ الدَّهْرِ كُلِّه قُلتُ فاِنِّى اُطِيْقُ اَكثَرَ مِن ذٰلِكَ قال فصُمْ صَومَ دَاوُدَ وكانَ يَصُومُ يَومًا وَيُفطِرُ يومًا وَلا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى﴾

ترجمہ | حبیب بن ثابت نے کہا میں نے ابوالعباس شاعر سے سنا ان پر حدیث کی روایت میں تہمت نہ تھی (معتبر ثقہ تھے) انہوں نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تو برابر ہر روز روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز میں کھڑا رہتا ہے میں نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تو ایسا کریگا تو تیری آنکھ دھنس جائے گی اور جان کمزور ہو جائے گی جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا (اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے عادت ہو جائے گی اس میں کلفت و مشقت باقی نہیں رہے گی تو اصل مقصد جو ریاضت کسر نفسی ہے وہ مقصد حاصل نہ ہوگا تو ثواب بھی فوت ہو جائے گا) ہر مہینے میں تین روزے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے، میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار (یعنی روزہ نہیں رکھتے تھے) اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی تو بھاگتے نہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فصم صوم داؤد عليه الصلوة و السلام".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۵ تا ۲۶۶، ومر الحديث ص ۱۵۴، وص ۲۶۵، ويأتى ص ۲۶۶، وص ۴۸۵، وص ۴۸۶، وص ۷۵۵، وص ۷۵۶، وغيره۔

۱۸۶۷ ﴿ حَدَّثَنا اِسْحَاقُ بنُ شَاهِينَ الواسِطِيُّ اَخْبَرَنا خالِدُ بنُ عبدِ اللّٰه عن خالِدٍ الحَذّاءِ عن اَبِی قِلَابَةَ اَخبرَنِی اَبُو المَلِيحِ قال دَخَلْتُ مَعَ اَبِيكَ علٰی عبدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرٍو فحَدَّثَنا اَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَومِي فدَخَلَ عَلَيَّ فاَلْقَيْتُ لهُ وِسَادَةً مِن اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فجَلَسَ عَلَى الاَرْضِ وَصارَتِ الوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَه فقال اَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاثَةُ اَيَّامٍ قال قلتُ يا رسولَ اللّٰهِ قال خَمْسًا قلتُ يا رسولَ اللّٰه قال سَبْعًا قلتُ يارسولَ اللّٰه قال تِسعًا قلتُ يا رسولَ اللّٰه قال اِحْدىٰ عَشْرَةَ ثُمَّ قال النبيُّ ﷺ لا صَوْمَ فَوقَ صَومِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صُمْ يومًا وَافْطِرْ يومًا ﴾

ترجمہ | ابوقلابہ نے کہا مجھ کو ابوالملیح نے خبر دی انہوں نے کہا کہ میں تیرے باپ (زید) کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے پاس گیا انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرے روزوں کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ ﷺ کے لئے چمڑے کی توشک بچھائی جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی آپ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور توشک میرے اور آپ ﷺ کے درمیان میں رہ گئی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو ہر مہینے میں تین روزہ کافی نہیں ہے؟ عبداللہؓ نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ (مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اچھا پانچ، تو میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا اچھا سات میں نے رض کیا یارسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا اچھا نو، میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا گیارہ، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سے بڑھکر کوئی روزہ نہیں ہے جو عمر بھر کا نصف ہے ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "لاصوم فوق صوم داؤد عليه الصلوة والسلام".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۶، ومر الحديث ص ۱۵۴، // // وص ۲۶۵، // // ویاتی ص ۴۸۵، وص ۴۸۶، وص ۵۵۷، وص ۵۶۷، وص ۸۳۷، وص ۹۰۵، وص ۹۲۸ //۔

مقصد | باب سابق میں ترجمۃ الباب قائم کیا گیا تھا ایک دن روزہ اور ایک دن افطار افضل ہے جیسا کہ سابق باب کے مقصد میں گذر چکا اب یہ ترجمۃ الباب "باب صوم داؤد عليه السلام" سے مقصد یہ ہے کہ اس صورت سے روزہ رکھنا ایک پیغمبر یعنی حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی اقتدار ہے۔ واللہ اعلم

تشریح | دخلت مع ابيك : ابوالملیح ابوقلابہ عبداللہ بن زید سے کہتے ہیں یعنی مع ابیك میں خطاب ابوقلابہ (بکسر القاف) سے ابوقلابہ کے والد کا نام زید تھا جیسا کہ ص ۹۲۸/ میں تصریح ہے عن ابی قلابة

قال اخبرنی ابو الملیح قال دخلت مع ابیك زید علی عبدالله بن عمروؓ. الخ

اشکال: قلت یا رسول الله سے جواب کیونکر ہوا؟ جواب یہ ہے کہ جواب محذوف ہے تقدیرہ "لایکفینی الثلاثة یارسول الله" وکذلك یقدر فی البواقی. یعنی یہ تین مجھ کو کافی نہیں یارسول اللہ۔

﴿بابُ [۱۲۴۴] صِیَامِ البِیْضِ ثلاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ﴾

ایام بیض (یعنی چاندنی رات) کے تیرہ، چودہ اور پندرہ کے روزے

(ایام بیض سے مراد وہ ایام ہیں جن کی راتیں ابتداء سے انتہا تک یعنی پوری رات چاندنی ہو "بیض" جمع ہے ابیض کی جس کے معنی ہیں سفید، یعنی وہ ایام جن کے دن اور رات دونوں روشن ہوں تو چونکہ تیرہ چودہ، اور پندرہ تاریخ کی رات بھر چاندنی رہتی ہے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ ان کے دن اور رات روشن ہیں۔

(اس کی تعیین میں اقوال بہت ہیں لیکن ارجح الاقوال یہی ہے کہ ایام بیض سے ہر مہینہ کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ مراد ہے)۔

۱۸۶۸﴿ حَدَّثَنا اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنا عبدُ الوَارِثِ حَدَّثَنا اَبُو التَّیَّاحِ حَدَّثَنا اَبُو عُثْمانَ عن اَبِی هُرَیْرَةَ قال اَوْصَانِی خَلِیْلِی صلی اللّٰه علیه وسلم بِثَلاثٍ صِیَامِ ثَلاثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَرَکْعَتَی الضُّحٰی وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میرے خلیل (میرے جانی دوست) نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ہے ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی، اور چاشت کی دو رکعتوں کی، اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی۔

مطابقتہ للترجمۃ علامہ ابن بطال وغیرہ نے کہا ہے کہ حدیث الباب کی مطابقت ترجمۃ الباب سے نہیں ہے اس لئے کہ حدیث میں ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا ذکر ہے ایام بیض کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

جواب: امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو نسائی میں حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "صیام ثلاثة ایام من کل شهر صیام الدهر وایام البیض صبیحة ثلاث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة" (نسائی اول ص ۲۵۶ کتاب الصیام) دوسری روایت حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے "امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نصوم من الشهر ثلاثة ایام البیض ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة". (نسائی اول ص ۲۵۷ فی کتاب الصیام)

اسی صفحہ میں ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے "ان کنت صائماً فصم الغرّ" (نسائی اول ص ۲۵۷)

یعنی اگر تجھ کو روزہ رکھنا ہے تو روشن دنوں کا روزہ رکھ، الغر، اغرّ کی جمع ہے اس کا موصوف الایام محذوف

ہے یہ ایام بیض کی دوسری تاویل ہے۔

عبدالملک بن قتادہ بن سلمان اپنے باپ قتادہؓ سے روایت کرتے ہیں "کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامرنا ان نصوم البیض ثلث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة قال وقال هن کهیأة الدهر (ابوداؤد اول کتاب الصیام ص ۳۳۲)

خلاصہ یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے سے مراد میں نیز روایات میں اختلاف ہے مگر ارجح عندالجمہور یہی ہے کہ مراد ایام بیض کے روزے ہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ (۱۲۴۵) مَنْ زَارَ قوماً فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ ﴾

جو کسی قوم کی ملاقات کے لئے گیا اور وہاں (نفل) روزہ نہیں توڑا

۱۸۶۹﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ المُثنّی قال حَدَّثَنِي خالِدٌ هو ابنُ الحارِثِ حَدَّثَنا حُمَيْدٌ عن اَنَسٍ قال دَخَلَ النبيُّ صلی الله علیه وسلم علٰی اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ فقال اَعِيْدُ واسَمْنَكُمْ فی سِقَائِهِ وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ فانِّي صَائِمٌ ثمَّ قَامَ اِلٰی ناحِيَةٍ مِنَ البَيْتِ فصَلّٰی غَيْرَ المَكْتُوبَةِ فدَعَا لِاُمِّ سُلَيْمٍ وَاهْلِ بَيْتِهَا فقالتْ اُمُّ سُلَيْمٍ يا رسولَ اللّٰهِ اِنَّ لِي خُوَيْصَّةً قال ماهِيَ قالتْ خَادِمُكَ اَنَسٌ فما تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلا دُنيا اِلاَّ دَعَا لِي بِهِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالاً وَوَلَدًا وبَارِكْ لَهُ فانِّي لَمِنْ اَكْثَرِ الاَنْصَارِ مَالاً وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي اُمَيْنَةُ اَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجِ البَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُوْنَ وَمِائَةٌ وَ قال ابنُ اَبِي مَرْيَمَ اَخبَرَنا يَحْيَى بنُ اَيُّوبَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا عنِ النبيِّ صلی الله علیه وسلم ﴾

ترجمہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ام سلیمؓ کے پاس تشریف لائے تو ام سلیمؓ آپ ﷺ کے پاس کھجور اور گھی لائیں آپ ﷺ نے فرمایا گھی کو اس مشک میں اور کھجور کو اس کے برتن میں لوٹا دو اس لئے کہ میں روزے سے ہوں اس کے بعد آپ ﷺ گھر کے ایک گوشے میں کھڑے ہوئے اور نفل نماز پڑھی اور ام سلیمؓ اور ان کے گھر والوں کے لئے دعا فرمائی پھر ام سلیمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ایک خاص بچہ ہے (جس کے لئے دعا چاہتی ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا (یعنی وہ کون ہے؟) ام سلیمؓ نے کہا وہ آپ ﷺ کا خادم انسؓ ہے اب آنحضرت ﷺ نے آخرت اور دنیا کی ہر خیر کی میرے لئے دعا فرمائی آپ ﷺ نے یہ دعا کی اے اللہ اس کو مال اور اولاد دے اور اسے برکت عطا فرما (حضرت انسؓ کا بیان ہے) میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اور میری (بڑی) بیٹی امینہ نے

مجھ سے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج بن یوسف کے آنے کے وقت تک میرے صلبی بچے ایک سو بیس سے زیادہ دفن کئے جا چکے تھے۔

دوسری سند وقال ابن ابی مریم الخ اور ابن ابی مریم نے کہا ہم سے یحیٰی نے بیان کیا کہا مجھ سے حمید نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس سے سنا اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔

امام بخاری کا مقصد اس سند کے نقل سے یہ ہے کہ حمید کا سماع حضرت انسؓ سے ثابت ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة. کیونکہ حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلیمؓ کے یہاں تشریف لے گئے باوجودیکہ کھانا پیش کیا گیا لیکن حضور ﷺ نے روزہ نہیں توڑا معلوم ہوا کہ مہمان کو بلا عذر میزبان کے پاس روزہ نہیں توڑنا چاہئے لقوله تعالیٰ "لاتبطلوا اعمالكم" تفصیل گذر چکی ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲٦٦، ویاتی الحدیث ۹۳۸، مختصراً و کذا ص ۹۳۹، وص ۹۴۴۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے ملاقات کے لئے جائے اور مہمان بنے تو میزبان کی خوشنودی کے لئے بلا عذر شرعی نفل روزہ بھی توڑنا جائز نہیں۔ اگر توڑ دیا تو مسئلہ مع اختلاف ائمہ گذر چکا۔

تشریح اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص ملاقات کے لئے آئے تو حسب مقدور کھلانا پلانا بھی چاہئے اہل عرب کا مشہور مقولہ ہے "من زار احداً ولم یاکل عنده شیئاً فکانما زار میتاً" یعنی جو کسی کی ملاقات کے لئے گیا اور اس کے یہاں کچھ کھایا نہیں تو گویا وہ مردے کی ملاقات کو گیا۔

۱۲۴۶ ﴿بَابُ الصَّومِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ﴾

مہینہ کے آخر کا روزہ

۱۸۷۰﴿ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بنُ محمدٍ حَدَّثَنا مَهْدِیٌّ عن غَیْلانَ ح و حَدَّثَنا اَبو النُّعْمَانِ حَدَّثَنا مَهْدِیُّ بْنُ مَیْمُونٍ حَدَّثَنا غَیْلانُ بْنُ جَرِیْرٍ عن مُطَرِّفٍ عن عِمْرَانَ بنِ حُصَیْنٍ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَنَّهُ سَاَلَهُ اَوْ سَاَلَ رَجُلًا وعِمْرَانُ یَسْمَعُ فقال یا اَبا فُلانٍ اَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ قال اَظُنُّهُ قال یَعْنی رَمَضَانَ قال الرجُلُ لا یا رسولَ اللّٰهِ قال فاِذَا اَفْطَرْتَ فصُمْ یَوْمَیْنِ لم یَقُلِ الصَّلْتُ اَظُنُّهُ رَمَضَانَ قال ابو عبدِ اللّٰهِ وَقال ثابتٌ عن مُطَرِّفٍ عن عِمْرَانَ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم مِن سَرَرِ شعبانَ قال ابو عبدِ اللّٰه وَ شعبانُ اَصَحّ ﴾

ترجمہ | حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود عمران سے یا اور کسی شخص سے پوچھا اور عمران سن رہے تھے اے فلاں کیا تو نے اس مہینے کے اخیر میں روزہ نہیں رکھا؟ ابونعمان نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا یعنی رمضان کے (اخیر کا روزہ) اس شخص نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نے یہ روزہ نہیں رکھا تو دو دن روزہ رکھ، صلت راوی نے یہ "اظنه يعني رمضان" نہیں کہا امام بخاریؒ نے کہا" اور ثابت نے مطرف سے انہوں نے عمران سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے "من سرر شعبان" کہا (یعنی شعبان کے اخیر کا روزہ نہیں رکھا اور یہی صحیح تر ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة من قوله "اما صمت سرر هذالشهر".

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۶۶، اخرجه مسلم، ابوداؤد، والنسائی کلهم فی الصوم.

مقصد | مقصد اس باب سے مہینہ کے آخری دن کے روزے کی فضیلت بیان کرنا ہے اور ترجمہ سے اشارہ کردیا ہے کہ حدیث سے اگرچہ شعبان کا آخری معلوم ہوتا ہے مگر مقصد ہر مہینے کے آخر کے روزے کی فضیلت ہے تاکہ مکلف کو عادت ہوجائے فان قلت يعارض هذا النهي بتقدم رمضان بصوم يوم او يومين، قلت لامعارضة لقوله في حديث النهي الا رجل كان يصوم صوماً فليصمه. (عمدہ)

﴿بابٌ ۱۲۴۷ صَومِ يومِ الجُمُعَةِ﴾

وَاِذَا اَصْبَحَ صَائِمًا يومَ الجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ اَنْ يُفْطِرَ يَعْنى اِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهٗ وَلا يُرِيْدُ اَنْ يَصُومَ بَعْدَهٗ.

جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

اور اگر کسی نے جمعہ کے روز روزہ رکھا تو اس پر لازم ہے کہ روزہ توڑ دے یعنی جبکہ اس سے پہلے روزہ نہ رکھا ہو اور نہ جمعہ کے بعد (شنبہ کو) روزہ رکھنے کا ارادہ ہو۔

۱۸۷۱﴿ حَدَّثَنا اَبُو عاصِمٍ عنِ ابنِ جُرَيْجٍ عن عبدِ الحَمِيْدِ بنِ جُبَيْرِ بنِ شَيْبَةَ عن محمَّدِ بنِ عَبَّادٍ قال سَاَلْتُ جَابِرًا اَنَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم عن صومِ يومِ الجُمُعَةِ قال نَعَمْ زَادَ غَيْرُ اَبِي عاصِمٍ اَنْ يَنْفَرِدَ بصَومِهِ ﴾

ترجمہ | محمد بن عباد نے کہا میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کیا نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، ابوعاصم کے علاوہ اوروں نے یہ زیادہ کیا کہ تنہا جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے (منع فرمایا ہے)۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان صوم يوم الجمعة منفرداً مكروه والترجمة تتضمن معنى الحديث.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۶، واخرجه مسلم ، نسائي وابن ماجه في الصوم.

۱۸۷۲ ﴿ حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنا اَبِی حَدَّثَنا الاَعْمَشُ حَدَّثَنِی اَبُو صَالِحٍ عن اَبِی هُرَيْرَةَ قال سَمِعْتُ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم يقولُ لاَ يَصُومَنَّ اَحَدُكُمْ يومَ الجُمُعَةِ اِلاّ يوماً قبلَهُ اَوْ بَعْدَهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے پہلے ایک دن یا اس کے بعد ایک دن روزہ رکھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لايصوم احدكم يوم الجمعة" الى آخره۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۶، واخرجه مسلم والنسائي وابن ماجه في الصوم.

۱۸۷۳ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنا يَحْيٰی عن شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِی محمَّدٌ حَدَّثَنا غُنْدَرٌ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ عن اَبِی اَيُّوبَ عن جُوَيْرِيَةَ بنتِ الحارِثِ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا يومَ الجُمُعَةِ وَهِیَ صَائِمَةٌ فقال اَصُمْتِ اَمْسِ قالتْ لاَ قال اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُومِيْنَ غَدًا قالتْ لا قال فَاَفْطِرِی وَقال حَمَّادُ بنُ الجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ حَدَّثَنِی اَبُو اَيُّوبَ اَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَاَمَرَهَا فَاَفْطَرَتْ ﴾

ترجمہ | ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارثؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس جمعہ کے دن تشریف لائے اور وہ روزہ سے تھیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا گذشتہ کل (جمعرات کو) تو نے روزہ رکھا تھا؟ عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا آئندہ کل (شنبہ کو) روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو روزہ کھول ڈالو، اور حماد بن جعد نے قتادہ سے سنا انہوں نے کہا مجھ سے ابو ایوب نے بیان کیا ان سے حضرت جویریہؓ نے کہ آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے روزہ کھول دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۶ تا ص۲۶۷۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جمعہ کے دن منفرداً روزہ رکھنا جائز نہیں البتہ ایک روز قبل یعنی پنجشنبہ کو روزہ رکھے پھر جمعہ کے دن روزہ رکھے تو بلا کراہت جائز ہے یا جمعہ کے ساتھ شنبہ کو روزہ رکھنے کا ارادہ کرلے تو جمعہ کے دن روزہ جائز ہے، یہی امام بخاریؒ کے ترجمۃ الباب اور نقل کردہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

مذاہب ائمہ | حضرات شوافع اور حنابلہ کے نزدیک تنہا صرف جمعہ کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(۲) حنفیہؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک جمعہ کے روز منفرداً بھی روزہ رکھنا مطلقاً جائز ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم من غرۃ کل شھر ثلاثۃ ایام وقل ما کان یفطر یوم الجمعۃ. (ترمذی اول ص۹۳ فی ابواب الصوم)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن اکثر روزہ رکھتے تھے یہی امام مالکؒ کا بھی مذہب ہے۔

بخاریؒ کے پیش کردہ احادیث کے جواب میں حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ کراہت کا حکم ابتداءِ اسلام کا ہے اس وقت خطرہ یہ تھا کہ جمعہ کے دن کو کہیں اسی طرح عبادت کے لئے مخصوص نہ کرلیا جائے جس طرح یہود نے ہفتہ میں صرف یوم السبت (سنیچر) کو عبادت کے لئے مخصوص کرلیا تھا اور باقی ایام میں چھٹی کرلی تھی۔

﴿بابٌ[۱۲۴۸] هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الأَيَّامِ﴾

کیا روزے کے لئے کوئی دن مقرر (یعنی خاص) کیا جاسکتا ہے؟

۱۸۷۴﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عن سُفيانَ عن مَنْصُورٍ عن اِبْرَاهِيْمَ عن عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَخْتَصُّ مِنَ الأَيَّامِ شَيْئًا قالتْ لاَ كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يُطِيْقُ ما كانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُطِيْقُ ﴾

ترجمہ | علقمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ روزے کے ساتھ کسی دن کو خاص کرتے تھے عائشہؓ نے فرمایا نہیں، حضور ﷺ کا عمل دوامی ہوتا (یعنی پابندی کے ساتھ ہمیشہ کرتے) اور تم میں سے کون اتنی طاقت رکھتا ہے جتنی رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله من حيث ان فيه جواباً بالاستفهام المذكور فيها وهو انه لايخص شيئاً من الايام.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۷، ویاتی ص ۹۵۷، واخرجه مسلم فى الصوم وابوداؤد فى الصلوة واخرجه الترمذى فى الشمائل.

مقصد | امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں سوالیہ جملہ قائم کر کے کسی حکم کی تصریح نہیں فرمائی مقصد یہ معلوم ہوتا

ہے کہ کسی دن کو اس طرح مخصوص کر لینا کہ لازمی طور پر اس دن روزہ رکھیں آنحضرت ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ایسی پابندی اس روز کے روزہ کے واجب ہونے کی دلیل ہو جاتی اس لئے اس طرح کی تخصیص حضور اکرم ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس سے امام بخاریؒ کا رجحان کراہت کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

اشکال: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے جیسا کہ ابوداؤد میں روایت ہے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے ان کے خادم وغلام نے کہا کہ آپ بوڑھے ہیں دوشنبہ اور پنجشنبہ کو کیوں روزہ رکھتے ہیں تو حضرت اسامہؓ نے کہا "فقال ان نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان یصوم یوم الاثنین ویوم الخمیس وسئل عن ذلك فقال ان اعمال العباد تعرض یوم الاثنین یوم الحمیس (ابوداؤد اول کتاب الصوم ص ۳۳۱)

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یتحری صوم الاثنین والخمیس (ترمذی اول ابواب الصوم ص ۹۳) معلوم ہوا کہ آپ ﷺ قصد کر کے پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے۔

جواب: اجیب بانه استثناء من عموم قول عائشۃؓ لا (قس).

جیسا کہ یوم عاشورہ اور ایام بیض کی تخصیص خود حدیث سے ثابت ہے۔ نیز پیر اور جمعرات میں خصوصیت سے روزہ رکھنے کی حکمت تو خود حدیث میں مذکور ہے کہ ان دونوں دنوں میں بندوں کے اعمال باری تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں، اور یہ حدیث اس حدیث کی منافی نہیں ہے جس میں ہے یرفع عمل اللیل قبل عمل النهار وعمل النهار قبل عمل اللیل ، کیونکہ ایک جگہ رفع کا ذکر ہے اور دوسری جگہ عرض کا یعنی ہر روز کے اعمال رفع کے بعد جمع ہوتے رہتے ہیں پھر ان دو دنوں میں پیش کئے جاتے ہیں

پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنے کے متعلق آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا اس دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت اٹھایا جائے جب میں روزہ دار ہوں۔

۱۲۴۹ ﴿بَابُ صَومِ یَومِ عَرَفَةَ﴾

عرفہ کے دن روزہ کا بیان

۱۸۷۵﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنِی یَحیٰی عن مالِكٍ حَدَّثَنِی سَالِمٌ حَدَّثَنِی عُمَیرٌ مَولیٰ اُمِّ الفَضلِ اَنَّ اُمَّ الفَضلِ حَدَّثَتهُ ح و حَدَّثَنا عبدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ حَدَّثنا مالِكٌ عن اَبِی النَّضرِ مَولیٰ عُمَرَ بنِ عُبَیدِ اللّٰہِ عن عُمَیرٍ مَولیٰ عبدِ اللّٰہ بنِ عباسٍ عن اُمِّ

الفَضْلِ بِنْتِ الحارِثِ اَنَّ ناسًا تَمارَوا عِنْدَهَا يومَ عَرَفَةَ فى صومِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وقال بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلَتْ اُمّ الفَضْل اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فشَرِبَهٗ ﴾

ترجمہ | حضرت ام الفضل بنت حارثؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ ان کے پاس جھگڑا کرنے لگے کہ نبی اکرم ﷺ عرفہ کے دن (نویں ذی الحجہ) روزہ دار ہیں یا نہیں؟ بعض نے کہا آپ ﷺ روزہ دار ہیں اور بعض نے کہا آپ ﷺ روزے سے نہیں ہیں پھر ام فضلؓ نے دودھ کا ایک پیالہ آپ ﷺ کے پاس بھیجا درانحالیکہ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار تھے آپ ﷺ نے پی لیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يوضح الابهام الذى فى الترجمة ويكون التقدير باب صوم يوم عرفة غير مستحب. الخ (عمدہ)

یعنی ترجمۃ الباب میں جو ابہام تھا حدیث سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

۱۸۷۶﴿ حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ اَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ اَخْبَرَنِى عَمْرٌو عن بُكَيْرٍ عن كُرَيْبٍ عن مَيْمُونَةَ اَنَّ النّاسَ شَكُّوا فى صِيَامِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ عَرَفَةَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ بِحِلابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فى المَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنه وَالنّاسُ يَنْظُرُونَ ﴾

ترجمہ | حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن نبی اکرم ﷺ کے روزہ کے بارے میں شک کیا پھر انہوں نے آپ ﷺ کے پاس دودھ بھیجا آپ ﷺ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پی لیا اور لوگ دیکھ رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة مثل ماذكرنا فى وجه مطابقة الحديث الذى قبله.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۷۔

مقصد | امام بخاریؒ کا اصل مقصد تو یوم عرفہ کے روزے کا حکم بیان کرنا ہے لیکن جن حدیثوں میں عرفہ کے دن روزے کی ترغیب ہے بخاریؒ نے ان حدیثوں کا اس باب میں ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ حدیثیں ان کی شرط کے موافق صحیح نہ ہوں گی حالانکہ امام مسلمؒ نے ابوقتادہ سے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کا روزہ ایک برس آگے اور ایک برس پیچھے کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

تطبیق کی صورت یہ ہے کہ عرفہ کا روزہ حاجیوں کو نہ رکھنا چاہئے اس خیال سے کہ کہیں ضعف نہ ہو جائے اور

حج کے اعمال واذکار میں خلل واقع ہو چنانچہ اس باب کے تحت دو حدیثیں ہیں جو حج کی حالت پر مشتمل ہے باقی غیر حاجیوں کے لئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا بلاشبہ مستحب ہے باعث ثواب ہے۔

﴿ بابٌ صومِ یومِ الفِطْرِ ﴾ ۱۲۵۰

عیدالفطر کے دن کا روزہ

۱۸۷۷﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّهِ بنُ یُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن اَبِی عُبَیْدٍ مَولَی ابنِ اَزْهَرَ قال شَهِدْتُ العِیْدَ مَعَ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ فقال هذان یومَانِ نهٰی رسولُ اللّهِ ﷺ عن صِیَامِهِمَا یومُ فِطْرِکُمْ مِن صِیَامِکُمْ وَالیومُ الآخَرُ تاکُلُونَ فِیْهِ مِن نُسُکِکُمْ قال ابوعبدِ اللّهِ وَقال ابنُ عُیَیْنَةَ مَنْ قالَ مَولَی ابنِ اَزْهَرَ فقدْ اَصَابَ وَمَنْ قال مَولی عبدِ الرّحمٰنِ بنِ عَوْفٍ فقدْ اَصَابَ ﴾

ترجمہ | ابوعبید مولی ابن ازہر نے کہا کہ میں عید کے دن حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ حاضر ہوا تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ان دودنوں (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک تو تمہارے عیدالفطر کے دن دوسرا اس روز جس میں تم اپنی قربانی میں سے کھاتے ہو۔

قال ابوعبداللہ یعنی امام بخاریؒ نے کہا اور سفیان بن عیینہ نے کہا جس نے ابوعبید کو ابن ازہر کا غلام کہا اس نے بھی ٹھیک کہا اور جس نے عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام کہا اس نے بھی ٹھیک کہا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن ازہر اور عبدالرحمٰن بن عوف دونوں اس غلام میں شریک تھے بعضوں نے کہا کہ وہ حقیقت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام تھے مگر ابن ازہر کی خدمت میں بھی رہا کرتے تھے پس ایک کے حقیقۃً غلام ہوئے اور دوسرے کے مجازاً۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يبين ابهام الترجمة وهو ان صوم يوم الفطر لايصح". مطلب یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں ابہام تھا عیدالفطر کے دن روزہ؟ جائز اور ناجائز کچھ نہ تھا حدیث پاک نے واضح کردیا کہ اس روز روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۶۷، ويأتي الحديث ص۸۳۵/ بطوله واخرجه مسلم في الصوم ايضاً ابوداؤد والترمذي وابن ماجه كلهم في الصوم.

۱۸۷۸﴿ حَدَّثَنا مُوسَی بنُ اِسْمَاعِیلَ حَدَّثَنا وُهَیْبٌ حَدَّثَنا عَمرُو بنُ یَحْیٰی عن اَبِیْهِ

عن ابی سعید قال نہی رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر وعن الصمّاء وان یحتبی الرجل فی ثوب واحد و عن الصلوٰۃ بعد الصبح والعصر ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن اور قربانی کے دن روزہ رکھنے اور صماء سے اور ایک کپڑے میں اس طرح لپٹنے سے کہ اس کی شرمگاہ میں کچھ نہ ہو اور صبح اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "عن صوم یوم الفطر والنحر".

تعدد موضعه | والحدیث هنا ص ۲۶۷، والحدیث ابی سعید هذا اربعة اجزاء القطعة الاولیٰ قوله نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر قد مرت فی ص ۱۵۹، وص ۲۵۱، وتاتی ص ۲۶۸، والقطعة الثانیة والثالثة قوله وعن الصماء وان یحتبی الرجل فی ثوب واحد مرتا ص ۵۳، وتاتیان ص ۲۸۸، وص ۹۳۰، والقطعة الرابعة قوله وعن الصلوة بعد الصبح والعصر" مرت فی ص ۸۲، وص ۱۵۹، وص ۲۵۱، وتاتی ص ۲۶۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ عید الفطر کے روز اور عید الاضحیٰ یعنی قربانی کے روز روزہ رکھنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ یعنی ایک دن عید الفطر اور تین دن ایام قربانی۔

حکمت | اس کی حکمت نصر الباری جلد چہارم میں گذر چکی ہے ص ۱۶۷، دیکھئے۔

اور اشتمال صماء اور احتباء کی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص ۳۸۰ کا مطالعہ کیجئے۔

﴿ باب صوم یوم النحر ﴾ (۱۲۵۱)

قربانی کے دن کے روزے کا بیان

۱۸۷۹﴿ حدّثنا ابراهیم بن موسیٰ اخبرنا هشام عن ابن جریج اخبرنی عمرو بن دینار عن عطاء بن میناء قال سمعته یحدث عن ابی هریرة قال یُنهیٰ عن صیامین وبیعتین الفطر والنحر والملامسة والمنابذة ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ دو روزے عید الفطر اور قربانی کے دن اور دو بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا گیا (یعنی یہ چاروں ممنوع ہیں ناجائز ہیں)۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والنحر" اى ينهى عن صوم يوم النحر.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲٦٧، ومرطرف نهى البيع فى ص ۵۳، وص ۸۳، وياتى ص ۲۸۷، وص ۲۸۸، وص ۸٦۵، وص ۸٦٦۔

۱۸۸۰﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ المُثنّٰى حَدَّثَنا مُعَاذٌ اَخبَرَنا ابنُ عَونٍ عن زِيادِ بنِ جُبَيرٍ قال جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابنِ عُمَرَ فقال رجُلٌ نَذَرَ اَن يَصومَ يَومًا اَظُنُّهٗ قال الاِثْنَينِ فوَافَقَ ذلك يَومَ عِيدٍ فقال ابنُ عُمَرَ اَمَرَ اللّٰهُ تعالىٰ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم عن صومِ هٰذَا اليَومِ ﴾

ترجمہ | زیاد بن جبیر نے کہا ایک شخص حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شخص نے نذر (منت) مانی کی ایک دن روزہ رکھے گا آنے والا شخص کہتا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ نذر ماننے والے نے دوشنبہ کہا پھر اتفاق سے یہ دن عید پڑگیا (تو کیا کرے؟) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تو نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس دن کے روزہ سے منع فرمایا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن صوم هذاالیوم.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲٦٧، وياتى ص ۹۹۱۔

۱۸۸۱﴿ حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مِنهَالٍ حَدَّثَنا شُعبَةُ حَدَّثَنا عبدُ المَلِكِ بنُ عُمَيرٍ قال سَمِعتُ قَزَعَةَ قال سَمِعتُ اَبَا سَعِيدٍ الخُدرِيَّ وَكَانَ غَزَا مَعَ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ثِنْتَي عَشْرَةَ غَزْوَةً قال سَمِعتُ اَربَعًا مِنَ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم فَاَعْجَبْنَنِي قال لا تُسَافِرِ المَرْاَةُ مَسِيْرَةَ يَومَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَومَ فِي يَومَيْنِ الفِطْرِ وَ الْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبحِ حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ العَصْرِ حتى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ المَسْجِدِ الحَرَامِ وَالمَسْجِدِ الاَقْصٰى وَمَسْجِدِىْ هٰذا ﴾

ترجمہ | قزعہ بن یحییٰ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے سنا اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بارہ جہاد کئے تھے انہوں نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ سے چار باتیں سنیں جو مجھ کو بہت پسند آئیں

ایک تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ کوئی عورت دو دن کا سفر نہ کرے مگر جبکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم رشتہ دار ہو، دوسرے دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو روزہ نہ رکھنا چاہئے، تیسرے صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز نہ پڑھنا چاہئے، چوتھے ان تین مسجدوں کے سوا کہیں اور کیلئے سواری نہ کسی جائیں مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ولاصوم فی یومین الفطر والاضحیٰ".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۷ تا ۲۶۸، ومر الحديث ص ۱۵۸، وص ۱۵۹، وص ۲۵۱، ومر حديث نهی الصوم ص ۲۶۷، وذکر نهی الصلوٰة بعد الصبح والعصر ص ۸۲، //۔

مقصد | قال الحافظ والقول فيه كالقول فی الذی قبله۔ یعنی سابق باب میں گذر چکا ہے کہ جس طرح عید الفطر کے دن روزہ ناجائز وممنوع ہے اسی طرح قربانی کے دن بھی روزہ رکھنا جائز نہیں کما مر فی الباب السابق.

﴿ بابُ صِيَامِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ﴾ ۱۲۵۲

وقال لِی محمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا يَحْيٰی عن هِشامٍ اَخْبَرَنِی اَبِی كَانَتْ عَائِشَةُ تَصُومُ اَيَّامَ مِنٰی وكانَ ابوهُ يَصُومُهَا.

ایام تشریق کے روزے

اور امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے محمد بن مثنی نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے ہشام سے ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ منی کے دنوں میں روزہ رکھتی تھیں اور ہشام کے والد بھی ان دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: بعض نسخوں مثلاً عمدۃ القاری، کرمانی میں ہے "وكان ابوها يصومها" اس صورت میں معنی ہوگا اور حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ ان دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔

وقال لی: امام بخاریؒ نے یہاں حدثنا، حدثنی اور اخبرنی کے بجائے وقال لی، کہا اسلئے کہ بخاریؒ نے یہ حدیث محمد بن مثنیٰ سے مذاکرۃً سنی تھی بخاریؒ کا یہ طریقہ پہلے بھی گذر چکا ہے کہ جو حدیث مذاکرۃً سنتے ہیں اسے قال لی سے بیان کرتے ہیں۔

۱۸۸۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال سَمِعْتُ عبدَ اللهِ بْنَ عِيسَىٰ عنِ الزُّهْرِیِّ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ وَ عن سالِمٍ عن ابنِ عُمَرَ قالا لَمْ

يُرَخَّصُ فِى اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اَنْ يُصَمْنَ اِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْىَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ دونوں نے فرمایا کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے سوائے ان لوگوں کے جو قربانی کا جانور نہ پائے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يوضح الاطلاق الذى فيها و كان اطلاقها لاجل الاختلاف فى صوم ايام التشريق. الخ (عمدہ)

(یعنی ترجمۃ الباب میں تھا "ایام تشریق کے روزے" اس میں کسی حکم کی صراحت کے ساتھ وضاحت نہیں ہے چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸۔

۱۸۸۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن سَالِمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ عنِ ابنِ عُمَرَ قال الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالعُمْرَةِ اِلَى الحَجِّ اِلٰى يَوْمِ عَرَفَةَ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَلَمْ يَصُمْ صَامَ اَيَّامَ مِنًى وعنِ ابنِ شِهابٍ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ مِثْلَهُ، تَابَعَه اِبْرَاهِيْمُ بنُ سَعْدٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا روزہ اس کے لئے ہے جس نے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا عرفہ کے دن تک پس اگر ھدی (قربانی کا جانور) نہیں پایا اور عرفہ کے دن تک روزہ نہیں رکھا تو منیٰ کے دنوں میں روزہ رکھے اور ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے اس کے مثل روایت کی۔

امام مالک کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے روایت کی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "صام ايام منى" لانه يوضح اطلاق الترجمة كما ذكرنا فى الحديث السابق.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸۔

مقصد | مسئلہ مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے امام بخاریؒ نے ترجمہ کو مبہم رکھا اور حسب عادت کوئی صاف حکم یا اپنا مذہب واضح نہیں فرمایا لیکن باب کے ضمن میں جو روایات لائے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مذہب یہی ہے کہ متمتع اور قارن اگر یوم عرفہ تک روزہ نہیں رکھ سکے اور انہیں قربانی کی بھی وسعت نہیں تو وہ منیٰ کے دنوں میں تین روزے رکھیں یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ اور ان ہی تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں عندالاحناف ایام تشریق میں روزے کی اجازت نہیں۔ تفصیل کے لئے عمدۃ القاری یا کتب فقہ دیکھئے۔

﴿باب ۱۲۵۳ صِيَامِ يومِ عاشُورَاءَ﴾

عاشورار کے دن کے روزے

اکثر اہل علم کے نزدیک عاشورار محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں اور بعضوں نے محرم کی نویں تاریخ کو کہا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ نویں اور دسویں دونوں روز روزے رکھے جائیں ابتداء اسلام میں یہ روزہ فرض تھا پھر جب ۲ھ میں رمضان المبارک کا روزہ فرض ہوا تو عاشورار کی فرضیت منسوخ ہوگئی لیکن یہ روزہ سنت ہے اور تمام نفل روزوں میں افضل ترین روزہ یوم عاشورار کا ہے۔

۱۸۸۴﴿ حَدَّثَنا اَبُو عَاصِمٍ عن عُمَرَ بنِ محمّدٍ عن سالِمٍ عن اَبِيْهِ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم يومَ عَاشُورَاءَ اِنْ شَاءَ صَامَ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عاشورار کے دن اگر چاہے تو روزہ رکھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يوضح الابهام الذى فيها ثم انه اورد فيه احاديث وقدم منها ماهو دال على عدم وجوب صوم عاشوراء ثم ذكر مايدل على الترغيب فى صيامه.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸، ومرنحوه ص ۲۵۴، ويأتى ص ۶۴۶۔

۱۸۸۵﴿ حَدَّثَنا اَبُو اليَمَانِ اَخبَرَنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهرِيِّ اَخبَرَنِى عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيرِ اَنَّ عائِشَةَ قالتْ كانَ رَسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم اَمَرَ بِصِيَامِ يومِ عاشُورَاءَ فلمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورار کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے (تو آپ ﷺ نے فرمایا) اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة مثل مطابقة الحديث السابق.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸، مر الحديث ص ۲۱۴، وص ۲۵۴، يأتى ص ۲۶۸، وص ۵۴۰، وص ۶۴۶، //۔

۱۸۸۶﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ اَنَّ عائِشَةَ قالتْ كانَ يومُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فى الجاهِلِيَّةِ وَكانَ رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُهُ فى الجَاهِلِيَّةِ فلمَّا قَدِمَ المَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فلمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَومَ عاشورَاءَ فمَنْ شَاءَ صَامَه وَمَن شَاءَ تَرَكَهُ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش لوگ عاشورے کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی روزہ رکھنے لگے پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے عاشورے کے دن روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر جب رمضان فرض ہوا تو عاشورے کے دن چھوڑ دیا اور فرمایا اب اس دن جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة مثل مطابقة الحديث السابق.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۸/ ومر ص ۲۱۷، وص ۲۵۴ ويأتي ص ۵۴۰، وص ۶۴۶۔

۱۸۸۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن ابنِ شِهَابٍ عن حُمَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بنَ اَبِى سُفيانَ يومَ عَاشُورَاءَ عامَ حَجَّ علَى الْمِنبَرِ يقولُ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلماءُ كُمْ سَمِعْتُ رسولَ اللّهِ ﷺ يقولُ هذا يومُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّه عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَاَنَا صائِمٌ فمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ ﴾

ترجمہ حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے انہوں نے سنا حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ سے عاشوراء کے دن جس سال انہوں نے حج کیا منبر پر کہہ رہے تھے اے مدینہ والو! کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے یہ عاشورے کا دن ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کا روزہ فرض نہیں کیا ہے اور میں روزہ دار ہوں جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة مثل مطابقة ماقبله.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۶۸۔

۱۸۸۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ حَدَّثَنَا عبدُ اللّهِ بْنُ سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عن اَبِيْهِ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال قَدِمَ النبيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَى اليَهُودَ تَصُومُ يَومَ عَاشُورَاءَ فقالَ مَا هذَا قالوا هذا يومٌ صَالِحٌ هذا يَومٌ نَجَّى اللّهُ بَنِى اِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فصَامَهُ مُوسٰى قال فَاَنَا اَحَقُّ بِمُوسٰى مِنْكُمْ فصَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے (یعنی یہ روزہ کیسا ہے؟) ان لوگوں نے کہا یہ اچھا دن ہے یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا آپ ﷺ نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے میں تم سے زیادہ حقدار ہوں چنانچہ اس دن آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزے کا حکم دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصامه و امر بصيامه".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸، وياتی ص ۴۸۱، وص ۵۶۲، وص ۶۷۷، وص ۶۹۲۔

۱۸۸۹﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّهِ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عن اَبِي عُمَيْسٍ عن قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ عن طارِقِ بنِ شِهَابٍ عن اَبِی مُوسٰی قال كانَ يَومُ عاشورَاءَ تعُدُّهُ اليَهُوْدُ عِيدًا قال النبیُّ صلى الله عليه وسلم فصُومُوهُ اَنتُمْ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ عاشورے کے دن کو یہود عید کا دن شمار کرتے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ بھی اس روز روزہ رکھو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصوموه انتم".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸، وياتی الحديث ص ۵۶۲۔

۱۸۹۰﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّهِ بنُ مُوسٰی عنِ ابنِ عُيَيْنَةَ عن عُبَيْدِ اللّهِ بنِ اَبِی يَزِيْدَ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال مَا رَاَيْتُ النبیَّ صلى الله عليه وسلم يَتَحَرّٰی صِيَامَ يَومٍ فَضَّلَهُ عَلٰی غَيرِهٖ اِلاّ هٰذَا اليومَ يومَ عَاشُورَاءَ وَهٰذَا الشَّهْرِ يعنی شَهْرَ رَمَضَانَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو قصد کر کے کسی خاص دن روزہ یہ سمجھ کر کہ دوسرے دنوں سے افضل ہے رکھتے نہیں دیکھا مگر اس دن یعنی عاشورار کے دن کا اور اس مہینے کا یعنی رمضان کا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يدخل تحت اطلاق الترجمة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸، واخرجه النسائی.

۱۸۹۱﴿ حَدَّثَنَا المَكِّیُّ بنُ اِبرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هو ابنُ اَبِی عُبَيْدٍ عن سَلَمَةَ بنِ الاَكْوَعِ قال اَمَرَ النبیُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً مِنْ اَسْلَمَ اَنْ اَذِّنْ فی النّاسِ اَنَّ مَن كانَ اَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَومِهٖ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ فاِنَّ اليَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ﴾

ترجمہ | حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ لوگوں میں یہ اعلان کردو کہ جس نے کچھ کھالیا وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھ لے اس لئے کہ آج عاشورے کا دن ہے۔ (وهذا الحديث هو السادس من ثلاثيات البخاری رحمه الله.)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ومن لم يكن اكل فليصم فان اليوم يوم عاشوراء".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸ تا ۲۶۹، ومر الحديث ص ۲۵۷، وياتی ص ۱۰۷۹۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد عاشورار کا حکم بیان کرنا ہے کہ مستحب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب صلوٰة التراویح

ای هذا کتاب فی بیان صلوٰة التراویح

او۔ باب سے پہلے یہ اضافہ صرف مستملی کی روایت میں ہے اور شروح معتبرہ مثلاً عمدہ، فتح، قسطلانی وغیرہ سب نے باب سے پہلے کتاب صلوٰة التراویح کا اضافہ نقل نہیں کیا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں وفی روایة غیرہ لم یوجد هذا (عمدہ) یعنی اوروں کی روایت میں یہ نہیں ہے۔

﴿ بَابُ ۱۲۵۴ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ ﴾

رمضان میں قیام کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

۱۸۹۲﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِى اَبُو سَلَمَةَ اَنّ اَبَا هُرَيْرَةَ قالَ سَمِعْتُ رَسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم يقولُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَه ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ رمضان کی فضیلت میں فرمارہے تھے جس نے ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھا) اس کے پچھلے گناہ بخشدئے جائیں گے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يقول لرمضان من قامه ايماناً واحتساباً. الی آخرہ۔

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۲۶۹، مر الحديث ص ۱۰۔

۱۸۹۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنا مَالِكٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عن حُمَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ اَنّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال مَنْ قَامَ

رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاحتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِهِ قال ابنُ شِهَاب فتُوُفِّیَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِك فی خِلافَةِ اَبی بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ عبد القاریِّ انه قال خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بنِ الخطّابِ لَيْلَة فی رَمَضَانَ اِلَی الْمَسْجِدِ فاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتفرِّقُونَ يُصَلِّی الرَّجُلُ لِنفسِه وَيُصَلِّی الرَّجُلُ فَيُصَلِّی بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فقال عُمَرُ اِنِّی اَرٰی لَو جَمَعْتُ هٰؤلاءِ علی قارِیءٍ وَاحِدٍ لكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰی اُبَیِّ بنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً اُخْرٰی وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قال عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ وَالَّتِی تَنَامُونَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِی تَقُومُونَ يُرِيْدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقومُونَ اَوَّلَهُ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح کی نماز پڑھی) اس کے پچھلے گناہ بخشدئے جائیں گے۔

ابن شہاب نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور معاملہ اسی حال پر رہا (یعنی لوگوں کا یہی حال رہا کہ تنہا اور جماعتوں سے تراویح پڑھتے تھے) پھر حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ اور ابن شہاب ہی سے روایت ہے (یعنی امام مالکؒ نے ابن شہاب سے روایت کی) اور انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو دیکھا کہ لوگ متفرق الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی جماعت سے پڑھ رہا ہے اس کی نماز میں دس پانچ آدمی ہیں اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں سوچتا ہوں کہ اگر ان سب کو ایک ہی قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو اچھا ہوتا پھر پختہ ارادہ کرلیا اور ان سب کو حضرت ابی بن کعبؓ کا مقتدی بنا دیا، اس کے بعد پھر میں ان کے ساتھ دوسری رات نکلا تو دیکھا لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بدعت اچھی ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں تم لوگ سوتے رہتے ہو (یعنی اخیر رات) وہ افضل ہے اس حصہ سے جس میں تم نماز پڑھتے ہو اور لوگ اول شب میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "من قام رمضان ايماناً واحتساباً. الخ۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸۔

۱۸۹۴﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِی مالِكٌ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عن عائِشَةَ زَوْجِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَنَّ رَسُولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

صَلّٰى وَذٰلِكَ فِى رَمَضَانَ ﴾

ترجمہ | نبی اکرم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور یہ رمضان المبارک میں تھا۔ (یعنی رمضان المبارک میں آپ ﷺ نے تراویح پڑھی)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه فى التراويح".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۶۸، مر الحديث ص ۱۰۱، وص ۱۲۶، ويأتى ص ۲۶۹، وص ۱۰۸۷۔

۱۸۹۵ ﴿ حَدَّثَنِى يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عن ابنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِى عُرْوَةُ اَنَّ عائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فصَلّٰى فى المَسْجِدِ وَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلاتِهِ فَاَصْبَحَ النّاسُ فتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُم فصَلّٰى فَصَلَّوا مَعَهُ فَاَصْبَحَ النّاسُ فتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ اَهْلُ المَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فصَلّٰى فصَلَّوا بِصَلاتِهِ فلمّا كانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ المَسْجِدُ عن اَهْلِهِ حتى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فلمّا قَضَى الفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَى النّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قال اَمّا بَعْدُ فإنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنّى خَشِيْتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فتَعْجِزُوا عَنْهَا فتُوُفِّيَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ﴾

ترجمہ | ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات (رمضان میں) بیچ رات کو نکلے اور مسجد میں (تراویح کی) نماز پڑھی اور کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پھر لوگوں نے صبح کی تو اس کا چرچا کیا تو دوسرے روز اس سے زیادہ لوگ جمع ہوئے آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پھر صبح کو لوگوں نے اور زیادہ چرچا کیا تیسری رات کو مسجد والے بہت زیادہ ہو گئے پھر جب چوتھی رات ہوئی تو اتنے کثیر لوگ جمع ہو گئے کہ مسجد میں سمانا مشکل ہو گیا (چنانچہ آپ ﷺ برآمد ہی نہیں ہوئے) آپ ﷺ صبح کی نماز کے لئے نکلے پھر جب فجر کی نماز پوری کر لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور پہلے تشہد پڑھا (یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی) پھر فرمایا امّا بعد! بلاشبہ مجھ پر مخفی نہیں رہی تمہاری جگہ (یعنی تمہارا شوق نماز مجھے معلوم تھا) لیکن مجھے خوف معلوم ہوا کہ یہ نماز (تراویح) تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم سے نہ ہو سکے (اس لئے میں باہر نہیں نکلا) پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور معاملہ اسی پر رہا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة مثل مطابقة الحديث السابق وهذا الحديث بعين هذا الاسناد والمتن مضى فى كتاب الجمعة فى باب من قال فى الخطبة بعد الثناء اما بعد".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲٦۸، ومر الحدیث ص ۱۲٦۔

۱۸۹٦ ﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عن سَعِيدِ المَقْبُرِيِّ عن اَبِي سَلَمَةَ بن عبدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كانتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في رَمَضَانَ فقالتْ مَاكانَ يَزِيْدُ في رَمَضَانَ وَلَا في غَيْرِه علٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي اَرْبَعًا فلا تَسْاَلْ عن حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثم يُصَلِّي اَرْبَعًا فلا تَسْاَلْ عن حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثم يُصَلِّي ثَلَاثًا فقُلْتُ يا رَسُولَ اللّٰه اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوتِرَ قال يا عائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي ﴾

ترجمہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کس طرح تھی (یعنی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے ان کی خوبی اور درازی کو نہ پوچھو پھر چار پڑھتے تھے ان کی خوبی اور درازی کو نہ پوچھو پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے، میں نے (ایک بار) آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ماكان يزيد في رمضان".

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص ۲٦۸، ومر الحدیث ص ۱۵۴، وص ۱۵۵ ویاتی ص ۵۰۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد نماز تراویح کا اثبات ہے جیسا کہ مستملی کی روایت میں اس پر مستقل کتاب التراویح کا عنوان ہے۔ پھر امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے "باب فضل من قام رمضان" بخاری شریف کے قدیم شارح علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں "اتفقوا على ان المراد بقيامه صلاة التراويح" یعنی قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے جیسا کہ باب کی پہلی اور دوسری حدیث میں ہے "من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله الخ"۔

نماز تراویح اور اس کا حکم امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے امام مالکؒ سے بھی ایک روایت بیس رکعت کی ہے اگرچہ امام مالکؒ سے مشہور روایت چھتیس رکعت کی ہے جس کی اصل یہ ہے کہ اہل مکہ کا معمول بیس رکعت تراویح پڑھنے کا تھا لیکن وہ ہر ترویحہ (چار رکعت) کے بعد ایک طواف کیا کرتے تھے مگر نماز تراویح بیس رکعات ہی پڑھتے تھے، اہل مدینہ چونکہ طواف نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے اپنی نماز میں ایک طواف کی جگہ چار رکعتیں بڑھا دیں اس طرح ان کی تراویح میں بمقابلہ اہل مکہ سولہ رکعتیں زیادہ ہو گئیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصلاً ان کے نزدیک بھی رکعات تراویح بیس تھیں گویا تراویح کی بیس رکعت پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔

تراویح کی سُنّیت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تبارك وتعالىٰ فرض صيام رمضان عليكم وسننت لكم قيامه فمن صامه وقامه ايماناً واحتساباً خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه" (نسائی کتاب الصیام ص۲۳۹، ابن ماجه ص۹۵ فی باب ماجاء فی قیام شهر رمضان)۔

احادیث باب اور عدد رکعات امام بخاریؒ نے باب کے تحت پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں پہلی حدیث یعنی ۱۸۹۲/ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے جس میں صرف فضیلت وثواب کا ذکر ہے عدد رکعات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ دوسری حدیث ۱۸۹۳/ میں تفصیل ہے جس سے معلوم ہوا کہ رکعات تراویح کی تعداد حضرت سیدنا عمرؓ کے زمانہ میں متعین ہوگئی۔

اور حضرت عمر فاروقؓ کا خلفاء راشدین میں سے ہونا امر مسلم ہے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين" الخ (ابوداؤد وغیرہ)

یعنی میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اس کو مضبوطی سے تھام لو الخ اس سے صاف معلوم ہوا اور واضح ہوگیا کہ خلفاء راشدین کی سنت کا وہی حکم ہے جو نبی اکرم ﷺ کی سنت کا ہے نیز حضور اقدس ﷺ کا یہ بھی حکم ہے "اقتدوا بالذين من بعدي ابي بكر وعمر" میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرو، پھر اس وقت صحابہ کرام کی بڑی تعداد موجود تھی جنہوں نے قبول کیا اور تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا مزید مفصل بحث کے لئے مشہور محدث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کا رسالہ "رکعات تراویح" کا مطالعہ کیجئے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿بَابُ ۱۲۵۵ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾

وَقولِ اللّٰهِ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ اِلٰى آخره وَقَالَ ابنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ وَمَا اَدْرَاكَ فَقَدْ اَعْلَمَهُ وَمَا قال وَمَا يُدْرِيكَ فَاِنّه لَمْ يُعْلِمْهُ.

لیلۃ القدر کی فضیلت کا بیان

اور (سورہ قدر میں) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا (یعنی قرآن مجید لوح محفوظ سے سماء دنیا پر شب قدر میں اتارا گیا، اور شاید اسی شب سماء دنیا سے پیغمبر علیہ السلام پر اترنا شروع ہوا۔) اور (اے مخاطب) تو جانتا بھی ہے کہ کیا ہے شب قدر (یعنی اس کی عظمت و برکت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کیا درجہ ہے؟ اور اس رات میں عبادت اور ذکر الٰہی کا اجر وثواب کس قدر ہے؟) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی اس ایک کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت کے ثواب سے بڑھ کر ہے اور بہتر ہے) اس میں اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبرئیل امینؑ) اپنے رب کی اجازت سے اور یہ رات سراپا سلامت ہے (اس کا ہر لمحہ سلامتی اور رحمت و برکت کا ہے) اور یہ رات طلوع فجر تک رہتی ہے (یعنی غروب شمس سے لیکر یہ انوار و برکات طلوع فجر تک مسلسل رہتی ہے)۔

وقال ابن عيينة الخ اور سفیان بن عیینہ نے کہا قرآن مجید میں جہاں (جس چیز کے بارے میں) "ما ادرك" فرمایا ہے تو وہ بات اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بتادی اور جہاں فرمایا "مايدريك" اسے حضور اقدس ﷺ کو نہیں بتایا۔

۱۸۹۷﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال حَفِظْنَاهُ وَاِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّهْرِيِّ عن اَبِى سَلَمَةَ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَاحتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ القَدْرِ اِيمَانًا وَاحتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عنِ الزُّهْرِيِّ ﴾

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے اور جو کوئی شب قدر کو نماز میں کھڑا رہے ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

سفیان کے ساتھ سلیمان بن کثیر نے بھی اس حدیث کو امام زہری سے روایت کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "من قام ليلة القدر" الخ.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۰، ومر الحديث ص ۲۵۵۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد لیلۃ القدر یعنی شب قدر کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ صرف ایک رات کی عبادت سے

سارے کئے ہوئے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

تشریح لیلۃ القدر کے معنی کی تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد اول ص ۲۹۱۔

﴿ باب ۱۲۵۶ التِمَاسِ لَيْلَةِ القَدْرِ فى السَّبْعِ الأَوَاخِرِ ﴾

شب قدر کو (رمضان کی) اخیر سات راتوں میں تلاش کرنا

۱۸۹۸﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّهِ بْنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مَالِكٌ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ رضِيَ الله عنهما اَنَّ رِجَالاً مِن اَصْحَابِ النبيّ صلى الله عليه وسلم اُرُوا لَيْلَةَ القَدْرِ فى المَنَامِ فى السَّبْعِ الاَوَاخِرِ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اَرَى رُؤيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فى السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فمَنْ كانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فى السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب سے چند صحابہ کو خواب میں رمضان کی اخیر سات راتوں میں شب قدر دکھائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب اس پر متفق ہوگئے کہ شب قدر رمضان المبارک کی اخیر سات راتوں میں ہے جو اس کو تلاش کرنا چاہے تو وہ اخیر کی سات راتوں میں تلاش کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فليتحرها فى السبع الاواخر".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۰، ویاتی الحديث ص ۱۰۳۵، وهذا الحديث اخرجه مسلم فى الصوم والنسائى فى الرؤيا.

۱۸۹۹﴿ حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنا هِشَامٌ عن يَحْيٰى عن اَبِى سَلَمَةَ قال سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدٍ وَكَانَ لِيْ صَدِيْقًا فقال اعْتَكَفْنَا مَعَ النبيّ صلى الله عليه وسلم العَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَخَطَبَنا وَقَالَ اِنِّى اُرِيْتُ لَيْلَةَ القَدْرِ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا اَوْ نُسِّيْتُهَا فالْتَمِسُوْهَا فى العَشْرِ الاَوَاخِرِ فى الوَتْرِ فَاِنِّي رَاَيْتُ اَنِّى اَسْجُدُ فى ماءٍ وَطِيْنٍ فمَنْ كانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسولِ اللّهِ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰى فِى السَّمَاءِ قَزَعَةً فجاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حتى سَالَ سَقْفُ المَسْجِدِ وَكانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخلِ فاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فرَاَيْتُ رَسولَ اللّهِ صلى الله

عليه وسلم يَسْجُدُ فى المَاءِ وَالطِّيْنِ حتى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فى جَبْهَتِهٖ ﴾

ترجمہ | ابوسلمہ نے کہا کہ میں نے ابوسعید خدریؓ سے پوچھا اور وہ میرے دوست تھے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر بیسویں تاریخ کی صبح کو آپ ﷺ اعتکاف سے نکلے اور ہمیں خطبہ سنایا اور فرمایا شب قدر مجھ کو دکھلائی گئی لیکن میں بھول گیا یا بھلا دیا گیا پس تم اس کو آخر عشرہ کے طاق راتوں میں تلاش کرو، اور میں نے (خواب میں ایسا) دیکھا کہ میں پانی اور مٹی (یعنی کیچڑ) میں سجدہ کر رہا ہوں اس لئے جس نے رسول اللہ ﷺ یعنی میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف کرے چنانچہ ہم نے پھر اعتکاف کیا اور ہم نہیں دیکھتے تھے آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا پھر بادل آیا اور اتنا برسا کہ مسجد کی چھت بہنے لگی اور چھت کھجور کی شاخ کی تھی پھر نماز کھڑی ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کیچڑ پر سجدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان آپ ﷺ کی پیشانی پر دیکھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فالتمسوها فى العشر الاواخر".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۰، ومر الحديث ص ۹۲، وص ۱۱۲، وص ۱۱۵ ویاتی ص ۲۷۱، وص ۲۷۲، وص ۲۷۳، باقی مواضع کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد چہارم ص ۱۵، حدیث ۷۸۲۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے لیلۃ القدر یعنی شب قدر کی فضیلت بیان کرنا ہے اور اس کی طلب و تلاش کی ترغیب ہے جیسا کہ ایک نسخہ میں "بابٌ (بالتنوین) التمسوا ليلة القدر" بصیغہ امر ہے، یعنی اخیر کی سات راتوں میں شب قدر تلاش کرو۔

﴿بابُ [۱۲۵۷] تَحَرِّى لَيْلَةِ القَدْرِ فى الوِتْرِ مِنَ العَشْرِ الاَوَاخِرِ فِيْهِ عن عُبَادَةَ﴾

رمضان کی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کی تلاش

اس باب میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ (جو آگے آرہی ہے)

۱۹۰۰﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا اَبُو سُهَيْلٍ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال تَحَرَّوا لَيْلَةَ القَدْرِ فى الوِتْرِ مِنَ العَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۰۔

۱۹۰۱﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابنُ اَبِي حَازِمٍ وَالدَّارَاوَرْدِيُّ عن يَزِيْدَ بنِ الهَادِ عن محمّدِ بنِ اِبْرَاهِيْمَ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي سَعِيْدِ الخُدْرِيِّ قال كَانَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يُجَاوِرُ فى رَمَضَانَ العَشْرَ الَّتِي فى وَسَطِ الشَّهْرِ فاِذَا كَانَ حِيْنَ يُمْسِي مِن عِشْرِيْنَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ رَجَعَ اِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَه وَاَنَّه اَقَامَ فى شهرٍ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يرجعُ فِيهَا فخطَبَ الناسَ فاَمَرَهُم مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قال كُنْتُ اُجَاوِرُ هٰذِهِ العَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي اَنْ اُجَاوِرَ هٰذِهِ العَشْرَ الاَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فى مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ اُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا فَابْتَغُوهَا فى العَشْرِ الاَوَاخِرِ وَابْتَغُوهَا فى كُلِّ وِتْرٍ قد رَاَيْتُنِي اَسْجُدُ فى مَاءٍ وَطِيْنٍ فاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فى تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَاَمْطَرَتْ فَوَكَفَ المَسْجِدُ فى مُصَلّٰى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لَيْلَةَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ فَبَصُرَتْ عَيْنِي فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ انصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِيءٌ طِيْنًا وَمَاءً﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے تو جب بیسویں رات گذر جاتی اور اکیسویں تاریخ آتی تو آپ ﷺ اپنے گھر لوٹ آتے اور وہ لوگ بھی لوٹ جاتے جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرتے تھے، ایک رمضان میں ایسا ہوا کہ آپ ﷺ جس روز اعتکاف سے واپس لوٹ آئے اس رات اعتکاف ہی میں رہ گئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا اور جو اللہ نے چاہا آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا پھر فرمایا میں اس عشرہ میں اعتکاف کیا کرتا تھا اس کے بعد میرے لئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ میں اخیر عشرہ میں اعتکاف کروں پس جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف میں تھے وہ اعتکاف ہی میں رہیں اور بلاشبہ مجھ کو یہ رات (شب قدر) دکھلائی گئی پھر وہ رات (یعنی معین رات) بھلادی گئی تم لوگ اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں تلاش کرو اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں (اس رات کو) پانی اور مٹی (یعنی کیچڑ) میں سجدہ کررہا ہوں پھر اس رات میں یعنی اکیسویں رات میں پانی برسا اور رسول اللہ ﷺ کے مصلّی (نماز پڑھنے کی جگہ) میں مسجد ٹپکنے لگی پھر میری آنکھوں نے دیکھا پھر میں نے آپ ﷺ کی طرف نگاہ کی آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر واپس لوٹے اور آپ ﷺ کے چہرہ انور میں کیچڑ بھری ہوئی تھی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فابتغوها فى العشر الاواخر".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۰، ومر الحديث ص۹۲، وص ۱۱۲، وص ۱۱۵، ويأتى ص ۲۷۱، وص ۲۷۲، وص ۲۷۳۔ مسلم اول ص ۳۶۹۔

۱۹۰۲﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنا يَحْيَى عن هِشَامٍ اَخْبَرَنِى اَبِى عن عائِشَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهُ قال التَمِسُوا ح و حَدَّثَنِى مَحَمَّدٌ اَخْبَرَنِى عَبْدَةُ عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عن اَبِيْهِ عن عائِشَةَ قالَتْ كانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُجَاوِرُ فى العَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقولُ تَحَرَّوا لَيْلَةَ القَدْرِ فى العَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "التمسوا" (دوسری سند) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر تلاش کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "تحروا ليلة القدر" الخ.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۰ تا ۲۷۱۔

۱۹۰۳﴿ حَدَّثَنا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنا وُهَيْبٌ حَدَّثَنا اَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال التَمِسُوهَا فى العَشْرِ الاَوَاخِرِ فى رَمَضَانَ لَيْلَةَ القَدْرِ فى تاسِعَةٍ تَبْقٰى فى سَابِعَةٍ تَبْقٰى فى خامِسَةٍ تَبْقٰى تَابَعَهُ عبدُالوَهّابِ عن اَيُّوبَ وعن خالِدٍ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عبّاسٍ التَمِسُوا فى اَرْبَعٍ وّ عِشْرِيْنَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو جب نو راتیں باقی رہ جائیں (یعنی اکیسویں شب) یا سات راتیں باقی رہ جائیں (تیسویں رات) یا پانچ باقی رہ جائیں (یعنی پچیسویں رات)۔ عبدالوہاب نے ایوب اور خالد سے، انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یوں روایت کیا کہ چوبیسویں رات کو تلاش کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۱۔

۱۹۰۴﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِى الاَسْوَدِ حَدَّثَنا عبدُ الوَاحِدِ حَدَّثَنا عاصِمٌ عن اَبِى

مِجْلَزٍ وَعِكْرِمَةَ قالا قالَ ابنُ عبّاسٍ قال رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم هِيَ في العَشْرِ الأَوَاخِرِ هيَ في تِسْعٍ يَمْضِينَ اَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقِيْنَ يَعْني لَيْلَةَ القَدْرِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر رمضان کے اخیر عشرہ میں ہے جب آخری عشرہ کی نو راتیں گذر جائیں (یعنی انتیسویں) یا سات راتیں باقی رہیں (یعنی تیئیسویں)۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۱۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ شب قدر کے بارے میں ارجح الاقوال یہ ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بالخصوص طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرنی چاہئے۔

فائدہ: اکثر اکابرین عظام نے فرمایا ہے کہ اگر کاہلی کی وجہ سے آخری عشرہ میں شب بیداری وقیام لیل سے عاجز ہو تو کم سے کم ستائیسویں شب کو ضرور پوری رات عبادت کرے قیام لیل سے تھک جائے تو تلاوت کرے، کلمہ توحید و درود میں وقت لگا کر صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر سو جائے إنشاء اللہ عظیم فائدہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کو سات کا عدد بہت پسند ہے آسمان سات، زمینیں سات، سات دن مقرر کئے، طواف میں سات پھیرے، کنکری مارنے میں سات کا عدد رکھا، مرض الوفات میں بیہوشی دور کرنے کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا "میرے اوپر سات مشک پانی ڈالو وغیرہ۔

﴿ بابُ [۱۲۵۸] رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ القَدْرِ لِتَلاحِي النَّاسِ ﴾

لوگوں کے جھگڑنے کی وجہ سے شب قدر کی معرفت (تعین) کا اٹھ جانا

۱۹۰۵﴿ حَدَّثَنا محمّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي خالِدُ بنُ الحَارِثِ حَدَّثَنا حُمَيْدٌ حَدَّثَنا اَنَسٌ عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال خَرَجَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم لِيُخْبِرَنا بِلَيْلَةِ القَدْرِ فتَلاحىٰ رَجُلانِ مِنَ المُسْلِمِينَ فقال خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ القَدْرِ فتَلاحٰى فُلانٌ وفُلانٌ فرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَكونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالخَامِسَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ اس ارادہ سے باہر تشریف لائے کہ ہم کو شب قدر بتلا دیں (شب قدر کی معین تاریخ بتانے کے لئے باہر تشریف لائے اتنے میں دو مسلمان لڑ پڑے آپ ﷺ نے

فرمایا میں تو تم کو شب قدر بتلانے کے لئے نکلا لیکن فلاں فلاں کے لڑنے سے میں بھول گیا اور شاید اسی میں تمہارے لئے خیر ہو اب اسے (رمضان کی عشرۂ اخیر میں یعنی) نو اور سات اور پانچ میں تلاش کرو۔ (یعنی اکیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں راتوں میں تلاش کرو)۔

مختصر تشریح حافظ عسقلانیؒ نے فرمایا کہ اس میں چالیس سے بھی زیادہ اقوال ہیں پھر ارجح الاقوال ستائیسویں رات ہے۔ کما مر.

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۱، ومر الحديث ص۱۲، ویاتی ص۸۹۳، اخرجه النسائی فی الاعتكاف.

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد شیعہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر کا وجود ہی اٹھالیا گیا جیسا کہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں "رفع معرفة" کی قید بڑھا کر بتلایا کہ لیلۃ القدر کی تعیین کہ کس شب میں ہے اس کا علم اٹھایا گیا جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "التمسوها فی التاسعة" الخ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل لیلۃ القدر باقی ہے ورنہ تلاش کا حکم بے معنی ہو جائیگا۔

﴿ بَابُ ۱۲۵۹ العَمَلِ فی العَشْرِ الاَوَاخِرِ مِن رَمَضَانَ ﴾

رمضان المبارک کے عشرہ اخیر میں (خاص طور سے) عمل کرنے کا بیان

۱۹۰۶﴿ حَدَّثَنا عليُّ بنُ عبدِ اللّٰه حَدَّثَنا سُفيانُ عن ابی يَعْفُورٍ عن اَبِی الضُّحٰی عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ قالتْ كانَ النبیُّ صلی اللّٰه عليه وسلم اِذَا دَخلَ العَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهُ وَاَحْيٰی لَيْلَهُ وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب (رمضان کے) اخیر دس دن آئے تو نبی اکرم ﷺ اپنا تہبند مضبوط باندھتے (یعنی مستعد ہو جاتے) اور شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان شد المئزر واحياء الليل وايقاظ الاهل كلها من العمل فی العشر الاواخر.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۱، واخرجه مسلم فی الصوم وابن ماجه فی الصوم وابو داؤد فی الصلوة.

مقصد امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ بہت متبرک ہے اس لئے حضور اقدس ﷺ بھی بمقابلہ اور دنوں کے بہت محنت کرتے تھے مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ خصوصی طور پر محنت کریں۔

براعۃ اختتام حدیث پاک میں ہے "شد مئزرہ" اور ازار اجزار کفن میں سے ہے تو اشارہ ہے خاتمہ پر نظر کرو اور آخری عشرہ میں محنت کر کے خاتمہ درست کرلو۔ واللہ اعلم



ابوابُ الاعتِکافِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿بابُ ۱۲۶۰ الاِعْتِکافِ فی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ﴾

وَالْاِعتِکافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا لِقَولِهٖ تعالیٰ "وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا الی آخر الآیة.

رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف

اور اعتکاف ہر مسجد میں درست ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم اپنی عورتوں سے اس وقت صحبت نہ کرو جب مسجدوں میں اعتکاف کر رہے ہو یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں ان کے قریب نہ جاؤ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے حکم لوگوں سے بیان کرتا ہے تاکہ وہ گناہ سے بچے رہیں۔ (سورہ بقرہ/۱۸۷)

اعتکاف کے معنی اعتکاف کا مادہ عکف ہے از باب نصر علفا وعکوفا، کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا، لازم پکڑ لینا، کسی جگہ میں مقیم ہونا، ٹھہرنا، مطلب یہ ہے کہ اعتکاف کے لغوی معنی مطلقاً ٹھہرنے اور رکنے کے ہیں کما فی القرآن المجید "یعکفوم علیٰ اصنام لھم" (اعراف ۱۳۸) وقولہ تعالیٰ "ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون" (سورہ انبیا/۵۲)

یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو۔ اس میں عاکفون سے لغوی معنی مراد ہے۔

اصطلاح شریعت میں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا، آیت مذکورہ فی الترجمہ اسی معنی میں ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ اعتکاف کیلئے مسجد شرط ہے اور یہ بھی شرط ہے جو اعتکاف کرنا چاہے وہ مسلمان، عاقل اور حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہو کیونکہ حائضہ اور جنبی کیلئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

اعتکاف کے اقسام اعتکاف کی تین قسمیں ہیں واجب، سنت مؤکدہ کفایہ، نفل۔
(۱) واجب: اعتکاف کی نذر (منت) مانی، اس کو روزہ کے ساتھ اعتکاف کرنا پڑیگا۔
(۲) سنت مؤکدہ کفایہ: رمضان المبارک کے عشرۂ اخیر کا اعتکاف۔ (۳) نفل: جب چاہے کسی بھی وقت مسجد میں اعتکاف کی نیت کرلے اس کے لئے نہ دن شرط ہے اور نہ روزہ۔
باقی مسائل کے لئے آگے ابواب آرہے ہیں۔

۱۹۰۷﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي ابنُ وَهْبٍ عن يونُس اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهُ عن عبدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قال كانَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يَعْتَكِفُ العَشْرَ الاَوَاخِرَ مِن رَمَضَانَ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۱، واخرجه مسلم، ابوداؤد والنسائى فى الصوم.

۱۹۰۸﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزبير عن عائِشَةَ زَوجِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ يَعْتَكِفُ العَشْرَ الاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حتى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ ﴾

ترجمہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے عشرہ اخیرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اٹھایا پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج اعتکاف کرتی رہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۱۔

۱۹۰۹﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مالِكٌ عن يَزِيْدَ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ الْهَادِ عن محمّدِ بنِ اِبْرَاهِيْمَ بنِ الحارِثِ التَّيْمِيِّ عن اَبِى سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اَبِى سَعِيْدِ الخُدْرِيِّ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ يَعْتَكِفُ فى العَشْرِ الاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عامًا حتى اِذَا كانَ لَيْلَةَ اِحْدَى و عِشْرِيْنَ وَهِىَ اللَّيْلَةُ الَّتِى

يَخرُجُ مِن صَبِيحَتِهَا مِنْ اعتِكَافِهِ قال مَنْ كانَ اعتَكَفَ معى فليَعتَكِفِ العَشرِ الاَوَاخِرَ فقدْ أُرِيتُ هذهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنسِيتُهَا وقد رَايتُنِي اَسْجُدُ في مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ صَبِيحَتِهَا فالتَمِسُوهَا في العَشرِ الاَوَاخِرِ وَالتَمِسُوهَا في كُلِّ وِترٍ فمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وكانَ المَسْجِدُ على عَرِيْشٍ فوَكَفَ المَسْجِدُ فبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسولَ اللهِ صلى اللهُ عليه وسلم عَلى جَبْهَتِهِ اَثرُ المَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صُبحِ اِحْدٰى وَعِشْرِينَ ﴾

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک سال (انہی دنوں میں) اعتکاف کیا یہاں تک کہ جب اکیسویں کی رات آئی اور یہ وہی رات تھی جس کی صبح آپ ﷺ اپنے اعتکاف سے نکلتے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے ساتھ (اس سال) اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ میں بھی اعتکاف میں رہے بیشک مجھے یہ رات (یعنی شب قدر) بتلائی گئی پھر بھلادی گئی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ اس کی (یعنی شب قدر کی) صبح کو کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں پس تم اس (شب قدر) کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور اس کے ہر طاق رات میں تلاش کرو پھر اسی رات میں بارش ہوگئی اور مسجد کھجور کی شاخ پر تھی (یعنی جھونپڑی تھی اس کی چھت پختہ نہیں تھی) چنانچہ مسجد ٹپکنے لگی میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی پیشانی پر اکیسویں کی صبح کو پانی اور مٹی (یعنی کیچڑ) کا داغ تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فليعتكف العشر الاواخر".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۱، مر الحديث ص ۹۲، وص ۱۱۲، وص ۱۱۵، وص ۲۷۰ ويأتى ص ۲۷۲، وص ۲۷۳۔

مقصد ترجمۃ الباب دو جز پر مشتمل تھا۔ (۱) زمانہ اور وقت کی تخصیص اور وہ ہے رمضان کا آخری عشرہ، (۲) مکان کی تخصیص یعنی مسجد، مطلب یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے ولا خلاف فيه۔

﴿ بَابُ الحَائِضِ تُرَجِّلُ المُعْتَكِفَ ﴾ ۱۲۶۱

حیض والی عورت اس مرد کو کنگھی کرے جو اعتکاف میں ہو

۱۹۱۰﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ المُثَنّٰى حَدَّثَنا يَحْيٰى عن هِشَامٍ اَخبَرَنِى اَبى عن عائِشَةَ زَوْجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قالتْ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُصْغِى اِلَىَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فى المَسْجِدِ فأُرَجِّلُهُ وَاَنَا حائِضٌ ﴾

ترجمہ | نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں اعتکاف میں ہوتے اور اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے اور میں اس میں کنگھی کردیتی درانحالیکہ میں حیض میں ہوتی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فارجّله وانا حائض".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۷۱، ومر الحديث فی ص۴۳، وص۴۴ ویاتی ص۲۷۲، وص۲۷۴، وص۸۷۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عورت حیض کی حالت میں مرد کو ہاتھ لگا سکتی ہے نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف کے لئے مسجد شرط ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک مسجد سے قدم باہر نہ ہو صرف بعض بدن مثلاً سر یا ہاتھ اگر معتکف باہر نکالے تو اخراج عن المسجد لازم نہیں آئے گا۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ (۱۲۶۲) المُعْتَكِفُ لايَدْخُلُ البَيْتَ اِلّا لِحَاجَةٍ ﴾

اعتکاف کرنے والا گھر میں داخل نہیں ہوگا مگر حاجت کے لئے

۱۹۱۱﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنا اللَّيْثُ عَنِ ابنِ شِهابٍ عن عُرْوَةَ و عَمْرَةَ بِنْتِ عبدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قالتْ وَاِنْ كانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَاْسَهُ وَهُوَ فى المَسْجِدِ فاُرَجِّلُهُ وَكانَ لا يَدْخُلُ البَيْتَ اِلّا لِحَاجَةٍ اِذَا كانَ مُعْتَكِفًا ﴾

ترجمہ | نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (اعتکاف کی حالت میں) مسجد میں رہ کر اپنا سر مبارک میری طرف کردیتے میں آپ ﷺ کے سر میں کنگھی کردیتی اور آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں بغیر ضروری حاجت کے گھر میں نہیں آتے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "كان لايدخل البيت الّا لحاجةٍ اذا كان معتكفاً".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۷۲، ومر الحديث ص۴۳، وص۴۴، وص۲۷۱، ویاتی ص۲۷۴، وص۸۷۸ واخرجه مسلم فی الطهارةِ واخرجه ابوداؤد فی الصوم والترمذی ايضاً فی الصوم والنسائی فی الاعتكاف وابن ماجه فی الصوم.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ معتکف ضروری حاجت کے لئے گھر جا سکتا ہے بعض روایت میں ہے لحاجت انسان۔ یعنی بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر معتکف بول و براز کے لئے نکلے گا تو اعتکاف باطل نہ ہوگا

یعنی نکلنا جائز ہے۔ اور اس میں کسی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔

تشریح صرف بول براز کی تخصیص نہیں ہے بلکہ غسل جنابت کیلئے بھی معتکف نکل سکتا ہے جبکہ مسجد اعتکاف میں غسل خانہ نہ ہو۔ حنفیہ کے نزدیک چونکہ اعتکاف کیلئے جامع مسجد شرط نہیں ہے صرف یہ کافی ہے کہ پانچ وقت کی نماز ادا کی جاتی ہو اس میں اعتکاف درست ہے اسلئے نماز جمعہ کیلئے بھی نکل سکتا ہے البتہ نماز جنازہ، تیمارداری وغیرہ کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے مفسد اعتکاف ہے مزید تفصیل کے لئے نورالایضاح وغیرہ کتب فقہ دیکھئے۔

۱۲۶۳ ﴿بَابُ غَسْلِ الْمُعْتَكِفِ﴾

معتکف کا دھونا (یعنی اعتکاف کی حالت میں سر یا بدن دھوسکتا ہے)

۱۹۱۲﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفيانُ عن مَنْصُورٍ عن اِبْرَاهِيمَ عنِ الْاَسْوَدِ عن عائِشَةَ قالتْ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُبَاشِرُنِي وَاَنَا حائِضٌ وكانَ يُخْرِجُ رَاسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهُ وَاَنَا حائِضٌ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مباشرت فرماتے (یعنی بوسہ وغیرہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں آپ اپنا سر مبارک باہر نکالدیتے اور میں اس کو دھودیتی درانحالیکہ میں حیض میں ہوتی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه اوضح حكمها (یعنی حدیث نے ترجمہ کا حکم واضح کردیا "وهو معتكف فاغسله".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۲، ومر الحديث ص ۴۴، وطرف المباشرة فقط ص ۴۴، وطرف الاعتكاف ص ۴۳، وص ۲۷۱، ويأتي ص ۲۷۴، وص ۸۷۸۔

مقصد مقصد حدیث سے واضح ہے کہ سر وغیرہ دھوسکتا ہے لیکن امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں حکم کی تصریح نہیں کی ولم يذكر الحكم اكتفاء بما في الحديث.

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ غسل یہاں غین کے فتحہ کے ساتھ ہے نہ کہ ضمہ۔

۱۲۶۴ ﴿بَابُ الْاِعْتِكَافِ لَيْلًا﴾

صرف رات بھر کے اعتکاف کا بیان

۱۹۱۳﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِي نافِعٌ عنِ ابنِ عُمَرَ

اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال کُنْتُ نَذَرْتُ فی الجَاھِلِیَّۃِ اَنْ اَعْتَکِفَ لَیْلَۃً فی المَسْجِدِ الحَرَامِ قال فَاَوْفِ بِنَذْرِکَ ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نذر پوری کر۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "كنت نذرت فی الجاهلية ان اعتكف ليلة".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۷۲، ویاتی الحدیث ص۲۷۴، // وص۴۴۵ فی المغازی ص۶۱۸، وص۹۹۱، مسلم ثانی ص۵۰۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟ چند احتمال ہیں (۱) ان حضرات پر رد ہے جو فرماتے ہیں کہ "اقل الاعتكاف عشر كما حكاه ابن القاسم عن مالك" (الابواب والتراجم)

(۲) اشارہ مقصود ہے کہ بغیر صوم کے اعتکاف جائز ہے اس صورت میں بخاریؒ کا مقصد شافعیہ اور حنابلہ کی تائید وموافقت ہوگی۔ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔

حنفیہ کا مذہب حنفیہ کے نزدیک اعتکاف منذور کے لئے روزہ شرط ہے غیر منذور کے لئے روزہ شرط نہیں۔ شافعیہ اور حنابلہ نے حدیث مذکور سے استدلال کیا ہے اعتکاف بلاصوم کی صحت پر، اس لئے لیل محل صوم نہیں ہے چنانچہ علامہ کرمانیؒ شافعی شارح بخاری نے لکھا ہے "وفيه انه لايشترط الصوم لصحة الاعتكاف".

جواب: حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس واقعہ میں روایات مختلف ہیں چنانچہ خود بخاری اول ص۴۴۵ میں ایک روایت ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا "يا رسول الله انه كان علیّ اعتكاف يوم فی الجاهلية فامره ان يفی به" (۲) مسلم ثانی ص۵۰ سطر۱۰/ میں ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا "يا رسول الله انی نذرت فی الجاهلية ان اعتكف يوماً فی المسجد الحرام" الحديث.

صحیحین کی ان دونوں روایتوں میں بجائے لیلۃ کے یوماً ہے لہذا شافعیہ وغیرہ کا استدلال اس سے صحیح نہیں ہے کیونکہ بعض روایت میں لیل ہے اور بعض میں یوم، اس سے تو یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی نذر یوم اور لیل دونوں سے متعلق تھی۔

نذر جاہلیت کا حکم اس پر ص۲۷۴/ میں مستقل باب آرہا ہے۔

﴿ بابُ ۱۲۶۵ اعْتِكَافِ النِّسَاءِ ﴾

عورتوں کے اعتکاف کا بیان

۱۹۱۴﴿ حَدَّثَنا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنا حمّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنا يَحْيٰى عن عَمْرَةَ عن عائِشَةَ قالتْ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَعْتكِفُ فى العَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فكُنْتُ اَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فيُصَلِّى الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُه فاسْتَاذَنَتْ حَفْصَةُ عائِشَةَ اَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً فَاذِنَتْ لها فضَرَبَتْ خِبَاءً فلمَّا رَاَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ فلمَّا اَصْبَحَ النبىّ صلى الله عليه وسلم رَاَى الاَخْبِيَةَ فقال ما هذا فاُخْبِرَ فقال النبىُّ صلى الله عليه وسلم آلبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فتَرَكَ الاِعْتِكافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِن شوّالٍ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ کے لئے (مسجد میں) ایک خیمہ لگادیتی آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں تشریف لے جاتے پھر حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک خیمہ لگانے کی اجازت طلب کی حضرت عائشہؓ نے ان کو اجازت دیدی چنانچہ حضرت حفصہؓ نے بھی (مسجد میں) ایک خیمہ تان لیا پھر جب زینب بنت جحشؓ نے اس کو دیکھا تو ایک اور خیمہ تان لیا پھر جب صبح کو نبی اکرم ﷺ نے ان خیموں کو دیکھا تو فرمایا "یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم ان کے ساتھ اعتکاف کرنے کو نیکی سمجھتے ہو؟ (یعنی یہ خیمے ثواب کی نیت سے نہیں بلکہ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ضد اور نفسانیت سے یہ خیمے نصب کئے گئے ہیں) پھر آپ ﷺ نے اس مہینہ (یعنی اس رمضان) میں اعتکاف چھوڑ دیا پھر شوال میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى ضرب حفصةؓ وزينبؓ خباء فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۲، ويأتى الحديث فى الباب الآتى ص ۲۷۲، وص ۲۷۳، وص ۲۷۴۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے عورتوں کے لئے بجائے مسجد عام کے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے جیسا کہ حدیث الباب میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سارے خیمے اٹھوا دیئے۔

معلوم ہوا کہ عورتوں کا اعتکاف مسجد بیت یعنی گھر کی مسجد میں ہونا چاہئے چنانچہ حنفیہ کے نزدیک عورتوں کے لئے مسجد جماعت میں اعتکاف درست نہیں۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ١٢٦٦ الاَخْبِيَةِ فِي المَسْجِدِ ﴾

مسجد میں خیمے لگانا

١٩١٥﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ اَخبَرَنا مالِكٌ عن يَحْيَى بن سَعِيْد عن عَمْرَةَ بِنْتِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن عائِشَةَ اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم اَرَادَ اَن يَعْتَكِفَ فلَمَّا انصَرَفَ اِلَى المَكَانِ الّذِى اَرَادَ اَن يَعْتَكِفَ اِذَا اَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَ وخِبَاءُ حَفصَةَ وَخِبَاءُ زَيْنَبَ فقال آلبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انصَرَفَ فلَمْ يَعْتَكِفْ حتى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِن شَوّالٍ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو جب اس جگہ تشریف لے گئے جہاں اعتکاف کرنا چاہتے تھے دیکھا کہ بہت خیمے ہیں ایک حضرت عائشہؓ کا دوسرا حضرت حفصہؓ کا تیسرا حضرت زینبؓ کا خیمہ ہے اس پر آپ نے فرمایا کیا تم لوگ انہیں سمجھتے ہو کہ نیکی (ثواب کا ارادہ) کیا ہے پھر آپ ﷺ لوٹ گئے اور اعتکاف نہیں کیا یہاں تک کہ شوال میں دس دن کا اعتکاف کیا۔

آلبرّ تقولون بهنّ: تقولون بمعنی تظنون ہے والبر مفعول اول مقدم وبهنّ مفعول ثانی"
ای تظنون انهنّ طلبن البرّ وخالص العمل الخ (قس)

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اذا اخبية" اس کی خبر محذوف ہے ای اذا اخبية مضروبة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص٢٧٢، ومر ص٢٧٢، ويأتی ص٢٧٣، وص٢٧٤۔

مقصد مقصد یہ ہے کہ مسجد میں عورتوں کا اعتکاف کرنا مناسب نہیں چنانچہ امام اعظمؒ کے نزدیک تو صحت اعتکاف کے لئے مسجد بیت شرط ہے امام شافعیؒ کے نزدیک مسجد جماعت میں مکروہ، امام احمدؒ کے نزدیک اگر شوہر ساتھ ہو تو جائز ہے۔ (آجکل تو کسی بھی حال میں عورتوں کا اعتکاف مسجد میں جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔

﴿ بَابُ ١٢٦٧ هَلْ يَخْرُجُ المُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ اِلٰى بَابِ المَسْجِدِ ﴾

کیا معتکف اپنی ضرورتوں کے لئے مسجد کے دروازے تک جاسکتا ہے؟

١٩١٦﴿ حَدَّثَنا اَبُو اليَمَانِ اَخبَرَنا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهرِيِّ اَخبَرَنِى عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ اَنَّ

صَفِيَّةَ زَوْجَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَخبَرَتْهُ اَنّها جاء تْ اِلى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم تَزُورُهُ في اِعْتِكافِهِ في المَسْجِدِ في العَشْرِ الاَوَاخِرِ مِن رَمَضانَ فَتَحَدَّثَتْ عندهُ سَاعَةً ثمّ قامتْ تَنْقَلِبُ فقامَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَعَهَا يَقْلِبُها حتى اِذَا بَلَغَتْ بابَ المَسْجِدِ عند بابِ اُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلانِ مِن الانصار فسَلّمَا على رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقالَ لَهُمَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم على رِسْلِكُمَا اِنّما هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيّ فقالا سبحانَ الله يارسولَ وَكَبُرَ عَلَيْهِما فقالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنّ الشيطانَ يَبْلُغُ مِنَ الانسان مَبْلَغَ الدَّمِ واِنّي خَشِيتُ اَن يَقْذِفَ في قُلُوبكما شَيْئًا ﴾

ترجمہ | نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہؓ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زیارت کے لئے آئیں آپ ﷺ اس وقت رمضان کے اخیر عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے پھر حضرت صفیہؓ نے حضور اقدس ﷺ کے پاس رہ کر تھوڑی دیر بات چیت کی پھر اٹھیں اور واپس ہونے لگیں تو نبی اکرم ﷺ بھی انہیں واپس کرنے کے لئے ان کے ساتھ کھڑے ہوئے (ان کو گھر پہونچانے کے لئے) یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر پہونچیں باب ام سلمہ کے پاس تو انصار کے دو شخص گذرے (شاید یہ دونوں بزرگ اسید بن حضیرؓ اور عباد بن بشرؓ تھے) اور ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو نبی اکرم ﷺ نے دونوں سے فرمایا "ٹھہرو" یہ عورت جو میرے ساتھ ہے صفیہ بنت حیی یعنی میری بیوی ہے تو ان دونوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ" اور ان پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد شاق گذرا تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (میاں) شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں پھرتا ہے، مجھ کو اندیشہ ہوا کہ تمہارے دلوں میں کچھ (بدگمانی) نہ ڈالدے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقام النبي صلى الله عليه وسلم معها يقلبها حتى اذا بلغت باب المسجد".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۲، ويأتي الحديث ص ۲۷۳، وص ۲۷۳، وص ۴۳۷، وص ۴۶۴، وص ۹۱۸، وص ۱۰۶۳، اخرجه مسلم في الاستيذان وابوداؤد في الصوم وفي الادب والنسائي في الاعتكاف وابن ماجه في الصوم.

مقصد | امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں الی باب المسجد کی قید لگادی ہے اور مسجد کے دروازہ تک معتکف کے لئے جانا جائز ہے اور یہ متفق علیہ ہے اور اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اعتکاف کی حالت میں زائرین سے جائز گفتگو کر سکتے ہیں۔

﴿بَابُ ۱۲۶۸ الِاعْتِكَافِ وَخُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ﴾

نبی اکرم ﷺ کے اعتکاف کا اور بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے نکلنے کا بیان

۱۹۱۷﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ هَارُونَ بنَ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ اَبِي كَثِيْرٍ قال سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بنَ عبدِ الرّحمٰنِ قال سَألْتُ اَبَا سَعِيْدِ الخُدْرِيَّ قلتُ هَلْ سَمِعْتَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ لَيْلَةَ القَدْرِ قال نَعَمْ اعتكَفْنَا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم العَشْرَ الاَوْسَطَ مِن رَمَضَانَ قال فَخَرَجْنا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ قال فخطَبَنا رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فقال اِنِّي رَاَيْتُ لَيْلَةَ القَدْرِ وَاِنِّي نُسِّيْتُهَا فالْتَمِسُوهَا في العَشْرِ الاَوَاخِرِ فِي وِتْرٍ فَاِنِّي رَاَيْتُ اَنِّي اَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِيْنٍ فَمَنْ كانَ اعْتَكَفَ مَعَ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فلْيَرْجِع فَرَجَعَ النَاسُ اِلَى المَسْجِدِ وَمَا نَرىٰ فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قال فجاءَ تْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَت وَاُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَجَدَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فِي الطِّيْنِ وَالمَاءِ حتى رَاَيْتُ الطِّيْنَ فِي اَرْنَبَتِهٖ وَجَبْهَتِهٖ ﴾

ترجمہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کا کچھ ذکر سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں (ہم نے سنا ہے) ایسا ہوا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا ابوسعیدؓ نے کہا ہم بیسویں تاریخ کی صبح نکلے، ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بیسویں تاریخ کی صبح کو خطبہ سنایا اور فرمایا میں نے شب قدر دیکھی (بعض نسخوں میں ہے "اریت لیلة القدر" یعنی مجھ کو شب قدر دکھائی گئی) پھر بھلا دی گئی تم لوگ اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو کیونکہ میں نے دیکھا کہ میں پانی اور مٹی یعنی کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، پس جس نے (اس سال) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے پھر اعتکاف کرے، یہ سنکر لوگ مسجد کی طرف واپس لوٹ آئے اور اس وقت آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا ہم نہیں دیکھتے تھے اور ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ پھر بادل آیا اور برسنے لگا اور نماز کی تکبیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مٹی اور پانی یعنی کیچڑ میں سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان آپ ﷺ کی ناک اور پیشانی پر دیکھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فخرجنا صبيحة عشرين"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص٢٧٢ تا ٢٧٣، ومر الحديث، ص٩٢، وص١١٢، وص١١٥، وص٢٧٠، وص٢٧١، ويأتى ٢٧٣۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد دو حدیثوں کے تعارض کو دفع کرنا ہے یعنی اس کی تاویل کرنی ہے، کہ حدیث ١٩٠٩/ بخاری ص ٢٧١/ میں امام مالکؒ کی روایت سے معلوم ہوا تھا کہ اذا كان ليلة احدى وعشرين وهى الليلة التى يخرج من صبيحتها من اعتكافه. الخ.

بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث میں صبح سے مراد اس کے قبل کی صبح یعنی بیسویں تاریخ کی صبح مراد ہے جیسا کہ اس باب کی حدیث میں تصریح ہے اور قاعدہ ہے کہ كل شىء متصل بشىء فهو مضاف اليه سواء كان قبله او بعده.

تشریح | والحديث مر مراراً.

﴿بابٌ [١٢٦٩] اعتِكَافِ المُسْتَحَاضَةِ﴾

مستحاضہ کے اعتکاف کا حکم

١٩١٨ ﴿ حَدَّثَنا قُتَيبَةُ حَدَّثَنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ عن خالِدٍ عِكْرِمَةَ عن عائِشَةَ قالتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رسولِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم امْرَأةٌ مِنْ اَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةٌ فكانَتْ تَرَى الحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَها وَهِيَ تُصَلِّي ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بیوی (حضرت ام سلمہؓ) نے اعتکاف کیا وہ استحاضہ میں مبتلا تھیں وہ ہمیشہ سرخی اور زردی دیکھتی رہتیں پس کبھی ہم ان کے نیچے طشت رکھ دیتے اور وہ نماز پڑھتی رہتیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص٢٧٣، ومر الحديث ص٤٥، ///ص ٤٥ میں بعینہ یہی ترجمہ ہے۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مستحاضہ مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے رہا یہ اشکال کہ تلویث مسجد کا اندیشہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی تدبیر اگر کرلی جائے جیسا کہ حدیث الباب میں طشت کا ذکر اسی تلویث کا علاج ہے۔ اس لئے عورتوں کو مسجد بیت میں اعتکاف کرنا چاہئے نہ کہ مسجد جماعت میں۔

﴿ بَابُ ۱۲۷۰ زِيَارَةِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا فِى اعْتِكَافِهِ ﴾

عورت کا اپنے شوہر کی زیارت اس کے اعتکاف کی حالت میں کرنا

(یعنی معتکف خاوند سے ملاقات کرسکتی ہے)

۱۹۱۹﴿ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ اَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِي حَتَّى انْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ اُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَنَظَرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَجَازَا فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّي خَشِيْتُ اَنْ يُلْقِيَ فِي اَنْفُسِكُمَا شَيْئًا ﴾

ترجمہ حضرت علی بن حسین (امام زین العابدینؒ) سے مروی ہے انہوں نے کہا نبی اکرم ﷺ مسجد میں تھے اور آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی ازواج مطہرات تھیں پھر وہ چلیں تو آپ ﷺ نے صفیہ بنت حییؓ سے فرمایا تو جلدی نہ کر میں تیرے ساتھ چلوں گا اور حضرت حفصہؓ کا گھر اسامہ بن زیدؓ کے گھر میں تھا چنانچہ نبی اکرم ﷺ حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکلے پھر دو انصاری صاحب آپ ﷺ سے ملے ان دونوں صاحبان نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا پھر دونوں آگے بڑھ گئے تو آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا ''آؤ یہ (میری زوجہ) صفیہ بنت حییؓ ہے وہ کہنے لگے سبحان اللہ یارسول اللہ؟ (یہ آپ کیا فرماتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا شیطان خون کی طرح انسان کی بدن میں دوڑتا ہے مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں کوئی برا خیال نہ ڈال دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمہ في قوله ''كان النبى صلى الله عليه وسلم فى المسجد (اى فى اعتكافه) وعنده ازواجه''.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۷۳، ومر الحديث ص۲۷۲ ويأتى ص۲۷۳، وص۴۳۷، وص۴۶۴، وص۹۱۸، وص۱۰۶۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ایک شبہ کا ازالہ ہے شبہ یہ ہے کہ خاوند سے ملاقات دواعی جماع میں سے ہے اس لئے ممکن ہے کہ اعتکاف کی حالت میں جائز نہ ہو۔

امام بخاریؒ نے حدیث پیش کر کے اس شبہ کا ازالہ فرمادیا کہ صرف اس شبہ ووہم کی وجہ سے ملاقات ممنوع نہیں کیونکہ ہر ملاقات دواعی جماع نہیں ہے البتہ اگر ظن غالب ہو جماع کا تو ملاقات ممنوع ہوگی۔

﴿ بَابٌ(۱۲۷۱) هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عن نَفْسِهِ ﴾

کیا اعتکاف کرنے والا اپنے اوپر سے بدگمانی دور کر سکتا ہے؟

۱۹۲۰ ﴿ حَدَّثَنا اِسماعِيلُ بنُ عبدِ اللّٰه قال اَخبَرَنِي اَخِي عن سُلَيمانَ عن محمَّدِ بنِ اَبِي عَتِيقٍ عن ابنِ شِهابٍ عن عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ اَنَّ صَفِيَّةَ اَخبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ حَدَّثَنا سُفيٰنُ قال سَمِعتُ الزُّهرِيَّ يُخبِرُ عن عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ اَنَّ صَفِيَّةَ اَتَتِ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَهُوَ مُعتَكِفٌ فلمَّا رَجَعَتْ مَشٰى معها فَاَبصَرَهُ رَجُلٌ مِنَ الاَنصارِ فلمَّا اَبصَرَهُ دَعاهُ فقال تَعالَ هِيَ صَفِيَّةُ بِنتُ حُيَيٍّ وَرُبَّمَا قال سُفيانُ هذِه صَفِيَّةُ فَاِنَّ الشَّيطانَ يَجرِي مِنِ ابنِ آدمَ مَجرَى الدَّمِ قلتُ لِسُفيانَ اَتَتهُ لَيلاً قال وَهَلْ هُوَ اِلاّ لَيلاً ﴾

ترجمہ | علی بن حسینؒ سے روایت ہے حضرت صفیہؓ نبی اکرم ﷺ کے پاس (مسجد میں) آئیں اور آپ ﷺ اعتکاف میں تھے پھر جب حضرت صفیہؓ واپس لوٹنے لگیں تو آپ ﷺ ان کے ساتھ چلے ایک انصاری صحابی نے (راستے میں) آپ ﷺ کو دیکھا پھر جب حضور اقدس ﷺ نے اس صحابی کو دیکھا تو اس کو بلایا اور فرمایا یہ صفیہؓ بنت حیی (یعنی میری بیوی) ہے اور کبھی سفیان نے کہا یہ صفیہ ہے شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں پھرتا ہے'' علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان سے پوچھا کیا صفیہؓ رات کو آپ ﷺ کے پاس آئیں؟ سفیان نے کہا ھل ھو الا لیلاً'' ای ھل وقع الاتیان الا فی اللیل یعنی یہ آنا رات ہی کو ہوا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله ''ان الشيطان يجرى من ابن آدم مجرى الدم'' لان فيه الذب بالقول. یعنی بدگمانی کو قول سے دور کرنا ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۳، ومر الحديث ص ۲۷۲، ویاتی ص ۴۳۷، وص ۴۶۴، وص ۹۱۸، وص ۱۰۶۳۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے دفع کر سکتا ہے. امام بخاریؒ کا مقصد اثبات دفع جو حدیث سے دفع بالقول واضح ہے، پھر اعتکاف کا معاملہ نماز کی طرح نہیں ہے اس میں تو جائز باتیں بالخصوص تعالم نیز چلنا پھرنا جب جائز و درست ہے تو بدگمانی اپنی ذات سے قولاً اور فعلاً دفع کر سکتا ہے۔

﴿بَابُ ۱۲۷۲ مَنْ خَرَجَ مِنْ اِعتِكافِهِ عندَ الصُّبحِ﴾

اس شخص کا بیان جو اپنے اعتکاف سے صبح کے وقت باہر نکلے

(اور یہ حکم اس کے لئے ہے جس نے صرف رات کے اعتکاف کی نیت کی یعنی غروب آفتاب کے وقت اعتکاف میں گیا اور صبح کو باہر آگئے۔ لیکن اگر کوئی شخص کئی دنوں کے اعتکاف کی نیت کرے تو طلوع فجر یعنی صبح صادق ہوتے ہی اعتکاف میں جائے اور غروب آفتاب کے بعد نکل آئے۔

۱۹۲۱ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ الرَّحمٰنِ بنُ بِشرٍ اَخبَرَنا سُفیانُ عن ابنِ جُرَیجٍ عن سُلَیمانَ الاَحوَلِ خالِ ابنِ اَبی نَجِیحٍ عن اَبی سَلَمَةَ عن اَبی سَعِیدٍ ح قال سُفیانُ وَحَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عَمرٍو عن اَبی سَلَمَةَ عن اَبی سَعِید قال وَاَظُنُّ اَنَّ ابنَ اَبی لَبِیدٍ حَدَّثَنا عن اَبی سَلَمَةَ عن اَبی سَعِیدٍ قالَ اعتَکَفنا مَعَ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم العَشرَ الاَوسَطَ فلمّا کانَ صَبِیحَةَ عِشرِینَ نَقَلنا مَتاعَنا فاَتانا رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال مَن کانَ اعتَکَفَ فلیَرجِع اِلیٰ مُعتَکَفِهِ فاِنّی رَاَیتُ هٰذِهِ اللَّیلَةَ وَرَاَیتُنی اَسجُدُ فی ماءٍ وَطِینٍ فلمّا رَجَعَ اِلیٰ مُعتَکَفِهِ قال وهاجَتِ السَّماءُ فَمُطِرنا فوَالَّذی بَعَثَه بالحَقِّ لقَد هاجَتِ السَّماءُ مِن آخِرِ ذٰلِكَ الیَومِ وَکانَ المَسجِد عَرِیشًا فلقَد رَاَیتُ علیٰ اَنفِهِ وَاَرنَبَتِهِ اَثَرَ الماءِ وَالطِّینِ ﴾

ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا جب بیسویں تاریخ کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنا سامان (مسجد سے) اٹھالیا پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے جو لوگ اعتکاف میں تھے وہ پھر اعتکاف کی جگہ میں آجائیں کیونکہ میں نے اس رات (یعنی شب قدر) کو دیکھ لیا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں اس شب کو کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، پس جب آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ میں لوٹ آئے اور بادل اٹھا پھر برسنے لگا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق

کے ساتھ بھیجا اس روز اخیر وقت بادل اٹھا اور مسجد کھجور کی شاخ کی تھی (وہ ٹپکنے لگی) اور میں نے آپ ﷺ کی ناک اور پیشانی پر کیچڑ کا نشان دیکھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلما كان صبيحة عشرين".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۷۳، ومر الحديث ص۹۲، وص۱۱۲، وص۱۱۵، وص۲۷۰، وص۲۷۱، ويأتي ص۲۷۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اعتکاف کرنے والا اپنے معتکف (اعتکاف کی جگہ) سے باہر آجائے اور اپنا کچھ سامان گھر بھیج دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ (۲) یا جس نے صرف رات کے اعتکاف کی نیت کی ہو وہ صبح کو باہر نکل سکتا ہے جیسا کہ باب سابق میں گذر چکا۔

﴿ بابٌ ۱۲۷۴ الاِعْتِكافِ في شَوَّالٍ ﴾

شوال میں اعتکاف کرنے کا بیان

۱۹۲۲﴿ حَدَّثَنا محمَّدٌ اَخبرَنا محمَّدُ بنُ فُضَيلِ بنِ غَزْوَانَ عن يَحْيَى بنِ سَعِيْدٍ عن عَمْرَةَ بنتِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن عائِشَةَ قالتْ كانَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يَعْتَكِفُ في كلِّ رَمَضَانَ فإذا صَلَّى الغَدَاةَ دَخلَ مَكَانَهُ الَّذِي اعتَكَفَ فِيهِ قال فَاسْتَاذَنَتْهُ عَائِشَةُ اَنْ تَعتكِفَ فاذِنَ لَهَا فضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً فَسمِعتْ بِهَا حَفصَةُ فضَرَبَتْ قبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فضَرَبَتْ قُبَّةً اُخرٰى فلمَّا انصَرَفَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم مِنَ الغَدَاةِ اَبصَرَ اَربَعَ قِبَابٍ فقال ما هذا فأُخبِرَ خَبَرَهُنَّ فقال مَا حَمَلَهُنَّ عَلى هذا آلبِرُّ انزِعُوهَا فلا اَرَاهَا فنُزِعَتْ فلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ حتى اعتَكَفَ في آخِرِ العَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے جب آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اعتکاف کی جگہ میں چلے جاتے راوی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے بھی آپ ﷺ سے اعتکاف کرنے کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے عائشہؓ کو اجازت دی چنانچہ حضرت عائشہؓ نے وہاں ایک خیمہ لگایا یہ سن کر حضرت حفصہؓ نے ایک خیمہ لگایا اور حضرت زینبؓ نے جو سنا تو انہوں نے بھی ایک خیمہ کھڑا کرلیا پھر جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر لوٹے تو چار خیمے دیکھے تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ سے ان کا حال بیان

کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان سب نے ثواب کی نیت سے یہ نہیں کیا ہے (بلکہ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی میں کیا) ان خیموں کو اکھیڑ ڈالو میں ان کو اچھا نہیں سمجھتا چنانچہ وہ خیمے اکھیڑ دیئے گئے پھر آپ ﷺ نے رمضان میں اس سال اعتکاف نہیں کیا یہاں تک کہ شوال کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اعتكف في آخر العشر من شوال".

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۷۳ تا ۲۷۴ و مر الحديث ص ۲۷۲۔

مقصدہ | حضور اقدس ﷺ کا شوال میں اعتکاف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نوافل معتادہ اذا فاتت تقضى استحباباً واستدل به المالكية على وجوب قضاء العمل لمن شرع فيه ثم ابطل "یعنی قضا واجب ہے یہی حنفیہ کہتے ہیں کہ لا تبطلوا اعمالكم کے پیش نظر شروع کرنے کے بعد باطل کرنے پر قضا واجب ہے۔ تفصیل گذر چکی ہے نیز اس حدیث کا حاصل یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب یہ دیکھا کہ سارے ازواج مطہرات نے اگر اپنے اپنے خیمے لگائے تو نمازیوں کے لئے مسجد تنگ ہو جائے گی اس لئے آپ ﷺ نے سارے خیمے اکھاڑ دیئے اور اس سال رمضان میں اعتکاف چھوڑ کر شوال میں اس کی قضا کی۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ ۱۲۷۴ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَى الْمُعْتَكِفِ صَوْمًا ﴾

جن لوگوں نے اعتکاف کے لئے معتکف پر روزہ لازم (ضروری) نہیں سمجھا

(مطلب یہ ہے کہ نفل اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے کیونکہ نفلی اعتکاف کے لئے کوئی وقت محدود ومقرر نہیں، گھنٹہ دو گھنٹہ کی نیت کر کے مسجد میں بیٹھ سکتا ہے، نیز اگر صرف رات بھر کے اعتکاف کی نیت کرے جیسا کہ حدیث باب سے ظاہر ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے روزے کی قید نہیں لگائی صرف "اوف بنذرك" فرمایا۔ لیکن واضح رہے اعتکاف منذور اور اعتکاف مسنون یعنی رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف جو سنت مؤکدہ کفایہ ہے ان دونوں اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے کما مرّ۔

۱۹۲۳﴿ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عبدِ اللّٰهِ عن اَخِيْهِ عن سُلَيْمَانَ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ عن عُمَرَ بْنِ الخطَّابِ اَنَّهُ قال يا رسولَ اللّٰهِ اِنِّي نَذَرْتُ فِي الجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي المَسْجِدِ الحَرَامِ فقال لهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَوْفِ بِنَذْرِكَ فاعْتَكِفْ لَيْلَةً ﴾

ترجمہ | حضرت عمر بن الخطاب ؓ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں منت مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا اپنی منت پوری

کر لے چنانچہ انہوں نے ایک رات بھر اعتکاف کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اوف بنذرك" فاعتكف ليلة حيث امره النبی صلى الله عليه وسلم بوفاء ولم يامره بصوم.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۷۴، مر الحديث ص۲۷۲، ياتی ص ۴۴۵، وص ۶۱۸، وص ۹۹۱۔

مقصد چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا اس لئے امام بخاریؒ نے کوئی حکم واضح نہیں کیا۔ مالکیہ وحنفیہ کے نزدیک اعتکاف منذور میں روزہ شرط ہے مگر صرف رات کے لئے اگر اعتکاف کی نیت ہو تو روزہ شرط نہیں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ اوپر باب کے تحت تفصیل گذر چکی ہے۔

﴿بابٌ ۱۲۷۵ اِذا نَذَرَ فی الجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ اَسْلَمَ﴾

اگر کسی نے زمانہ جاہلیت (کفر) میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی پھر مسلمان ہو گیا

(یہاں اذا کا جواب محذوف ہے تقدیر عبارت ہوگی هل يلزمه الوفاء بذلك ام لا)

۱۹۲۴﴿ حَدَّثَنا عُبَيْدُ بْنُ اِسْماعِيلَ حَدَّثَنا اَبُو اُسَامَةَ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رضى الله عنه نَذَرَ فِي الجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَعْتَكِفَ فی المَسْجِدِ الحَرَامِ قال اُرَاهُ قال لَيْلَةً فقال لهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَوْفِ بِنَذْرِكَ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے زمانہ جاہلیت میں مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی منت مانی امام بخاریؒ نے یا ان کے شیخ عبید بن اسماعیل نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ ایک رات بھر کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اپنی منت پوری کر لے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان عمرؓ نذر فی الجاهلية ان يعتكف فی المسجد الحرام ثم اسلم بعد ذلك فلما ذكر للنبی صلى الله عليه وسلم قال له "اوف بنذرك".

تعدد موضعہ والحديث هنا ص۲۷۴، مر الحديث ص۲۷۲، وياتی فی ص ۴۴۵، وص ۶۱۸، وص ۹۹۱۔

مقصد مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں بیان کیا جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا حکم استحبابا تھا، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک چونکہ حالت کفر کی نذر صحیح ہو جاتی ہے اس لئے مسلمان ہونے کے بعد بھی نذر کو پورا کرنا واجب ہے یعنی اوف بنذرك کا حکم وجوبی تھا۔

﴿ بَابٌ ۱۲۷۶ الِاعْتِكَافِ فِي العَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ ﴾

رمضان کے عشرہ وسطیٰ (درمیانی عشرہ) میں اعتکاف کرنا

۱۹۲۵﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ عن اَبِى حَصِيْنٍ عن اَبِى صالِحٍ عنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قال كانَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم يَعْتَكِفُ فى كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ فلمَّا كانَ العَامُ الَّذِى قُبِضَ فِيْهِ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يومًا ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے تھے پھر جب وہ سال آیا جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "عشرين يوماً" لان فيه العشر الاوسط. (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۲۷۴، ويأتى الحديث ص ۸۴۸۔

مقصد | مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے رمضان کا عشرہ اخیرہ (۲۱ تا ہلال عید) ضروری نہیں اگرچہ آخری عشرہ میں اعتکاف افضل ہے۔ (عمدہ، فتح)

﴿ بَابٌ ۱۲۷۷ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ بَدَا لَهُ اَنْ يَخْرُجَ ﴾

جس نے اعتکاف کرنے کا ارادہ کیا پھر اعتکاف چھوڑنے کا یعنی نہ کرنے کا خیال ہوا

(یعنی صرف خیال ہوا ابھی اعتکاف شروع نہیں کیا پھر موقوف کردیا)

۱۹۲۶﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنا الْاَوْزَاعِىُّ حَدَّثَنِى يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَتْنِى عَمْرَةُ بِنْتُ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن عائِشَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم ذَكَرَ اَنْ يَعْتَكِفَ العَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِن رَمَضَانَ فاسْتَاذَنَتْهُ عائِشَةُ فاَذِنَ لها وَسَاَلَتْ حَفْصَةُ عائِشَةَ اَنْ تَسْتَاذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فلمَّا رَاَتْ ذٰلك زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ اَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِىَ لَهَا قالتْ وَكانَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم اِذَا صَلَّى انْصَرَفَ اِلٰى بِنَائِهٖ فَبَصُرَ بِالْاَبْنِيَةِ فقال مَا هٰذا قالوا بِنَاءُ عائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فقال رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم آلْبِرَّ اَرَدْنَ بِهٰذا

مَا اَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا اَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ ﴾

ترجمہ | ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے کا ذکر فرمایا تو عائشہؓ نے آپ ﷺ سے اجازت مانگی آپ ﷺ نے عائشہؓ کو اجازت دی اور حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ مجھے بھی اجازت دلا دو انہوں نے اجازت دلا دی پھر جب ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا چنانچہ ان کے لئے خیمہ لگا دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کا قاعدہ تھا کہ آپ ﷺ جب (صبح کی) نماز پڑھ لیتے تو اپنے خیمہ میں چلے جاتے جب آپ ﷺ نے بہت خیمے دیکھے تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ (کن کے خیمے ہیں) لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ کے خیمے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ان سب کی نیت ثواب کی ہے؟ میں تو اب اعتکاف نہیں کروں گا چنانچہ آپ ﷺ واپس لوٹ گئے پھر جب عیدالفطر ہوئی تو آپ ﷺ نے شوال میں اعتکاف کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم ذكر ان يعتكف ثم بدا له من جهة ابنية نسائه فرجع ولم يعتكف.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۲۷۴، ومر الحديث ص ۲۷۲، وص ۲۷۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے اعتکاف کا صرف ارادہ کیا مگر اعتکاف شروع نہیں کیا تو موقوف کر سکتا ہے۔ البتہ شروع کرنے کے بعد اتمام لازم ہوگا اختلاف گذر چکا ہے

(۲) اعتکاف کے وقت میں بھی اختلاف ہے کہ اس کا وقت کب ہے؟ جمہور ائمہ کے نزدیک غروب آفتاب ہے امام اوزاعیؒ کے نزدیک نماز صبح کے بعد ہے امام بخاریؒ کا رجحان و میلان بھی اسی طرف ہے۔

﴿ بَابٌ (۱۲۷۸) الْمُعْتَكِفِ يُدْخِلُ رَاسَهُ الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ ﴾

اعتکاف کرنیوالا اگر اپنا سر (مسجد سے باہر) دھونے کیلئے حجرے میں داخل کرے؟

(یعنی جائز ہے اس سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا)

۱۹۲۷ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ حَدَّثَنَا هشامُ بنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ اَنَّها كَانَتْ تُرَجِّلُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم وَهِيَ حائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ في المَسْجِدِ وَهِيَ في حُجْرَتِها يُنَاوِلُهَا رَاسَه ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے سر میں کنگھی کرتیں اور حیض میں ہوتیں اور

آنحضرت ﷺ مسجد میں معتکف ہوتے اور حضرت عائشہؓ اپنے حجرے میں ہوتیں اور آپ ﷺ اپنا سر بڑھا دیتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة.

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۲۷۴، مر الحديث ص ۴۳، وص ۴۴، وص ۲۷۱ ویاتی ص ۸۷۸۔

مقصد اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صرف سر کے باہر نکالنے سے یا ہاتھ نکالنے سے خروج عن المسجد نہیں لازم آئے گا جب تک کہ قدمین مسجد کے اندر ہیں۔

کمل بعون الله جل ذکره الجزء الخامس من نصر الباری شرح صحیح البخاری ویتلوه ان شاء الله الجزء السادس ومطلعه کتاب البیوع، نسال الله عز وجل التوفیق لاتمامه انه علی مایشاء قدیر وبالاجابة جدیر.

محمد عثمان غنی بیگوسرائے



فہرست مضامین نصر الباری جلد پنجم

کتاب صلوۃ التراویح

ابواب الاعتکاف